نور العارفین، سراج السالکین حضرت سید شاہ ابو الحسین احمد نوری مارہروی قدس سرہٗ
کے مفصل حالات طیبات

تذکرۂ نوری

تصنیف

مولانا غلام شبر قادری بدایونی

ترتیب و تقدیم

اسید الحق قادری بدایونی

اکابر ومشائخ خانوادۂ برکاتیہ
بالخصوص نورالعارفین تاجدار مارہرہ حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی قدس سرہٗ
کے حالات طیبات

تذکرۂ نوری

یعنی

مدائح حضور نور
۱۳۳۳ھ

ملقب بہ

تنویر العین من کنز مدائح السید ابی الحسین
۱۳۳۴ھ

مؤلف
قاضی غلام شبّر قادری بدایونی

مرتب
اسید الحق قادری

انتساب

ان دو عظیم شخصیتوں کے نام
جن کی حسنِ تربیت، نگاہ عنایت، دعاؤں اور توجہات روحانی نے
ابوالحسین احمد نوری
کو
نور العارفین، سراج السالکین اور تاجدار مارہرہ بنا دیا
یعنی
صاحبِ تذکرہ کے مرشد، مربی اور جد محترم
خاتم الاکابر حضرت سیدنا **شاہ آل رسول احمدی** مارہروی قدس سرہ
اور
آپ کی جدۂ ماجدہ، اہلیہ محترمہ خاتم الاکابر
رابعہ عصر **سیدہ نثار فاطمہ** رحمۃ اللہ علیہا
کے نام

نیاز مند موروثی
اسید الحق قادری

عرض ناشر

تاج الفحول اکیڈمی خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف کا ایک ذیلی ادارہ ہے، جو تاجدار اہل سنت حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری (زیب سجادہ خانقاہ قادریہ بدایوں شریف) کی سرپرستی اور صاحبزادۂ گرامی مولانا اسید الحق قادری بدایونی (ولی عہد خانقاہ قادریہ، بدایوں) کی نگرانی اور قیادت میں عزم محکم اور عمل پیہم کے ساتھ تحقیق، تصنیف، ترجمہ اور نشر و اشاعت کے میدان میں سرگرم عمل ہے۔ اکیڈمی کے زیر اہتمام عربی، اردو، ہندی، انگلش، گجراتی اور مراٹھی زبانوں میں تقریباً ۱۰۰ رکتابیں منظر عام پر آچکی ہیں اور نشر و اشاعت کا یہ سلسلہ جاری ہے۔

تاج الفحول اکیڈمی کے منصوبے میں یہ بات ابتدا ہی سے شامل تھی کہ خانوادۂ قادریہ بدایوں شریف کے اکابر وعلما کی تصانیف کے علاوہ اپنے دیگر اکابر ومشائخ کی عظیم شخصیات، ان کے علوم ومعارف اور ان کی حیات وخدمات پر بھی تصنیفی واشاعتی کام کیا جائے۔ اس سلسلے میں اکیڈمی نے اکابر خانوادۂ برکاتیہ مارہرہ شریف کی تصانیف اور ان کی سیرت وسوانح پر بعض اہم کتابوں کی اشاعت کا منصوبہ بنایا تھا۔ بفضلہ تعالیٰ اکیڈمی اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنا رہی ہے۔ سب سے پہلے حضرت نورالعارفین سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہ کی کتاب تحقیق التراویح کی اشاعت عمل میں آئی۔ اب اکابر مارہرہ مقدسہ بالخصوص نورالعارفین حضور سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہ کے حالات وسوانح پر مشتمل کتاب تذکرۂ نوری پیش کی جارہی ہے۔ اس کتاب کی اشاعت '**عرس نوری**' مارہرہ شریف (منعقدہ ۱۱ر رجب ۱۴۳۴ھ/ ۲۲ر مئی ۲۰۱۳ء) کے مبارک موقع پر ہورہی ہے۔ تاج الفحول اکیڈمی زائرین عرس نوری کی خدمت یہ تحفہ پیش کرتے ہوئے مسرت محسوس کررہی ہے۔

رب قدیر ومقتدر سے دعا ہے کہ اکیڈمی کی خدمات قبول فرمائے، ہمیں زیادہ سے زیادہ دینی خدمات کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہمارے اشاعتی منصوبوں کی تکمیل میں آسانیاں پیدا فرمائے۔

محمد عبدالقیوم قادری
جنرل سیکریٹری تاج الفحول اکیڈمی
خادم خانقاہ قادریہ بدایوں

فہرست مشمولات

عنوان **صفحہ**

باب اوّل

ولادت و تعلیم و تربیت

باب دوم
تقسیم اوقات وریاضات

باب سوم
اخلاق شریف وحمایت شریعت واتباع طریقت کے بیان میں

باب چہارم
ذکر قناعت وسخاوت وعطاوایثار

باب پنجم
ذکر تعظیم وتکریم اساتذہ ومشائخ وسادات وعلماورؤسا

باب ششم
حضور اقدس قدس سرہٗ کی تصنیف وتالیف
216........224

باب ہفتم
علوم دعوت وتکسیر وتعبیر خواب کے بیان میں
225........229

باب ہشتم
حضور اقدس قدس سرہٗ کے تصرفات وحکومت
230........237

باب نہم
حضور کا رعب وسطوت، ستر حال، عفو وصبر، استقامت ومعاشرت
238........244

باب دہم
ذکر خلفائے حضور اقدس واسمائے بعض مریدین
245........260

باب یازدہم

حضور اقدس قدس سرہٗ کے خوارق عادات

261........273

خاتمہ

274........283

حالات مؤلف

284........299

☆☆☆

تقریظ

شرف ملت حضرت سید محمد اشرف قادری

خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف

خانقاہِ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کے مرشدوں اوران کے سلسلہ داروں کے بارے میں جہاں کہیں بھی پڑھتا ہوں کسی اور زمانے میں پہنچ جاتا ہوں۔ یہ کتاب 'تذکرۂ نوری' بھی اسی نورانی سلسلے کی ایک تابناک کڑی ہے، جو آج سے تقریباً ایک صدی قبل بھی چھپ کر مقبول ہوئی تھی اور اِس کا یہ نیا روپ بھی اصحابِ دل کو مزید مائل کرے گا۔

خانوادۂ برکات اور خانقاہِ عالیہ برکاتیہ کو قدرت نے ایک ایسی نعمت عطا کی ہے جس کا اصحابِ خاندان جتنا شکر ادا کریں کم ہوگا اور وہ نعمت یہ ہے کہ اِس خاندان کے مرشدوں نے اپنے سلسلہ داروں اور خلفا سے جتنی محبت کی ہے اُنہوں نے بھی جواب میں عقیدت و جاں نثاری میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ یہ جذبے ہر دو طرف سے تسلسل اور تواتر کے ساتھ قدیم سے اب تک کسی نہ کسی روپ میں جلوہ دکھاتے رہے ہیں۔ الحمدللہ۔

مرشد اپنے گھر کے بچوں کو اپنے چاہنے والے خلفا کے مدرسے میں علم کے حصول کے لیے بھیج رہے ہیں اور کبھی یوں بھی ہوا کہ مرشد نے اپنے مجاز و ماذون سے فرمایا کہ'' ہمارے اِس صاحبزادے کو خلافت عطا کر دو''، عاشق صادق خلیفہ نے عرض کیا ''جو حکم ہو' بات ختم ہوگئی۔

نہیں مَیں نے غلط لکھا ہے، بات تو اِس بات سے شروع ہوئی ہے۔ باہم محبت و احترام کی بات، دل جوئی و دل داری کی بات، عظمت شناسی اور عزت افزائی کی بات، من تو شدم تو من شدی کی بات۔ نہ مرشد کو کسی تنقیص کا کھٹکا، نہ مرید کو کسی تفاخر بے جا کا احساس۔ مرشد کو کسی تنقیص کا کھٹکا ہوتا بھی کیوں؟ اپنے مرید و خلیفہ کی تکمیل باطنی میں کوئی کمی کی ہوتی تب تو کوئی احتمال رہتا۔ مرید کو کسی بے جا تفاخر کا احساس کیوں ہوتا کہ وہیں سے تو جھولی بھر بھر کر نعمتیں پائی تھیں اور جب

حکم ہوا تو اپنے خوان میں سجا کر مرشد زادوں کو پیش کر دیں۔

مارہرہ مطہرہ سے نعمتوں کا یہ سلسلہ شمس مارہرہ کے وقت میں بدایوں شریف گیا اور حضرت خاتم الاکابر کے وقت میں بریلی شریف پہنچا اور کچھ بعد میں حضرت اشرفی میاں نانا کے حوالے سے کچھوچھہ مقدسہ پہنچا۔

بدایوں کا ''مولوی''، یعنی حضرت عین الحق عبدالمجید جب بیعت ہوئے اور مرشد کے ہاتھوں جب دل کا سچا سودا کر لیا تو اس کے بعد کسی بازار کا رخ نہ کیا۔ بازار تو ایک طرف پھر تو اپنے گھر جانے پر بھی راضی نہ ہوتے تھے، البتہ جب ان کی متاہلانہ زندگی شروع ہوئی تب شمس مارہرہ نے انہیں حکماً گھر جانے کو کہا۔

بریلی سے بائیس برس کا نوجوان اپنے محترم والد کے ساتھ مارہرہ مطہرہ کی چوکھٹ پر آیا تو مریدی اور خلافت کے ساتھ علم و روحانیت کی دولت دے کر رخصت کیا گیا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کو دین کی عظیم خدمت کرنے کی روحانی طاقت اسی پہلے لمس سے حاصل ہوئی ہوگی جب مرید اپنا ہاتھ اپنے مرشد کے ہاتھ میں پہلی بار دیتا ہے۔

حضرت اشرفی میاں نانا مارہرہ تشریف لاتے ہیں اور گزارش فرماتے ہیں کہ مجھے آپ کے خاندان کی کچھ مخصوص اجازتوں کی طلب ہے، مرشد نے فرمایا ''ابھی وقت آنے دو''۔ اشرفی نانا ملول ہو کر رخصت ہوتے ہیں، مرشد کو یہ کہاں گوارا تھا۔ مولانا روم یاد آ گئے ہوں گے ع

تو برائے وصل کردن آمدی

پیغام بھیج کر واپس بلایا، کہا ''آؤ تمہارے لیے ہم روحانی تحفے سجائے منتظر ہیں''۔ اشرفی میاں نانا آئے اور اپنا حصہ لے کر سرشار واپس گئے۔ حضرت اشرفی میاں نانا کا یہ سفر مارہرہ اور کچھوچھہ دونوں خانوادوں کے رشتے کی استواری کی بنیاد کا مضبوط پتھر تھا۔

صاحب البرکات کے گھرانے نے علم و اہل علم اور طریقت و اہل طریقت کو جوڑنے اور جوڑے رکھنے کا حسین و جمیل قرینہ وضع کیا تھا جس کے نتیجے میں دنیا نے دیکھا کہ اِس خانقاہ کے عظیم خلفا کے ہاتھوں پر ایک عالم نے دل کا سودا کر رکھا ہے۔ یہ حضرات بلاتشبیہ مجسم سونا تھے، نسبت ملی تو کندن بن گئے اور جب محبت و عقیدت بڑھی تو پارس بن گئے کہ جس کو چھو لیں وہ سونا بن جائے۔

بعد کے بزرگوں میں نور العارفین حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری ملقب بہ میاں صاحب قبلہ کی ذات ایسی مرجع خلائق تھی اور شخصیت میں ایسی مقناطیسی کشش تھی کہ جسے دیکھیے ان کے پاس کھنچا چلا آرہا ہے ع

وہ مردِ درویش جس کو حق نے دیے ہیں اندازِ خسروانہ

زیرِ نظر کتاب اُنہیں صاحبِ نور کی سیرت کے کچھ نورانی گوشے پیش کرتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ خانوادے کے بزرگانِ کبیر کا مجمل ذکر بھی سلسلہ بہ سلسلہ ملتا ہے۔

مارہرہ مطہرہ اور بدایوں شریف کے بزرگوں کے حوالے سے جو مخصوص روایات اس کتاب میں ملتی ہیں ان کو مرشد گرامی تاج العلما حضرت سید شاہ اولادِ رسول محمد میاں نے بھی اپنی تاریخی کتاب 'تاریخ خاندان برکات' (مطبوعہ ۱۹۲۷ء) میں مختصراً لکھا ہے اور مَیں نے اپنے بزرگوں کی زبانی بھی سنا ہے۔ جب یہ بات تصور میں رکھ کر 'تذکرۂ نوری' پڑھتا ہوں تو 'تذکرۂ نوری' کے استناد کا وزن پہلے سے بھی زیادہ معلوم ہوتا ہے۔

'تذکرۂ نوری' (مدائح حضور نور) میں مولانا قاضی غلام شبر صاحب نے جس تفحص، ترتیب اور تاکید کے ساتھ خانوادۂ برکات کا اجمالی اور اس خاندان کے گُل سر سبد حضرت نوری میاں صاحب قبلہ کا تفصیلی ذکر کیا ہے وہ پہلے بھی اہل دل واہل نظر سے داد لے چکا ہے اور اِس اشاعت جدیدہ میں مزید قابل تحسین ہو گیا ہے کہ اسے بنانے سنوارنے کا کام عزیز گرامی قدر مولانا اسید الحق قادری کے اُن ہاتھوں سے ہوا ہے جو باتوں اور معاملات کو الجھاتے نہیں بلکہ پیچ در پیچ معاملات کو سلجھانا اپنی خاندانی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ وہ فتنوں اور فتنہ پروروں سے دور ونفور ہیں اور خالص علمی اندازِ تحقیق کے تحت کتب ہائے قدیمہ کو دل پذیر اور عقدہ کشا حواشی اور دیگر معلومات کے اضافوں کے ساتھ منظر عام پر لا رہے ہیں۔ یہ کام ان کے ہاتھوں تواتر کے ساتھ ہو رہا ہے اور اس طرح اپنے علمی خانوادے اور خانقاہ کی نشاۃ ثانیہ کے کام میں اپنے والد گرامی کی سرپرستی میں ہمہ وقت مصروف ہیں۔

ان کا اندازِ تحریر اور متن ایسا ہوتا ہے کہ ان کے لکھے سے کسی اپنے کو جراحت نہیں پہنچتی۔ میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ تحریری فتنوں کی سرکوبی میں اِس نوجوان عالم دین اور معروف وقدیم خانقاہ کے فردِ متین نے قلم کا ہتھیار بھی استعمال کیا ہے اور مومنانہ فراست کے پیشِ نظر خاموشی کا

انداز بھی اختیار کیا ہے۔

کچھ نہ کہنا بھی اک انداز بیاں ہوتا ہے

مرشدانِ مارہرہ کی دعائیں اورخوداُن کے بزرگوں کی بڑائی ان کے ساتھ رہتی ہے، جوانہیں بار بار ترغیب دیتی ہے کہ کھوئے ہوئے سروں کو تلاش کرو،ٹوٹے ہوئے رشتوں کو جوڑو، پرانے زخموں کی نمائش نہ کروان پرصبر کا ٹھنڈا ٹھنڈا مرحم رکھوتا کہ قافلہ سواداعظم کی دراڑیں ختم ہوں اور سواداعظم کا ہرفرد یہ محسوس کرے کہ وہ آپس میں ایسے شیروشکر ہیں جیسے بدن کے مختلف اعضا آپس میں وابستہ ہوتے ہیں۔تا کہ سواداعظم کا روحانی، علمی اورسماجی سفرایک نئی امنگ،نئی امیداورایک نئی تیاری کے ساتھ ایسے راستے پر گامزن ہوجس کی منزل اہل سنت و جماعت کی عظمت رفتہ کی بازیابی ہو۔

اِس فقیر برکاتی کی دعا ہے کہ اللہ رب العزت اِس کتاب کی اشاعت جدیدکومقبول تر بنائے اور ہرخاص وعام کواس کا فیض پہنچائے۔آمین

سیدمحمداشرف قادری برکاتی

ابتدائیہ

تاج الفحول اکیڈمی بدایوں شریف نے ۴؍برس قبل تحریک اسلاف شناسی کے تحت اکابرو اسلاف کی تصانیف اوران کی سیرت وسوانح پر مشتمل قدیم ونایاب کتابوں کی اشاعت کا ایک منظّم اور جامع منصوبہ ترتیب دیا تھا، یہ منصوبہ کامیابی کے ساتھ روبعمل ہے جس کے تحت اِن چار برسوں میں متعدد اہم اور مفید کتابیں شائع کی جاچکی ہیں اور کئی کتابیں ترتیب وتدوین اور کتابت و طباعت کے مختلف مراحل میں ہیں۔

والدگرامی حضرت شیخ عبدالحمید سالم القادری (زیب سجادۂ خانقاہ قادریہ بدایوں شریف) نے فرمایا کہ ''جب مدرسہ قادریہ سے اسلاف شناسی کی تحریک کا آغاز کیا گیا ہے تو ہمارے حضرات مشائخ مارہرہ پر بھی کام ہونا چاہیے، یہ مدرسہ قادریہ کا حق ہے''۔حضرت کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے چند ماہ قبل نورالعارفین حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہ کی عربی تالیف ''تحقیق التراویح'' کا اردو ترجمہ تاج الفحول اکیڈمی نے شائع کیا جس کی علمی حلقوں میں پذیرائی کی گئی۔

حضرت صاحب سجادہ کے حکم کے مطابق اب اکابر و مشائخ مارہرہ مطہرہ بالخصوص نور العارفین سراج السالکین حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی علیہم الرحمہ کے حالات و سوانح پر مشتمل ایک صدی پرانی نایاب کتاب 'مدائح حضور نور' اہل علم اور ارباب ذوق کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔

زیرنظر کتاب صاحبِ تذکرہ حضرت نورالعارفین کے مرید وخادم، محرم اسرار، معتمد علیہ اور خلیفہ مجاز مولانا قاضی غلام شبر قادری بدایونی نے ۳۴-۱۳۳۳ھ میں تالیف کی تھی۔کتاب اس جہت سے ایک تاریخی اہمیت رکھتی ہے کہ اِس میں جو واقعات وحالات درج کیے گئے ہیں ان میں زیادہ تر مصنف کے اپنے چشم دید ہیں یا صاحبِ تذکرہ حضرت نورالعارفین کی زبان مبارک سے سنے ہوئے ہیں یا پھر ایسے ثقہ حضرات کی روایت پر مبنی ہیں جو واقعے کے عینی گواہ ہیں۔

مؤلف تذکرہ نوری:

مؤلف کتاب قاضی غلام شبر قادری نوری ابن غلام حیدر قادری بدایوں کے ایک معزز صدیقی خاندان کے فرد تھے۔آپ کی ولادت ۲۹؍رمضان ۱۲۷۵ھ/ ۱۸۵۹ء میں بمقام سہارنپور ہوئی ، جہاں آپ کے والد ملازم تھے۔ابتدائی تعلیم مدرسہ قادریہ میں حضرت تاج الفحول مولانا عبدالقادر بدایونی قدس سرہ اور دیگر اساتذۂ مدرسہ سے حاصل کی،متوسطات کی تکمیل تلمیذ تاج الفحول مولانا حافظ خورشید حسن صدیقی بدایونی سے کی۔

قاضی صاحب کا گھرانہ دوصدیوں سے خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کے مخصوص ارادت مندوں اورخدام میں شامل رہاہے۔قاضی غلام شبر قادری کے پردادا قاضی غلام چشتی حضرت اسد العارفین سیدنا شاہ حمزہ مارہروی قدس سرہ سے بیعت تھے،قاضی صاحب کے دادا قاضی امام بخش قادری آل احمدی شمس مارہرہ حضور اچھے میاں مارہروی قدس سرہٗ کے مرید وخلیفہ تھے۔قاضی صاحب کے چچا حکیم غلام صفدر صدیقی ، بڑے بھائی قاضی غلام قنبر صدیقی اورعم زاد بھائی مولوی اعجاز احمد صدیقی حضرت خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ کے دامن کرم سے وابستہ تھے ، آخر الذکر دونوں حضرات کونورالعارفین حضرت میاں صاحب قبلہ قدس سرہٗ سے اجازت حاصل تھی۔قاضی صاحب کے برادراصغر مولوی غلام سادات صدیقی اور بھتیجے مولوی غلام حسنین صدیقی کوحضورنورالعارفین سے شرف بیعت حاصل تھا،آخرالذکرحضرت کے خادم خاص تھے ، سفر وحضر میں حضرت نورالعارفین قدس سرہٗ کے ساتھ رہتے ،آپ نے ان کواجازت و خلافت سے بھی نوازااور ''مجمع البحرین مولوی غلام حسنین'' کے لقب سے سرفراز فرمایا۔خودقاضی غلام شبر قادری حضرت نورالعارفین میاں صاحب قبلہ قدس سرہٗ کے دامن کرم سے وابستہ تھے۔ پیر کے عاشق صادق اور سچے عقیدت مند تھے،جس کااظہار کتاب کی ہر سطر سے ہورہاہے۔حضرت میاں صاحب قبلہ کی بھی آپ پر خصوصی نگاہ التفات تھی ، جس کے نتیجے میں آپ کواجازت و خلافت اورمخصوص انعامات سے سرفراز کیا گیا۔

ہمارے خاندان عثمانی سے قاضی صاحب کے کئی رشتے تھے،جن میں دو بہت قریبی ہیں۔ایک یہ کہ قاضی غلام شبر کی پھوپھی حضور سیف اللہ المسلول کے عقد میں آئیں،اس رشتے سے حضرت سیف اللہ المسلول قاضی صاحب کے پھوپھااورحضرت تاج الفحول پھوپھی زاد بھائی ہوتے ہیں۔

دوسرا رشتہ یہ کہ قاضی غلام شبر قادری کی صاحبزادی میرے دادا حضرت عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر قادری کے عقد میں آئیں جن سے عم مکرم مولانا عبدالہادی قادری اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں۔

زیر نظر کتاب 'مدائح حضور نور' کے علاوہ بھی قاضی صاحب نے کتابوں کی تصنیف، ترتیب اور ترجمے کا کام کیا ہے۔ ان میں 'سکینہ فی اخبار سلطان المدینہ' (دو جلد) 'جامع انساب شرفائے نجیب الطرفین بدایوں' (غیر مطبوعہ) اور رسالہ تنبیہ الاشرار وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ اپنے پیر و مرشد کی کتاب 'سراج العوارف فی الوصایا والمعارف' (فارسی) کا اردو ترجمہ 'سیر العارف بسراج المعارف' کے نام سے کیا۔ یہ ترجمہ 'آثار برکاتیہ' کے نام سے ملقب ہے، کراچی (پاکستان) سے ۱۹۸۳ء میں شائع ہو چکا ہے۔

قاضی صاحب کو شعر و سخن کا بھی ذوق تھا، اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں طبع آزمائی کی ہے، تخلص حسؔرت فرماتے تھے۔ زیر نظر کتاب میں ان کی شاعری کے نمونے جا بجا دیکھے جا سکتے ہیں۔

۱۳۴۶ھ/ ۱۹۲۷ء میں وفات ہوئی۔ مولوی نوشؔہ عباسی بدایونی نے قطعہ تاریخ وفات کہا:

شد ز دنیا غلام شبر حیف
زاہد و متقی و مرد خدا
بہر سال وفاتش اے نوشؔہ
غـفـر الـلّـہ شد زغیب القا
۱۳۴۶ھ

تذکرۂ نوری:

کتاب کا اصل نام ''مدائحِ حضورِ نور'' ہے، اس سے سنہ ۱۳۳۳ھ برآمد ہوتا ہے، اس کا دوسرا نام ''تنویر العین من کنز مدائح السید ابی الحسین'' ہے، جس کے اعداد ۱۳۳۴ھ ہوتے ہیں۔ اس سے خیال ہوتا ہے کہ ۱۳۳۳ھ آغاز تالیف اور ۱۳۳۴ھ تکمیل و طباعت کا سنہ ہے۔

کتاب آج سے ایک صدی قبل دو حصوں میں امیر الاقبال پریس بدایوں سے شایع ہوئی تھی۔ پہلے حصے میں حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر صاحبِ تذکرہ حضرت نورالعارفین کے والد گرامی تک سلسلۂ اجداد و اسلاف کا تذکرہ ہے۔ دوسرا حصہ حضرت نور

العارفین کے حالات وسوانح حیات پر مشتمل ہے۔حصہ اول کتب خانہ قادری میں موجود ہے،امیر الاقبال پریس سے شائع شدہ دوسرا حصہ اب تک میری نظر سے نہیں گزرا۔

دوسرا حصہ پروفیسر ایوب قادری کی ترتیب وتقدیم اور مختصر حواشی اورعم مکرم حضرت عبدالمجید اقبال میاں قادری کے پیش لفظ کے ساتھ سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ لائل پور (پاکستان) سے ۱۹۶۸ء میں شایع ہوا تھا۔یہ نسخہ بھی کتب خانہ قادری میں موجود ہے۔

امیر الاقبال پریس والے نسخے کے سرورق پر کتاب کا نام خط طغریٰ میں 'مدائحِ حضورِ نور' لکھا تھا،جس کو غلطی سے پروفیسر ایوب قادری نے 'نور مدائحِ حضور' سمجھ لیا،انہیں کی اتباع میں بعض ''نامور اہل قلم وارباب تحقیق'' نے بھی کتاب کا نام 'نور مدائحِ حضور' لکھا ہے،جو بہر حال درست نہیں ہے۔پروفیسر ایوب قادری نے کتاب کا عرفی نام 'تذکرہ نوری' رکھا تھا،یہ نام مختصر اور زبان پر آسان ہے اس لیے ہم اِس اشاعت جدید کے لیے اسی کو اختیار کر رہے ہیں۔

کتاب کا ایک قلمی نسخہ برادر طریقت مکرمی ڈاکٹر مسعود حسن صدیقی (علی گڑھ) کے پاس ہے۔☆ ان کی عنایت سے اس قلمی نسخے کا عکس کتب خانۂ قادری میں موجود ہے۔یہ نسخہ خود مؤلف کتاب کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے،نہایت خوش خط ہے۔

کتاب کی زبان ایک صدی پرانی ہونے کے باوجود آسان،سادہ اور بے تکلف ہے۔اگر مصنف کے قلم،اسلوب اور مواد پر عقیدت ومحبت کا غلبہ ہو تو کسی کو شکایت یا تنقید بے جا کا حق نہیں ہے کیوں کہ جس مقصد،جس نیت،جس دل سے اور جس زمانے وماحول میں کتاب تالیف کی گئی ہے اس کا یہی تقاضا ہے۔

مدرسہ قادریہ اور برکات مارہرہ:

کتاب کا ایک پہلو جو ہم اہل بدایوں اور خادمان مدرسہ قادریہ کے لیے بڑی اہمیت رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ اس کتاب سے اکابر مارہرہ مطہرہ کی اُن خاص نوازشات،عنایات اور فیوض وبرکات پر روشنی پڑتی ہے جو اہل بدایوں اور خادمان مدرسہ قادریہ کا مخصوص حصہ ہے۔

جدی شاہ عین الحق عبدالمجید قادری بدایونی پر حضور شمس مارہرہ کی مخصوص نگاہ عنایت کا ذکر

☆ ڈاکٹر موصوف کی والدہ قاضی غلام قنبر (برادر قاضی غلام شبر) کی نواسی تھیں۔ڈاکٹر صاحب کے نانا قاضی غلام سجاد بسمل کے والد مولوی اعجاز احمد اور قاضی غلام شبر قادری عم زاد بھائی تھے۔

کرتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں:

بعد صاحبزادوں کے خلفا میں حضرت مولانا مولوی عبدالمجید عین الحق رحمۃ اللہ علیہ پر خاص نگاہ کرم تھی۔ ان کے والد ماجد مولانا عبدالحمید صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی مرید حضور تھے، لیکن مولانا [عین الحق عبدالمجید] رحمۃ اللہ علیہ بعد بیعت بیشتر خدمت اقدس میں حاضر رہتے، حکماً وطن جاتے۔ آپ بہت سے جواہر اسرار کے خزینہ دار اور امانتوں کے تحویل دار تھے۔ تکمیل باطنی اور سرمایہ دینی و دنیوی مولانا [عین الحق عبدالمجید] رحمۃ اللہ علیہ نے اسی سرکار سے پایا۔ 'شاہ عین الحق' کا معزز لقب 'افضل العبید مولانا عبدالمجید' کا امتیازی خطاب، پیر زادوں کی تعلیم کیسی بڑی اور بھاری نعمتیں تھیں۔ کتب خانۂ سرکار سے عمدہ عمدہ کتابیں منتخب فرما کر مدرسہ قادریہ کو (جو اُس وقت مدرسہ محمدیہ کہا جاتا تھا) مرحمت فرمائیں۔ (کتاب ہذا: ص:۹۲)

حضور خاتم الاکابر کے تذکرے میں لکھتے ہیں:

آپ کے خلف اکبر حضرت سید شاہ ظہور حسن رحمۃ اللہ علیہ نے جب سلوک ختم فرمالیا آپ نے حکم دیا کہ ''تمہارے گھر کی بڑی دولت مولانا عبدالمجید صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہے، جاؤ اُن سے اپنا حصہ لاؤ'' اور بدایوں کو روانہ فرمایا۔ (کتابِ ہذا: ص:۱۰۸)

حضرت خاتم الاکابر نے اپنے چھوٹے صاحبزادے کو بھی حضرت شاہ عین الحق سے حکماً اجازت و خلافت دلوائی، لکھتے ہیں:

چھوٹے صاحبزادے حضرت سید شاہ ظہور حسین چھٹو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک روز مَیں حضور والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوں، ارشاد فرمایا کہ ''ہمارا دل چاہتا تھا کہ تم کو بھائی عبدالمجید صاحب سے بھی اجازت لکھادیتے، وہ اِس گھر کے بڑے خزینہ دار ہیں''۔ (کتابِ ہذا: ص:۱۰۹)

اتفاقیہ طور پر حضرت شاہ عین الحق بھی اس وقت مارہرہ شریف پہنچ گئے، حضرت خاتم الاکابر نے فرمایا:

''بھائی! تم خوب آ گئے ہمارا دل تھا کہ چھٹو میاں کو تم سے اجازت دلا دیں''،

مولانا[عین الحق عبدالمجید] رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا ''جو حکم ہو'' اُسی وقت دوات قلم کاغذ منگا کر سند اجازت لکھ دی۔(کتابِ ہٰذا:ص:۱۰۹)

حضرت خاتم الاکابر کو مدرسہ قادریہ، اس کے اساتذہ اور اس کے نظام تعلیم و تربیت پر اس حد تک اعتماد تھا کہ اپنے نواسوں کو علم ظاہری کی تحصیل کے لیے مدرسہ قادریہ روانہ فرمایا:

صاحبزادگان سید حسین حیدر اور سید شاہ ظہور حیدر رحمۃ اللہ علیہ اپنے نواسوں کو تحصیل علم کے واسطے مدرسہ قادریہ میں بھیجا۔(کتابِ ہٰذا:ص:۱۰۹)

حضرت تاج الفحول کے علم پر اس درجہ اعتماد تھا کہ حضرت میاں صاحب قبلہ کو وصیت فرمائی کہ:

علوم ظاہر میں مولانا[عبدالقادر بدایونی] سے مشورہ رکھیے، ہم کو ان پر اعتماد ہے۔(کتابِ ہٰذا:ص:۲۱۳)

یہ اسی ارشاد خاتم الاکابر کا نتیجہ تھا کہ حضرت نورالعارفین کے بارے میں مصنف کتاب لکھتے ہیں:

علما میں جو خصوصیت و اعتماد حضرت مولانا مولوی عبدالقادر صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ پر تھا کسی دوسرے پر نہ تھا۔(کتابِ ہٰذا:ص:۲۱۳)

مزید لکھتے ہیں:

مسائل فقہ میں اکثر مولانا مولوی محمد عبدالقادر صاحب بدایونی معینی مجیدی آل احمدی رحمۃ اللہ علیہ سے تذکرہ و مشورت فرماتے اور بعد بیان حضرت مولانا[عبدالقادر بدایونی] رحمۃ اللہ علیہ کے رجوع بہ کتب نہ فرماتے، چوں کہ ان کے وسعتِ علم اور دیانت کی تعریف حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ سے سن چکے تھے ان پر پورا بھروسہ فرماتے۔(کتابِ ہٰذا:ص:۱۶۳)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

(حضرت خاتم الاکابر) حضور اقدس و انور مرشدی و مولائی حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ارشاد فرماتے:

''ہم بسبب کبر سن کتابیں بھول گئے ہیں، برخوردار مولوی عبدالقادر نبیرۂ مولانا عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہما کا علم تازہ ہے اور حاضر ہے، وہ ہمارا خاص گھر ہے اور ہم کو برخوردار موصوف کی دیانت و تقویٰ پر پورا اطمینان ہے، تم مسائل کلام و فقہ میں اُن

سے مشورہ کرلیا کرو‘‘۔ چناں چہ ہمارے حضور ہمیشہ مسائل میں مولانا [عبدالقادر بدایونی] سے مشورت رکھتے اور بغیر دکھائے مولانا [عبدالقادر بدایونی] کے کوئی تحریر شائع نہ فرماتے۔ (کتابِ ہٰذا: ص:۱۰۹)

کتابیں بھولنے کی بات تو محض کسر نفسی اور تواضع ہے مگر اس سے اس اعتماد کا اظہار ضرور ہوتا ہے جو آپ کو حضرت تاج الفحول پر تھا۔

حضرت نور العارفین کا یہ ارشاد بھی قابل ملاحظہ ہے:

ہمارے دور میں سنیت کی شناخت محبت مولانا عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہے ہرگز کوئی بدمذہب ان سے محبت نہ رکھے گا۔ (کتابِ ہٰذا: ص:۲۱۳)

یہ تو خادمان مدرسہ قادریہ پر خصوصی نوازشات تھیں، لیکن ان اکابر کی نوازشات وعنایات کا سلسلہ صرف یہیں پر ختم نہیں ہوتا بلکہ خانقاہ قادریہ بدایوں کے مریدین ومتوسلین پر بھی نظر عنایت کا ایک خاص انداز تھا، حضرت نور العارفین کے تذکرے میں مصنف لکھتے ہیں:

تمام متوسلانِ حضرت مولانا مولوی محمد عبدالمجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر خاص نظر کرم تھی۔ (کتابِ ہٰذا: ص:۲۱۴)

شمس مارہرہ حضور اچھے میاں قدس سرہٗ کے تذکرے کے ذیل میں لکھتے ہیں:

عام مخلوق پر نظر مہربانی وکرم تھی، لیکن خدام ومریدین پھر اُن میں خدام سکنائے بدایوں پر نوازش خاص تھی، ارشاد فرماتے ’’بدایوں ہماری جاگیر ہے یہ حضور غوثیت سے ہم کو عطا ہوا ہے‘‘۔ خدام میں بھی سکنائے بدایوں ایک امتیازی شان رکھتے تھے۔ خلفا میں بھی سرخیل جماعت حضراتِ بدایوں تھے۔ (کتابِ ہٰذا: ص:۸۹)

الحمدللہ یہ سلسلہ خیر وبرکت آج دوصدیوں بعد بھی قائم ہے، نہ ادھر عقیدت ومحبت، ادب واحترام اور جاں نثاری میں کمی آئی ہے اور نہ اُدھر سے لطف وکرم، بخشش وعطا اور نوازشات وعنایات کا سلسلہ موقوف ہوا ہے۔

اکمل التاریخ اور تذکرۂ نوری:

مصنفِ تذکرۂ نوری نے کتاب میں ایک سے زیادہ مقامات پر اکمل التاریخ کے مصنف مولانا ضیاء القادری بدایونی پر تعریضات کی ہیں، ان کو شکایت ہے کہ اکمل التاریخ کی ’’بعض

تحریریں مؤرخانہ اور معتقدانہ دونوں شانوں کے خلاف ہیں''، اکمل التاریخ میں'' تاجداران مارہرہ کی تنقیص'' کی گئی ہے''، '' حضرات مدرسہ قادریہ کا ان سے علو و ترفع'' ثابت کیا ہے اور'' مرشدزادوں اور سیدزادوں پرفخر'' ثابت کیا گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ان الزامات کے تفصیلی اور تحقیقی جائزے کا یہ موقع نہیں ہے، ان شاءاللہ اکمل التاریخ (اشاعت جدید) کے مقدمے میں اس پر گفتگو کی جائے گی۔ یہاں ہم صرف صاحبِ تذکرہ حضرت نورالعارفین قدس سرہ کی نسبت تلمذ کے سلسلے میں قاضی غلام شبر قادری کی شکایت پر کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔

مصنف کتاب کو مولانا ضیاءالقادری سے یہ شکایت ہے کہ انہوں نے حضرت نورالعارفین قدس سرہ کو'اکمل التاریخ' میں حضرت سیف اللہ المسلول کا شاگرد لکھ دیا ہے، نیز یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت میاں صاحب قبلہ قدس سرہٗ نے حضرت سیف اللہ المسلول سے تعلیم و تربیت باطنی حاصل فرمائی تھی۔(دیکھیے: کتاب ہذا:ص:۱۹۹-۲۰۰) قاضی غلام شبر قادری نے پہلی بات کو'' متنِ غلط'' اور دوسری بات کو اس کا'' حاشیہ لغو'' قرار دیا ہے۔

اس پر عرض ہے کہ پہلی بات کے سلسلے میں قاضی غلام شبر صاحب سے تسامح ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مولانا ضیاءالقادری نے اکمل التاریخ میں حضرت نورالعارفین قدس سرہ کو سیف اللہ المسلول کا شاگرد نہیں لکھا بلکہ مولانا حافظ محمد سعید عثمانی کے تلامذہ کے ضمن میں حضرت کا ذکر کیا ہے۔مولانا حافظ محمد سعید عثمانی (ولادت:۱۲۴۶ھ/ ۱۸۳۱ء۔وفات:۱۲۷۷ھ/ ۱۸۶۰ء) مولانا سناءالدین عثمانی کے فرزند اور حضرت شاہ عین الحق عبدالمجید قادری کے نواسے تھے۔ان کے تذکرے کے ذیل میں مولانا ضیاءالقادری لکھتے ہیں:

> مارہرہ مطہرہ میں کچھ دنوں حسب الطلب حضرت سیدی سیدنا شاہ آل رسول صاحب قدس سرہٗ حاضر مدرسہ خانقاہ عالم پناہ رہ کر صاحبزادگان گرامی قدر کو تعلیم دی۔(اکمل التاریخ:ج ا/ص:۸۵)

پھر آپ کے تلامذہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> آپ کے تلامذہ میں حضرت سیدی مولانا شاہ ابوالحسین احمد نوری عرف میاں صاحب قبلہ و حضرت سیدی شاہ ابوالحسن عرف میر صاحب قبلہ قدست اسرارہم حضرات مارہرہ میں و جناب عباس حسن خاں صاحب رئیس دھول پور و سید اعظم

علی صاحب موہانی ہیں۔(اکمل التاریخ: ج۱/ص:۸۵،۸۶)
حضرت میاں صاحب کا مولانا حافظ محمد سعید عثمانی سے صرف ونحو کے ابتدائی رسائل پڑھنے کا ذکر خود قاضی غلام شبر نے اِسی کتاب میں کیا ہے ۔(دیکھیے ص:۱۹۵)لہٰذا اس معاملے میں ضیاء القادری مرحوم کومورد الزام قرارنہیں دیا جاسکتا۔

ہاں البتہ یہ درست ہے کہ ضیاءالقادری نے حضرت سیف اللہ المسلول سے استفاضۂ باطنی کا ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں:

> علوم باطنی کی تعلیم اور بیعت وخلافت اپنے جد امجد حضرت سیدی سیدنا شاہ آل رسول صاحب قدس سرہٗ سے حاصل فرمائی،اس کے سوا حضرت سید شاہ غلام محی الدین صاحب قدس سرہٗ مارہروی جد اصغر اور حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہٗ اور جناب شاہ تنکا شاہ شمس الحق بخاری قدس سرہٗ سے بھی استفاضہ باطنی کیا۔(اکمل التاریخ: ج۱/ص:۸۶)

ذاتی طور پر مجھے اِس روایت کی صحت وعدم صحت کسی پر اصرارنہیں ہے،لیکن یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ استفاضہ باطنی کی اس روایت کونقل کرنے میں ضیاءالقادری مرحوم تنہانہیں ہیں بلکہ خود خانوادۂ برکاتیہ کے چشم وچراغ تاج العلما حضرت سید شاہ محمد میاں قادری مارہروی نے بھی ’تاریخ خاندان برکات‘ میں اس طرف اشارہ فرمایا ہے،فرماتے ہیں:

> (حضرت نور العارفین نے)تربیت وتعلیم علوم باطنی اپنے جد امجد اور اپنے چھوٹے دادا حضرت سید شاہ غلام محی الدین قدس سرہم اور اپنے گھر کے خلفا مثل مولانا شاہ فضل رسول صاحب بدایونی و شاہ شمس الحق تنکا شاہ صاحب بخاری سے پائی۔(تاریخ خاندان برکات:ص۴۰)

ضیاءالقادری مرحوم نے تو صرف استفاضہ باطنی کا ذکر کیا تھا،لیکن حضرت تاج العلما نے علوم ظاہری کے اساتذہ میں بھی سیف اللہ المسلول کا نام ذکر فرمایا ہے،فرماتے ہیں:

> علوم ظاہری مولوی شاہ تراب علی صاحب امروہوی ومولوی فضل اللہ صاحب جلیسری ومولوی نور احمد صاحب بدایونی ومولوی محمد سعید صاحب بدایونی و مولوی عبدالقادر صاحب بدایونی ومولوی فضل رسول صاحب بدایونی ومولوی

احمد حسن صاحب صوفی مرادآبادی و مولوی حسین شاہ صاحب بخاری سے پڑھے۔(تاریخ خاندان برکات:ص۴۰)

اس ذکر سے خدانخواستہ کوئی ''ترفع،علو،فخر''وغیرہ(جیسا کہ مؤلف نے گمان کیا ہے)مقصود نہیں ہے بلکہ صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ مؤلف تذکرہ نوری نے مولانا ضیاء القادری کو ایک ایسے جرم کی سزا دی ہے جس کے وہ مرتکب نہیں تھے۔

سجادہ نشینی کا قضیہ:

مصنف کتاب نے حضرت شمس مارہرہ کے تذکرے کے ذیل میں لکھا ہے کہ حضرت سید شاہ آل برکات ستھرے میاں کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادوں میں سجادہ نشینی کے سلسلے میں کچھ تنازع ہوا، حضرت شاہ عین الحق عبدالمجید قادری نے حضور شمس مارہرہ کے اشارۂ باطنی پر حضرت خاتم الاکابر کو خرقہ پہنا کر نذر سجادگی پیش کی، گویا یہ سجادگی کا فیصلہ تھا، باقی صاحبزادگان حضرت شاہ عین الحق کے شاگرد تھے اور شمس مارہرہ کے خلیفہ خاص اور محرم اسرار ہونے کی وجہ سے خاندان برکاتیہ کے افراد آپ کی رائے کی قدر فرماتے تھے۔آپ کے خرقہ پہنانے کے بعد تمام فریق حضرت خاتم الاکابر کی سجادگی پر متفق ہوگئے اور تنازع ختم ہوا(دیکھیے کتابِ ہذا:ص:۹۲-۹۳) مولانا ضیاء القادری نے بھی اکمل التاریخ میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔لیکن علمی دیانت کا تقاضا ہے کہ اس سلسلے میں دوسرا موقف بھی نقل کر دیا جائے تا کہ کوئی غلط فہمی پیدا نہ ہو۔

حضرت تاج العلما سید شاہ اولادرسول محمد میاں قادری مارہروی قدس سرہٗ نے 'تاریخ خاندان برکات' میں لکھا ہے کہ تنازع کے بعد ایک معاہدے کے تحت حضرت ستھرے میاں قدس سرہٗ کے تینوں شہزادگان حضرت خاتم الاکابر، حضرت سید شاہ اولادرسول صاحب اور حضرت سید شاہ غلام محی الدین حسینی علیہم الرحمہ بدرجہ مساوی متولی وسجادہ نشین قرار پائے تھے۔حضرت تاج العلما نے یہ عہد نامہ کتاب میں نقل فرمایا ہے،☆ نیز فرماتے ہیں کہ یہ عہد نامہ ''حضرت سید شاہ آل رسول صاحب کے دست وقلم کا لکھا ہوا ہمارے پاس موجود ہے''۔(تاریخ خاندان برکات:ص۱۰۹-۱۰۸)

اس معاہدے کے بعد خانقاہ برکاتیہ کی سجادگی تین گدیوں میں تقسیم ہوگئی۔الحمد للہ یہ تینوں گدیاں آج بھی قائم ہیں اور تینوں سے فیوض و برکات کی نہریں جاری ہیں۔

☆ہم نے 'تاریخ خاندان برکات' سے یہ عہد نامہ زیر نظر کتاب میں نقل کر دیا ہے۔ملاحظہ فرمائیں صفحہ 300۔ اسیدؔ

حضرت نورالعارفین اور حضرت شاہ جی میاں:

مؤلف کتاب نے ایک سے زیادہ مقامات پر حضرت نورالعارفین میاں صاحب قبلہ قدس سرہٗ کے مخالفین کا تذکرہ کیا ہے، لیکن تعجب ہے کہ اس ہجوم مخالفت میں جو ذات حضرت کی سب سے زیادہ حامی و مددگار اور دست و باز وتھی ان کا ذکر کرنے میں مؤلف کا قلم زیادہ وسعت و کشادگی کا مظاہرہ نہ کر سکا، یعنی حضرت سید شاہ ابوالقاسم محمد اسماعیل حسن عرف شاہ جی میاں قدس سرہ کی ذات گرامی۔ آپ خانوادۂ برکاتیہ کے چشم و چراغ، خانقاہ برکاتیہ کی تین مسند سجادہ میں سے ایک کے وارث و جانشین اور آخری دور میں خانوادے کے علمی اور روحانی وارث و نمائندے تھے۔ حضرت نورالعارفین قدس سرہٗ کے عم زاد بھائی تھے اور آپ کے خلیفہ بھی۔ ان دونوں حضرات میں بے انتہا قربت اور یگانگت تھی۔ مَیں نے اپنے بزرگوں سے یہ واقعہ سنا ہے کہ ایک موقع پر کچھ افراد حضرت نورالعارفین میاں صاحب قبلہ کو گھیرے ہوئے کچھ تکلیف دہ بحث و مباحثہ میں مصروف تھے، اتفاقاً حضرت شاہ جی میاں قدس سرہٗ اپنی صبح کی سیر مکمل کر کے اِس شان سے وہاں تشریف لائے کہ تلوار آپ کی گردن میں حمائل تھی، آپ نے ہجوم مخالفین کی یہ نازک صورت حال دیکھی تو حضرت نورالعارفین کو اپنی بانہوں میں سمیٹ کر فرمایا ''بھائی صاحب! آپ میرے ساتھ چلیے دیکھتے ہیں کون آپ کو پریشان کرتا ہے''۔ اِس سے اُس محبت و الفت کی طرف اشارہ ہوتا ہے جو ان دونوں حضرات میں تھی۔

رسالہ تنبیہ الاشرار اور خزائن برکاتیہ:

چودہویں صدی کی پہلی دہائی میں بدایوں اور بریلی میں بعض حضرات تفضیلی عقائد و خیالات کے حامل ہو گئے، جس سے ایک نئے فتنے کا دروازہ کھل گیا۔ حضرت تاج الفحول اور آپ کے تلامذہ نے اس موقع پر تحریر و تقریر کے ذریعے اس کا مقابلہ کیا۔ حضرات مارہرہ اور بالخصوص صاحبِ تذکرہ حضرت نورالعارفین نے بھی اس سلسلے میں متعدد رسائل تحریر فرمائے۔ جن میں 'رسالہ سوال و جواب' (مطبوعہ میرٹھ ۱۳۰۰ھ) اور 'دلیل الیقین من کلمات عارفین' (مطبع نسیم سحر بدایوں ۱۲۹۸ھ) اہم ہیں۔

سوئے اتفاق بدایوں کے تفضیلی حضرات میں بعض ایسے لوگ تھے جو خانقاہ برکاتیہ سے نسبت بیعت رکھتے تھے، انہوں نے اپنے اس عقائد تفضیلیہ کو یہ کہہ کر عوام کی نظروں میں تقویت

دینے کی کوشش کی کہ حضرات مشائخ مارہرہ بھی اسی عقیدۂ تفضیل کے حامل تھے، خود حضور نور العارفین بھی اسی عقیدے کے حامل ہیں، انہوں نے جو کچھ اپنے بعض رسائل میں عقیدہ تفضیل کا ردلکھا ہے وہ از راہ تقیہ لکھا ہے، حقیقت یہ ہے کہ ان کے رسائل میں جو عقیدہ بیان کیا گیا ہے وہ خود ان کے آبائے کرام کے عقیدے کے خلاف ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس سلسلے میں بعض حضرات کو حضور شمس مارہرہ سے منسوب کتاب 'آئین احمدی' کی ایک جلد مل گئی، اس کی کسی عبارت سے انہوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ حضور شمس مارہرہ کا بھی یہی عقیدہ تھا۔

اِن حضرات کے اس خلاف واقعہ پروپگنڈے کو رد کرنے کے لیے قاضی غلام شبر قادری نے ایک سوال نامہ تیار کیا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ حضرت نور العارفین نے اپنے رسالوں العسل المصفیٰ، 'دلیل الیقین' اور 'رسالہ سوال جواب' میں تفضیل شیخین کے سلسلے میں جو عقائد بیان فرمائے ہیں وہ درست ہیں یا نہیں؟ وہ عقائد ائمہ اہل سنت اور اکابر و مشائخ مارہرہ مقدسہ کے عقیدے کے مطابق ہیں یا نہیں؟ وغیرہ۔

یہ سوال نامہ خانوادۂ برکاتیہ کے سجادگان وصاحبزادگان اور خانقاہ برکاتیہ سے وابستہ علما و مفتیان کرام اور مشائخ وصوفیہ کی خدمت میں پیش کیا گیا، ان تمام حضرات نے متفقہ طور پر اس بات کا اعلان کیا کہ حضرت نور العارفین کے رسائل میں بیان کردہ مسئلہ تفضیل شیخین ہی حق وصحیح ہے اور یہی عقیدہ اکابر مارہرہ کا رہا ہے۔

رسالہ 'تنبیہ الاشرار' اور 'خزائن برکاتیہ' دراصل اسی سوال نامے کے جوابات اور ان کی تصدیقات پر مشتمل ہیں۔ یہ دونوں رسائل قاضی غلام شبر قادری نے ترتیب دے کر شائع کروائے تھے۔ اول الذکر رسالے کا پورا نام 'تنبیه الاشرار المفترين على الاخيار' ہے، اس میں عموماً خلفا اور وابستگان کے جوابات شامل کیے گئے ہیں۔ یہ رسالہ ۱۳۰۳ھ/ ۱۸۸۶ء میں نامور پریس الہ آباد سے شائع ہوا۔ دوسرے رسالے کا نام 'خزائن برکاتیہ' ہے جس سے سنہ ہجری ۱۳۰۶ھ برآمد ہوتا ہے۔ اس کا ایک نام 'سیف علویاں بر مذاق بہتانیاں' بھی ہے جس سے سنہ عیسوی ۱۸۸۹ء برآمد ہوتا ہے۔ اس میں صرف حضرات سجادگان خانقاہ برکاتیہ اور صاحبزادگان کے جوابات ہیں۔

یہ دونوں رسالے ایک تاریخی اہمیت رکھتے ہیں، ان سے حضرت نور العارفین اور دیگر اکابر

مارہرہ شریف کے عقیدے کی وضاحت بھی ہوتی ہے، نیز یہ دونوں رسالے قاضی غلام شبر قادری مصنف کتاب ہٰذا کے ترتیب کردہ ہیں، اسی مناسبت سے ہم نے تذکرۂ نوری کے اِس جدید ایڈیشن میں دونوں کو شامل کرلیا ہے۔ (دیکھیے: ازصفحہ ۳۰۱ر تا صفحہ ۳۵۰)

کچھ ترتیب جدید کے بارے میں:

کتاب کی ترتیب جدید کے سلسلے میں مندرجہ ذیل امور قابل ذکر ہیں:

(۱) ترتیب جدید کے لیے ہم نے امیر الاقبال پریس بدایوں سے شائع شدہ حصہ اول اور پروفیسر ایوب قادری کے مرتب کردہ حصہ دوم کو اصل بنایا ہے۔ مخطوطے میں جو عبارتیں زائد ہیں ان کو ہم نے شامل کتاب کرلیا ہے۔ جہاں مخطوطے سے کسی عبارت کا اضافہ کیا گیا ہے وہاں اضافہ شدہ عبارت کے لیے ہم نے یہ بریکٹ ﴿......﴾ استعمال کیا ہے۔

(۲) بعض جگہ عبارت کے درمیان میں ہم نے کسی وضاحتی لفظ یا جملے کا اضافہ کیا ہے، لیکن ایسے اضافے کو ہم نے ایک مخصوص بریکٹ [......] میں رکھا ہے تا کہ مصنف اور مرتب کی عبارتوں میں امتیاز رہے۔

(۳) پرانے اسلوب کے مطابق مصنف کہیں کہیں ایک جملے کے درمیان میں دوسرا جملہ معترضہ لے آتے ہیں، پھر جملہ معترضہ ختم کرنے کے بعد پہلے جملے کے بقیہ الفاظ ذکر کرتے ہیں۔ اس سے عبارت کچھ گنجلک ہوگئی ہے، جس کے نتیجے میں آج کے ایک عام قاری کو عبارت سمجھنے میں دقت پیش آتی، اس لیے ایسے جملۂ معترضہ کو ہم نے ایک بریکٹ (......) میں کردیا ہے۔ لہٰذا جہاں کہیں یہ بریکٹ ہے اس کا مطلب ہے کہ بین القوسین عبارت مصنف ہی کی ہے ہم نے صرف بریکٹ کا اضافہ کیا ہے۔

(۴) حصہ اول میں شجرہائے نسب درج کیے گئے تھے۔ ان کے درمیان میں آنے سے قاری کا تسلسل متاثر ہو رہا تھا اور صفحات کی سیٹنگ میں بھی دشواری ہو رہی تھی، اس لیے ہم نے یہ تمام شجرے بشکل ضمیمہ کتاب کے آخر میں درج کر کے متعلقہ مقامات پر ضمیمے کے صفحہ نمبر کی طرف اشارہ کردیا ہے۔

(۵) کتاب میں جہاں سنہ ہجری ذکر کی گئی تھی وہاں بریکٹ میں سنہ عیسوی بھی درج کردی گئی ہے۔ اس کے لیے ویب سائٹ www.islamicfinder.org سے استفادہ کیا گیا ہے۔

منت شناسی:

مَیں مخدوم گرامی امین ملت حضرت سید شاہ امین میاں زیب سجادۂ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف اور رفیق ملت حضرت سید شاہ نجیب حیدر قادری برکاتی صاحب سجادۂ خانقاہ برکاتیہ مدظلہم کا بے حد ممنون ہوں جنھوں نے کتاب کی اشاعت جدید کے فیصلے کو پسند فرمایا، تاج الفحول اکیڈمی کو دعاؤں سے نوازا اور از راہ کرم فرمائی کتاب کے لیے اپنے دعائیہ کلمات عطا فرمائے۔

مخدوم گرامی شرف ملت حضرت سید اشرف میاں قادری برکاتی دام ظلہ نے کتاب کے مسودے کو ملاحظہ فرمایا، بعض اصلاحات فرمائیں اور کتاب پر تقریظ رقم فرما کر کتاب کی وقعت و استناد میں اضافہ فرمایا۔ اس کرم فرمائی اور عنایت پر مَیں سراپا سپاس ہوں۔

میرے والد، مربی اور شیخ حضرت صاحب سجادہ زیدت معالیہ کے حکم سے اِس کتاب پر کام کا آغاز ہوا اور انہیں کی دعاؤں سے یہ اہم کام پایۂ تکمیل کو پہنچ رہا ہے۔

کتاب کی ترتیب وتصحیح کے سلسلے میں عزیز القدر سعادت آثار مولوی عبدالعلیم مجیدی اور حافظ قمرالدین قادری مجیدی (طلبہ مدرسہ قادریہ) نے بڑی محنت اور لگن سے کام کیا ہے، رب مقتدر ان دونوں کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور دارین کی سعادتوں سے سرفراز فرمائے۔

برادر طریقت حاجی محبوب قادری (تعلقہ جنر ضلع پونہ) نے کتاب کی اشاعت کے لیے اپنی مخلصانہ خدمات پیش کی ہیں، رب قدیر و مقتدر ان کی یہ خدمت قبول فرمائے اور ان کو اکابر مارہرہ و بدایوں کے فیوض و برکات سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین

۱۹ر جمادی الاخریٰ ۱۴۳۴ھ — اسید الحق قادری

یکم رمئی ۲۰۱۳ء — خانقاہ قادریہ بدایوں

☆☆☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

حمد باری تعالیٰ شانہٗ کا حق ادا ہونا محال، حقیقت محمدی ﷺ کا پہچاننا ناممکن، لیکن اطاعت فرض اور شکر نعمت واجب، محبت آل اطہر حضور سید البشر (علیہ وعلیہم صلوات اللہ وسلامہٗ) فرض ایمانی اور اطاعت واقتدائے اصحابِ پاک راہ یابی کی نشانی۔ ائمۂ ملت، حافظان شریعت پر ہزاروں تسلیم۔ اولیائے امت، حامیانِ طریقت پر سَلامٌ مِنۡ رَبٍّ رَحِیۡمٍ۔ غوث اعظم شیخ شیوخ العالم کی روح پُرفتوح پر لاکھوں سلام۔ خاندانِ برکاتیہ پر خدا کی برکتیں اِلیٰ یَوۡمِ الۡقِیَام۔ مزار پاک حضور مرشدی قدس سرہٗ پر بارانِ رحمت کی جھڑی۔ دامنِ کرم حضور سراپا عطا مخدوم زمن سید شاہ مہدی حسن دامت برکاتہم ہمارے سروں پر سایہ افگن۔

التماس:

اس عاجز کو عرصے سے آرزو تھی کہ حالات حضور مرشدی قدس سرہٗ تحریر ہوں۔ لیکن پریشانی و بے سروسامانی، کثرتِ سفر، قلتِ قیام، نظر کمزور، عمر ضعیف، پھر نا قابلیت تصنیف وتالیف، غرض چند در چند مانع تھے۔ الحمد للہ کہ حسبِ حکمِ حضور صاحبزادہ وارثِ سجادہ حضرت سید شاہ مہدی حسن صاحب دامت برکاتہم یہ تحریر شروع کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق و ہمت عطا فرمائے کہ تعمیل حکم سرکار کے ساتھ ساتھ مردہ ارمانوں میں جان پڑ جائے۔

مختصر حالات ہوں، سچے واقعات ہوں، نسب اکرم کا تذکرہ ہو، سلاسل واسناد کا بیان ہو، حضور کی ولادت وتعلیم وتربیت، اجازت وخلافت کا حال نگارش ہو، طریقۂ مجاہدہ وتصرف و حکومت گزارش ہو، اخلاق وعادات تحریر ہوں، اسمائے خلفائے خاص تسطیر ہوں۔ آہ کہ جمعیت مفقود وسامانِ جمع وترتیب سوانح موجود نہیں۔ تَوَکلاً علی الله تعالیٰ جو کچھ حافظے میں ہے بیشتر دیدہ واقعات، کچھ ثقات کی روایات قلم بند کرتا ہے۔ امید کہ ناظرین کرام طرزِ نگارش سے

قطعِ نظر فرما کر اصل مضمون کو ملاحظہ فرمائیں، خدا کرے یہ نذر سرکار میں قبول، ہر دوست خوش، ہر حاسد ملول ہو۔

اس رسالے میں گیارہ باب، گیارہ وصل، ایک مقدمہ، ایک خاتمہ ہوگا۔ مقدمے میں ذکر نسب اطہر و مختصر حالات حضرات اکابر برکاتیہ قدست اسرارہم العلیہ ونسب نامۂ اولادِ امجاد حضور میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہٗ اور سلاسلِ بیعت بہ ترتیب وصول مذکور ہوں گے۔

باب اول ولادت وتعلیم وتربیت:

وصلِ اول حضورِ انور قدس سرہٗ کی تربیت اور شانِ فنافی الشیخ وفنافی الغوث کے بیان میں۔

وصلِ دوم اُن اکابر کا تذکرہ جن سے حضور انور قدس سرہٗ نے تربیت ظاہری و باطنی پائی۔

باب دوم: تقسیم اوقات والتزام عبادات ومجاہدات کے بیان میں۔

باب سوم: اخلاقِ کریمہ وحمایتِ شریعت واتباع طریقت کے بیان میں۔

باب چہارم: ذکرِ قناعت وسخاوت وایثار وعطا۔

باب پنجم: ذکرِ تعظیم وتکریم اساتذہ ومشائخ وسادات وعلما۔

باب ششم: حضورِ انور قدس سرہٗ کے مصنفات۔

وصلِ اول حمایتِ شریعت۔

وصلِ دوم لطائفِ طریقت۔

باب ہفتم: بیانِ علومِ دعوت وتکسیر وجفر وتعبیر خواب۔

وصلِ اول دعوت وتکسیر

وصلِ دوم جفر وتعبیر خواب

باب ہشتم: تصرف وحکومت۔

وصلِ اول تصرفات عملیہ

وصلِ دوم تصرفات علمیہ

باب نہم: ستر حال ورعب وعفو وصبر واستقامت

وصلِ اول بیانِ ستر حال ورعب وسطوت

وصلِ دوم عفووصبر واستقامت

باب دہم: ذکر بعض خلفائے حضورِانور قدس سرہٗ ومختصر فہرست مریدین جواس خادم کے علم میں ہے۔

باب یازدہم: بعض خوارق عادات۔

وصل یازدہم بیانِ واقعۂ رحلت حضور وعرس شریف کے بیان میں۔

خاتمہ: فقیر مؤلف کے مختصر حالات اور بعض انعاماتِ سرکار کا ذکر۔

ظاہر ہے حضور پر جو معذوری ہے
واللہ یہ مختصر بہ مجبوری ہے
تقدیم کے خلعت سے جو عزت بخشی
یہ شانِ گدا نوازئ نوری ہے

☆☆☆

مقدمہ

ذکرِ نسب اطہر

حضور سرورِ عالم، فخر بنی آدم ﷺ سے بروایت حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام مسلم روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضورِ اکرم ﷺ موضعِ خم میں (جو مکہ اور مدینے کے درمیان واقع تھا) خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے، پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد، پھر اور وعظ وتذکیر فرما کر ارشاد ہوا:

صاحبو! مَیں منتظر ہوں کہ جلد حکم طلب پہنچے اور مَیں لبیک کہوں، تم میں دو بھاری نعمتیں چھوڑتا ہوں۔ اول اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، جو سراپا ہدایت اور نور ہے، بہت مضبوطی سے اس پر عمل کرو۔

اس مضمون کو خوب حث وترغیب سے بیان فرما کر پھر حکم ہوا کہ:

دوسری نعمت میرے اہل بیت ہیں، مَیں تم کو خدا یاد دلاتا ہوں اپنے اہل بیت میں

اور یہ جملہ مکرر فرمایا۔ مطلب یہ کہ تم محبت وتعظیم واتباعِ اہل بیت نبوت میں خیال رکھو کہ یہ محکومِ خدا اور مرادِ اطیعوا الرسول ہے۔ یا وہ حکم خداوندی یاد رکھو کہ اجر تبلیغ ورسالت مودتِ اہل بیت نبوت قرار دیا ہے۔ اہل بیت نبوت آل اطہر، ازواج طاہرات اور سادات بنی ہاشم ہیں۔ ان سب حضرات کرام کے فضائل جدا جدا اور بحیثیت جماعت احادیث صحیحہ میں مروی ہیں۔

افضل ترین جماعت اہل بیت کرام ذریت حضور سید البشر ﷺ ہیں، پھر اِن میں بھی ایک فضل خاص دونوں شاہ زادوں سیدنا امام حسنِ مجتبیٰ اور سیدنا امام حسین علی جدہ وعلیہما السلام کو حاصل ہے۔ پھر ایک شرف کثرت ذریت خاص چھوٹے صاحبزادے سیدنا وابن سیدنا امام حسین علی جدہٖ وعلیہ السلام میں زائد ہے:

عن یعلی بن مرة قال قال رسول الله ﷺ حسین منی وأنا من حسین

أحب الله من احب حسيناً حسين سبط من الاسباط۔ رواه الترمذی

ترجمہ: یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حسین ہمارے اور ہم حسین کے ہیں۔ خدائے تعالیٰ دوست رکھے اُس کو جس نے حسین کو دوست رکھا، حسین ایک سبط ہیں اسباط میں سے۔

لغت میں سبط وہ شاخ درخت ہے جس کی تری وتازگی پتہ پھول اور شاخوں سے زیادہ ہوں۔

اس سلسلۂ علیہ میں آٹھ وہ ائمہ اہل بیت نبوت ہیں جو بلافصل منصب قطبیت کبریٰ اور غوثیت عظمیٰ پر فائز ہیں۔ نیز نسباً بھی ہر امام سے ایک سلسلۂ خاص منسوب ہے۔

ہم اس سلسلۂ علیہ کے ایک گلدستے کا بیان لکھتے ہیں۔

☆

سبط اصغر سیدنا امام حسین (علیٰ جدہ وعلیہ السلام)

آپ کی ولادت بروز سہ شنبہ ۵/شعبان ۴ھ [۶۲۶ء] کو مدینہ منورہ میں ہوئی، آغوشِ رحمت حضور سرور عالم ﷺ میں چھ برس پرورش پائی، پھر سایۂ عاطفت حضور مولیٰ المسلمین سیدنا امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ میں تمام خوبیوں کے ساتھ جوان ہوئے۔

آپ کی ایک زوجہ ثقفیہ تھیں۔ جن سے سیدنا علی اکبر متولد ہوئے۔ دوسری حرم تھیں جن سے حضرت علی اصغر متولد ہوئے۔ تیسری زوجہ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ یہ فاطمہ بنت حسین (علیٰ جدہٖ وعلیہ السلام) کی والدہ ہیں۔ چوتھی رباب بنت امرء القیس کلبیہ یہ سکینہ بنت الحسین (علیٰ جدہٖ وعلیہ السلام) کی ماں ہیں۔ پانچویں شہر بانو دختر یزجرد بادشاہِ فارس ان سے حضرت سیدنا امام علی اوسط زین العابدین (علیٰ جدہٖ وعلیہ السلام) پیدا ہوئے۔ دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی محمد اور عبداللہ اور زینب بھی ایک حرمِ محترم سے تھے، لیکن صاحبزادوں میں سے صرف امام زین العابدین (علیه وعلى آبائه الكرام الف الف سلام) سے اولاد امجاد باقی ہے۔

باون برس کی عمر میں بروز جمعہ ۱۰/محرم سنہ ۶۱ھ [۶۸۰ء] کو بمقام کربلا جامِ شہادت نوش فرمایا۔ انا لله وانا اليه راجعون۔

☆

سیدنا ابو محمد امام علی اوسط زین العابدین علیہ السلام

ولادت شریف آپ کی مدینہ منورہ میں ۵/شعبان بروز جمعہ سنہ ۳۸ھ [۶۵۹ء] کو ہوئی، آپ تمام کمالات وفضائل سے متصف، امام وقطب چہارم اہل بیت ہیں۔ بعد واقعہ کربلا آپ سارے قافلۂ سادات کے ساتھ مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ اگرچہ سلطنت وحکومت نے حضور کو تکالیف دیں، لیکن سوائے صبر وشکر آپ نے کبھی مقابلہ نہ فرمایا۔

ایک زوجہ آپ کی فاطمہ بنت سیدنا امام حسن (علیٰ جدہما وعلیہا السلام) ہیں، جو والدہ ہیں حضرت سیدنا امام محمد باقر (علیٰ جدہٖ وعلیہ السلام) اور سید حسن اور سید علی اور سید عبداللہ (علیٰ جدہم و علیہم السلام) کی، ایک حرم محترم سے سید عمر اور سید زید شہید (علیٰ جدہما وعلیہما السلام) پیدا ہوئے۔ ایک حرم سے خدیجہ ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں اور حرم ہائے محترمات سے چار صاحبزادیاں ام موسیٰ، ام حسن، ام کلثوم اور ملیکہ تھیں۔

۱۸/محرم سنہ ۹۴ھ [۷۱۲ء] کو بمقام مدینہ منورہ شہادت سریہ سے فائز ہوئے اور بقیع مقابر آبائی میں دفن ہوئے۔

☆

سیدنا زید بن علی بن حسین بن علی

آپ مدینہ منورہ میں سنہ ۸۰ھ [۷۰۰ء-۶۹۹ء] میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ سندھ کی تھیں، بعد وفات اپنے والد ماجد کے مظالم بنی امیہ سے تنگ آ کر آپ نے قصد کوفہ فرمایا اور سلطنت سے مقابلے کی تیاری کی۔ ایک جماعت اہل کوفہ وعراق نے بیعت کی۔ ہشام بن عبدالملک مروانی نے یوسف ایک سردار لشکر کو بغرض مقابلہ روانہ کیا اور نوبت جنگ آئی، منافقین آپ کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے، موافقین شہید ہو گئے۔ اُسی ہنگامے میں آپ کے ایک تیر لگا، جس سے آپ شہید ہوئے۔ یہ ۲۳/محرم بروز جمعہ سنہ ۱۲۲ھ [۷۳۹ء] کا واقعہ ہے۔

آپ کی چند حرموں سے تین صاحبزادے سید عیسیٰ، سید حسین اور سید محمد تھے اور ابو ہاشم بن عبداللہ بن محمد حنفیہ کی صاحبزادی سے سید یحییٰ تھے، جو نصر بن سیار کے زمانے میں بمقام جوزجان لاولد فوت ہوئے۔

حضرت زید شہید کی وفات سے اس خاندان میں تفرقہ پڑ گیا، بعض صاحبزادے کوفہ سے بلاد

فارس کوتشریف لے گئے، بعض کوفہ میں رہے۔

☆

سید عیسیٰ بن سید زید شہید بن سیدنا علی بن سیدنا امام حسین

آپ کوفہ میں رہے اور بسبب اُس فتنے کے جو خاندان علویہ اور بنی عباس میں پیش آ گیا (جس میں چند صاحبزادگانِ حسنی شہید و قید ہوئے) ان کو بھی اختفا کی ضرورت پڑی کہ سلطنت کو ان کی تلاش تھی۔ ایک عرصے تک اپنے احباب واہل قرابت کے مکانوں میں مخفی رہے، یہاں تک کہ سنہ ۱۶۶ھ [۸۳-۷۸۲ء] میں ان کا انتقال ہوگیا، اولاد آپ کی عراق کو چلی گئی۔

آپ کے صاحبزادے سید محمد، اُن کے بیٹے سید علی، اُن کے بیٹے سید حسن، اُن کے بیٹے سید علی عراقی، اُن کے بیٹے سید زید دوم، اُن کے بیٹے سید عمر، اُن کے بیٹے سید زید سوم، اُن کے بیٹے سید یحییٰ، اُن کے بیٹے سید حسین، اُن کے بیٹے سید داوٗد، اُن کے بیٹے سید ابوالفرح واسطی رضی اللہ عنہم اجمعین متفرق بلاد وممالک میں مقیم رہے۔

ادیب ومؤرخ نامی میر غلام علی آزاد بلگرامی قدس سرہ السامی اپنے 'نسب نامہ بلگرام' میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک خاندان سادات زیدیہ کا مظالم حکام سے تنگ آ کر واسط میں متوطن ہوا۔ اُن میں سے سید ابوالفرح واسطی رحمۃ اللہ علیہ مع اپنے چار صاحبزادوں سید معز الدین، سید ابوفراس، سید ابوالفضائل، سید داوٗد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے واسط سے غزنی تشریف لائے اور چندے قیام فرما کر مع ایک صاحبزادے سید معز الدین کے وطن کو واپس ہوئے۔ تین صاحبزادے سید ابو فراس، سید ابوالفضائل اور سید داوٗد ہندوستان میں تشریف لائے۔ سید ابوفراس رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے سید ابوالفرح ثانی، اُن کے بیٹے سید حسین، اُن کے بیٹے سید علی، اُن کے صاحبزادے سید محمد صغریٰ جد سادات کرام بلگرام ہیں۔

☆

[سید محمد صغریٰ جد سادات بلگرام]

سید محمد صغریٰ رحمۃ اللہ علیہ مرید وخلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ نے بحکم بادشاہِ وقت سری رام راجہ بلگرام کو جہاد میں قتل کر کے اس خطے کو اسلام آباد فرمایا۔

سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جاگیر نذر کی اور منصب ''چودھر'' عطا کیا،

شیوخ فرشوری وترکمان بھی جو حضور کے ہمراہ تھے بلگرام میں آباد ہو گئے، جن کی اولاد اب تک وہاں موجود ہے۔ فتح بلگرام کی تاریخ لفظ ''خداداد'' (جس کے عدد ۶۱۴ ہوتے ہیں) سے نکلتی ہے۔ حضرت سید محمد صغریٰ رحمۃ اللہ علیہ جد اعلیٰ سادات بلگرام کے ہیں، آپ کے بعد چند قبائل ہو گئے، جو آپ کے صاحبزادوں سے منسوب ہیں۔ آپ نے اکتیس برس حکومت فرما کر ۱۴ر شعبان سنہ ۶۴۵ھ [۱۲۴۷ء] کو بمقام بلگرام انتقال فرمایا۔ مزار شریف ایک باغ میں ہے، جو قصبے سے جانب شمال واقع ہے۔

آپ کے دو صاحبزادے تھے حضرت سید عمر اور حضرت سید سالار رحمۃ اللہ علیہما۔ حضرت سید عمر رحمۃ اللہ علیہ ہمارے آقا قدس سرہٗ کے جد پدری اور حضرت سید سالار رحمۃ اللہ علیہ جد مادری ہیں۔

☆

شجرۂ نسب پدری حضرت مرشدی سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ

حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری بن سید شاہ ظہور حسن بن حضرت سید شاہ آل رسول احمدی بن حضرت سید شاہ آل برکات ستھرے میاں صاحب بن حضرت سید شاہ حمزہ بن حضرت شاہ آل محمد بن حضرت شاہ برکت اللہ بن حضرت شاہ اویس بن حضرت شاہ عبدالجلیل بن حضرت میر عبدالواحد بلگرامی بن حضرت سید ابراہیم بن حضرت سید قطب الدین بن حضرت سید ماہ رو بن حضرت سید شاہ بڑہ بن حضرت سید شاہ کمال بن حضرت سید قاسم بن حضرت سید شاہ حسین بن حضرت سید شاہ نصیر بن حضرت سید شاہ حسین بن حضرت سید شاہ عمر بن حضرت سید محمد صغریٰ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

شجرۂ نسب مادری حضرت مرشدی سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ

والدہ ماجدہ حضور انور قدس سرہٗ ورضی اللہ عنہا بنت سید دلدار حیدر بن سید منتخب حسین بن سید ناظم علی بن سید حیات النبی بن سید حسین بن سید ابوالقاسم بن سید جان محمد بن سید حاتم بن سید بدر الدین عرف سید بدلے جد القبیلہ بن سید حسین بن سید فضل اللہ بن سید محمد بن سید فضل اللہ بن سید علاء الدین بن سید ابراہیم بن سید ناصر بن سید مسعود بن سید سالار بن سید محمد صغریٰ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

☆

سید عمر بن سید صغریٰ رحمۃ اللہ علیہما

آپ کے دو صاحبزادے ہوئے ایک سید حسین رحمۃ اللہ علیہ جو ہمارے آقا قدس سرہٗ کے جد اکرم ہیں دوسرے سید لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ جن کا شجرۂ اولاد حسب ذیل ہے۔☆

☆

سید قاسم بن سید حسین بن سید نصیر بن سید حسین بن سید عمر

سید قاسم رحمۃ اللہ علیہ عالم ومقتدائے عہد تھے بمقام بلگرام سنہ۷۹۲ھ [۹۰-۱۳۸۹ء] میں انتقال فرمایا۔

☆

حضرت سید شاہ بڑہ بن سید کمال بن قاسم

حضرت سید شاہ بڑہ رحمۃ اللہ علیہ بن سید کمال ابن سید قاسم رحمۃ اللہ علیہم بلگرام سے قصبہ باڑی میں تشریف لائے۔سلسلۂ طریقت خانوادہ آپ سے شروع ہوتا ہے۔ حضرت شیخ عبدالرحمٰن صوفی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے مرید وخلیفہ تھے۔آپ کا سلسلہ چشتیہ نظامیہ تھا۔ موضع باڑی مع چند دیگر مواضعات ومعافیات وقضائے پرگنہ اس وقت تک آپ کی اولاد امجاد میں ہے،مزار مبارک قصبہ باڑی میں بیرون آبادی ہے۔

حضرت سید شاہ ماہ رو

حضرت سید شاہ ماہ رو رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سید شاہ بڑہ رحمۃ اللہ علیہما۔آپ کو سلسلۂ چشتیہ نظامیہ میں اپنے والد ماجد سے بیعت واجازت تھی۔آپ ایک ہنگامے میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے،مزار مبارک باڑی کے جنگل میں واقع ہے۔آپ کے دو صاحبزادے تھے ایک سید قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ جو مورث ہمارے حضور آقا قدس سرہٗ کے ہیں۔ دوسرے سید حامد رحمۃ اللہ علیہ۔سید حامد رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد باڑی میں حسب ذیل ہیں۔☆☆

☆ شجرہ اولاد صفحہ 351 پر ملاحظہ فرمائیں ☆☆ شجرۂ اولاد صفحہ 352 پر ملاحظہ فرمائیں

☆

[حضرت سید قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ]

حضرت سید قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سید ماہ روشہید رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کو سوائے سلسلۂ خاندانی کے حضرت قاضی شیخ مبارک گوپاموی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اجازت و خلافت تھی، علوم شریعت کے عالم اور حافظ کلام اللہ تھے۔ آپ نے سنہ۹۰۴ھ [۹۹-۱۴۹۸ء] میں انتقال فرمایا۔

☆

[حضرت سید ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ]

حضرت سید ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ ابن سید قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ درویش حقیقی مرید وخلیفہ حضرت مخدوم شاہ صفی الدین سائیں پوری قدس سرہٗ کے تھے۔ تمام وقت آپ کا روش طریقۂ صوفیہ میں بسر ہوتا تھا۔ سنہ۹۳۴ھ [۳۷-۱۵۳۶ء] میں انتقال فرمایا۔

☆

قطب وقت محقق نامی حضرت میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہٗ السامی

ابن حضرت سید ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ جامع علوم شریعت وطریقت، عارف ومحقق، فرد کامل تھے۔ سنہ۹۱۶ھ [۱۱-۱۵۱۰ء] میں بمقام باڑی پیدا ہوئے۔ علوم درسیہ وحقائق وسلوک کی تکمیل فرما کر مرید حضرت شاہ صفی الدین سائیں پوری قدس سرہٗ کے ہوئے۔ بیشتر سفر وسیاحت میں وقت بسر فرماتے، ترک وتجرید کو دوست رکھتے۔ جب چندروز کسی قصبے میں قیام ہوجاتا اور باوجود کوشش اخفا وہاں کے رہنے والے آپ کے حال باکمال سے خبردار ہوجاتے آپ فوراً اُس بستی کو چھوڑ دیتے۔ سانڈی، پالی، قنوج، سکندرآباد اور اکثر قصبے آپ کے قیام چند روزہ سے مشرف ہیں۔ آخر میں بلگرام کا قصد فرمایا اور محلّہ میدان پورہ میں چندے قیام فرما کر آب گیر سلہڑہ کے کنارے پر ہمیشہ کے واسطے منزل پسند فرمائی۔

اوقات عزیز تصنیف اور تکمیل طالبان میں صرف فرماتے، امرا اور مال دنیا سے سخت نفرت و وحشت رکھتے۔ مؤرخ نامی ملا عبدالقادر بدایونی صاحبِ 'منتخب التواریخ' باوجود اس کے کہ ایک سخت فقیہ ہیں حضور میر قدس سرہٗ المنیر کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ:

> ایک بار حالت سفر میں رات بھر حضور میر کی خدمت میں حاضری کا اتفاق ہوا، علاوہ اُن برکات کے جو اُس تھوڑے وقت میں مجھ کو حاصل ہوئیں یقین ہے کہ میرے حق میں وہ شب لیلۃ القدر تھی۔

حاجی الحرمین ادیب سامی میر غلام علی آزاد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ حضور میر قدس سرۂ المنیر کے تذکرے میں فرماتے ہیں کہ:

> ایک بار سنہ ۱۱۳۵ھ [۲۳-۱۷۲۲ء] میں کاتب خدمت بابرکت حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی چشتی قدس سرۂ میں حاضر ہوا، حضور میر قدس سرۂ المنیر کا ذکر آ گیا حضرت شیخ قدس سرۂ نے بہت تعریف کی اور فرمایا مَیں نے عالم واقعہ میں دیکھا کہ مَیں اور سید صبغۃ اللہ بروجی رحمۃ اللہ علیہ ساتھ ساتھ دربار اقدس نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے اور حضور اکرم ﷺ کو ایک بزرگ سے متبسمانہ تقریر فرماتے پایا، مَیں نے سید صبغۃ اللہ سے پوچھا کہ ''آپ جانتے ہیں یہ کون بزرگ ہیں جن پر حضور سرور عالم ﷺ اس قدر کرم سے التفات فرما ہیں؟'' سید صاحب نے کہا'' آپ نہیں جانتے؟ یہ سید میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرۂ ہیں''۔

اور وجہ مزید احترام کی یہ ہے کہ ان کی مصنفہ کتاب 'سبع سنابل' حضور میں مقبول ہوئی ہے۔ آپ خلیفہ اپنے پیر بھائی سید شاہ حسین سکندر آبادی قدس سرۂ کے ہیں۔ آپ کا معمول تھا کہ سالانہ بلگرام سے بغرض شرکت عرس مخدوم شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ کے سکندر آباد جاتے۔ ایک بار راہ میں خیال ہوا کہ سب خلفا نذر و فاتحہ کے واسطے روپیہ پیش کرتے ہیں ہم نے کبھی کچھ حاضر نہیں کیا، اُس روز قصبہ اترولی منزل گاہ تھا۔ قصبے میں پہنچ کر دیکھا کہ ایک رئیس کا مکان عالیشان تعمیر ہو رہا ہے اور صاحب مکان متفکر ہیں، حضور نے وجہ فکر دریافت فرمائی رئیس نے عرض کیا ''بڑے صرف وکوشش سے شہتیر بن سے منگائے تھے، لیکن بعد چڑھانے کے معلوم ہوا کہ وہ طول میں کم ہیں سخت تشویش ہے''، حضور میر نے ارشاد فرمایا ''کم نہیں ہیں آپ ان کو پھر چڑھا دیں''، عرض کیا ''پوری کوشش سے دیکھ لیا ہے''، لیکن حضور نے پھر اصرار فرمایا اور رئیس صاحب کے حکم سے شہتیر اوپر چڑھایا گیا، واقعی بہت چھوٹا تھا، حضور میر قدس سرۂ المنیر نے ملاحظہ فرما کر بہ خطاب شہتیر فرمایا کہ

''جس حکم سے تو بَن میں بڑھتا تھا اُسی حکم سے یہاں بھی بڑھ جا''، فوراً شہتیر بڑھ گیا اور پورا ہو گیا۔ یہ خرق بین دیکھ کر رئیس صاحب قدم بوس ہوئے اور ایک بڑا انذرانہ حاضر لائے، حضور نے ارشاد فرمایا ''فقیر کو کچھ درکار نہیں اگر آپ کو دینا ہی منظور ہے ہماری جانب سے ایک تاریخ پر فاتحہ حضور مخدوم میں کچھ صرف مقرر کر دیجیے''، حسب الحکم حضور عرس مخدوم سید شاہ حسین قدس سرہٗ میں ایک تاریخ پر کھانا تقسیم ہوتا رہا۔

یہ نہ تھا کہ زمانے نے حضور کے کمالات کی قدر نہ کی ہو۔ بادشاہ، امرا باریابیٔ خدمت چاہتے، نذریں معافیات حاضر کرتے، لیکن آپ پسند نہ فرماتے۔ سلطنت کے ایک معزز مقرب نواب صدر جہاں خاں صوبہ دار پہانی نے اکبر اعظم بادشاہ دہلی سے حال فضل و کمال و تجرید و قناعت حضور میر قدس سرہٗ المنیر بیان کر کے ایک فرمان معافی آراضیات حاصل کیا اور حضور کی خدمت میں اپنی عرض داشت کے ساتھ حاضر کیا، آپ نے جو خط نواب صاحب کو واپسی فرمان بادشاہ میں لکھ کر شانِ فقر و غنا دکھائی ہے نقل کیا جاتا ہے:

فرمان حضور میر بہ نواب صدر جہاں خاں صوبہ دار پہانی

از حادثات در صف آں صوفیاں گریز
کز بود غم خورند و ز نابود شادماں

فرمانِ مددِ معاش کہ بنام درویشے امضا شود، تعزیت نامہ اوست و آں مہرہا کہ بر کاغذ زنند علامات مہر تنزل اوست کہ ختم اللہ علی قلوبھم اگر چہ آں مہر نگیں وطغرائے زمیں از درگاہِ بادشاہاں است، اما چوں ظالماں را دست دراز است قاصر ہمت باشد ہر کہ خواہان است:

من آں نگین سلیماں بہ ہیچ نستانم کہ گاہ گاہ برو دست اہرمن باشد

درویشے بر شیر نشستہ بملاقات درویش دیگر رفت واو را دریافت گفت ''السلام علیک'' آں درویش جواب داد ''وعلیک السلام اے ظالم رعنا'' گفت ''من ظالم رعنا چوں باشم''، درویش گفت ''رعنائی تو نمایش تست خلق را وظلم تو این است حیوانے کہ پشت او را حق سبحانہ از بار نہادن آزاد کردہ است تو بر او بار نہادی و بر نشستی''۔ اشارت ایں حکایت آنست کہ زبان وقت املا کند۔

شیر بیدائے تجرد بودۂ گردن فراز گردن شیرے تہ زین و لجام انداختی
اشتر فارغ ز انعال عقال دہر را بار کردہ دست نااہلاں زمام انداختی

خوبیٔ توفیق را چوں یوسف افگندی بچاہ　　　نور خورشید توکل در غمام انداختی
نیست دل را جز ظلمنا ربنا عذرے دگر　　　تا تو آدم وارش از دارالسلام انداختی

پنداشتہ باشند کہ حق آشنائی بجا آوردہ وخیرے بجائے خود کردہ اسودۂ رابعلتے خستن وآزادے رابہ ذلتے بستن وگمان خیر بردن رائے صواب شکستن است

آں کہ فکرش گرہ از کار جہاں بکشاید　　　گو دریں نکتہ بفرما نظرے بہتر ازیں

وایں ظن ازاں جا خاست کہ زمانہ پیدا شد کہ شرف جمیع اعمال از شرف جمع اموال مبدل گشت و عزلت قناعت بعزت بضاعت معوض افتاد:

جائے آنست کہ خوں موج زند در دل لعل　　　زیں تغابن کہ خزف می شکند بازارش

بخصوص کہ بحضور التماس بروجہ اہتمام کردہ بود کہ فقیر راز ورطہ ایں بلا آزاد خواہند داشت عرض فقیر بروجہ تصنع ورونق بازار مشیخت فہم افتادہ باشد:

ہنر نمی خرد ایام و غیر ازیںم نیست　　　کجا روم بہ تجارت بدیں کساد متاع

مفتونان جمال فقر ومحبت ومشغوفان لذات حظ ذلت از زوال درویشی چناں بترسند کہ دیگراں از زوال توانگری:

منعم کنی زعشق وے اے مفتی زماں　　　معذور دارمت کہ تو اورا ندیدۂ

ایں مارۂ زمین سیاہ بخاصیت نخست ابواب برکت ورحمت وارہاند کہ فتوح بر بند دانگاہ رخ بکشاید و برروئے درویش بخندد و غلقت الابواب وقالت هيت لك

صدیقی عزیز! باید کہ بخلوت کدہ نہ گراید قال معاذ الله انه ربى احسن مثواى توقع از مکارم اخلاق آں کہ فقیرے کہ درزندان محنت فلبث فى السجن بضع سنين گرفتار است بخلاف گذشتہ پدرود کند:

ماہ کنعاں منے مسند مصر آں تو شد　　　گاہِ آن است کہ پدرود کنی زنداں را

خیال نکنند کہ بے ہودہ می نماید اگر چہ پیش مرد ماں صاحب غرض احمق نماید:

چو من از حرف خود درتنگ نایم　　　چرا چیزے دگر بروے فزایم

تاخیر تقاضائے دفع ایں آفت بسبب غیبت وبعد مسافت بود۔ والسلام۔

☆☆☆

ایک فرمان حضور میر قدس سرۂ المنیر جو آپ نے بنام شیخ الہ داد مفتی لکھنؤ مسئلہ سماع میں تحریر فرمایا ہے قابل زیارت ہے، اس خوبی سے تحقیق مسئلہ وعمل اکابر فرمائی ہے کہ دوسری جگہ نظر نہیں آتی، بنظر حسن تحقیق وضرورت وقت درج ہے۔

فرمان حضور میر بنام شیخ الہ داد مفتی لکھنؤ

من كان يريد حرث الآخرة نزد له في حرثه قومے کہ عمل برحدیث الدنيا مزرعة الآخرة دارند یعنی برکشت زار افند ہ تخم محبت خداوندی می کارند باران ایشاں فیض عنایت است و حاصلات ایشاں خرمن ہدایت ثمرات ایشاں احوال محبت وسنبلات ایشاں مقامات معرفت زمین قلوب ایشاں پاک وساقہائے اعمال صالحہ برافلاک والبلد الطيب يخرج نباته باذن ربه والذي خبث لا يخرج الا نكدا حالات بواطن شاں قوی است وحرکات قلوب شاں معنوی وترى الجبال تحسبها جامدة وهي تمر مرالسحاب جنید رحمۃ اللہ علیہ در معنی ایں آیہ فرمود کہ اولیا بر سر حد رسوم ومعاملات واقف اند وخلق از حرکات بواطن شاں خبر ندارند کہ ہر زمانے عالمے طے می کنند چہ ہر ذرہ از ذرات اکوان بحکم وان من شيء الا يسبح بحمده محرک ایشاں است پس ہمیشہ بباطن در حرکات معنوی ہستند:

دمے از سر خوشی در عالمِ ناز — شدہ چوں شاطرانِ گردن افراز
گہے از روسیاہی رو بدیوار — گہے از سرخ روئی بر سرِ دار
گہے اندر سماعِ شوقِ جاناں — شدہ بے پا و سر چوں چرخ گرداں
بہر نغمہ کہ از مطرب شنیدہ — برو وجدے ازاں عالم رسیدہ
سماعِ جاں نہ آخر صوت وحرف است — کہ در ہر پردہ سرے شگرف است

روے ہمت از نفس طاغوت تافتہ ومزابل شہوات را از دل باز کافتہ چنیں طائفہ را رقص وسماع مسلم باشد

رقص وقتے مسلمت باشد — کاستیں بر دو عالم افشانی

امارقاصاں در بساط زمانہ کم اند وایں غواصان در بحار دہر نایاب

نطع پر از رخمہ و رقاص نے — بحر پر از لولو و غواص نے

ایں اہلیت دریں زمانہ مفقود است وایں قابلیت دریں وقت معدود

غواصاں را اگرچہ ہیسے نبود   درہر صدفے در یتیمے نبود
در عمر بہ نادر آں چناں می افتد   واں دولت ہر سیہ گلیمے نبود

ہیہات آفتاب سعادت بمغرب رسید وعیار حقائق دینی بگردید مکارم اخلاق مندرس شد ومعالم صحبت منطمس گشت

ذهب الذين يعاش في اكنافهم   و بقيت في خلق كجلد الاجرب

بیشتر یاران اخوان العلانیہ شدہ اند کمترین علامات اہلیت آں باشد کہ اگر اہل سماعے را گویند کہ تو نا اہلی وترا سماع مشروع ودرست نیست چوں ازیں سخن وامثال آں برنجد وتفاوتے در باطنش رسد وتغیرے درظاہرش ظاہر گردد بالیقین دانند کہ نا اہل است واورا رقص وسماع حرام:

سماع اے برادر بگویم کہ چیست   مگر مستمع را بدانم کہ کیست
گر از برج معنے پرد طیر او   فرشتہ فروماند از سیراو
وگر مرد لہو است و بازی و لاغ   قوی تر شود دیوش اندر دماغ

واگر بجہت ثبوت اہلیت خویش بہ حجت پیش آید اقرار کردہ باشد برنا اہلیت خویش کہ

من مدح نفسه فقد أدى زكوة حمقه قال ابو حفص عمر قدس سرهٗ في معنى قوله تعالىٰ "ونزعنا ما في صدورهم من غل اخوانا" كيف يبقى الغل في قلوب ائتلفت بالله واتفقت على محبته واجتمعت على مودته وانست بذكره لان تلك قلوب صافية من هواجس النفوس و ظلمات الطبائع بل كحلت بنور التوفيق فصارت اخوانا

ایں جا اگر شکایت از اہلیت ونا اہلیت زمانہ بنویسم دفترے شود:

اے فسق و فجور کار ہرروزۂ ما   وے پُر ز حرام کاسہ وکوزۂ ما
می خند وروزگار می گیریند بخت   بر طاعت وبر نماز وبر روزۂ ما

فامامرا باآں خدمت سخنے است باحسن اخلاص ومحبت نہ بدعوئ بحث وحجت والعياذ بالله منها۔

وآں آنست کہ بتواتر خبر مسموع گشتہ کہ ملازماں رادرسماع ورقص انکاراست وزجر ومنع ایں کار حمل افتاد کہ کارہائے ملازماں بےنیت نہ خواہد بود وہر چہ خواہند گفت برصواب خواہد شد ولیکن اصوب می نماید کہ نہ ردکنند ونہ قبول نہ اقرار کنند ونہ انکار واحتیاط دریں باب سکوت تصور خواہند۔

فرمود ایں مسئلہ ایست مختلف فیہ اگر از کلام شیخ ضیا سنامی رحمۃ اللہ علیہ وجہے معلوم می شود واز کلام حجۃ الاسلام مجتہد امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ وجہے دیگر حاصل می شود وآں خدمت از ما بہتر می دانستہ باشند نوشتن تحصیل حاصل است بعضے ترک کردہ اند و برعدم اتیان آں اہتمام نمودہ کہ مسئلہ میان جواز و ناجواز دائراست آں جا ترک اولےٰ زیرا کہ ترکِ جائزے جائز باشد واتیان ناجائزے ناجائز اما آتی رامنع ہم نکردہ اند کہ عمل برروایتے دارد وبعضے مباح لاھلہ گفتہ اند واہلیت شرط گرفتہ ہم چنیں سخن دریں باب بسیار واقع شدہ است فاما اگرسوداز دۂ رسوا بہ تباہ کارے پُر ہوا سیاہ دلے فرسودہ گریباں چاکے دامن آلودہ دردمندے نامراد از منزل آخرت بے زاد ناہموارے نفس پرست مغرورے از شراب غفلت مست ناگاہ از شنیدن سازے ویا از استماع خوش آوازے معصیت ہا پیش یاد آرد وفریاد برآرد واشک ندامت از دیدۂ عبرت بارد و بتاسف ایام بطالت گریہ ہا کند ودستہا افشاند ومضطرب گردد وحرکتہا براند باو نتواں گفت کہ تو مصر معصیت باشی وتخم جرائم می پاشی ایں نالہ وفریاد تو بے ساز است وایں گریہ تو ممنوع و ناجواز کہ او بوسیلہ جاروب آوازے از صحن دل خاشاک جرائم می روبد وحلقہ مغفرت میزند و در رحمت می کوبد چگونہ مانع وزاجر تواں بود دمعة من دموع العاصين تطفي غضب الرب وان اللّٰه تعالىٰ يحب كل قلب حزين

سیاہ نامہ ترا ز خود کسے نمی بینم   چگو نہ چوں قلمم دودِ دل بسر نرود

آرے نہ ہر گریہ گریۂ ندامت باشد ونہ ہر توبہ توبۂ استقامت۔

نقد صوفی نہ ہمہ صافی و بےغش باشد   اے بسا خرقہ کہ شائستہ آتش باشد

پس اگر آں گریہ واضطراب از وے بروجہ تلبیس وکذب است آں گاہ نیز درحدیث فان لم تبکوا فتباکوا داخل خواہد بود:

چوں توبہ نکر دی از گنا ہے   بارے کم ازاں کہ میکن آہے

ہر چند کہ اہلیت دریں زمانہ عزیز است لیکن حکم براہلیت وناہلیت کسے بالقطع کردن نشاید چہ آں از صفات قلوب است و برعیوب قلوب بجز علام الغیوب مطلع نیست و ہر چند اہلیت و نااہلیت را علامات ظاہری ہم ہست لیکن بہ علامات ظاہری درغور تحقیق نتواں رسید حکایت منظوم کہ مولانا جلال رومی فرمودہ مناسب سیاق می نمود۔

خلاصۂ حکایت

دید موسیٰ یک شبانے رابراہ — کوہمی گفت اے کریم واے الٰہ
تو کجائے تاشوم من چاکرت — چارقت دوزم کنم شانہ سرت
زیں نمط بے ہودہ می گفت آں شباں — گفت موسیٰ باکہ است ایں اے فلاں
گفت باآنکس کہ مارا آفرید — ایں زمین و چرخ از و آمد پدید
گفت موسیٰ ہائے خیرہ سر شدی — خود مسلماں ناشدہ کافر شدی
گفت اے موسیٰ دہانم دوختی — وز پشیمانی تو جانم سوختی
جامہ را بدریدو آہے کرد تفت — سر نہاد اندر بیابان و برفت
وحی آمد سوئے موسیٰ از خدا — بندۂ مار از ماکردی جدا
چوں کہ موسیٰ ایں عتاب از حق شنید — در بیاباں از پے چوپاں دوید
عاقبت دریافت اور ا وبدید — گفت مژدہ دہ کہ دستورے رسید
ہیچ آدابے و ترتیبے مجو — ہر چہ می خواہد دل تنگت بگو
اے معاف یفعل اللہ مایشا — بے محابار و زباں را برکشا
کفر تو دین است و دینت نور جاں — ایمنے و زتو جہاں اندر اماں

پس احتیاط دراں باشد کہ بحکم ظنوا المؤمنین خیرا زبان اعتراض باز کشند و بر مکنونات دل حکمے نکنند:

کما روی ان داود النبی علیه السلام استقبل السکینة بالرقص
فقالت له زوجته أترقص وانت نبیﷺ فقال أتحکمین علی
قلبی وانت طالق

کہ اگر مستمع نیک مردے واہل باشد اورا نااہل پنداشتن زشت بود واگر از نااہل بحسن ظن درگذرند ہیچ وبال نبود بلکہ درزمرۂ ستودگان واذا مروا باللغو مروا کراما داخل گردند وحسن ظن از مکارم اخلاق اسلام است پس سکوت دریں جا بہتر می نماید وشک نیست کہ آواز ہائے خوش از جملہ نعمت ہائے الٰہی است وبنفسہ محمود است زیرا کہ از صفات داؤد نبی است علیہ السلام وصفات انبیا علیہم السلام ہمہ محمود باشند و ہر کہ صفتے از صفات انبیا علیہم السلام را بد گوید و یا زشت پندارد معلوم

است کہ شریعت بروے چہ حکم می کند پس حسن صوت بنفسہٖ محمود است و یکے از عطیات خداوندی است۔

قال اللّٰہ تعالیٰ "و یزید فی الخلق ما یشاء" وھو الصوت الحسن

وقرآن خواندن بالحان باجماع مستحب گفتہ اند بحکم حدیث چناں کہ خواجہ ابو نجیب سہروردی قدس سرہٗ ایں روایت در' آداب المریدین' نبشتہ است واز ذوالنون مصری قدس سرہٗ نقل کردہ اند کہ او گفت

ا لا صوات الطیّبة مخاطبات و اشارات الٰھیة استودعھا عند کل طیّب و طیّبة

با جنید قدس سرہٗ گفتند کہ سبب چیست شخصے آرامیدہ باوقار ناگاہ آوازے می شنود اضطراب وقلق و درنہادش می افتد وحرکات نامعتادمی راند گفت حق سبحانہ وتعالیٰ درازل با ذریات آدم علیہ السلام خطاب الست بربکم کردہ حلاوت وعذوبت آں خطاب درمسامع ارواح ایشاں بماندہ است لاجرم ہرگاہ کہ آوازے خوش بشنوند لذت آں خطاب بیادشاں آید وبذوق آں درحرکات آیند

الست از ازل ہمچناں شاں بگوش بفریادقـــالـــوا بـــلـــیٰ درخروش

ازیں جاں آں نکتہ معلوم گردد کہ گفتہ اند حسن صوت دردل سامع چیزے نمی اندازد بلکہ آنچہ دردل است آں رامی جنباند سید عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرمودہ

رایت الارواح کلھا یرقصون فی قوالبھم بعد قولہ الست بربکم

ازیں جاں آں نکتہ معلوم گردد کہ سرود راقوت روح گفتہ اند:

چہ خوش باشد آواز نرم و حزیں بگوش حریفان مست صبوح

بہ از روے زیباست آواز خوش کہ آں حظ نفس است وایں قوت روح

فاما استحضار قوالاں واجتماع از بہر استماع اگرچہ بدعت است وورعہد رسول ﷺ وصحابہ وتابعین و تبع تابعین نبود رضی اللہ عنہم لیکن مزاحم سنتے نیست پس مذموم نباشد ومشائخ متاخرین رضی اللہ عنہم آں را مستحسن داشتہ اند کہ مشتمل برفوائد است از جملہ فوائد سماع یکے آن است کہ کلالتے وملالتے کہ طالباں رادرطلب واقع شود وقبضے ویاسے کہ طبعًا پیدا آید مشائخ متاخرین رضی اللہ عنہم بہر دفع ایں عارضہ ترکیبے روحانی از سماع اصوات حسنہ والحان متناسبہ واشعار متشوقہ بروجہے کہ مشروع

باشد نہادہ اند وطالباں رابرتناول آں وقت حاجت رخصتے دادہ اند تا کلالت وملالت طبع مرتفع شود وباز از سر شوق جدید روبمعاملات آرند آرے چناں کہ درسماع فوائد بسیار است مزلتہا نیز بے شمار است چناں کہ ابوالقاسم نصر آبادی راقدس سرہٗ گفتند کہ

انك مولع بالسماع فقال نعم هو خير من ان تقعد وتغتاب الناس فقال له ابو عمر نجيد قدس سرهٗ هيهات يا اباالقاسم زلة فى السماع شرمن كذا وكذا سنة تغتاب الناس

پس اگر فوائد سماع رابہ آفات آں مقابلہ کنم رفع آں آفات لازم آید واز امکان وقوع آں ترک سماع واجب نگردد زیرا کہ خیرالاعمال کہ نماز است درحق بعضے سبب فلاح است

قال الله تعالى قد أفلح المومنون الذين هم فى صلوتهم خاشعون

ودرحق بعضے موجب ویل است

فويل للمصلين الذين هم عن صلوتهم ساهون

پس باوجود احتمال وقوع سہو وغفلت کہ موجب ویل است ترک صلاۃ جائز نبود بلکہ ترک سہو وغفلت لازم آید كذلك السماع ومقصود کلی درنماز حضور دل است پیش حق سبحانہ

لا صلوة الا بحضور القلب

پس اگر حضور درسماع میسر شود از نماز بے حضور بسے بہتر باشد

لعن الله جسدا قائما بين يدى الله ليس معه قلبه

از جنید قدس سرہٗ پرسیدند

ما تقول فى السماع فقال كل ما يجمع العبد بين يدى الله فهو مباح

ازاں محراب ابر و رو مگر داں اگر در مسجدے دردر خرابات

جواں مردا بندگانے کہ ذرۂ تجاوز وتخالف از متابعت سنت روانمی داشتند ودر طلب رضائے حق تعالیٰ باقصی المراتب علم افراشتند رضی الله عنهم ورضوا عنه دقت اسرار شریعت وغموض آثار طریقت ایشاں نیک تر دانستہ ودریافتہ بودند حرکات وسکنات ایشاں بے پناہ شریعت نخواہد بود و بسیارے از ایشاں درسماع جان دادہ اند پس حمل نتواں کرد کہ آخر ایشاں برمناہی ومحظورات جاں دادند کہ ہمت ایشاں مصروف جز برضائے تسلیم نیست ومدعائے ایشاں جز صدق وتعظیم نہ غایۃ مافی

الباب دریں زمانہ شوم کہ رائحۂ راستی غیر مشموم است اگر کسے بر ہیچو ما مد براں زجر وتوبیخ کند حق بجانب او باشد و بہ حقیقت نیک خواہ ما ہمو بود چہ مخلص ترین برادران آں باشد

ان رایٰ منك سيئة اذاعها و ان رایٰ منك حسنة دفنها

پس باید کہ آنچہ بالاتفاق محظور است چناں کہ خندہ، قہقہہ وغیبت وایذا وکبر وعجب وحسد وحقد وفخر و حب جاہ وطلب صدارت وتحقیر مسلمانے وامثال ذلك مما لا يعد نخست ماراازآنہابشویدوآنچہ دردیں مہم تراست چوں صدق واخلاص وخلوص نیت وعلم معاملہ بندہ باحق سبحانہ وتعالیٰ وعلم نجات آخرت وطریق مراغبت دل بسوئے حق تعالیٰ وریاضت وعبادت وامثـال ذلك ممـا لا يـحـصـىٰ ازاں باماوعظے گوید آگاہ در مسئلہ مختلف فیہ زاجر ومانع آید وراہ انصاف آں کہ اول خود متصف بداں صفات گردد کبر مقتاً عندالله ان تقولوا مالا تفعلون

امام نوری قدس سرہٗ را پرسیدند کہ مردم کجا سزاوار گردد تا مرخلق را پند دہد گفت وقتے کہ از حق سبحانہ فہم کند۔ نقل است کہ روزے امام ابوالحسن نوری قدس سرہٗ جنید را قدس سرہٗ برمنبر دید گفت یاابا القاسم خداوندتعالیٰ از عالم بعلم اوراضی نگردد تا اورا اندر آں علم نہ نہد پس اگر تو برعلم خود کاری کنی لازم گیر ایں مقام را وگرنہ از منبر فرود آئی، جنید قدس سرہٗ درحال فرود آمد وتا یک ماہ باخلق سخن نہ گفت واز خانہ بیروں نیامد پس بیروں آمد وگفت اگر بمن نرسیدہ بودی کہ حضرت رسالت ﷺ فرمودہ است کہ در آخر زماں پیشوائے قوم خوارترین ایشاں باشد ہرگز بشما سخن نگفتمے ایں جا گفتہ اند کہ ایں از جنید قدس سرہٗ اقرار است بر تقصیرات خود یعنی اگر در مراعات حق علم راست نیستم بارے اندر اقرار بر تقصیرات آں راست باشم۔ سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر ولا حـول ولا قـوة الا بـالـله العلى العظيم استغفر الله من جميع ما كره الله قولاً و فعلاً حاضراً و ناظراً

گر گوہر عاقبت نسفتم ہرگز ورگرد گنہ ز رُخ نہ رُفتم ہرگز
نومید نیم ز آستانِ کرمت زیرا کہ یکے را دو نگفتم ہرگز

☆☆☆

آپ کی مصنفہ کتابوں میں سے سبع سنابل، حقائق میں، شـرح نـزهة الارواح شرح کافیہ ابن حاجب، قصہ چار برادر، حل شبہات، رسالہ منظومہ، شرح حقائق ہندی، شرح گلشن راز سلوک و

تصوف میں مستند اور مفید کتابیں ہیں۔

حضور میر قدس سرہٗ المنیر کی دو شادیاں ہوئیں۔ زوجہ اولیٰ خاندانی سے ایک صاحبزادے حضرت سیدنا عبدالجلیل قدس سرہٗ اور ایک صاحبزادی جن کا عقد سید محمود اصغر بن سید حسین بن سید نوح بن سید محمود اکبر بن سید خداداد بن سید لطف اللہ بن سید عمر بن سید محمد صغریٰ سے ہوا۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

دوسری بیوی خاندان بنی عثمان سے قنوج کی رہنے والی تھیں، ان کے والدین محلّہ احمدی ٹولہ میں رہتے تھے، ان سے تین صاحبزادے میر سید فیروز، میر سید یحییٰ، میر سید طیب اور صاحبزادی پیدا ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

چاروں صاحبزادے جامع علوم ظاہر و باطن عرفا اور آپ کے خلفا تھے۔

حضور میر قدس سرہٗ المنیر نے سو برس کی عمر میں ۳؍رمضان شب جمعہ سنہ ۱۰۱۷ھ [۱۶۰۸ء] کو بمقام بلگرام انتقال فرمایا اور خانقاہ میں دفن ہوئے، مزار مبارک زیارت گاہ خلق ہے۔

بعد وصال حضور میر باوجود اصرار خدام وعزیزان سجادہ نشینی سے حضور میر عبدالجلیل نے انکار فرمایا اور خود اپنے سب سے چھوٹے اور عزیز بھائی میر سید طیب کو کہ علم و فقر و تجرید میں ثانی حضور میر تھے والد کا سجادہ نشین کیا، اُس وقت سے اب تک سجادہ بلگرام پر آل پاک میر سید طیب مسند نشیں ہیں۔

☆

[میر سید طیب بلگرامی]

میر سید طیب قدس سرہٗ کی ولادت نہم ربیع الثانی سنہ ۹۸۶ھ [۱۵۷۸ء] اور وفات ۵؍ربیع الاول ۱۰۶۶ھ کو بمقام بلگرام ہوئی۔

☆

[میر سید فیروز بلگرامی]

میر سید فیروز رحمۃ اللہ علیہ علاوہ فضل و علم کے آپ سخاوت و ایثار میں بے مثل تھے۔ چار سو غربا کی لڑکیوں کا عقد اپنے مصارف سے فرمایا۔ آپ کی اولاد بلگرام میں ہے۔ ۵؍محرم سنہ ۱۰۶۶ھ [۱۶۵۵ء] کو بمقام بلگرام انتقال فرمایا۔

☆

[میر سید یحییٰ بلگرامی]

میر سید یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ عالم، کامل، محدث، حافظ کلام اللہ تھے۔ ولادت آپ کی ۹۸۵ھ دوم ذیقعدہ [۱۵۷۸ء] بمقام سانڈی ہوئی۔ آپ کی تصنیف سے 'میزان الاعمال و معیار الاحوال' ایک عمدہ یادگار ہے۔ آپ کی اولاد بنات باقی ہے۔ تفصیل اولاد شجرۂ ذیل سے ملاحظہ کیجیے۔☆

☆

مرشد العالمین سید ابوالبھین میر عبد الجلیل قطب مارہرہ قدس سرہٗ

آپ خلف اکبر حضور میر قدس سرہٗ المنیر کے ہیں۔ ولادت آپ کی ۲۰/رجب سنہ ۹۷۲ھ [۱۵۶۵ء] میں ہوئی۔ تربیت اور اخذ طریقہ اپنے والد ماجد سے فرمایا۔ آغاز شباب میں بحالت جذب جنگلوں، پہاڑوں میں بارہ برس سیاحت فرمائی۔ اُسی حالت میں ایک بزرگ مسمیٰ بہ معلم خطیب سے ملاقات ہوئی اور ولایت مارہرہ کی بشارت اور چند دعائیں اُن سے ملیں۔ اس سیاحت میں غذا صحرائی پھل اور درختوں کے پتے ہوتے، اکثر جنات اسی سفر میں حضور کے دست حق پرست پر اسلام لاکر حاضر خدمت رہتے تھے۔

اتفاقاً گزر آپ کا اترنجی کھیڑہ پر ہوا، جو قریب مارہرہ کے ویران پڑا ہوا ہے، یہاں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور حضرت خضر علیہ السلام نے آپ کو شیر برنج کھلائی اور بشارت قطبیت مارہرہ دے کر آپ کو جانب مارہرہ روانہ کیا۔ ادھر وزیر خاں صاحب کمبوہ رئیس مارہرہ حسب بشارت خواب حضور کے استقبال کو باہر نکلے۔ قدم بوس ہو کر شہر میں لائے، حضور نے کنارۂ آبادی پر قیام فرمایا۔ چند روز میں ایک چھوٹی مسجد، ایک خانقاہ، ایک محل سرائے تعمیر ہو گئے۔

۱۰۱۷ھ [۰۹-۱۶۰۸ء] میں حضور نے اپنے اہل و عیال کو بلگرام سے طلب فرمایا، آپ سے اور جنات سے ایک سخت مقابلہ ہوا، جس کا مفصل حال کتابوں میں مذکور ہے۔ جس کا نتیجہ آخری جنات کی شکست و قید اور معاہدہ تھا کہ جس جگہ خدام و مریدین حضور میر عمل کریں گے وہاں سے یہ جماعت اپنا اثر اُٹھا لے گی، جس پر اس وقت تک عمل ہے۔

☆ صفحہ 353 پر ملاحظہ فرمائیں۔

قریب وصال شریف آپ نے مسواک شریف کو خانقاہ میں نصب فرمایا، جو سبز ہوگئی اور اِس وقت تک اُس کے چند درخت ہو کر مثل سائبان مزار شریف کو ڈھکے ہوئے ہیں اور اُس کے پتے مختلف امراض خصوصاً عقیمہ کو واسطے استقرار حمل اور مریض آسیب زدہ کو خاص ترکیب سے دیے جاتے ہیں اور ہمیشہ مفید ثابت ہوتے ہیں۔

آپ نے بتاریخ ۸ر صفر سنہ ۱۰۵۷ھ [۱۶۴۷ء] ۸۵ سال کی عمر میں بمقام مارہرہ مطہرہ انتقال فرمایا اور خانقاہ میں دفن ہوئے۔ جو اب درگاہ کلاں سے معروف ہے۔ آپ کے چار صاحبزادے ہوئے، سید شاہ اویس، سید ابوالخیر، سید ابوالفتح، سید محمد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔
سید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ سے اولاد دختری باقی ہر سہ حضرات سے اولاد پسری موجود ہے، جو شجرۂ ذیل میں ثبت ہیں۔☆

☆

حضرت سید الراحمین میر سید اویس خلف میر عبدالجلیل قدس سرہما

خلف الصدق و صاحبزادۂ خورد و مرید و خلیفہ و صاحب سجادہ والد ماجدِ خود۔ آپ میں عجز و انکسار اور شان رحیمی اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ حیوانات موذیہ کے بھی ایذا کے روادار نہ ہوتے۔ بلگرام عزیزوں سے ملنے تشریف لے گئے تھے، وہیں انتقال فرمایا۔ مزار مبارک مقبرۂ آبائی سے علیحدہ ہے۔ ۲۰ر رجب سنہ ۱۰۹۷ھ [۱۶۸۶ء] تاریخ وفات ہے۔

آپ کی شادی دختر سید علاء الدین بن سید حمزہ بن سید صدر جہاں بن سید......☆☆ سے ہوئی۔

آپ کے تین صاحبزادے ہوئے۔ حضرت سید شاہ برکت اللہ، سید شاہ رحمت اللہ، سید شاہ عظمت اللہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ مشہور خلفا آپ کے تینوں صاحبزادے اور شاہ رہبر (جن سے ''عمل چوب دستی'' مخصوصہ حضور میر سید اویس قدس سرہٗ منقول ہے) تھے۔

سید شاہ رحمت اللہ قدس سرہٗ: آپ کی شادی دختر سید محمد اشرف بن سید محمد سے ہوئی۔ آپ کے دو صاحبزادے سید قدرت اللہ اور سید آیت اللہ پیدا ہوئے۔

سید شاہ عظمت اللہ قدس سرہٗ: شادی آپ کی دختر سید کافی بن سید ابوالفتح بن سید عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہم سے ہوئی۔ آپ کی ایک صاحبزادی تھیں جو حضرت سیدنا شاہ آل محمد صاحب خلف حضرت

☆ دیکھیے صفحہ 354۔ ☆☆ مطبوعہ اور قلمی دونوں میں یہاں بیاض ہے۔ اسیدؔ

سیدنا شاہ برکت اللہ رحمۃ اللہ علیہما کے نکاح میں تھیں۔

☆

حضرت سلطان العاشقین سید شاہ برکت اللہ قدس سرہٗ

ولادت آپ کی ۲۹ / جمادی الثانی سنہ ۱۰۷۰ھ [۱۶۶۰ء] بمقام بلگرام ہوئی۔ آپ بعد اپنے جدامجد قدس سرہٗ کے صاحب ولایت مارہرہ ہوئے۔ ابتداً سلسلۂ چشتیہ نظامیہ میں اپنے والد ماجد سے بیعت اور خاندانِ قادریہ میں طلب فرمائی۔ پھر حضرت سید مربی بن سید عبدالنبی بن میر سید طیب اور سید مصطفیٰ بن سید فیروز بن میر سید عبدالواحد بلگرامی قدست اسرارہم اور حضرت سید العارفین سید لطف اللہ عرف شاہ لدھا بلگرامی خلیفہ حضور سید احمد بن سید محمد کالپوی قدست اسرارہم سے اخذ فیض کیا اور خلافت پائی۔ حضرت سید مربی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی علاوہ اپنے خاندان کے اجازت حضرت سید احمد کالپوی قدس سرہٗ سے حاصل تھی۔

آپ کو ابتدا سے بسبب ایک بشارت کے عشق خانوادۂ غوثیہ سے ہو گیا تھا، لیکن خانوادے میں باوجود اجازت سلسلۂ علیہ قادریہ روشِ سلوک چشتی نظامی تھی اور اُس وقت تک یہ سب حضرات چشتی نظامی کہے جاتے تھے، لہٰذا بعد حصول طریقہ اور ورزش اکتساب باطنی بہ اشارۂ حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کالپی شریف خدمت حضرت سیدنا شاہ فضل اللہ خلف وخلیفہ حضرت میر سید احمد کالپوی قدس سرہما میں حاضر ہوئے۔ حضور سیدنا فضل اللہ قدس سرہٗ نے نہایت مہربانی اور عظمت فرمائی اور ارشاد فرمایا ''دریا بہ دریا پیوست''۔ پھر سلاسل خمسہ میں اجازت وخلافت و'رسالہ عمل معمول' مصنفہ حضور سیدنا شاہ سید محمد کالپوی قدس سرہٗ اور تمام اوراد ووظائف واعمال واشغال و مراقبات وغیرہ معمولاتِ خاندان مرحمت فرما کر رخصت وطن فرمایا اور 'صاحب البرکات' کا لقب بخشا۔ حکم دیا کہ آپ مارہرہ میں سجادۂ آبائی پر جلوس فرمایئے اور طالبانِ خدا کو راہِ معرفت بتایئے، کسی طالب کو ہمارے پاس بھیجنے کی ضرورت نہیں۔

میر غلام علی آزاد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ 'مآثر الکرام فی احوال بلگرام' میں حالات حضور میر سید محمد قدس سرہٗ یوں لکھتے ہیں:

> آپ سادات ترمذی سے ہیں، آبائے کرام آپ کے جالندھر میں قیام فرما تھے، آپ کے والد ماجد میر ابوسعید قدس سرہٗ وطن سے کالپی میں رونق

افروز ہوئے اور قیام فرمایا۔حضور میر سید محمد قدس سرہٗ نے حضرت شیخ جمال اولیا کوڑوی قدس سرہٗ سے طریقۂ چشتیہ میں بیعت کی اور سلاسل قادریہ و سہروردیہ و مداریہ میں اجازت پائی اور طریقۂ نقشبندیہ میر ابوالعلا احراری قدس سرہٗ سے حاصل فرمایا۔آخر عمر میں چھبیس سال صائم رہے،ایام منہیہ میں بھی سوائے ایک بیڑہ پان کے کچھ تناول نہ فرماتے۔آپ کی مصنفات سے تفسیر سورۂ فاتحہ اور 'روائح' بزبان عربی اور 'رسالہ تحقیق روح' اور 'اسرار التوحید'، 'ارشاد السالکین' اور 'رسالۃ الفنا' اور 'رسالہ عقائد صوفیہ' اور 'رسالہ عمل معمول' اور 'رسالہ واردات' ہے۔

۲۶رشعبان سنہ۱۰۷۱ھ [۱۶۶۱ء] کو بمقام کالپی انتقال فرمایا۔مزار شریف زیارت گاہ ہے۔
علاوہ ان حضرات کرام قدست اسرارہم کے فیضان روحی حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ بطریق اویسیہ ہوا اور حقیقتاً تکمیل حضور صاحب البرکات قدس سرہٗ کی حضرت سرکار قادری رضی اللہ عنہ نے خود فرمائی اور منصبِ قطبیتِ مارہرہ سے عزت بخشی۔خانقاہ قدیم کے گرد مکانات قوم گوندل کے تھے، یہ لوگ نہایت شریر اور فسق وفجور کے عادی تھے۔ہمیشہ حضور ان کے قرب سے ایذا پاتے،لیکن بہ خیال ہمسائیگی تحمل فرماتے۔ایک روز ان شریروں نے سفل بنگ عین ایسی حالت میں کہ حضور نماز پڑھ رہے تھے خانقاہ معلّٰی میں پھینکا،حضور نے شانِ جلال میں فرمایا کہ ''یہ جوان مرگ شرارت سے باز نہیں آتے''۔بس اُسی روز سے اس گروہ پر آفات کا نزول ہوا اور جس وقت اُن میں سے کوئی تیس برس تک پہنچا مرگیا۔اکثر خاندان بالکل تباہ ہوگئے۔☆

آپ نے مکان و خانقاہ موروثی مارہرہ چھوڑ کر دوسری جگہ تشریف لے جانے کا قصد فرمایا، جس وقت اس موقع پر (جہاں اب بستی ہے) تشریف لائے یہاں تالاب تھا، ظاہراً بہ اصرار چودھری فرید خاں قانون گو و دیگر خدام سکنائے مارہرہ اور بباطن حسب الحکم حضور غوثیت رضی اللہ عنہ اس جگہ پر قیام فرمایا۔تالاب پاٹا گیا اور ایک مختصر مسجد و خانقاہ وحویلی سنہ۱۱۱۸ھ [۰۷-۱۷۰۶ء]

☆ مخدومی شاہ ظہور اللہ بقیہ اُسی گروہ میں کے تھے۔ان کے والد کے انتقال کے بعد ان کی والدہ نے حاضر ہوکر شاہ صاحب کو حضور خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ کے قدموں پر لا ڈالا تھا۔یہ حضور میں پرورش ہوئے اور سن طویل پایا، مدت العمر خدمت حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ میں حاضر رہے۔(مؤلف)

میں بنائی گئی۔ آہستہ آہستہ اُس کے قریب میں خدام ولواحقین آباد ہوئے اور برعایت تخلص ہندی حضور کہ 'پیمی' تھا اس بستی کا نام 'پیم نگر' مشہور عام ہوگیا۔ جائے مکان سجادہ ہنوز وہی ہے، مسجد اس مسجد حال کے وسط میں آ گئی جو حضور سید شاہ آل برکات ستھرے میاں صاحب قدس سرۂ کی تعمیر کردہ ہے۔ حویلی میں بھی چند تغیرات ہو گئے۔

آپ حبس نفس کبیر بطریق صعود فرماتے، رات دن میں دو سانس لیتے، تین برس تک غذا آپ کی دو فلوس آبِ برنج رہا۔ ڈکار و جمائی حضور کو کبھی نہیں آئی، نہ خندہ وقہقہہ کبھی سرزد ہوا۔ نماز میں حضور کو ایسا استغراق ہوتا کہ کسی حال کی خبر نہ ہوتی۔ تیس برس کامل سجادے سے کہیں نقل و حرکت نہیں فرمائی۔ آپ کے کمال کا شہرہ سن کر طالبانِ خدا دور دور سے حاضر آتے اور آپ بیشتر کی تربیت بطور جذب فرماتے اور عام مریدین کو سلسلۂ جدیدہ کالپویہ اور اہل خاندان کو سلسلۂ قدیمہ میں بیعت فرماتے، امرا و رؤسا حاضریٔ دربار والا میں کوشش کرتے اور نذر و تحفہ حاضر لاتے، لیکن اجازت نہ پاتے، اکثر خلفائے حضور بھی اسی شان ترک و تجرید میں تھے۔

شاہ عبداللہ اسبق خلفائے حضور بعد تکمیل وختم سلوک حالت سفر وسیاحت میں اتفاقیہ دہلی پہنچے اور چند روز قیام فرمایا، بادشاہِ عہد سلطان محمد شاہ نے بکمال اشتیاق طلب فرمایا، شاہ صاحب نے جانے سے انکار فرما دیا۔ ایک روز بادشاہ حاضر ہوئے اور نذر پیش کی، ایک موضع قریب مارہرہ جاگیر دیا۔ یہ حال معلوم فرما کر حضور صاحب البرکات قدس سرۂ نے شاہ صاحب پر سخت عتاب فرمایا اور حکم دیا کہ ''بادشاہوں کا ملنے والا فقیر کے دروازے پر نہ آئے''۔ شاہ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فوراً حاضر مارہرہ ہوئے، ہر چند عذر کیا کہ ''بادشاہ کے آنے اور نذر دینے میں فقیر کی مطلق خواہش نہ تھی''، ارشاد فرمایا کہ ''جب بادشاہ کے آنے کی خبر پائی وہاں قیام کیوں کیا؟ فقیر بدقت نام اللہ سے تمہارے دلوں کو روشن کرتا ہے، تم نام محمد شاہ دل پر ثبت کرتے ہو؟'' غرض بعد مدت بسفارش حضور سیدی شاہ آل محمد قدس سرۂ خطا شاہ صاحب کی معاف ہوئی اور حکم حاضری دربار ملا۔ آج یہ شاہ عبداللہ صاحب دہلیز اندرونی درگاہِ معلیٰ میں آرام فرما ہیں، حاضرین واقف بچ کر نکلتے ہیں اور ناواقفین قبر پر سے گزرتے ہیں اور یہ ان کی وصیت کی تعمیل ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

شاہ زادے اور امرائے عہد مثل نواب ثابت خاں کولوی، نواب نصرت خاں ناظم اکبرآباد، نواب جمال علی خاں کوششیں کرتے کہ نذر قبول ہو جائے لیکن ممکن نہ تھا۔ حضور کے خلفا بڑے

بڑے اہل کمال صاحبِ وجد وحال تھے۔
بعض مشاہیر خلفا کے اسم گرامی تحریر ہیں۔
[۱] شاہ عبداللہ صاحب مارہروی: آپ کا سنہ ۱۱۴۰ھ [۲۸-۱۷۲۷ء] میں انتقال ہوا۔
[۲] شاہ میم کشمیری: ۱۱۵۰ھ [۳۸-۱۷۳۷ء] میں انتقال ہوا۔
[۳] شاہ مشتاق البرکات: ۱۱۶۰ھ [۴۸-۱۷۴۷ء] میں انتقال ہوا۔
[۴] شاہ روح اللہ: عزیزان نواب خیر اندیش خاں عالمگیری سے ہیں۔ مزار آپ کا اُس جگہ واقع ہے جہاں اب دروازۂ جدید درگاہ سے سماع خانے میں کھولا گیا ہے۔ ۱۱۷۳ھ [۶۰-۱۷۵۹ء] میں انتقال ہوا۔
[۵] شاہ من اللہ: ۱۱۷۶ھ [۶۳-۱۷۶۲ء] میں انتقال ہوا۔
[۶] شاہ ہدایت اللہ: قوم فرملی ۱۱۴۹ھ [۳۷-۱۷۳۶ء] میں انتقال ہوا۔
[۷] شاہ عاجز مارہروی: ۱۱۶۱ھ [۱۷۴۸ء] میں انتقال فرمایا۔
[۸] شاہ عاشق البرکات: ۱۱۴۳ھ [۳۱-۱۷۳۰ء] میں انتقال ہوا۔
[۹] شاہ راجو: ۱۱۴۳ھ [۳۱-۱۷۳۰ء] میں انتقال ہوا۔
[۱۰] شاہ نظر: ۱۱۴۳ھ [۳۱-۱۷۳۰ء] میں انتقال ہوا۔
[۱۱] شاہ صابر: ۱۱۴۷ھ [۳۵-۱۷۳۴ء] میں انتقال ہوا۔
[۱۲] شاہ بوعلی۔
[۱۳] شاہ سامی۔
[۱۴] شاہ عین الحق۔
[۱۵] شاہ صادق۔
[۱۶] شاہ بے ریا۔
[۱۷] چین بیراگی۔
[۱۸] کشن داس بیراگی۔

امرا میں صرف ایک نواب محمد خاں غضنفر جنگ والیٔ فرخ آباد تھا، جو حضور کی نگاہِ کرم سے ایک بڑا سردار نام دار اور ایک معتقد خدمت گزار تھا۔ یہ اسی غنی درویش صفت کا خیال تھا کہ حضور نے

'مصارفِ مہمانانِ دربارِ مارہرہ' کے نام سے دوموضع تلوک پور اور دادن پور نذر بادشاہ محمد شاہ طاب ثراہ قبول فرمالیے اور وہ اِس وقت تک سرکارِکلاں اور سرکارِخورد کے سجادہ نشینوں کے قبضے میں ہیں۔آپ کے خلفا کے حال میں مستقل تصنیفات ہیں، اگر تفصیلاً دیکھنا ہو' کاشف الاستار'اور 'خلفائے صاحب البرکات' ملاحظہ کیجیے۔

آپ تصانیف سلوک وتصوفِ متقدمین اکثر مطالعہ فرماتے، صاحبزادوں اور خواص مریدین وخلفا کو درس دیتے ،اکثر رسائل مفیدہ حضور کی تصنیف ہیں۔ چہار انواع، سوال و جواب، مجمع البرکات دیوان فارسی، پیم پرکاش، مثنوی ریاض عشق، رقعات صوفیہ، بیاض باطن وظاہر، رسالہ تکسیر،عوارف ہندی، رسالہاے تصوف، وصیت نامہ یہ آپ کی مشہور تصنیفات ہیں۔اشعار فارسی میں آپ کا تخلص عشقی اور ہندی میں پیمی ہے۔

آپ کی شادی دختر سید مودود(بن سید محمد فاضل بن سید عبدالحکیم بن سید ابوالقاسم بن سید جان محمد بن سید محمود بن سید خداداد بن سید لطف اللہ قدست اسرارہم)سے ہوئی۔

آپ کے دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ایک صاحبزادی عقد سید نورالحق خلف سید شاہ لطف اللہ عرف شاہ لدھا بلگرامی قدس سرہما میں تھیں۔دوسری زوجہ سید امان اللہ بن سید جان محمد تھیں۔تیسری زوجہ سید فضل اللہ تھیں۔

خلف اکبر حضرت سید شاہ آل محمد صاحب، خلف اصغر حضرت سید شاہ نجات اللہ صاحب قدس سرہما۔حضور صاحب البرکات قدس سرہٗ نے دونوں صاحبزادوں کے نام وصیت نامہ تحریر فرمایا جو نقل ہے۔

حضور صاحب البرکات قدس سرہٗ ۱۰رمحرم سنہ۱۱۴۲ھ[۱۷۲۹ء] کو رونق افزائے خلد بریں ہوئے، مزار مبارک درگاہ خورد مارہرہ واقع بستی وسط مقبرہ میں زیارت گاہ خلق ہے۔عرس مبارک ۱۳رمحرم کو ہوتا ہے۔

وصیت نامہ حضور صاحب البرکات قدس سرہٗ

بندہاے خدا آل محمد ونجات اللہ سلمہما اللہ تعالیٰ وابقاہما سلامت باشند۔

ایں چند نصیحت نوشتہ شدہ براں عمل نمایند وایں رسالہ را ہموارہ با خود دارند۔ باید کہ مشغول بیاد الٰہی باشند و بہ کتب فقہ وسلوک الفت نمایند واز مقام خود ہا جنبش نہ کنند و بہ خانہ مخلوق ومردم دنیا نروند

و بہ زیارت قبور و بہ دیدن عالمے کہ دلے داشتہ باشد یا آں کہ ظاہر او بدین آراستہ البتہ البتہ روند و دیدن اور اسعادت کونین دانند و بہ ہیچ کارے و مطلبے بہ حاکم و بہ کسے رجوع نہ کنند کہ سازندہ کارہا کارساز است و حسبۃً للہ برائے کارے خلق با ہر کسے تملق لحاجت نمایند کہ ثوابست۔

روزے حاکم با ایں عاجز برائے کارے مخالفت کرد در گذر کردہ شد۔ اکثر عزیزان بہ او ملتجی شدند قبول نہ کرد و گفت اگر فلاں مرا رقعہ نویسد از یں کار و از انکار بگذرم آں ہمہ عزیزاں بہ ایں محتاج الی اللہ تقاضائے رقعہ نبشتن بکد و جہد پیش کردند ناچار شدہ ایں بیت نوشتہ فرستاد:

آں کہ رخسار ترا رنگ گل و نسریں داد   صبر و آرام تو اند بمنِ مسکیں داد

خواند و باز آمد و موافقت نمود بہر حال در یاد او باشند و بہر آں ففروا الی اللّٰہ و لا تقنطوا من رحمة اللّٰہ والتوکل علی اللہ بردل و بر جاں و زباں جاری دارند و طریقہ ظاہر را با سلوب لا ردو لا کد پیش ساز ند و شعار دیں را تقید تکلف ہر چہ کہ کردہ آید دریغ نہ کنند جاھدوا فی سبیل اللّٰہ آرے جہاد اکبر ہمیں است کہ خود آرام ند ہد تا کہ آرام نیابد محاربہ با نفس کنند و بہ محکمہ رجوع نشوند و بر خلق ہرگز ہرگز اعتماد نہ کنند و بدیں ہا محتاج نشوند:

باغ مرا چہ حاجت سرو و صنوبر است   شمشادِ خانہ پرورِ ما از کہ کمتر است

نصیحتے کنمت یاد گیر و در عمل آر   کہ ایں حدیث ز پیر طریقتم یاد است

مجو درستی عہد از زمان سست نہاد   کہ ایں عجوزہ عروس ہزار داماد است

المقصود علم و عمل پیش گیرند و براں مغرور نشوند آرزوے آں کنند کہ چشم گریان و دل بریان و عمل خالص و اجابت دعا در رفاقت درویشان و مسکن مسجد و آہِ دردناک و اخفائے حال از مدد الٰہی و از فیض عالم پناہی میسر شود۔ آمین۔

ہم دریں بودم کہ دل با من عتاب کرد و جانم پیچ و تاب نمود مطابق قول مشہور ''خود فضیحت و دیگراں را نصیحت'' موپت سپید شدہ، دولت ہم چناں سیاہ است، ظاہرت آراستہ و باطن تو تباہ، پس کار خود بنشیں و بر حال خود غم و الم نما، کدام حسنہ از تو سرزدہ کہ دیگراں را بہ نصیحت پیش می آئی و کدام حمیدہ سرانجام دادہٗ کہ ارشاد می فرمائی بس کن و وقت از دست مدہ:

بنشیں پس کار و دیدہ بردوز   از درد فراق خود ہمیں سوز

ایں گندم نمائی و جوفروشی تا چند؟ آں چناں باش کہ می نمائی وآں چناں نمائی کہ می باشی چوں نیک نگریستم ازاں بدترم کہ دل گفتہ آہ صد آہ:

عمر عزیز رفت بیا تا قضا کنیم　　　　عمرے کہ بے حضورِ صراحی و جام رفت

اے دل شباب رفت نہ چیدی گلے زعشق　　　　پیرانہ سر بکن کہ سر ننگ و نام رفت

بس کردم وتوبہ نمودم وخموش نشستم بجوش وخروش آمدم باز بہوش رسیدم۔

بمنه و كرمه يخرج الحى من الميت من فهم فهم

☆☆☆

☆

حضرت سید شاہ نجات اللہ ملقب بہ شاہ میاں قدس سرہٗ

آپ سنہ ۱۱۱۷ھ [۰۶-۱۷۰۵ء] میں بمقام بلگرام پیدا ہوئے۔ بیعت طریقت اپنے والد ماجد قدس سرہٗ سے رکھتے تھے۔ اکثر امرائے عہد آپ کے معتقد تھے، ہر قسم کے تحائف کثرت سے آپ کی خدمت میں پہنچتے۔ آپ نے علاوہ محل سرائے قدیم اُسی احاطۂ بستی میں عمدہ عمدہ مکانات بنوائے، آپ کے زمانے سے دو سرکار کلاں وخورد مشہور ہیں۔

آپ کی شادی دختر سید لطف اللہ (بن سید کافی بن سید ابوالفتح بن سید عبدالجلیل بلگرامی قدس سرہم) سے ہوئی، جن سے دو صاحبزادے سید شاہ امام عرف شاہ گدا اور سید شاہ مقبول عالم عرف شاہ سوندھا اور ایک صاحبزادی تھیں جو حضرت سید شاہ حقانی (خلف حضرت سید شاہ آل محمد صاحب قدس سرہما) سے منسوب تھیں۔

چار حرموں سے چھ صاحبزادے حضور صاحب النجات قدس سرہٗ کے اور تھے، جن کے اسمائے مبارکہ شجرے میں علیحدہ درج ہیں، اُن میں چند صاحبوں کی نسل باقی ہے اور چند لاولد رہے۔☆ چھوٹی سرکار میں بھی بڑے بڑے صاحب مرتبہ بزرگ ہیں اور حق یہ ہے کہ ع

ایں خانہ تمام آفتاب است

مقصود فقیر نگارش حال حضور مرشدی قدس سرہٗ ہے، لہٰذا تمام اکابر خاندان کے تفصیلی حالات گزارش کرنے سے معذور ہے۔ ترتیباً جو حضرات خاص اِس شجرۂ عالیہ سلسلۃ الذہب میں منسلک ہیں بہ نہایت اختصار اُن کا حال درج ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اگر حیات مستعار باقی ہے بعد تکمیل اِس تصنیف کے شجرۂ عالیہ میں تمام حضرات کا حال عرض کروں گا۔

حضرت سیدنا شاہ نجات اللہ صاحب قدس سرہٗ کا انتقال سلخ شوال سنہ ۱۱۹۰ھ [۱۷۷۶ء] بمقام مارہرہ ہوا اور اپنے اخ معظم حضرت سید شاہ آل محمد قدس سرہٗ کے جوار میں دفن ہوئے۔

منقبت

اے خوش آں سر کہ جبیں ساست بباب برکات — خورم آں دل کہ بود سینہ کبابِ برکات
درگۂ فقر غنی بارگۂ شاہی نیست — بادب شو بہ در فیض مآبِ برکات

☆ صفحہ 355-356 ملاحظہ فرمائیں۔

تا دل از جان و جہاں باز نداری نہ رسی — خاک شو تا ببرندت بخطابِ برکات
صد چو قلزم بخروش آرد وجیحوں در جوش — قطرۂ کاں چکد از اوجِ سحابِ برکات
نسبت خادمی و رابطۂ شیفتگی — شکر للّٰہ کہ دارم بجنابِ برکات
سبحہ دُر بکف و کحل جواہر در چشم — خنک آں دیدہ کہ شد چشم پر آبِ برکات
شکر کاں پردگی سر خفی و اخفیٰ — شکل نوری بدر آمد ز نقابِ برکات
فیض نوری ست کہ دارم سرِ محشر حسرت — دستے در دامن و دستے بہ رکابِ برکات
دوش از میکدہ حسرت بسوئے مدرسہ رفت — در بغل شیشہ و در دست کتابِ برکات

☆

حضرت استاذ المحققین سید شاہ آل محمد قدس سرہٗ

ولادت آپ کی ۱۸؍رمضان سنہ۱۱۱۱ھ [۱۷۰۰ء] بمقام بلگرام ہوئی۔ جامع علوم ظاہری و باطنی مرید وخلیفہ وصاحب سجادہ حضور صاحب البرکات قدس سرہٗ تھے۔ طالبوں کوعلوم ظاہر و باطن دونوں کے سبق خود پڑھاتے اور کسب سلوک باقاعدہ ہوتا۔ بیشتر فقرائے حضور صاحب البرکات کی تکمیل بھی حضور سے ہوئی۔ آپ کا سا مجاہدہ خانوادۂ برکاتیہ میں کسی بزرگ نے نہیں کیا۔ اٹھارہ برس کامل ریاضات میں مشغولی رہی، تین سال ایک اعتکاف میں خلوت گزیں رہے۔ روزہ نان جوینِ خشک سے افطار فرماتے، کثرت بیس سے تالو مبارک گر گیا اور سر میں گڈھا پڑ گیا تھا۔ حرارت قائم ہو کر حمی دقی پیدا ہوگئی۔ دہلی تشریف لے گئے، شاہی طبیب معالجے سے عاجز ہو گئے اور عرض کیا کہ اس تپ کے دفع کے واسطے صرف ہمت حضور صاحب البرکات قدس سرہٗ مفید ہو سکتی ہے، حکما کے پاس اس کا علاج نہیں۔

آپ واپس تشریف لائے، اُس تپ سے نجات کے ساتھ آثار فالج پیدا ہو گئے، جس کی تدابیر طبیہ ہوتی رہیں۔ یہ وہ وقت ہے کہ بادشاہ و وزرا و والیانِ ملک اس آستانۂ عالی کی زیارت میں کوششیں کرتے اور اجازت باریابی نہ ہوتی تھی۔ نواب ابوالمنصور خاں صفدر جنگ، نواب غازی الدین خاں عماد الملک، نواب نجیب الدولہ نجیب خاں، نواب علی محمد خاں خادمانہ ومعتقدانہ عرائض حاضر کرتے۔ نواب احمد خاں غالب جنگ والیٔ فرخ آباد خادم خاص اور معتقد با اخلاص ساختہ و پرداختہ اسی سرکار والا کا تھا۔

بزمانہ حیات نواب محمد خاں غضنفر جنگ نواب احمد خاں غالب جنگ نے بذریعہ و وسیلہ حضور سیدی حضور شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ درخواست کی کہ ''حضور توجہ فرمائیں کہ بعد نواب غضنفر جنگ یہ فدوی نواب ہو''، ارشاد ہوا کہ ''نواب غضنفر جنگ کے احمد خاں سے بڑے اور ان سے زیادہ قابل سو بیٹے ہیں، بظاہر ناممکن ہے کہ احمد خاں نواب ہو، لیکن حکم ہو چکا ہے ضرور یہی مالک ریاست و نوابی ہوگا''۔ ایک مصاحب نواب احمد خاں کے (جو بعد ترک ملازمت زمرۂ فقرائے آل محمد یہ میں شامل و کامل تھے) مامور ہوئے کہ وظیفہ نواب کے واسطے پڑھیں، کچھ عرصے کے بعد نواب غضنفر جنگ کا انتقال ہوا اور دربار شاہی سے بجائے نواب مرحوم نواب قائم خاں مرحوم کا بڑا بیٹا نواب مقرر ہوا۔ نواب احمد خاں نے حاضر ہو کر عرض حال کیا، پھر وہی ارشاد ہوا کہ ''حقیقتاً یہ تمہاری نوابی کی تکمیل ہو رہی ہے مطمئن رہو''۔ کچھ عرصے بعد وہ بزرگ (جو مامور بہ دعا و وظیفہ تھے) کوٹھے سے گر کر شہید ہو گئے اور نواب احمد خاں پر سخت فالج گرا کہ ایک ہاتھ ایک پاؤں بے کار ہو گیا۔ نواب غالب جنگ نے بکمال عجز عرضی روانہ کی کہ ''درویش صاحب کا بھی انتقال ہو گیا اور غلام بھی قابل حرکت نہ رہا تمام دربار شاہی کے امرا میرے خلاف ہیں، بڑے بھائی کا تسلط ملک موروثی پر ہو گیا، اب کیا حکم ہے؟'' ارشاد فرمایا کہ ''نواب کی نظر سامان واسباب پر ہے فقیر حکم مسبب سن چکا ہے، لکھ دو چندے اور انتظار کرے یہ سب نمود بے بود ہے، نواب احمد خاں غالب جنگ ہوگا''، اُسی عرصے میں نواب قائم جنگ مع اکثر بھائیوں اور نامی سرداروں کے مارا گیا اور بالآخر نواب احمد خاں غالب جنگ والیٔ ریاست فرخ آباد ہوا، اُس کے تمام مخالفین ذلیل ہوئے، مرض سے بھی شفا پائی، عزت و مرتبہ بھی اپنے بزرگوں سے زیادہ ملا۔

کامیابی پر نواب احمد خاں غالب جنگ اُس وقت مارہرہ پہنچا کہ حضور کا وصال ہو چکا تھا اور حضور سیدنا شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ آپ کے خلف الصدق زیب سجادہ تھے۔ نواب نے ایک بڑی جائداد درگاہِ برکاتیہ و مسجد و خانقاہ کو بمنظوری سلطنت دوامی معافی نذر کی، کچھ روزینہ مقرر کیے اور ہمیشہ بہ نیاز و اخلاص و ہدایا و تحائف خدمت سرکار کرتا رہا۔

آپ کی تربیت و تعلیم و مجاہدے کے حالات اور آپ کی خرق عادت بہت کتابوں میں درج ہیں، خصوصاً 'کاشف الاستار شریف' مصنفہ حضور سید شاہ حمزہ قدس سرہٗ اور 'شرح وصیت نامہ' حضور سید شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ مصنفہ مولانا شاہ عبدالہادی مرید حضور استاذ المحققین قدس سرہٗ

ان حالات سے مالا مال ہیں۔

آپ کے فقرا سب جامع علوم ظاہر و باطن تھے اور یہ اس خانوادۂ بزرگ کا خاص دستور ہے کہ سالک کو اولاً تعلیم ضروری علم ظاہر دے کر کسبِ باطن میں مصروف کرتے ہیں۔ مشاہیر خلفا حضور کے یہ ہیں:

[۱] شاہ ظہور اللہ کشمیری

[۲] شاہ واصل

[۳] شاہ عبد الہادی

[۴] شاہ شہباز کنبوہ سنبھلی

[۵] سید فخر الدین احمد ۱۱۵۴ھ [۴۲-۱۷۴۱ء] وصال، ملقب بہ شاہ باقی باللہ پنجابی

[۶] فقیر اللہ عرف شاہ عارف باللہ

[۷] شاہ بزرگ مارہروی ۱۱۴۹ھ [۳۷-۱۷۳۶ء]

[۸] شاہ مکن

[۹] شاہ انور

[۱۰] شاہ رحمت اللہ

[۱۱] مولوی غلام نبی اترولوی

[۱۲] شاہ حفیظ اللہ

[۱۳] شاہ اسرار اللہ

[۱۴] شاہ نادر العصر ۱۱۶۹ھ [۵۶-۱۷۵۵ء]

[۱۵] شاہ بیرنگ مجذوب

[۱۶] شاہ رفیق

[۱۷] شاہ شیدا: ۱۱۶۳ھ [۵۰-۱۷۴۹ء]

[۱۸] شاہ بوعلی

[۱۹] شاہ فضل اللہ

[۲۰] شاہ محبوب اللہ

[۲۱] شاہ مفتی جلال الدین
[۲۲] شاہ محمد شاکر مصنف قاسمیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔
شادی آپ کی حقیقی چچا سید شاہ عظمت اللہ صاحب قدس سرہٗ کی صاحبزادی سے ہوئی۔ آپ کے دو صاحبزادے خلف اکبر حضرت سید شاہ حمزہ قدس سرہٗ، خلف اصغر حضرت سید شاہ حقانی قدس سرہٗ اور ایک صاحبزادی تھیں جن کا عقد سید محمد رضا ابن سید امان اللہ (ابن سید جان محمد ابن سید معین الدین ابن سید عبداللطیف ابن سید محمود اصغر ابن سید حسین ابن سید نوح ابن سید محمود اکبر ابن سید خداداد ابن سید لطف اللہ ابن سید حسین ابن سید نصیر ابن سید حسین ابن سید عمر ابن سید محمد صغریٰ رحمۃ اللہ علیہم) سے ہوا۔
وفات آپ کی ۱۶؍رمضان ۱۱۶۴ھ [۱۷۵۱ء] روز دوشنبہ کو بمقام مارہرہ ہوئی۔ متصل روضہ حضور صاحب البرکات قدس سرہٗ ایک جداگانہ عمارت میں (جو ملحق روضہ کر دی گئی ہے) دفن ہوئے۔

☆

حضرت سید شاہ حقانی صاحب خلف اصغر حضور سید شاہ آل محمد قدس سرہٗ

آپ عبادت وسخاوت وایثار وعطا میں اپنا جواب نہ رکھتے تھے، عمارات وباغات سے خاص تعلق خاطر تھا، باغ پختہ مع مکانات مردانہ وزنانہ وچاہ ومسجد وحمام حریم بستی مع بروج وصدر دروازہ وحرم سرائے زنانہ، درگاہِ معلّٰی یہ سب آپ کی یادگاریں ہیں۔ نسبت آپ کی اپنے عم مکرم سید شاہ نجات اللہ صاحب قدس سرہٗ کی صاحبزادی سے ہوئی تھی۔ جو کسی وجہ سے تکمیل کو نہ پہنچی اور عقد نہ ہوا۔ آپ نے کسی دوسری جگہ عقد منظور نہ فرمایا اور تمام عمر مجردانہ بسر فرمائی۔ اکثر باغات بیرونیہ آپ نے نصب فرمائے تھے اور اُن کے پھل دور دور تحفہ امرا میں جاتے۔ باوجود اس کے کہ آپ اپنے والد ماجد کے مرید اور اخ معظم کے خلیفہ تھے آپ نے کسی کو مرید نہیں فرمایا۔ تفسیر کلام اللہ شریف بزبان اُردو مصنفہ آپ کی سرکار میں موجود ہے۔
۱۷؍ذی الحجہ یوم جمعہ ۱۲۱۰ھ [۱۷۹۶ء] کو بمقام مارہرہ انتقال فرمایا اور درگاہ حضرت سید شاہ آل محمد صاحب قدس سرہٗ میں دفن ہوئے۔

منقبت سید شاہ آل محمد صاحب قدس سرہٗ

ہوا ہو نام لوں گر صبح دم آلِ محمد کا	ادب رکھتی ہے یہ شامِ الم آلِ محمد کا
درِدولت ہے مرجع بادشاہوں کا فقیروں کا	فلک سے پوچھیے جاہ و حشم آلِ محمد کا
مئے بغدادی وساقی حجازی، میکدہ ہندی	دکھادیں چل تجھے دربار ہم آلِ محمد کا
خدا کا خاص بندہ حاکم ووارث خدائی کا	عرب آلِ محمد کا عجم آلِ محمد کا
وہی مارہرہ ہے تو نے سنا منصور کا قصہ	حصار امن ہے یہ فوج غم آلِ محمد کا
خدا بندہ نواز و رحمتِ عالم پیمبر ہے	کرم ہے غوث اعظم کا کرم آلِ محمد کا
دمِ آخر خدایا جب مری آنکھوں میں دم آئے	دہن سے نام نکلے دم بدم آلِ محمد کا

☆

حضرت محبوب العاشقین اسد العارفین سیدنا شاہ حمزہ قدس سرہٗ

خلف اکبر و صاحب سجادہ حضرت سیدنا شاہ آل محمد قدس سرہٗ۔ ولادت آپ کی ۱۴؍ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ [۱۷۱۹ء] بمقام مارہرہ مطہرہ ہوئی۔ چار برس کی عمر میں حضور صاحب البرکات قدس سرہٗ سے کلاہ مبارک اور 'سیلی' اور 'بڑے میاں' کا خطاب ملا۔ گیارہ برس زیرِ تربیت و تعلیم حضور صاحب البرکات قدس سرہٗ (اپنے جد امجد) کے رہے اور حضور اُستاذ المحققین سیدنا شاہ آل محمد قدس سرہٗ (اپنے والد ماجد) سے اخذ فیض ظاہری و باطنی فرماتے رہے۔ کتب درسیہ مولانا شیخ ڈھڈھا لاہوری اور مولوی سید محمد باقر سے اور طب حکیم عطاء اللہ صاحب سے (جو اکبرآباد کے رہنے والے تھے) حاصل فرمائیں۔ رحمۃ اللہ علیہم۔ کمال علم ظاہر کا پرتو تھا کہ سرکار کے کتب خانے میں جو ہزاروں کتابیں غیر مکرر تھیں چند در چند بار مطالعہ حضور سے مشرف ہو چکی تھیں۔ آپ کو علم حقائق سے خاص مناسبت اور حضرت شیخ الشیوخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات سے خاص ذوق تھا۔ خود حضور اکثر ملاحظہ فرماتے اور خاص خدام کو اُن کا درس دیتے۔

حضور کی جامعیت علوم کا پتہ آپ کی تصنیفات خصوصاً فص الکلمات سے بآسانی مل سکتا ہے۔ یہ کتاب دنیا بھر کے علوم پر شامل ہے اور پھر کسی کتاب سے اخذ و خلاصہ نہیں، اصول فن اور کلیات و ضروریات مسائل عجب دلکش انداز سے تحریر فرمائے گئے ہیں۔ اس کی دو جلدیں

ہیں۔ جلد اول الہ آباد میں صاحبزادگان حضرت شاہ محمد افضل الہ آبادی قدس سرہٗ کے پاس مستعار ہے۔ دوسرا حصہ سرکار مارہرہ میں موجود ہے۔ سبحان اللہ! عجیب جامع و نافع تصنیف ہے۔ دوسری بیاض شریف کتاب 'کاشف الاستار شریف' ہے جو قابل زیارت اور خاندان کے اعلیٰ اسرار پر شامل ہے۔ مکاتیب ہیں جو عجیب حقائق سے بھری ہیں۔ وصیت نامہ ہے کہ دنیا و دین کی خوبیوں سے مالا مال ہے۔

اللہ اکبر! یہ حضور کی شان غنا تھی کہ باوجود قلت اسباب ظاہر نوابان ممالک و وزرائے سلطنت مع فوج و خدام کے مہینوں حضور کے مہمان رہتے اور روزانہ اقسام اقسام کے کھانے اور تحائف سب کو مرحمت ہوتے اور کبھی کسی نواب و رئیس سے خدمت نہ چاہتے بلکہ بیشتر امرا کو اجازت باریابی بھی نہ ملتی، ہر تحفے کے عوض میں ایک گراں بہا عطیہ مرحمت ہوتا اور پھر جو سرکار سے ایک بار عطا ہو جاتا وہ دوامی ہوتا۔ عرس حضور سیدنا شاہ آل محمد قدس سرہٗ میں عام مہمانوں کو سوقسم کا کھانا مرحمت ہوتا اور وہ ہزاروں کی جماعت ہوتی۔ ایک سال علاوہ کھانے کے بغرض شمار مہمانان عرس آم اور بیر بھی تقسیم فرمائے، جو ہر شخص کو ایک ایک دیا گیا یہ خاص حضور کے باغات کے تھے۔ ایک لاکھ چونتیس ہزار تقسیم ہوئے، اس سے مجمع عرس شریف کا اندازہ کیجیے۔

علاوہ مکانات سرکاری قصبے میں بھی مہمان ٹھہرتے، باغات اور میدانوں میں خیمے وشامیانے نصب ہوتے۔ آخر عہد میں خود حضور نے مصارف میں تخفیف فرما دی تھی تاہم مہمانوں کو پچیس قسم کا کھانا مرحمت ہوتا تھا۔ قصبہ کاسگنج جو ایک صحرائے ویران مسکن راہزن تھا حضور کے حکم سے آپ کے خادم سردار یاقوت خاں نے آباد کیا۔ قادر گنج میں عرس حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی توجہ کا اثر تھا، جس میں ہزاروں مشائخ و علما و اہل حاجت جمع ہوتے اور سب کو معقول رخصتانہ مرحمت ہوتے۔ قصبہ گنج ڈونڈوارہ میں اسلام آپ کے فقرا نے پھیلایا۔

سبحان اللہ! کبھی آپ ایک عالم دین پرور ہیں کہ ہمہ تن حمایت شریعت میں محو ہیں، کبھی ایک شاہنشاہ بے کس نواز ہیں کہ سراپا رعیت پروری میں مشغول ہیں، کبھی ایک شیخ عارف ہیں کہ ہزاروں بندہائے خدا آپ سے فیض یاب ہیں، کبھی ایک طبیب مسیحا نفس ہیں کہ صدہا مریض شفا پا رہے ہیں، کبھی ایک کریم دریا دل ہیں کہ سائلوں کی تلاش میں مستغرق ہیں، کبھی ایک مدبر شجاع ہیں کہ بڑے بڑے عقلا امور مشکلہ میں حضور سے تدابیر پوچھ رہے ہیں اور بڑے بڑے امور اہم

سلطنت حضور کے اشاروں سے فیصل ہو رہے ہیں۔ پھر ہر شان میں شان وحدت وعینیت ہویدا تھی۔ واقعی جمع دنیا و دین، فقیری وشاہنشاہی بہت دشوار ہے اور یہ حضور کا خاص حصہ تھا۔

استقامت حضور کی عجیب تھی دس برس کی عمر شریف سے نماز تہجد شروع فرمائی الی یوم الوصال ستاون برس میں ایک شب قضا ہوگئی، وہ شب شب عقد تھی۔ ابر و باراں، ہجوم مہمانان کے باعث حضور وقت مقررہ پر بے دار نہ ہوئے، اس ایک شب کی قضائے تہجد سے تین سال تک آپ نے عروس سے التفات نہ فرمایا، یہاں تک کہ شکایت عدم التفات حضور میں حضرت سیدنا شاہ آل محمد صاحب قدس سرہٗ کے پیش ہوئی، آپ نے سبب دریافت فرمایا کہ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ اُس وقت یہ راز دریافت ہوا کہ یہ قضائے نماز تہجد کا کفارہ ہے۔

ہمیشہ معمول تھا کہ دو پہر کا کھانا تناول فرما کر محمد اشرف خادم کو حکم ہوتا کہ وہ کتب خانے سے کوئی کتاب لا کر آرام گاہ میں رکھ دیں۔ یہ وقت مطالعہ کتب تھا۔ بعد سجادہ نشینی چونتیس سال تک سجادے سے نقل وحرکت نہیں فرمائی۔ حضور اشاعت فیض واجرائے سلسلہ میں جس قدر حریص تھے اُس سے زیادہ کسی دوسرے سے اخذ میں غیور تھے۔ مولوی محمد طفیل بلگرامی ثم اتر ولوی رحمۃ اللہ علیہ (جو ایک بڑے عالم اور خانوادۂ مارہرہ کے معتقد تھے) حاضر مارہرہ ہوئے اور چند سندیں حدیث کی پیش کیں، چوں کہ وہ مرید خاندان نہیں ہیں اُن کے ذکر میں آپ فرماتے ہیں ''اجازت حدیث مسلسل بالا ولیہ خواہ نخواہ فقیر را داد''۔

ایک موقع پر شکرانہ ادا فرماتے ہیں کہ ''الحمد للہ فقیر کے سامنے وہ جماعت حاضر ہے جو چار واسطوں سے فقیر تک پہنچتی ہے''۔ ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''ایک بار فقیر اعزہ سے ملنے بلگرام گیا تھا حضرت سید شاہ اسمٰعیل مسولوی رحمۃ اللہ علیہ (جو اہل قرابت سے ہیں) سے ملاقات ہوئی، سید صاحب نے بلا طلب وخواہش فقیر اجازت وخلافت سلسلہ قادریہ رزاقیہ کی عطا کی''۔

آپ کا ایک وقت خاص حضرات اکابر سلسلہ اور اپنے بزرگوں سے ملاقات کا مقرر تھا، اُس وقت کسی خادم کو اجازت حاضری نہ تھی، سوائے حضرات اکابر سلسلہ اور بزرگوں سے بھی آپ کی صحبت رہتی۔ اِس خادم عاجز کو اس راز پر یوں اطلاع ہوئی کہ حضور مرشدی قدس سرہٗ کی 'کتاب وظائف' کی زیارت کرتے ہوئے ایک فہرست اسمائے مبارکہ اولیاء اللہ درج تھی جو بیشتر اصحاب سلسلہ برکاتیہ نہیں ہیں۔ حضور سے عرض کیا یہ کیا راز ہے؟ ارشاد فرمایا ''یہ وہ جماعت خاص ہے جن

سے حضور جدی سیدنا شاہ حمزہ قدس سرہٗ عیاناً ملے ہیں، ہم نے فاتحہ اصحاب سلسلہ کے ساتھ اُن کے اسمائے پاک بھی درج کر لیے ہیں کہ حضرت جدی بھی ہمیشہ فاتحہ میں ان کو شامل فرما لیتے تھے‘‘۔اسمائے مبارک بتفصیل ذیل ہیں:

اولاً اسمائے مبارکہ حضرات اہل سلسلہ بعدہٗ بارواح پاک دیگر خواجگان قادریہ و چشتیہ و سہروردیہ ونقشبندیہ و مداریہ و بارواح پاک حضرت ابوبکر وحضرت عمر وحضرت عثمان وحضرت علی و حضرت امام حسن وحضرت امام حسین وامام زین العابدین وامام باقر وامام جعفر صادق وامام موسیٰ کاظم وامام علی رضا وامام محمد تقی وامام علی نقی وامام حسن عسکری علی جدہم وعلیہم السلام والرضوان و بارواح پاک سعد وسعید وطلحہ وزبیر وعبدالرحمٰن وابوعبیدہ و دیگر اصحاب رسول اللہ ﷺ ورضی اللہ عنہم و بارواح چہار پیر پیر پیغامبران حضرت محمد رسول اللہ ﷺ و پیر فرشتگان مہتر جبریل واسرافیل و میکائیل و عزرائیل علیہم السلام۔ پیر اولیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ و پیر پیران اویس قرنی رضی اللہ عنہ و بارواح پنج پیر خواجہ حسن بصری واویس قرنی وعبداللہ انصاری وعثمان ہارونی وخواجہ محمد سمرقندی و بارواح ابوسعید خراز ابوالحسن نوری رویم، حکیم ترمذی، ابوالخیر تیناتی، ابوجعفر مجذوم، شیخ روز بہان بقلی، ابوالعباس قصاب، ابوعلی دقاق، ابوحمزہ خراسانی، ابوسعید ابوالخیر، معشوق طوسی، احمد غزالی، محمد غزالی، شیخ احمد جام، علاء الدین عطار، خواجہ پارسا، عین القضاۃ ہمدانی، بابا فرج تبریزی، شیخ رکن الدین، علاء الدولہ سمنانی، شاہ اشرف جہانگیر، امیر علی ہمدانی، حضرت شمس الدین تبریزی، مولانا جلال الدین رومی، شیخ نجم الدین کبریٰ، شیخ فخر الدین عراقی، شیخ فرید الدین عطار، شیخ ابو طالب مکی، شاہ افضل الٰہ آبادی، سلطان مسعود کالپوی، شیخ محمد ملاوہ، شیخ اخی جمشید، شیخ غوث گوالیاری، شیخ وجیہ الدین گجراتی، شیخ عبدالجلیل الٰہ آبادی، شاہ لدھا ملک تاج الدین سہاوری، سید بدر الدین چندن چشتی، سید فخر الدین، شاہ بدن مارہروی، شیخ صلاح الدین بلرامی، مخدوم شیخ ثنا گنگیری۔ حضرت بی بی فاطمہ، حضرت بی بی عائشہ، حضرت مریم، حضرت رابعہ بصریہ، حضرت بی بی فاطمہ قتال، شیخ ڈھڈ ہالاہور، مولوی سید محمد باقر، حکیم عطاء اللہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

تصنیفات میں فص الکلمات، کاشف الاستار، مثنوی اتفاقیہ، اسرار خاندانی، مکاتیب، وصیت نامہ، [اور] قصائد ہیں۔ نظم فارسی میں تخلص عینیؔ فرماتے تھے۔

نقل وصیت نامہ حضور سیدنا شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ

بالا بلند عشوہ گر سرو ناز من　　　　کوتاہ کرد قصۂ عمرِ دراز من

معلوم بند ہاے خدا سلمہم اللہ باد کہ فقیر را سفر آخرت پیش آمد آنچہ قطب العاشقین حضرت جدی صاحب البرکات قدس سرہٗ در آخر رسالہ چہار انواع بقلم فیض شیم ارقام فرمودہ ایں جماعہ را بہ سند است حتی الوسع دراں ساعی باشند و بانامرادی بسازند واز یں جانب خلافت سلاسل خمسہ مقرر دانند و باسمائے اربعین و شیخ ودعائے یمانی وسور قرآنی ودیگر ادعیہ واذکار واشغال بالمشافہ وغیر مشافہ مجاز و ماذون بودہ اند وہستند واعتنائے شان شریعت غرا آنچہ از دست آید لازم دانند ودست طمع بہ آستین قناعت پے چند و بہ لابدا کتفا نمایند اگرچہ الضرورات تبیح المحظورات نیز گفتہ اند و بہ کتب سلف وحقائق واشغال واوراد مشغول باشند وکمر سعی بر طریقہ انیقہ ایں طائفہ از دل وجاں استوار بر بندند وشیمہ کریمہ اغماض عین در امورات دنیوی لازم شناسند:

ازاں روید گل و خار اندریں باغ　　　　کہ ہم طاؤس درکار است وہم زاغ

اگر بینی بد و نیکی مزن دم　　　　کہ ہم ابلیس می باید ہم آدم

دنیا گذشتنی وگذاشتنی لہٰذا باہمہ کس پرداختنی است۔ اگر کسے از اہل او تعالیٰ بہ نظر آید دست شماو دامن او، لیکن دریں زماں اہلیت مفقود، جنسیت موجود بہ چرب زبانی وشیریں لسانی کسے فریفتہ نشوند کہ ایں طائفہ در ہر وقت اغرمن الکبریت الاحمر بودہ اند وفاتحہ سالہانہ ہرگز بہ تکلف نہ کنند بلکہ نہ نمایند کہ حکم چنیں است بعد بست سال روشن خواہد شد حالا مسئلہ اجل در حل وکارے ازیں اہم در پیش پس ازیں دعاہا بہ بے گانہ وخویش ع لے پروسن جھونپرا نت اوٹھ کرتی رار

دیگر مگو نصیحت حافظ کہ رہ نیافت　　　　گم گشتۂ کہ بادہ تلخش بکام رفت

غزل

وقت آں آمد کہ عزمِ لامکاں برپا کنم	ایں جہان وآنجہاں را درہم وشیدا کنم
وقت آں آمد کہ از یارانِ تن باشم جدا	عزم سوئے دوستانِ عالمِ بالا کنم
نغمہ فروا الی اللہ سیر آہنگے نمود	بارفیقان علا آہنگ آں صحرا کنم
نکتہ اول بہ آخر می رسانم اے فلاں	دورۂ قوسین را اقرب باو ادنیٰ کنم

بعد وہمے را بقرب وسوسہ سازم بہم　　ایں خیالات توہم را بخود رسوا کنم
نفی دراثبات واثبات است درنفی کذا　　لا و الا را بہم آریم تا لا لا کنم
رخش خوداز لا و الا بر جہانم ایں زماں　　زاں طرف بیدائے امکاں خیمۂ برپا کنم
صورت تن از ہیولائے قفس آرم بروں　　طائر قلہ نشیں را مادہ عنقا کنم
بے خودا تا باخدائے خویش گردم ہمعناں　　بے خدا شو از خدا تا با خدا یکتا کنم
سازتن را بشکنم وایں پردہائے جاں درم　　باصداہائے ہویت تن تنن در نا کنم

ہمزہ قطعی بوصل جاں کنم عینی نما
دورۂ ہا مرکز اللہ را یغما کنم

☆☆☆

اگر حقائق وصیت نامہ پر اطلاع منظور ہو اُس کی شرح مصنفہ مولانا شاہ عبدالہادی رحمۃ اللہ علیہ (مرید حضور سیدنا شاہ آل محمد وخلیفہ ومحرم اسرار خاص حضرت سیدنا شاہ حمزہ صاحب قدس سرہما) دیکھیے تاکہ رموز ونکات ومصطلحات عارفانہ پر جو اس میں مندرج ہیں اطلاع ملے۔

☆☆☆

مکتوب حضور اسد العارفین قدس سرہٗ بنام مفتی اودھ

بایار دل نوازم شکریست با شکایت
گر نکتہ دان عشقی خوش بشنو ایں حکایت

فضائل دستگاہ حقائق آگاہ سلمہ اللہ!

مقلب اللیل والنہار نیرنگی ہا دارد باوجود نیرنگی بے رنگ و در عین بے رنگی نیرنگ۔ گاہے در صلح گاہے در جنگ، گاہے بانام گاہے بے ننگ، میدان جولانگاہ او وسیع است نہ تنگ۔ بہ بیں ایں معاملہ از روم تا خنگ۔ عالم ازیں اسرار حیران است و دنگ گر کسانے کہ نوشیدہ انداز عالم اسرار بنگ و دل شاں صافی است از کدورات زنگ اینک بشنو احوال سنگ در سنگ ازاں معشوق بے پروا و شوخ و شنگ۔

بست و دوم صفر بندۂ خدا اعلیٰ صاحب☆ پردہ نشیں شد و سیزدہم ربیع الاول سائیں صاحب☆☆ و ہمشیرۂ او یازدہم ربیع الثانی درزاویہ اختفا گوشہ گیر گشت۔ حالت صبر واصطبار و تسلیم ورضا واختیار آنے وشانے در دل پیدا کردہ وکیفیت جزع وفزع وشکایت باجاں معارضہ نمودہ جوشش ان اللّٰہ مع الصابرین از یک طرف ترجیح خواستہ وخروش انما اشکوبثی و حزنی الی اللّٰہ از یک جانب تفوق جستہ و ما درمیان حیران ع

گھورا گھور الرت ہیں ہم موچی کے جیبن

پری وشاں کہ نمک پاش سینہ ریش اند — کرشمہ سنج و وفا دشمن وستم کیش اند
نگہ ز ناز لبالب دل از وفا خالی — تونگر اند بہ حسن و بہ مہر درویش اند

دریں مقام ایں جماعت را دو مذہب است طائفہ وقت ورود بلا صبر ورضا را بالا می گویند وگروہے رتبہ تضرع وجزع را اعلیٰ می دانند وتعریف صبر چنیں کردہ اند کہ الصبر حبس النفس عن الشکویٰ واز گروہ انبیا علیہم السلام در مرتبہ صبر وصابری ایوب علیہ السلام را ستائش کردہ اند چنانچہ قرآن شریف ازاں خبر می دہد انا وجدناہ صابرا و ایوب علیہ السلام باوصف صبر می نالد وایوب اذ نادی ربہ انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین دیگرے از انبیا علیہم السلام یعقوب علیہ

☆ اسم شریف صاحبزادہ حضور است۔ (مؤلف)
☆☆ اسم شریف صاحبزادہ حضور شمس الدین ابوالفضل آل احمد اچھے میاں صاحب قدس سرہ۔ (مؤلف)

السلام است کہ بادعویٰ فصبر جمیل گردن بلند داشتہ واوچنیں لب بہ شکایت واکردہ کہ انما اشکو بثی و حزنی الی اللہ پس بداں اے مفتی صاحب! اسرار کہ ایں نالہ وبے صبری وایں تضرع وشکایتِ انبیا علیہم السلام خود ایشاں را از مرتبہ صبر وصابری بیروں نہ کرد پس دریں صورت اگر عارف جزع وفزع نہ کند مذموم باشد وقبیح ۔

ہم نے کیا کیا نہ ترے رنج میں محبوب کیا
صبر ایوب کیا گریۂ یعقوب کیا

یکے از عارفان حدید البصر راگرسنگی چناں بے تاب کرد کہ درگریہ آمد شخصے بے خبر حاضر بود گفت و عتاب کرد بہ وے کہ چرا گریہ می کنی آں عارف محقق فرمود انما جوعنی لا بکی یعنی حق تعالیٰ مرا گرسنہ نہ کرد مگر برائے ہمیں کہ گریہ کنم ۔ پس ایں الم عارف الم حق است وایں رنج عاشق رنج معشوق است ۔

ہے ہے مجنوں لیلیٰ شد و لیلیٰ مجنوں فصد لیلیٰ والم نشتر در مجنوں جلوۂ یکتائی داد حالت مجاز خود ایں ست ۔ حالت عشق حقیقی راچہ خوانی ۔

تو چہ دانی زبان مرغاں را کہ نہ دیدی گہے سلیماں را

نہ می بینی کہ حق تعالیٰ درقرآن شریف خبر می دہد ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ الآیہ ۔ ایں ایذا کجا سر می کشد جزع ایں فریق جزع حق است وصبر ایشاں صبر اوست فھو الشاکی وھو الصابر وھو الراضی وھو الشاکر ۔

پیغمبر علیہ السلام فرماید اعوذ بك منك بشنو سخن مغلق ومشکل اے جان یعنی لذت ادراک ملائم است سبحانہ واو ہمیشہ ادراک آں می کند لذت دائم درحق او محقق باشد اما کیست کہ ادراک الم معشوق حقیقی کند دریں جا پر وبال عقل می سوزد بشنو چوں عشق مستلزم الم است وعشق چناں کہ در عاشق ظاہر است درمعشوق نیز باہر بلکہ حقیقتاً در عاشق ومعشوق عشق است وچوں معشوق پیشتر از عاشق خود برخود عاشق است باید کہ از الم خالی نہ باشد پس اگر الم وتضرع وشکایت از کسے عارف شود الم معروف خواہد بود نہ غیر ۔

ہیہات کجا رفتی و با مفتی زماں چہ گفتی؟ خموش و بہ ہوش آئی ومخروش کہ مبادا با قاضی زماں بگوید و درآید در جوش دلا کجا رفتی ہماں عارف مفتی است کہ اورا درخواب عیاں دیدہ بودم دوست من است

یار من خادم من است برادر من چوں چنیں است اندیشہ مکن و بگو۔

وا رستہ ز دردہا دوا را چہ کند — بگذشتہ زخویش مدعا را چہ کند
سلطانِ جہانِ دل ہما را چہ کند — ہر کس کہ بخود رسد خدارا چہ کند

دیگر چہ تواں نوشت کہ غم از بےغمی و بےغمی از غم ما را از جان من تواں برد دیگر ہم بشنو

آنم کہ ہمہ بخویشتن جنگ من است — یعنی کہ ہمیشہ سادگی رنگ من است
ہر رتبہ دون و عالی از من سرزد — گر بندہ وگر خدا شوم ننگ من است

تمام شد۔

حامل رقعہ مرد صحیح است تا خدا چہ خواستہ عجالت الوقت بقلم آمدہ با نا آشنا نہ نمایند۔

☆☆☆

محبّ رسول دہلوی ایک صاحب نے عرضی شکایت اپنے حال کی حاضر کی علاوہ دستگیری کے جو تحقیق مسئلہ قدر فرمائی ہے قابل زیارت ہے۔عرضی محبّ رسول اور جواب ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

رقعہ محبّ رسول بنام حضور اسد العارفین

بعد تمہید حمد ونعت ایں مضغہ وہم باطل سوائے آں مرشد کامل کدام جا التماس نماید اگرچہ بدون ثبوت حقوق عرض احوال ترک ادب اما بہ معرفت سگان حضور التماس می نماید۔ القصہ سرگذشت ایں ناتمام چنیں است کہ چندے درلہو ولعب و مدتے در رنج وتعب گذشتہ غیر از ثمرۂ ندامت ہیچ حاصل نہ شد بہر وضعے کہ جہاں را بطور غربال نمود بہ جز از خاک وسبوس ہیچ بدست نیامد، گاہے بدیں مضمون مترنم ع

ہمہ حیرتم کہ دہقاں بچہ کار کشت مارا

وگاہے ؎

بے تاب جی کو دیکھا سینہ کباب دیکھا　　　جیتے رہے تھے کیوں ہم جو یہ عذاب دیکھا

واویلا وابستگی لواحق دامن گیر حسرت۔ واحسرتا! از روئے عشق گریباں گیر محویت حیف صد حیف بدون دستگیرئی مرشد کامل ع

دُبھدا میں دووٗ گئے مایا ملی نہ رام

دیر وحرم میں کیوں کر قدم رکھ سکے یہ میرؔ　　　ایدھر تو مجھ سے بت پھرا اودھر خدا پھرا

حاصل کلام ایں تا اختتام این است کہ اگر ایں سائل مستوجب لوازمہ بار لواحق است پس عدم ما بہ الاحتیاج از برائے چیست واگر سزاوار مرتبہ ہویت است پس ''آدھی مینڈک آدھی بٹیر'' برائے کیست؟ع

یا بہ کش یا دانہ دہ یا از قفس آزاد کن

وتسلی ایں دل مضطر بدون توجہ باطنی آں مرشد جہاں وجہانیان نہ خواہد شد وبالفرض سوائے توجہ باطنی عالی بہ نوک خامہ اگر قرآن ثانی نازل خواہد شد ایں ناقص بہ مدعائے خود نخواہد رسید۔

جواب رقعہ از حضور اسد العارفین

نامہ نامی مشتمل بر مضمون درد طلب وحسرت عدم حصول مطلب رسید انشراحے بخاطر آورد ؎

اے خوش آں چشمے کہ آں گریانِ اوست　　　وے ہمایوں دل کہ آں بریانِ اوست

یارب کدام شمع بر بام فلک افروختہ کہ روحانیان پروانہ اند و چہ گل در صحن زمین شگفتہ ساختہ کہ زمینیاں دیوانہ اند۔ کدام طالب صادق کہ بہ ایں مصیبت جگر خون ندارد و کدام سالک عاشق کہ دریں اندوہ آوارۂ دشت وکوہے نہ بود:

آدم کہ خلیفۂ معلّٰی است　　سر گشتہ ربناظلمنا ست
احمد کہ خلاصۂ وجود است　　لا احصی گوے در سجود است
قومے زغم تو در مناجات　　جمعے زپئے تو در خرابات
ایں جملہ ز دین و ملت و کیش　　جز تیر غمت ندیدہ در کیش
درپیش و پس اند جملہ پویاں　　سبحانک اللہ انت گویاں

اے عزیز! سالکان ایں راہ با خود جہاد ہا داشتہ اند کہ تا آخر عمر روئے صلح ندیدہ اند وامثال ما مردم بدو روزہ طلب روئے مقصود می خواہند و بہ معدودے تگ و پوئے جلوہ معبود می جویند:

اے دل بہ ہوس برسر کارے نرسی　　تا غم نہ خوری بہ غمگسارے نرسی
تا شانہ صفت سر تہ ارہ نہی　　ہرگز بسر زلف نگارے نرسی

حضرت جدی قدس سرہٗ می فرمایند:

لریں سوجیتیں نہیں میا موہ وئین اوٹ
سوراسوی سراہے مارے نسانیں چوٹ

بہ خصوص دریں زمانہ کجا طالب و کجا روندہ و کجا راہ نما و کجا برندہ کجاست سیر وسلوک و کجاست حل شبہ و شکوک:

از بے خبراں خبر چہ پرسی　　وز گم شد گاں اثر چہ پرسی
نے روز مرا نہ روز گارے　　نے یار و نہ دل دگر چہ پرسی

لیکن بحکم واما بنعمة ربك فحدث چیزے ارقام میرود۔

عزیز من! ایں سر قدر جگرانبیا واولیا کباب ساختہ و دل عرفا وعقلا را در اضطراب انداختہ، لیکن چوں فعل حکیم است و فعل او عبث نیست بالیقین کہ مشتمل برحکم ومصالح بے غایت است داند آں کہ نداند افحسبتم انما خلقنکم عبثا بدانید کہ ذات احدیت من حيث انتفاء العبارات اصلاً گنجائش پذیر کثرت نیست وتعدد را بدو راہ نے، لیکن او را بہ مقتضائے اسماوصفات شیونات لا تعد

و لا تحصى ووجوہات غیر متناہی اند:

سبزۂ دشت است و سروِ باغ و شمعِ انجمن　　　شوخ من ہر جائی است و جا بجامی زیبدش

لہٰذا حضرت الوہیت بقدرت و ارادت خود در خور قابلیت ہر عینے از اعیان بہ مقتضائے علم خویش احکام اسما براں جاری ساختہ کہ غیر آں حکم بہ ظہور نہ می تواند آمد لا تبدیل لکلمت الله:

بہ قدرت بے سبب دارائے برحق　　　بعلم خویش حکمے کرد مطلق

مقدر گشتہ پیش از جان و از تن برائے ہر یکے کارے معین:

چہ بود اندر ازل اے مرد نااہل　　　کہ ایں شد بو محمد واں ابو جہل

جناب کبریائے لا ابالی است　　　منزہ از قیاسات خیالی است

بر و جانِ پدر تن در قضادہ　　　بہ تقدیرات ربانی رضا دہ

اما تفصیل ایں مرتبہ بطور محققان چنین است کہ ایں عالم را بہ مقتضائے اسمائے الٰہی امور متناقضہ اند و ہر یک را مظہر یست پس ہر مظہر را نظر برب خاص خود است کہ رب مقید عبارت ازان است مثلاً مضل مربی ضلالت است و ہادی مربی ہدایت است و منعم مربی منعم علیہ است و قابض مربی من لہ القبض است و باسط کذلك ولكل وجهة هو موليها لہٰذا ہر موجود را بارب خویش نسبتے خاص و تعین مخصوص باشد کہ مر غیر را نیست۔

حضرت جدی صاحب البرکات قدس سرہٗ فرمودہ

من يهدى الله جاس کو فلا مضل لہ کوی　　　پہنچین کہ من جانیو اور ندوجے ہوے

من يضل لہ جو ہر بھیو بھئی پاپ کی موت　　　فلا هادی لہ ہوئے نہ کرو جتن کن کوت

پاپ پن کو نار کہے بن پاپ کرے ہیں　　　گھورا گھورا لرت ہیں ہم موچی کے جین

پس آں مظہر باسم مربی خصوصیتے کمال می دارد کہ ازاں مقام تجاوز نہ می تواند کرد الناس على دين ملوكهم

نہ می بینی کہ در وقت سلطنت محی الدین اورنگ زیب احکام صلاح و تقویٰ در تمام ہندوستان سائر بودہ و در وقت ناصر الدین محمد شاہ احکام ترانہ و سرود۔ پس دریں صورت ہر کسے در عالم است و خواہد شد نیست مگر ملایم و مرضی رب خود محبوب یار خویش۔

زاہد بہ تیمّم و وضوہا محظوظ　　　خمار بساغر و سبوہا محظوظ

خلقے ست بذوق جستجوہا محظوظ   بے دل بشکست آرزوہا محظوظ

لہٰذا آں مظہر بہ حکم ربوبیت درتحت تصرف اسم برصراط مستقیم داں و مـــامـــن دابة الا هــو آخــذ بــنـــاصيتهـــا می خواں و ہر جا کہ بت خانہ و میخانہ و بیت المقدس و خدا خانہ و عاقل و دیوانہ و عاجز و فرزانہ بینی یکے مظہر اسم ہادی و یکے مظہر اسم مضل و یکے مربوب اسم مانع و دیگرے پروردۂ اسم معطی بداں و ایں جملہ درتحت حیطہ رب الارباب دال بر وجود واحدے داں ازیں جاست کہ ہر موجود بسبب افاضہ تربیت مربی خود در ہمہ امور ممدوح و سعید است:

می خوردن من حق ز ازل می دانست   گر من نخورم علم خدا جہل بود

پس رب ہر موجود از وراضی و شاد کام گو در ظاہر با کام و نا کام۔ پس رب ہادی از محمد راضی و رب مضل از ابلیس خوشنود و رب باسط از وزیر منصور خاں مسرور و رب قابض از محبّ رسول محظوظ:

"واعطیٰ کل شئ خلقه" فلا يقبل النقص والزيادة" وانا لموفوهم نصيبهم غير منقوص"

مطلب طاعت و پیماں صلاح از من مست   کہ بہ پیمانہ کشی شہرہ شدم روز الست

مے بدہ تا بدہم آ گہی از سرِ قضا   کہ بروئے کہ شدم عاشق و بر بوے کہ مست

کہ حضرت سہیل تستری قدس سرہٗ پرسیدند کہ ما مراد الحق عن الخلق فرمود ماهم عليه۔

ایں قول آں بزرگ عالمے را از بند خلاص گردانید و آزاد نمود و در بند کرد:

در ازل چوں از پئے تعمیر ما   دست قدرت بود در تخمیر ما

خاک از خاکستر پروانہ بود   آب اشک بلبل دیوانہ بود

باد آہ قمری مستانہٗ   آتش از داغ ز خود بے گانہ

ایں عناصر را بہم آمیخت اند   تا چو من دیوانہٗ انگیخت اند

......شجر خود راضی باشد کہ آنچہ کاشت بذور کہ نواۃ شجر موافق شجر خود برگ و بار می آرد گو آں شخص خواہد کہ از رب قابض بباسط برود و از ربوبیت جہل پناہ بعلم برد، اماں چوں اخذ ناصیہ مربوب رب خاص است چہ معنی کہ از احاطہ خویش پا بیرون تواند نہاد "ناتہ ناتہ کے ہاتھ"۔ آرے طفل بہ مکتب نمی رود و بے برندش

طفل می لرزد زنیش احتجام   مادر مشفق دراں غم شاد کام

اے برادر! چنانچہ مادر شاد است در گریۂ طفل ہم چنیں اسم قابض از شخصے تنگ دست مسرور است۔

بدانکہ طفل دریں حالت از مادر و پدر خویش گلہ می دارد واز آنہا ناخوش می شود لیکن چوں مربی وے عارف مراتب است ایں نیش درحق اوعین نوش می فہمد طفل داند یانداند

در چشم کسے کہ دانش ارزانی اوست　　ہر چیز کہ ہست گوہر کانی اوست
نادان گلہ از مردم عالم دارد　　ایں طرفہ کہ دردِ او ز نادانی اوست

وایں کہ آفتاب نبوت طالع گشت و یا ماہ ولایت ساطع شد گروہے کہ درغیاہب جب ضلالت و گمراہی فرو بودند بیک باراز روشنی آں ازحبل متین ہدایت برآمدہ بہ شاہراہ نبوت منسلک شد یافقیر غنی گشت یاغنی محتاج شداحوال ایں تردد بسیار نوشتہ اند دریں جا............ کہ اسمارا بہ مقتضائے ظہور سہ مرتبہ قرار یافتہ یا متصف بہ جمال یا متصف بہ جلال مشترک بینہما پس جواں مردانے کہ بریک آں واحد برخاستند و ماندند ورفتند وگذشتند خواہ آں مرتبہ ہدایت بود خواہ ضلالت درپرورش وحدت جمالیہ وجلالیہ نظر بہ چپ وراست نکردند ما زاغ البصر و ما طغیٰ نشان ایشان است ما صحت الفتوة الا المجد وابیں بیان اینان

مشتاق تو بہ ہیچ جمالے نظر نکرد　　رنجور تو ز ہیچ طبیبے دوا نخواست

یک درگیر محکم گیروکسانے کہ نظراولی درتربیت ایشاں باسمائے مشترک بودہ است اگراز حیطہ رب خودروند ومضل صاحب ہدایت گردد و کذلك بالعکس ہیچ خفائے ندارداگر بعدازفرار بقرارگاہ ابدرسند ذلك فضل اللّٰه

اے عزیز دریں الفاظ تامل کن ومغز معنی رادرباب ہمیں قدر ترا بس است

گر ترا فہمے بود ہر لفظ لفظ ایزد است　　درترا فہمے نباشد نظم قرآنی چہ سود

اے عزیز دریں جا صوفیہ را بطور خویش بسیار رمزہا درمیان ہستند ما ایں جا مطابق فہم شما چیزے ارقام ساختیم بہرحال ہمت بلند دارودل قوی وامید صادق کہ ظہور دولت مطلوبہ از محلے جلوہ گرآید کہ عقول عقلا از درک آں عاجز آید۔

تو مگو مارا بداں شہ بار نیست　　باکریماں کارہا دشوار نیست

ابراہیم از کعبہ می آید واز راز بت خانہ کار بعنایت است باقی بہانہ بارو قت می باید کشید دور قہر پروردہ می باشد و درآتش جلالیہ خود را پختہ باید کرد تا خامے نماند۔

عزیز من اصل ایں راہ درد طلب است وقلق واضطرار ہر چند طلب بیش یافت۔ نقل است طالبے

پیش صاحب نسبتے رفت واستدعائے مشغولیٔ باطن نمودآں بزرگ فرمود کہ دریں جز وزمان کسے طالب نیست بلکہ محمد علیہ السلام قحط الرجال می گفت پس دریں وقت طلب کجا وطالب کیست؟ اوگفت من طلب صادق می دارم بہرحال آں عارف زماں چیزے از نام خدا گفت کہ بایں طور مخصوص درخلوت مشغولی نما۔ بعد چند روزآں طالب آمدہ بے اثری ظاہرنمودآں عارف تقیید بمداومت نمود چناں کہ ہیچ اثرآں ظاہرنشد صاحب ارشادفرمود کہ من گفتہ بودم کہ تو طالب خدا نیستی۔ اوہم چناں برسخن خویش مصر بوددر جوابش فرمود کہ امشب درحجرۂ من بیتوتت ساز وآں مشغولی رادریں جاسرانجام دہ واوراماہی بریاں پرنمک بامصالح گرم خورانیدودرحجرہ نشاندوبدست خوددروازۂ حجرہ رامقفل ساختہ بخانہ رفت وبادرویشانِ خود گفت کہ کسے ایں طالب راجواب ندہد الغرض درعین مشغولی بعددوسہ گھڑی اوراتشنگی غالب شداند کے تامل نمود بارمشغول شد،اماعطش اوراچناں لاحق گشتہ بودکہ ہمہ مشغولی رافراموش کردہ بابیرونیاں می گفت برائے خدا آب دہیدیا دروازہ باز کنید، کسے جواب ندادازسبب مایوسی وحرارت باطن دوچنداضطراب دامن گیرحال شد دریں عرصہ کہ گاہے تشنگی اوراغافل می ساخت بہ جزآب یادریا یاسبوئے آب وغیرہ ہیچ نمی دیدودر بے داری کذلک الغرض صبح کہ آں صاحب نسبت دروازۂ حجرہ واکرداودویدہ جائے کہ آب بود بخوردآں مرشد پرسید کہ امروزمشغولی کارخودکردہ باشدگفت یاشیخ ہیچ مشغولی درخاطرنماندہ بوداگر دربے داری بودم طلب آب ودرخواب تعطش آب قراروآرام ہمہ رفتہ بودسوائے خواہش آب مرا ایستادہ خواہ نشستہ خواہ غلطیدہ چیزے دگرنبودآں صاحب ارشادفرمود کہ ایں راطلب صادق می گویند ہرگاہ ازباطن تو طلب صبح جوش زدماسوائے اوفراموش شد۔اللہ اللہ۔

در طلب زن دائما تو ہر دو دست	کہ طلب در راہ نیکو رہبر است
لنگ و لوک و خفتہ شکل و بے ادب	سوئے او می خیز و اورا می طلب
آب کم جو تشنگی آور بدست	تا بجوشد آیت از بالا و پست
دوست دارد یار ایں آشفتگی	کوشش بے ہودہ بہ از خفتگی

بہرحال برائے خاطرشماایں مشغولی نوشتہ می آیدآں راسرانجام دہندوفرصت ندہندتاکہ فرصت یابند وغذاایک وقت بطریق اکراہ ملایم شکم سیرنخورندوخواب کم نمایندواز ملاقات مردم اجتناب سازند باید دانست کہ قلب انسان صنوبری الشکل است بمثال غنچۂ موز یعنی کیلا اما درحجم ازاں کمتر کہ

درطرف پستان چپ واقع شدہ،اندرون آں نقطہ سیاہ است کہ آں راسویدا خوانند خودراہمگی جمع نبودہ وچشم بند کردہ برآں نقطۂ سیاہ ناظر باشند کہ مردمک چشم از ملاحظہ آں متردد نہ شود نگاہ برآں جا قائم ماند باید کہ ہمت خودرا بالتمام مصروف دارند وخطرہ را آمدن ندہند انشاءاللہ بےخودی وغیبت روئے خواہد نمود وعالم غیب جلوہ گر خواہد شد وبرائے کشائش ظاہری ایں دعا کہ معانی آں مطابق سوال ایشان است بعد نماز فجر یازدہ بار بصدق تمام خواندہ باشند

بسم الله الرحمن الرحيم الهى لو أظن ان سعة الرزق وطيب العيش منوط بالعفة والتقوى فكم من عبادك المتقين فى الزوايا محتاج لقمة واسيرخرقة ولوأتصور أن مساعدة الغنا و مرافقة الدنيا مربوط باتباع الشهوة والهوى فرب مكب على مطالب النفس جاهل لا يعرف يومه من أمسه تعذر عليه قوت يومه ولم يجد كساء النوم ولو أتخيل أن الحرمان موكول بالفساد والطغيان فكثير من عبادك قد اعطيتهم فوق ما يتمنىٰ الا نسان فتحقق ان الامر امرك والحكم حكمك وليس شئ بيد غيرك ولو كانوا من الملئكة المقربين والرسل المكرمين تعز من تشاء وتذل من تشاء لك الملك الابدى والسلطان السرمدى لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما منعت ولا راد لما قضيت ولا ينفع ذا الجد منك الجد تفعل ماتشاء بعزالصمدية بلا احتياج وتحكم ما تريد بقهر الربوبية بلا الحاح اسئلك بجمال جلالك وادعوك بجلال كمالك ان تصلى على محمد وان تغفرلى وتوسع على فى العافية رزقى ولا تحرمنى بسوالف سيئاتى ولا تخيبنى بسوابق خطيئاتى انك جواد كريم.

تمام شد جواب

فقیر بعد رسیدن خط نزد آں عزیز مطابق ارقام مشغولی را سرانجام داد وبادعیہ صافیہ مواظبت نمود او سبحانہ کشائش ظاہر وباطن اورا روزی فرمود وعطا ساخت چنانچہ دریں جا رسیدہ داخل سلسلہ عالیہ گشت ورسوخ تمام پیدا کرد والحمد للّٰہ علی ذلك

☆☆☆

۱۱۸۴ھ [۱۷۷۰-۷۱ء] میں ایک بڑی فوج مرہٹہ کی مارہرہ پہنچی۔ حضرت سید شاہ نجات اللہ صاحب قدس سرہٗ مع صاحبزادوں اور عمائدین شہر کے پہلے سے مارہرہ مطہرہ سے تشریف لے گئے تھے، لیکن حضور اسد العارفین قدس سرہٗ مع چند فقرا خانقاہِ برکاتیہ میں مقیم تھے۔ ایک شب بہ اشارۂ غیبی حضرت نے سہاور کا قصد فرمایا، مفتی جلال الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے باوجود اطلاع و اصرار عزیزاں قبل واقعہ قیام اور بعد معرکہ سفر کی وجہ دریافت کی۔ مفتی صاحب خود سرکار کے مرید اور راز دار تھے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

جواب مکتوب از سیدنا شاہ حمزہ بنام مفتی جلال الدین

باد صبا چو بگزری برسر کوئے آں پری
قصہ حافظش بگو تازہ بتازہ نو بنو

فضائل دستگاہ حقائق آگاہ سلمۂ اللہ۔

نامہ نامی ایشاں مشتمل بر استفسارِ واردات دہریہ رسید الحمد للہ کہ ناموس و جانہا در حفاظت حافظ حقیقی محفوظ و دردیدہ معنوی نیرنگی یار ملحوظ، باید دانست کہ شئونات اسمائیہ در حالت تشئین بتدافع می پروازند ناچار در سطوت احدے غلغلہ او بلند پیش اشعہ مہرش نور اسم آخر چوں ستارہا در بندان الملوك اذا دخلوا قرية أفسدوها و جعلوا أعزة أهلها أذلة دریں حالت نظارگیان جلوہ سہی قدان چنیں مترنم

ساقی بیا کہ شاہد رعنائے صوفیاں ۔۔۔ آمد دگر بہ جلوہ و آغاز ناز کرد

شیدائیاں را دریں وقت بجز نیاز پا گریزے نہ وسوائے اتقیاد وستمائیہ نے

گل شوی بلبلم و سرو شوی فاختہ ام ۔۔۔ کہ بہر رنگ بر آئی کہ بہ ہمراہ تو ام

ایں جا حسن بیناں باد ائے محسناں سرشار و خود بیناں بحالت و بے بر ندلیش گرفتار یکے سرگرم بانشہ ہائے ناز و نیاز و آخر دل سرو پار نجہائے نشیب و فراز ع

ہر یکے را بہر کارے ساختند

لله در قائل:

اے عاشق و زاہدا ز تو با نالہ و آہ ۔۔۔ نزدیک تو دور ترا حال تباہ
کس نیست کہ از تو جان تواند بردن ۔۔۔ ایں را بہ تغافل کشی آں را بہ نگاہ

حاصل المضمون عامی نزدیک غلبہ مظہر جلالیہ مغلوب بادر دِ جانکاہ و خاص نیز بمشاہدت تقاضائے

جسمی كذلك انا بشر مثلكم اما بافہم معنی خصوصیت یوحی الی آگاہ الناس علی قسمین من یمشی علی طریقة یعرفها و یعرف غایتها فهی فی حقهٖ صراط مستقیم و من الناس من یمشی علی طریقة یجهلها و لا یعرف غایتها و هی عین الطریقة التی عرفها الصنف الاخر حال عجب رنگ بے رنگی درطرز جدید منظور حدید البصر ال شدہ وطرفہ صناعی گلہائے کل یوم فی شان چمن چمن ملحوظ تماشائیاں گشتہ ۔ع

عشق من و جمال تو تازہ بہ تازہ نو بنو

چوں فقیر از اشارات اسلاف بحرکت جائے ماذون نبودہ است بریں اقرار بعد روانہ ساختن ناموس مستقیم بود کہ بیک ناگاہ واردات جلالیہ بست ویکم محرم جمعہ ع

جلوۂ زلف شاہدے بردلِ رمیدہ را

سلسلۂ جنباں اطوار خود گردیدہ لابد بآں جماعہ جلیلہ از کلوخ وخشیت مکالمہ زشت، موسے باموسے درجنگ شد، تاشام بحمایت حامی الحمی رحمانیہ بخیر گذشت وعالمے از سبب طلب مال بخاک وخون نشست۔

لله در من قال:

خوباں دل و جان بے نوا می خواہند	زخمے کہ زنند مرحبا می خواہند
ایں قوم ایں قوم چشم بد دور ایں قوم	خوں می ریزند و خوں بہا می خواہند

باید فہمید کہ در......مراتب جلالیہ ایں فریق راسہ مفہوم اول بمثل ایں کہ ''ہر جیسے کو تیسا'' و طابق النعل بالنعل ودیگر در مرتبہ تسلیم و رضا باید بود۔

دل بہ تسلیم و رضا کار خود آراستہ است	از خدا خواستہ ام آں چہ خدا خواستہ است
ناخوش اوخوش بود بر جانِ من	جاں فدائے یار دل رنجانِ من
عاشقم بر قہر و بر لطفش بجد	اے عجب من عاشق ایں ہر دو ضد

مرتبہ ثالثہ ایں کہ امنا و صدقنا گویان باسرانقیاد وبسوئے ایں مظہر دست درفتراک حبل المتین مظہر آخرزدہ پائے افراز کشیدہ بہ پناہ آن ساید الی الرحمن وفدا ازیں جاست کہ در حق منصور رحمۃ اللہ علیہ سخنے رفتہ کہ الحلاج لم یکن من اهل الاحتجاج لہٰذا وقت شب بموجب الفرار مما لا یطاق من سنن المرسلین قصد مامن نمودہ آمدا ے من الجبار الی الرحمن و من القهار الی الرحیم۔ جامی قدس سرہٗ گفت:

گرنیست از سبب بسبب التجا روا خیرالبشر زمکہ بہ یثرب چرا گریخت
اسباب چوں مظاہر فعل مسبب اند ہر کو گریخت ہم زخدا در خدا گریخت

فمن عرف الحق عين الطريق عرف على ماهو عليه فان فيه جل وعلى ليسلك ويسافر اذ لامعلوم الا هو وهو عين السالك والمسافر فكل ماش علىٰ صراط الرب المستقيم فهو غير المغضوب عليهم من هذا الوجه ولاالضالين وهذا لحكمة من علم الارجل

یعنی حکمت احدیہ اسمائے کہ عبارت است ازمشہود ومعرفت کہ حق تعالیٰ عین سالک ومسافر است تحصیل بالسلوک والسلوک الظاہری بالا رجل ازیں سبب بعد امضائے عشرین عام از رحلت شاہ انام ایں کام باکام وناکام گذاشتہ آمد۔

در بیابانے کہ چشم بے خودی وا کردہ ام ہر کف خاکے تجلی خانۂ منصور بود

آرے

مرا بدیر بجو گر پیم بہ کعبہ بری کہ وازگون زدہ نعلم سراغ من غلط است

ذلك بذلك ههنا كذلك بہر کیف دراں شب دراطوار سلوک بالسان بےلسانی دم ساز

یا ماہ و ستارہ در حکایت یاجوے و درخت در کنایت
یا پست و بلند در گذشتم یا ہر شئ بود سر گذشتم

وبابیان بے بیانی باحافظ ہم آواز:

صبا بلطف بگو آں غزال رعنا را کہ سربکوہ و بیاباں تو دادۂ مارا

بدیں طریق فنا فی سبیل اللہ قطع نمودہ شد وصبح نماز فجر راہ بہ پایاں آمد م شب بپایاں شد کنوں کوتہ کنم افسانہ را اطفى السراج فقد طلع الصباح مضى مامضى

ہفد ہم صفر مراجعت بہ آستانۂ فیض نشانہ نمودہ آمد، والدعا۔

استفتا: اے مفتیٔ زماں بفرما دعویٔ تاراجی وتزلزل ازکدام جلیل وکدام جلال نمودہ آید ازخود یا ازقوم تو بودی من آواز رامی شناسم یا چنیں باید گفت بامن بودی منت نمی دانستم، بامن بودی منت نمی دانستم، آرے جلیل وجلال واحد لعارف الواجد، وحدت ہستی من وتو یکیست، درگذر ازمن وتو ہر دو یکے است، توی تو نمود اوی اوست، انا وانت عین نحن وہو است، ازیں سبب علیہ الفتوی ایں شعر

دامن پاکت بخوں ہیچ صید الودہ نیست　　عالمے گر بر سر کوے تو بسمل شد چہ شد
ہمومجیب وہموسائل وہموفتویٰ

والسلام

☆☆☆

۱۱۷۴ھ [۶۱-۱۷۶۰ء] میں احمد شاہ دُرانی کے ساتھ مولوی محمد اکرم مرید شاہ عمر پشاوری ہندوستان میں آئے اور باریاب خدمت ہوکر درود صلوۃ الختام پیش کیا۔ حضور اقدس نے تین روز پڑھا فرماتے ہیں:

تیسری شب رویا میں دولت دیدار حضور سید ابرارﷺ میسر ہوئی، ارشاد ہوا کہ ''اُٹھیے اور وہ درود پڑھیے''، مَیں بے دار ہوا اور قصد کیا کہ صبح کو پڑھوں گا، پھر سو گیا اور مکرر زیارت حضورﷺ سے مشرف ہوا کہ تاکید ورددرود فرماتے ہیں اور اجازت خاص عطا فرمائی جاتی ہے، مَیں نے اُسی وقت درود شروع کیا، واللہ جمال مبارک تمام وکمال روبرو تھا، یہاں تک کہ مَیں نے تین بار درود عرض کیا، عجب حالت تھی اور بڑی برکت کا وقت تھا۔ یہ واقعہ ۱۱رذی الحجہ ۱۱۷۴ھ [۱۷۶۱ء] کا ہے یہ درود خاندان کی عمدہ نعمتوں میں سے ہے اور حصولِ زیارت کا عمدہ وسیلہ ہے۔

فرماتے ہیں:

ایک روز فقیر کو خیال آیا کہ نسب ظنی ہے، ہر چند کہ سیادت سادات بلگرام مشہور و مسلم ہے، لیکن یقین و وثوق نہیں دیکھتا ہوں کہ حضور مولی المسلمین امیر المومنین سیدنا ومولانا علی کرم اللہ وجہہ تشریف فرما ہیں دونوں بازو چوکھٹ سنگی کے (جو خانقاہِ برکاتیہ میں نصب ہے) تھامے کھڑے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ ''تم ہمارے بیٹے ہو اور پیارے بیٹے ہو''، الحمد للّٰہ علی ذلك۔

۱۱۸۵ھ [۷۲-۱۷۷۱ء] میں نواب احمد خاں غالب جنگ والیٔ فرخ آباد نے (جو خادم خاص سرکار تھا) بارہ مواضع نذر کیے، جو چھ سرکار کلاں اور چھ سرکار خورد میں ہیں۔ نام مواضعات حیات پور، فتح پور، کٹینہ، نبی نگر، رشید پور، لال پور نصف سرکار کلاں، رتن پور، سدہاولی، عبداللہ پور، قاضی کھیڑہ، قاسم پور، عمرپور بھوڑیا نصف سرکار خورد۔

۱۱۹۸ھ [۸۴-۱۷۸۳ء] میں پانچ موضع پرگنہ بلرام میں شاہ عالی گوہر شاہ عالم بادشاہ دہلی نے نذر آستانہ کیے، جو سرکارکلاں کے سجادہ نشینوں کے قبضے میں رہے۔ نام مواضعات سورت پور، اسلام پور، بیلی پرگنہ مارہرہ، رحمت پور، بھینسوڑہ خورد، واحد پور پرگنہ بلرام، ترور پور، سلح پور، ستار پور پرگنہ بلرام، نگلہ کسیا، قلیچ پور پرگنہ علی گنج۔

اسی بادشاہ عالی جاہ نے خرچ خانقاہ حضور سید شاہ نجات اللہ قدس سرہٗ کے واسطے نذر کیے۔ نواب احمد خاں غالب جنگ مرحوم نے علاوہ دیہات ایک نذرانہ چار سو روپے سالانہ کا بھی آپ کی نذر کیا جو اس وقت تک جاری ہے۔

مشہور خلفا حضور اسد العارفین قدس سرہٗ کے یہ حضرات ہیں:

[۱] شاہ مسیح اللہ

[۲] شاہ عین الحق

[۳] شاہ علی شیر

[۴] شاہ حفیظ اللہ

[۵] شاہ رحیم اللہ

[۶] شاہ سیف اللہ سہاوری

[۷] شاہ رمضان اللہ

[۸] مولوی غلام محی الدین

[۹] شاہ دیدار علی از احفاد شیخ محمد غوث گوالیاری

[۱۰] شاہ شامل

[۱۱] شاہ خیرات علی

[۱۲] شاہ رسولی

[۱۳] شاہ عابد

[۱۴] شاہ ماجد

[۱۵] شاہ عزت اللہ

[۱۶] شاہ نور اللہ

[۱۷] سیدشاہ کرم علی

[۱۸] شاہ عبدالرشید

[۱۹] شاہ محفوظ

[۲۰] شاہ غلام رسول

[۲۱] میر حسین ملقب بہ شاہ حسین

[۲۲] شاہ عبدالغنی

[۲۳] شاہ عبدالحکیم

[۲۴] شاہ تحقیق

[۲۵] شاہ نصیرالدین

[۲۶] شاہ زاہد

[۲۷] شاہ مکن

[۲۸] شاہ بزرگ

[۲۹] شاہ دیدار علی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

ان میں اکثر حضرات سے سلسلہ جاری ہے۔

نکاح حضور اقدس کا دختر سید شاہ محمد محسن بلگرامی سے ہوا۔ اولاد امجاد میں چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھیں جن کی شادی سید امیر علی بن سید محمد احسن بن سید محمد رضا بلگرامی سے ہوئی۔

اسمائے مبارک صاحبزادگان:

[۱] حضرت شمس الدین ابوالفضل سید آل احمد ملقب بہ اچھے میاں قدس سرہٗ خلف اکبر

[۲] حضرت سید شاہ آل برکات ملقب بہ ستھرے میاں قدس سرہٗ

[۳] حضرت سید شاہ آل حسین ملقب بہ سچے میاں قدس سرہٗ

[۴] حضرت سید اعلیٰ صاحب قدس سرہٗ، آپ نے صغرسن میں انتقال فرمایا۔

انتقال حضور اقدس کا ۱۴ ارمحرم ۱۱۹۸ھ [۱۷۸۳ء] کو بمقام مارہرہ مطہرہ ہوا۔ صحن چی جانب شرق درگاہِ حضور سیدنا شاہ برکت اللہ قدس سرہ میں مابین اپنے جدامجد اور والد ماجد قدس سرہما کے دفن ہوئے۔

☆☆☆

حضرت شمس الدین ابوالفضل سید شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ

۲۸ر رمضان ۱۱۶۰ھ [۱۷۴۷ء] کو بمقام مارہرہ مطہرہ پیدا ہوئے۔ 'سلطان مشائخ جہاں' مادۂ تاریخ ولادت ہے۔ حضور صاحب البرکات قدس سرہٗ نے بشارت دی تھی کہ:

ہماری اولاد میں ایک صاحبزادے ہوں گے، جن سے رونق خاندان دو چنداں ہو جائے گی۔

اور ایک اپنا خرقہ اپنی بھتیجی اور بہو والدہ حضور سیدنا شاہ حمزہ صاحب قدس سرہما کو سپرد فرما کر حکم دیا تھا کہ ''یہ اُن صاحبزادے کے واسطے ہے''۔

حضرت اُستاذ المحققین سیدنا شاہ آل محمد قدس سرہ نے جس وقت آپ چار سالہ تھے آپ کو گود میں بٹھا کر یہ ارشاد فرمایا کہ:

وہ صاحبزادے یہی ہیں جن کی حضور والد ماجد نے بشارت دی تھی۔

آپ نے اخذ فیض اپنے والد ماجد حضور اسد العارفین سیدنا شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ سے فرمایا اور سخت ریاضتیں کیں، مجاہدات سلوک میں ایک شان خاص تھی، جو کشایش دوسروں کو اربعینات میں ہوتی حضور کو اول روز حاصل تھی۔ سوائے اپنے مرشد کے آپ کے مربی حقیقی حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور آپ فنائیت ودوام حضوری سرکار غوثیت ومحبوبیت وقطبیت مارہرہ سے سرفراز تھے۔

بعد انتقال حضور اسد العارفین قدس سرہٗ بعض اہل قرابت نے چاہا کہ حضور سید شاہ حقانی صاحب برادر خورد سجادہ نشین ہوں، لیکن حضور سید شاہ حقانی قدس سرہٗ نے صاف انکار فرمایا اور اپنے دست مبارک سے خرقہ حضور صاحب البرکات قدس سرہٗ آپ کو پہنایا اور نذر ومبارک باد دی۔

حضور میں غایت فنافی الغوث کی یہ شان تھی کہ اپنے پیارے بھتیجے سید شاہ غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ سے اس نام پاک کی عظمت سے خاص محبت فرماتے، ہر کھانے کی چیز میں سے پہلے حضور صاحبزادے صاحب کو کھلاتے، پھر خود تناول فرماتے۔ تصرفات وحکومت عام اور کثرت خدام جو حضور کو ملی آپ کے اکابر میں بھی اُس کی مثال نہیں ملتی۔

خلفا ومریدین شمار سے زائد تھے۔ ہند، عرب، روم، شام، فارس سے ہزاروں بندہائے خدا طالب مولیٰ حاضر آتے اور کامیاب جاتے۔ آپ اپنے خدام کو سخت محنتوں اور ریاضتوں سے

بچاتے اورا کثر یہ شعر زبان مبارک پر آجاتا۔شعر

توئی لیلیٰ ترا با غم چہ کار است منم مجنوں مرا غم ساز وار است

اہل حاجات کو بھی وظائف واعمال بہت کم مرحمت ہوتے ، زبانی عرض یا عرضی پر حکم ہوتا اور کام ہو جاتا۔تصرفات میں مثل اپنے اکابر کی ستر فرماتے ،آپ کے عہد میں بعض آپ کے خدام کی شہرت اعمال وادعیہ بہت زیادہ تھی ،لیکن بعد وصال حضور اقدس وہ بات باقی نہ تھی۔اس کی نسبت اِس عاجز نے حضور مرشدی قدس سرہٗ سے استفسار کیا ارشاد ہوا کہ:

یہ وہ لوگ تھے جن کا سلوک با قاعدہ ختم نہیں ہوا تھا اور یہ صرف تصرفات وہبی سے مستفید تھے،ستر حال کے واسطے یہ آلہ بنائے گئے تھے،حضور اپنے غلاموں کی حفاظت وکفالت معاملات خود فرماتے اور یہ دوسرے پردہ ہوتے۔

آپ کے خرق وکرامت میں خدام نے کتابیں لکھیں ہیں۔روزانہ صدہا خرق صادر ہوتے ، بلکہ عادت کریمہ کرامت تھی۔عام مخلوق پر نظر مہربانی وکرم تھی ،لیکن خدام ومریدین پھر اُن میں خدام سکنائے بدایوں پر نوازش خاص تھی۔ارشاد فرماتے :

بدایوں ہماری جاگیر ہے یہ حضور غوثیت سے ہم کو عطا ہوا ہے۔

خدام میں بھی سکنائے بدایوں ایک امتیازی شان رکھتے تھے۔خلفا میں بھی سرخیل جماعت حضرات بدایوں تھے۔

ہر چند وہ اہتمام درس وتدریس اور جمع ومطالعہ کتب جو حضور کے اکابر میں تھا آپ کے عہد مبارک میں نہ تھا،لیکن خود حضور عالم ظاہر وباطن تھے اور خدام اکثر علما وفضلا تھے۔بات یہ ہے کہ وہب نے کسب سے مستغنی کر دیا تھا۔علما کے دقیق ومشکلات مسائل کچھ ایسی سہولت وآسانی سے حل فرمادیتے کہ عقلیں حیران ہو جاتیں۔ایثار وعطا میں آپ کا قدم اپنے اکابر قدست اسرارہم سے بہت آگے ہے۔واللہ اعلم اُس چھوٹے سے خزانہ موسومہ ’غلہ غوثیہ‘ میں کیا وسعت تھی کہ اُس کی انتہا معلوم نہیں ہوتی تھی۔سوال سے زیادہ بے دریغ بخشش تھی ،وہ پردہ خدمت ونذرا مرا حضور کے اکابر کے زمانے میں تھا وہ بھی قطعاً مرتفع تھا، غالباً آمدنی جائداد کا روپیہ صرف باورچی خانے میں صرف ہوتا تھا۔باقی ہزار ہا روپے کے انعام وعطیہ یہ سب اُسی خزانۂ عامرۂ غوثیہ سے ہوتے تھے۔صدہا خدام تھے جن کی کفالت حضور خود فرماتے ، خدام حاضرین آستانہ کی تمام آسائش کا

سامان سرکار سے ملتا۔

عرس حضور سیدنا اسد العارفین قدس سرۂ اُسی سابقہ شان و اہتمام سے جاری تھا۔ مریدین و خدام کو خرقہ اور کرتا تھان مرحمت ہوتے۔ 'گلشن ابرار' میں مولوی ریاض الدین سہسوانی رحمۃ اللہ علیہ (حضور اقدس کے خلیفہ) تحریر فرماتے ہیں کہ:

> ایک شخص کسی گاؤں کا رہنے والا حاضر ہو کر مرید ہوا، پھر ایک عرصے تک اُس کو اتفاق حاضریٔ دربارِ اقدس نہ ہوا۔ اتفاقاً ایک سال عرس شریف حضور اسد العارفین قدس سرۂ میں کہ ہزاروں آدمیوں کا مجمع تھا حاضر آیا، اپنے دل میں خیال کر رہا تھا کہ حضور اقدس کے ہزاروں مرید ہیں روزانہ ایک جماعت حاضر ہو کر مرید ہوتی ہے بھلا حضور کو کیا یاد ہوگا کہ یہ ہمارا مرید ہے؟ جس وقت ایک جماعت میں یہ باریاب سلام ہوا حضور اقدس نے خصوصیت سے قریب طلب فرمایا، خیریت دریافت فرمائی، اُس کے گاؤں کا حال پوچھا اور ارشاد کیا ''میاں! تم اپنے مویشی کے ساتھ گاؤں والوں کے جو چوپائے جنگل کو لے جاتے ہو اُن میں اپنا پرایا کیسے پہچان لیتے ہو؟'' اُس نے کچھ عرض کیا، ارشاد ہوا ''اِسی طرح فقیر بھی اپنے گلے کو خوب پہچانتا ہے، ان کے گلے میں ایک محبت کا ڈورا بندھا ہوتا ہے''۔

خلفا و مریدین سے ایک جماعت علما حاضر ہے ارشاد ہوا کہ:

> اگر کتب خانۂ سرکار مارہرہ کو کوئی مکمل دیکھنا چاہے ایک بڑا وقت درکار ہوگا، مناسب ہے کہ آپ لوگ کوشش کریں اور کتب خانے سے متفرق علوم و فنون کی کتب انتخاب کریں، پھر ہر فن کا خلاصہ جو امور ضروریہ کا حامل ہو مرتب کریں، جو اُس خلاصے کو دیکھ لے گویا بہت سی کتابوں اور مصنفوں کی تحقیقات سے مطلع ہو گیا۔

حسب الحکم ایک جماعت نے تعمیل کی اور ایک مجموعہ جو قریباً تیس اور بہ روایتے ساٹھ جلد پر شامل تھا مکمل ہوا، اس کا نام 'آئین احمدی' رکھا گیا، اس میں بیشتر اکابر کے متون اور چھوٹے چھوٹے رسالے مستقل نقل ہیں، بعض مضامین بطور خلاصہ نقل ہیں، اصل مسودۂ اذکار و اشغال کی اِس عاجز

نے زیارت کی ہے، جو کہیں کہیں حضور کے دستخط سے بھی مزین اور ہدایات سے آراستہ ہے۔ متعدد جلدیں صاف شدہ بھی دیکھی ہیں جو کلام وعقائد وسلوک وسیر میں ہیں۔ چند جلدیں اس کی صاحبزادوں کے پاس ہیں، چند مدرسہ قادریہ میں ہیں، کچھ اور حضرات کے قبضے میں ہیں۔افسوس یہ سلک درمنتشر ہو گیا ورنہ عجب نعمت تھی۔بعض رسائل تربیت ابتدائی سالک کے حضور کے مصنفہ سرکار میں ہیں۔

حضور اقدس کو تصنیف وتالیف سے دلچسپی نہ تھی۔ بیشتر مسائل اور استفسارات وشبہات کا جواب خود سائلوں پر کشف ہو جاتا۔کبھی نوازش ناموں سے تسکین فرما دیتے۔اِس عاجز نے بعض کرامت نامے حضور کے دیکھے ہیں جن میں فوائد عجیبہ اور تحقیق مقام کے سوا خدام کی حفاظت و پرورش کا خاص پتہ چلتا ہے۔افسوس اُس زمانے میں کسی نے ان کے جمع کرنے کی کوشش نہیں کی اور اب بہت دشوار ہے۔

آخر عہد حضور اقدس [اچھے میاں] قدس سرہٗ میں ایک بار حضرت مولانا مولوی شاہ عبد المجید عین الحق بدایونی رحمۃ اللہ علیہ اجل خلیفہ حضور نے عرض کیا کہ:

مسئلہ قرطاس میں ہر چند علما نے جواب دیے ہیں لیکن حضور تسکین خاطر فرما دیں۔

ارشاد فرمایا ''ان شاء اللہ تعالیٰ ہم رفع شبہ کر دیں گے''۔ بروز وصال کہ مرض نہایت اشتداد پر ہے اور وقت رحلت قریب ہے حکم ہوا کہ:

مولانا دوات قلم کاغذ لایئے ہم کچھ لکھ دیں کہ ہمارے بعد نزاعات نہ ہوں۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا:

حضور تکلیف نہ فرمائیں، کوئی معاملہ متنازعہ ہی نہیں، سب معاملات موجودہ و آئندہ میں خدام کو ہدایات شافی مل چکی ہیں اور رازدار خدام اُن پر مطلع اور تعمیل کو بہ دل وجان حاضر ہیں۔

حضور اقدس [اچھے میاں] نے متبسمانہ فرمایا کہ:

الحمد للہ کہ وعدۂ فقیر وفا ہو گیا اور آپ پر حقیقت مسئلہ قرطاس حالی ہو گئی۔

اس کرامت میں ایک اور سر لطیف ہے گویا حضور اقدس [اچھے میاں] قدس سرہٗ عبد اللہ ہیں جو قطب وقت ہے اور وارثِ حضور [خاتم الاکابر] عبد الملک اور حضرت مولانا [شاہ عین الحق

عبدالمجید]عبدالرب کہ وزیرا یمن عبداللہ اور نائب فاروقی ہے۔اس سے بھی علومرتبت وقرب منزلت ورازداری وحق گذاری حضرت مولانا[عین الحق عبدالمجید]علیہ الرحمۃ صاف ظاہر وآشکار ہے۔

بعد صاحبزادوں کے خلفا میں حضرت مولانا مولوی عبدالمجید عین الحق رحمۃ اللہ علیہ پر خاص نگاہ کرم تھی۔ان کے والد ماجد مولانا عبدالحمید صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی مرید حضور تھے،لیکن مولانا [عین الحق عبدالمجید]رحمۃ اللہ علیہ بعد بیعت بیشتر خدمت اقدس میں حاضر رہتے،حکماً وطن جاتے۔آپ بہت سے جواہر اسرار کے خزینہ دار اور امانتوں کے تحویل دار تھے۔تکمیل باطنی اور سرمایہ دینی ودنیوی مولانا[عین الحق عبدالمجید]رحمۃ اللہ علیہ نے اسی سرکار سے پایا۔'شاہ عین الحق' کا معزز لقب 'افضل العبید مولانا عبدالمجید' کا امتیازی خطاب،پیرزادوں کی تعلیم کیسی بڑی اور بھاری نعمتیں تھیں۔کتب خانۂ سرکار سے عمدہ عمدہ کتابیں منتخب فرما کر مدرسہ قادریہ کو(جو اُس وقت مدرسہ محمدیہ کہا جاتا تھا) مرحمت فرمائیں۔ایک موضع مولانا[عین الحق عبدالمجید]رحمۃ اللہ علیہ کو جاگیر میں دلا دیا جو اِس وقت تک اُن کی آل کے قبضے میں ہے۔روزینہ فرخ آباد کے بھی محصل مولانا[عین الحق عبدالمجید]قرار پائے۔ایک حاکم کو بہ سفارش مولانا[عین الحق عبدالمجید]رحمۃ اللہ علیہ نوازش نامہ تحریر فرمایا کہ ''یہ فقیر کے مخصوص یاروں میں ہیں اور یہی ہمارے مایۂ بساط ہیں ،ان کا کام فقیر کا کام ہے''۔

حضرت مولانا فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحبزادۂ مولانا مرحوم[عین الحق عبدالمجید] کو حکماً طب شروع کرائی اور چند روز بعد فرمایا''اُن کو بلالو وہ طبیب حاذق ہوگئے''۔یہ وہ دنیاوی نعمتیں تھیں جن سے حضور مولانا[عین الحق عبدالمجید]رحمۃ اللہ علیہ مالا مال تھے۔ایک روز حضرت مولانا[عین الحق عبدالمجید] رحمۃ اللہ علیہ حاضر دربار اقدس ہیں کہ حضور نے اپنا خرقہ مولانا[عین الحق عبدالمجید]کو دیا اور ارشاد فرمایا''باحتیاط رکھنا اس کی ضرورت ہوگی،صاحب خرقہ کو پہنچا دینا''۔
مولانا[عین الحق عبدالمجید]رحمۃ اللہ علیہ نے وہ خرقہ مبارکہ حسب الحکم حضور خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہ کو پہنچا دیا اور وقت پیش کش خرقہ یہ راز بھی ظاہر فرما دیا کہ یہ وقت حضور اقدس قدس سرہٗ کے پیش نظر تھا اور یہی ارشاد تھا کہ اس کی ضرورت ہوگی۔آپ کو مبارک ہو۔
حضرت مولانا[عین الحق عبدالمجید]رحمۃ اللہ علیہ کا خود انتخاب سجادہ نشین ایک قابل تسلیم امر تھا

کہ موجودہ صاحبزادے سب آپ کے شاگرد تھے، لیکن اس راز کے اظہار نے کہ حضور اقدس [اچھے میاں] قدس سرہٗ خود سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ کو خرقہ سجادہ نشینی مرحمت فرما گئے ہیں اور یہ سجادہ نشینی بحکم حضور [اچھے میاں] ہو رہی ہے، معاملے کو صاف کر دیا اور پھر کسی کو تنازعے کی گنجائش نہ رہی اور باوجود سخت مخالفتوں کے سجادہ نشینی تسلیم کی گئی۔ اسی وجہ سے حضرت مولانا [عین الحق عبدالمجید] رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے سجادہ نشینان مرحومین اگرچہ سب صاحبزادوں کا ادب فرماتے تھے لیکن وارث فیوض برکاتیہ احمدیہ اور خاص جانشین حضور سیدنا شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ صرف حضور خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ اور ہمارے آقا حضور نور قدس سرہٗ کو مانتے رہے۔

آپ نے فن طب باقاعدہ حکیم نصر اللہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل فرمایا تھا، لیکن اُس سے سوائے ستر تصرفات کام نہ لیا جاتا، بظاہر مریض کو معمولی دوا یا کسی درخت کے پتے تجویز فرماتے اور حقیقتاً خود چارہ سازی فرماتے۔

حضرات سادات بلگرام کسی تقریب میں مارہرہ آئے، میر منتخب حسین رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی (جو بہت صغیر سن تھیں) سلام کو حاضر ہوئیں، حضور اقدس [اچھے میاں] قدس سرہٗ نے غلہ غوثیہ میں سے ایک روپیہ لے کر ان کو کچھ زیور پہنا دیا۔ بعد ایک عرصے کے پیام نکاح حضور خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ (اپنے پیارے بھتیجے اور خلیفہ) کا ان صاحبزادی کے واسطے دیا۔ تمام حضرات بلگرام بسبب اختلاف مذہب خلاف تھے لیکن شادی ہوگئی۔ حضرت بی بی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا فرمایا کرتی تھیں کہ ''مجھ کو کیا معلوم تھا کہ حضور نے وہ زیور اس غرض سے مرحمت فرمایا تھا''۔

ایک روز حضرت سیدی سید شاہ ظہور حسن رحمۃ اللہ علیہ خلف اکبر حضور خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ حضور اقدس کی گود میں بیٹھے کھیل رہے ہیں کہ میر سید سرفراز علی خاں صاحب مودودی سہسوانی رحمۃ اللہ علیہ (جو حضور کے بااخلاص مرید اور راجہ بڑودہ کی سرکار میں ایک امیر کبیر تھے) حاضر ہوئے، حضور اقدس قدس سرہٗ نے صاحبزادے صاحب کو گود میں دے کر فرمایا ''میر صاحب! اِس بچے کو پہچانتے ہو؟''، عرض کیا ''ہمارے صاحبزادے ہیں خوب پہچانتا ہوں''، مکرر فرمایا ''دیکھو خوب پہچان لینا''۔ بعد ایک عرصۂ دراز کے صاحبزادے صاحب

رحمۃ اللہ علیہ سیاحانہ وارد بڑودہ ہوئے، میر سید سرفراز علی صاحب مرحوم نے اُس اکرام سے جو ایک مرید کو اپنے پیرزادے سے ہونا چاہیے لیا، اپنے مکان پر فروکش کیا، نذر پیش کی، اسی کے ساتھ اپنی صاحبزادی کا عقد بھی حضور سے کردیا اور فرمایا کہ ''آخر اس دوبارہ پہچانتے رہنے کا منشا کیا تھا؟''۔ سبحان اللہ! ان حضرات اکابر کے خدام بھی عجب عقیدت مند و رمز شناس سراپا اخلاص تھے۔

حضور کا عقد دختر سید شاہ غلام علی بلگرامی رحمۃ اللہ علیہما سے ہوا۔ قبل سجادہ نشینی ایک صاحبزادے حضرت سائیں میاں صاحب اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئے، لیکن دونوں نے سن طفولیت میں انتقال فرمایا۔ ۱۳/ربیع الاول ۱۱۹۶ھ [۱۷۸۲ء] تاریخ وفات صاحبزادہ اور ۱۱/ربیع الثانی ۱۱۹۶ھ [۱۷۸۲ء] تاریخ وفات صاحبزادی ہے۔

اولادِ معنوی حضور کی تمام اکابر متقدمین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے بہت زیادہ ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ تا قیامِ قیامت باقی رہے گی۔

حضور نے دو وصیت نامے ایک بہ خطاب عزیزاں، ایک بنام مریداں تحریر فرمائے دونوں نقل کیے جاتے ہیں۔

وصیت بنام عزیزاں

اللّٰه لا اله الا هو الحی القیوم بندہاے خدا سلمہم اللہ تعالیٰ آنچہ حضرت ابوی علیہ الرحمۃ در وصیت نامہ ارقام فرمودہ از ایں جماعہ راہماں بہ سند است حتی الامکاں براں مواظبت نمایند واز طریقہ انیقہ اسلاف کرام خود اصلاً ومطلقاً تجاوز نہ نمایند چہ در معاملہ اہل دلاں عقل را راہ نیست و آنچہ کہ مردمان اہل زمانہ کہ نا اہل دین اند در حقیقت اہل کیں اند اگر دین داراں بودندے شفقت باہمی کردندے وراہ نفاق نہ ورزیدندے بلکہ باتفاق بودندے المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده ورجله وبیعت بہ جز خاندان خود چہ از پدر وچہ از برادر وچہ از خلفائے خاندان خود جائے دیگر نہ کنند چراکہ سلک صحیح است

باغ مراچہ حاجت سرو وصنوبر است | شمشاد خانہ پرورِ ما از کہ کمتر است

برائے ہمیں حضرت ابوی علیہ الرحمۃ فرمودہ اند اگر اہل او تعالیٰ نظر آید دست شما ودامن او ولیکن ایں امر مفقود وجنسیت موجود بہ چرب زبانی وشیریں لسانی کسے فریفتہ نشوند کہ ایں طائفہ در ہر وقت اغرمن کبریت احمر بودہ اند فائدہ واستفادہ را مضائقہ نیست ع

متاع نیک از ہر دوکاں کہ باشد

ودر آدابِ مسجد ودرگاہ وخانقاہ بکوشند واز بایست ملحوظ واز نابایست محفوظ باشند کہ عمدہ کارِ شریعت است:

خلاف پیمبر کسے رہ گزید | کہ ہرگز بہ منزل نخواہد رسید

بخدمت صادر ووارد وتعظیم وتکریم مشائخ وفقرا وعلما وفضلا بکوشند وآنچہ از دست ایشاں آید بہ رطب و یابس بحرمت تمام متواضع شوند اگر ازیں معنی از ایشاں کسے راضی نخواہد شد مواخذہ بر ایشاں نیست و علم وعمل در پیش دارند کار ایں است دیگر ہیچ زیادہ ازیں دعاہا بہ بے گانہ وخویش وکارے ازیں اہم در پیش، والسلام۔

وفاتحہ سالیانہ بہ تکلف نکنند بہ جز یک پیالہ شربت ویا یک نان جویں وخدمت وارد وصادر از صدق دل کنند من خدم خُدم۔

☆☆☆

نقل وصیت نامہ بنام مریداں

کان اللّٰہ ولم یکن معی شئ برادران عینی و دینی ویقینی بدانند آنچہ حضرت ابوی رحمۃ اللہ علیہ وصیت فرمودہ اند اگر کسے را در خلف سعادت نصیب است برآں عمل نماید کہ عافیت عاقبت دراں است از ہفت پشت خالصاً نمک پروردۂ جناب فیض مآب حضرت غوث الثقلین قطب الکونین ایں خاندانِ برکاتیہ حمزویہ شدہ آمدہ است باید کہ غلامی آں جناب نہ گزارند کہ سلامتی دارین دراں متصور است و بر مذہب حنفیہ قائم باشند و در تعظیم علما وفقرا ومساکین کوشش تمام نمایند و آنچہ از خشک وتر میسر آید بوقار تمام با تواضع پیش آیند اگر قبول نمایند از حسن اخلاق خود بہتر ورنہ در صورت دیگر مواخذہ برایشاں نیست و رسم تعزیت از سہ روز زیادہ بموجب معمول خاندانِ خود چناں چہ در رحلت حضرت ابوی علیہ الرحمۃ شد نہ کند و مردمانِ برادری را تکلیف دہ روزہ ندہند دریں صورت حرج امورات خانگی مردمان است و فاتحہ سوم رسم وچہلم دیگر نہ نمایند و روشنی چراغاں کہ معمول متاخرین است بعمل نیارند کہ ایں عاصی روادارِ تکلف نیست وتکلف در شرع روانیست بقول آں کہ لا حرج فی الاسلام وفاتحہ سالانہ از یک روپیہ چار آنہ روز وفات بر بتاسہ یا بنان با حتیاط تمام بموجب شریعت پزایندہ ازیں زیادہ نہ کنند و روز عرس حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد فاتحہ فائحہ آں جناب ہم از فاتحہ جدا بر سوا پاؤ بتاسہ فقیر را ہم یاد کنند تا کہ ہمی انفاس آں جناب عاقبت ایں غلام موروثی بخیر شود حضرت جدی می فرمایند:

منم مرید و غلام کمینہ درِ تو ۔۔۔ زخاک کوئے تو ماراست آبرو یا غوث

و کذلك روز عرس حضرت فرجدی وحضرت جدی وحضرات والدین۔ فقط

☆☆☆

حضور کا ۱۷ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ [۱۸۲۰ء] بہ عمر ۷۵ سال بعارضۂ سرطان مارہرہ مطہرہ میں ہوا اور پہلوئے راست حضور صاحب البرکات قدس سرہٗ دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ وقدس سرہٗ

اسمائے کرام بعض مشاہیر خلفائے حضور:

[۱] حضرت پیر بغدادی صاحب (صاحبزادۂ حضور غوثیت رضی اللہ عنہ وقدس سرہٗ)
[۲] حضرت سید شاہ خیرات علی صاحب (نبیرہ وسجادہ نشین مخدوم سید شاہ فضل اللہ کالپوی قدس سرہما)
[۳] مولانا شاہ عبدالمجید عین الحق بدایونی رحمۃ اللہ علیہ
[۴] مولانا شاہ عبدالحمید عثمانی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ
[۵] حافظ سید شاہ غلام علی صاحب شاہجہاں پوری رحمۃ اللہ علیہ
[۶] مولوی شاہ ریاض الدین صاحب سہسوانی رحمۃ اللہ علیہ
[۷] مولوی فخر الدین صاحب عثمانی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ
[۸] مولوی ذکر اللہ شاہ صاحب فرشوری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ
[۹] سید احمد شاہ صاحب شاہجہاں پوری رحمۃ اللہ علیہ
[۱۰] سید شاہ میرن صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
[۱۱] مولوی غلام جیلانی عثمانی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ
[۱۲] مولوی ابوالحسن عثمانی بدایونی ثم البریلوی رحمۃ اللہ علیہ
[۱۳] مولوی حبیب اللہ صاحب عباسی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ
[۱۴] مولوی محمد بہاء الحق صاحب عباسی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ
[۱۵] سید محمد علی صاحب ملقب بہ غلام درویش لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ
[۱۶] مولوی فضل امام صاحب رائے بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
[۱۷] شاہ غلام غوث صاحب ساکن رمانیا بدایونی مدفناً رحمۃ اللہ علیہ
[۱۸] شاہ گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ
[۱۹] شاہ باز گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ
[۲۰] میاں حبیب اللہ شاہ صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ
[۲۱] مولوی محمد نظام الدین صاحب عباسی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ ۹ رجمادی الثانی ۱۲۸۴ھ [۱۸۶۷ء]

[۲۲] میاں شاہ عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

[۲۳] مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب بدایونی ثم کانپوری رحمۃ اللہ علیہ

[۲۴] میاں شاہ حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

[۲۵] شاہ حسین مغل صاحب رحمۃ اللہ علیہ

[۲۶] مولوی محمد افضل صاحب صدیقی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

[۲۷] مولوی غلام عباس صاحب بردوانی رحمۃ اللہ علیہ

[۲۸] خواجہ کلن قاضی سرونج رحمۃ اللہ علیہ

[۲۹] ملا محمد اعظم صاحب سہسوانی رحمۃ اللہ علیہ

[۳۰] حافظ مراد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

[۳۱] مولوی نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

[۳۲] شاہ غلام قادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

[۳۳] شاہ شہاب الدین مست صاحب رحمۃ اللہ علیہ

[۳۴] چودھری نیاز علی صاحب کمبوہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ

[۳۵] مولوی بدر الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ

[۳۶] مولوی شیخ احمد صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

[۳۷] مولوی عبد الجبار صاحب شاہجہاں پوری رحمۃ اللہ علیہ

[۳۸] مولوی عبد القادر صاحب داغستانی رحمۃ اللہ علیہ

[۳۹] شاہ بےفکر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

[۴۰] خواجہ غلام نقشبند خاں صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

[۴۱] میاں جی عبد الملک صاحب انصاری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

[۴۲] قاضی ظہیر الدین صاحب صدیقی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

[۴۳] سید قدرت علی شاہ صاحب شاہجہاں پوری رحمۃ اللہ علیہ

[۴۴] شاہ نجف علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ ۲۰ رشعبان ۱۲۸۹ھ [۱۸۷۲ء] روز پنجشنبہ وقت چاشت انتقال فرمودند۔

[۴۵] سید منور علی شاہ صاحب جھجری رحمۃ اللہ علیہ

[۴۶] حافظ محمد محفوظ صاحب ساکن آنولہ رحمۃ اللہ علیہ

[۴۷] مولوی عبدالعلی صاحب فرشوری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

[۴۸] شاہ الہ یار صاحب شاہجہاں پوری رحمۃ اللہ علیہ

[۴۹] میاں جی شہاب الدین صاحب ساکن ککرالہ بدایوں رحمۃ اللہ علیہ

[۵۰] سید شاہ فضل غوث صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

[۵۱] حافظ مراد شاہ صاحب پنجابی رحمۃ اللہ علیہ

[۵۲] دیندار شاہ صاحب رامپوری رحمۃ اللہ علیہ

[۵۳] شاہ عبدالحق صاحب شاہجہاں پوری رحمۃ اللہ علیہ

[۵۴] مولوی عبادت اللہ صاحب صدیقی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

[۵۵] نعمت اللہ شاہ عرف کوارے میاں صاحب ساکن کانٹ رحمۃ اللہ علیہ

[۵۶] لطف علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

[۵۷] شیخ بارک اللہ صاحب صدیقی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

[۵۸] شیخ اشرف علی صاحب انصاری منداوری رحمۃ اللہ علیہ

[۵۹] منشی ذوالفقار الدین صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

[۶۰] شیخ مبارز الدین صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

[۶۱] سید رفعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

[۶۲] مولوی قاضی محمد عبدالسلام صاحب عباسی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

[۶۳] قاضی امام بخش صاحب صدیقی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

[۶۴] میاں عبداللہ شاہ صاحب صحرائی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

[۶۵] اصالت خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

[۶۶] حضرت سید محمود مکی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

[۶۷] جلال الدین صاحب پوربی رحمۃ اللہ علیہ

[۶۸] مولوی نصیر الدین صاحب عثمانی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ ﴿ مولوی صاحب بعد وصال حضور

فکر تاریخ میں سو گئے، خواب میں دیکھا کہ حضور [اچھے میاں] تشریف لائے ہیں اور فرمایا:

''در بہشت رسیدیم''۔ ﷺ
۱۲۳۵ھ

[۶۹] شاہ خاموش صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

غزل منقبت

یہ کب تک ہو فریاد و بکا یا آلِ احمد خذ بیدی
اے سید و آقا سن لے ذرا یا آلِ احمد خذ بیدی
بغداد سے تجھ کو ہے قربت اجمیر سے تجھ کو ہے نسبت
اے غوث و معین شاہ و گدا یا آلِ احمد خذ بیدی
صحت بخش ہر درد ہے تو فریاد رسی میں فرد ہے تو
اے عیسیٰ دوراں خضر لقا یا آلِ احمد خذ بیدی
سلطان عرب، اے ہند ولی، فرزند نبی، اولاد علی
اے نائب خاص غوث وریٰ یا آلِ احمد خذ بیدی
تاریکی غم نے گھیر لیا برقع کو اُٹھا کر مکھڑا دکھا
اے مہر جبیں اے ماہ لقا یا آلِ احمد خذ بیدی
مدت گزری بے کار ہوں مَیں مفلس ہوں نحیف و زار ہوں مَیں
اے صاحب جود و دستِ شفا یا آلِ احمد خذ بیدی
حیران و غمِ مضطر ششدر کیا تجھ کو نہیں حسرتؔ کی خبر
ہے غرق سیل جفا و بلا یا آلِ احمد خذ بیدی

☆

حضرت سید شاہ آل حسین سچے میاں صاحب قدس سرہٗ

پسر سویم حضور اسد العارفین سید شاہ حمزہ قدس سرہٗ۔ ولادت آپ کی ۱۱۷۷ھ [۱۷۶۳ء] ۲۱ ربیع الثانی کو بمقام مارہرہ ہوئی۔ نو برس کی عمر میں آپ کو آپ کے ماموں سید نور الحسن خاں صاحب بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ نواب کوات اپنے ساتھ لے گئے اور صاحبزادی عقد میں دے کر اپنا

جانشین اور ولی عہد مقرر فرمایا۔ آپ نے باوجود اجازت والد ماجد حضرت اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے اخ معظم سے بذریعہ خط بیعت کی اور اجازت وخلافت حاصل فرمائی۔ تمام عمر نہایت عدل وانصاف سے حکومت کی اور اوراد و وظائف خاندانی پر مداومت فرمائی۔ ۵/ جمادی الاولیٰ ۱۲۳۵ھ [۱۸۲۰ء] بمقام کوات انتقال فرمایا۔ اولاد امجاد آپ کی کوات میں سریرآرائے حکومت ہے۔ شجرۂ اولاد حضرت سچے میاں صاحب قدس سرہٗ حسب ذیل ہے۔☆

☆

حضرت سید آل برکات عرف ستھرے میاں صاحب قدس سرہٗ

خلف دوم حضور اسد العارفین سیدنا شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ۔ ولادت آپ کی ۱۱۶۳ھ [۵۰-۱۷۴۹ء] کو بمقام مارہرہ ہوئی۔ ''پیر مشائخ'' مادۂ تاریخ ولادت ہے۔ مرید وخلیفہ اپنے والد ماجد قدس سرہٗ کے ہیں۔ بعد رحلت حضور سید شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ اپنے اخ معظم کے آپ سجادہ نشین ہوئے۔ زمانہ سجادہ نشینی حضور اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں تمام اہتمام وانصرام، جاگیر ومہمان داری آپ کی ذات والا سے تعلق رکھتی تھی۔ آپ کلام بہت کم فرماتے تھے اور اکثر اوقات اوراد و وظائف میں مشغول رہتے۔ بعض معافیات ومکانات سرکار جو بغرض سکونت و پرورش کسی خادم کے صرف میں ہوتے آپ اُس سے یا اُس کی اولاد سے بلا ادائے قیمت واپس نہ لیتے اور پھر بعد ادائے قیمت بھی اکثر اوقات اُن بایعوں کا ہی قبضہ رہتا۔ ایسے چند بیع نامہ جات اِس عاجز کی نظر سے گزرے ہیں کہ باوجود ملکیت واختیار حضور نے وہ مفوضہ جائدادیں خدام سے خرید فرمائیں اور بعض خرید فرما کر پھر انہیں کے ورثا کے قبضے میں چھوڑ دیں۔

مرید بہت کم فرماتے تھے، خلافت سوائے تین صاحبزادوں کے صرف ایک خادم خاص حضرت حافظ نصیر الدین قطب گوالیار رحمۃ اللہ علیہ کو عطا ہوئی۔ مشہور خلیفہ حضور کے ایک وہی ہیں۔

اپنے اخ معظم حضور اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ادب مثل والد کے فرماتے، سوائے اوقات مخصوصہ تخلیہ دربار عام میں کبھی شرکت نہ فرماتے، ستر حال میں نہایت کوشش تھی، لیکن ہزاروں خرق آپ کے خدام نے دیکھے اور روایت کیے۔

☆ دیکھیے صفحہ 357۔

آپ کی دوشادیاں ہوئیں۔ زوجۂ اولیٰ بنت سید شاہ محمد احسن بن سید محمد رضا بلگرامی تھیں، ان کے بطن سے صرف حضرت سید آل امام عرف جما میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے، جن کی اولاد امجاد باغ پختہ واقع مارہرہ میں رونق بخش ہیں۔

حضرت سید آل امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بھی دوشادیاں ہوئیں۔

پہلی شادی حضور سید شاہ آل حسین سچے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے عم مکرم کی صاحبزادی سے ہوئی، ان سے ایک صاحبزادے سید اولاد حسین صاحب پیدا ہوئے۔ دوسری شادی آپ کی دختر حضرت شاہ فقیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین سرکار خورد سے ہوئی۔ ان کے بطن سے دو صاحبزادے سید ابن امام صاحب اور سید آل محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہما پیدا ہوئے۔ تفصیل آپ کی اولاد امجاد کی شجرۂ ذیل سے معلوم ہوگی۔☆

حضور جما میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال اپنے والدِ ماجد قدس سرہٗ کی حیات میں ہوگیا۔ اولاد آپ کی اُس حصۂ جائداد پر قابض ہے جو بطور حصہ حضور سچے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کو حضور ستھرے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مرحمت فرمایا تھا۔ حضور سید آل امام جما میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے حضرت سید ابراہیم صاحب زید مجدہم راوی ہیں کہ آپ کے جد امجد نے حضرت مولانا عبد المجید عین الحق رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا تھا کہ ''میرا ایک پوتا آپ کے گھر پہنچے گا اُس کو مایوس نہ کرنا''، اسی حکم وسفارش کی بنا پر سید ابراہیم صاحب زید مجدہم نے حضرت مولانا محمد عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ (نبیرۂ حضرت مولانا عبد المجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ) سے بیعت کی اور حضرت مولانا [عبد القادر بدایونی] مرحوم انکار نہ فرما سکے، اگرچہ بعد بیعت بھی صاحبزادہ سید محمد ابراہیم صاحب کے قدم بوس ہوتے تھے اور نہایت عظمت فرماتے تھے۔

دوسری شادی حضور ستھرے میاں صاحب قدس سرہٗ کی دختر سید غلام شاہ حسین (خلف قاضی غلام اولیا ابن سید حسن ابن سید عنایت اللہ ابن سید سکندر ابن سید دُلارے ابن سید حبیب ابن سید جمال الدین ابن سید حامد ابن سید ماہ رو ابن سید شاہ بڈھ) سے ہوئی، رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ ان کے بطن مبارک سے تین صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ خلف اکبر حضرت سید شاہ آل رسول قدس سرہٗ آپ کا حال سلسلے میں گزارش ہوگا۔

☆ دیکھیے صفحہ 357۔

☆

پسر دوم حضرت سید شاہ اولاد رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ولادت آپ کی ۱۵؍شعبان ۱۲۱۲ھ [۱۷۹۸ء] میں بمقام مارہرہ ہوئی۔ آپ کو بیعت حضور اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اور اجازت وخلافت اپنے والد اور عم مکرم سے حاصل تھی۔ عرصۂ دراز تک ٹونک میں تشریف فرما رہے، نواب عین الدولہ امیر خاں بہادر والیٔ ٹونک آپ کے معتقد تھے۔ آپ کو علاوہ اور کمالات کے فن طب میں خاص دستگاہ تھی۔ بتاریخ ۲۶؍ماہ ربیع الثانی ۱۲۶۸ھ [۱۸۵۲ء] بمقام مارہرہ انتقال فرمایا اور درگاہِ معلیٰ میں پائیں مزار حضرت سید شاہ حمزہ قدس سرہٗ اپنے جد اعلیٰ کے دفن ہوئے۔ شادی آپ کی دختر میر سعادت علی ابن سید منتخب حسین رحمۃ اللہ علیہما سے ہوئی۔ شجرۂ اخلاف حسب ذیل ہے۔☆

☆

حضرت سید شاہ غلام محی الدین صاحب عرف میر عالم حسین رحمۃ اللہ علیہ

پسر سوئم حضرت سیدنا شاہ آل برکات قدس سرہٗ۔ ولادت آپ کی بمقام مارہرہ ۱۲۲۳ھ [۰۹-۱۸۰۸ء] میں ہوئی۔ بیعت وخلافت اپنے والد ماجد حضور ستھرے میاں صاحب قدس سرہٗ سے رکھتے تھے۔ نواب وزیر والیٔ اودھ کی سرکار میں ایک مدت نائب وزیر رہے۔ باوجود مشاغل منصبی اوراد ووظائف کے پابند تھے۔ فن تکسیر میں خاص دستگاہ رکھتے تھے۔

شادی آپ کی بنت میر سعادت علی صاحب خلف سید منتخب حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہما سے ہوئی۔ ۵؍شعبان ۱۲۸۶ھ [۱۸۶۹ء] کو انتقال فرمایا اور درگاہ معلیٰ میں دفن ہوئے۔ شجرۂ اخلاف حضور حسب ذیل ہے۔☆☆

حضرت ستھرے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تین دامادوں سید پیر علی صاحب، سید غلام مخدوم صاحب، سید دلدار حیدر صاحب رحمۃ اللہ علیہم کو اپنے پاس رکھا۔ مکانات اور جائیداد باغات و اسباب آسائش کے سوا اُن کی تمام ضروریات کی خبر گیری فرماتے۔ باڑی میں جن صاحبزادیوں کی شادی ہوئی وہ آتی جاتی رہتی تھیں۔ اُس وقت میں حضرات باڑی غالباً تفضیلی ہوں گے۔

☆ دیکھیے صفحہ 358۔

☆☆ دیکھیے صفحہ 359۔

اِس عاجز کا دیکھا ہوا واقعہ ہے کہ سنہ.......☆ میں صاحبزادہ مخدومی سید ابن حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے یہ خادم باڑی پہنچا، وقت حاضری عاجز زنانہ محفل مرثیہ خوانی کی ہورہی تھی، ختم محفل پر جب تبرک تقسیم ہوا صاحبزادہ صاحب مرحوم نے اپنا حصہ لے کر اِس خادم کا حصہ طلب فرمایا، حضرات باڑی نے یہ کہہ کر کہ ''آپ کا مہمان سنت جماعت ہے وہ تبرک میں سے حصہ نہیں پا سکتا'' حصہ دینے سے انکار فرمایا۔ ہمارے صاحبزادے صاحب اور اُن کی اہلیہ محترمہ نے اپنے حصے واپس کر دیے کہ ''اگر بوجہ سنّیت حصہ نہیں مل سکتا تو ہم دونوں بھی سنی ہیں''، گفتگو بڑھی اور خاندان میں دو فریق ہو گئے۔ صاحبزادہ سید سجاد حسین صاحب مرحوم اور سید محمد باقر صاحب اِس خادم کے پاس تشریف لائے اور فرمایا ''تیرے سبب سے آج ہمارے آپس میں رنجش ہوئی جاتی ہے اگرچہ خلاف مہمان نوازی ہے لیکن تجھ سے متعلق مذہب چند سوال ہیں بلاتقیہ جواب دینا''، خادم نے عرض کیا ''مذہب اہل سنت میں تقیہ نہیں، آپ دریافت فرمائیں، مَیں جواب حاضر کروں گا''، دونوں صاحبوں نے اعتقاد اہل سنت نسبت حضرات ائمہ اہل بیت کرام (علی جدہم وعلیہم السلام) دریافت فرمایا، اِس ناچیز نے اعتقاد اہل سنت، اُن کی افضلیت، اُن کی محبت شرط سنت، اُن کی قطبیت غرض اُن کے فضائل بیان کیے، بس یہ سن کر دونوں حضرات حیران ہیں اور بار بار پوچھتے ہیں کہ ''یہ بیان تقیے سے تو نہیں؟'' خادم نے حلف لیا کہ تمام اہل سنت کا یہی اعتقاد ہے۔ فرمایا ''ہم سے کہا گیا تھا کہ تمام اہل سنت حضرات ائمہ اہل بیت علیہم السلام سے تبرا کرتے ہیں، الحمدللہ کہ آج تسکین ہوگئی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا کہنا ہم خود برا جانتے ہیں''۔ فوراً گھر میں تشریف لے گئے اور تبرک خاص لاکر مرحمت فرمایا۔

شام کو مردانے میں محفل ذکر ہوئی اور اِس خادم سے حکماً پڑھوایا، مناقب ومحامد حضرات اہل بیت کرام وصحابہ عظام اِس عاجز نے بقدر وسعت وقت پڑھے، سب حضرات نے نہایت لطف و فرحت سے سنے، بار بار اپنی ناواقفیت سے منفعل ہوتے اور عذر فرماتے۔

مقصود یہ کہ اُس وقت تک یہ حضرات اصول مذہب اثنا عشری سے بھی واقف نہ تھے، صرف عزاداری اور مرثیہ خوانی کے شیعی تھے۔ نہایت خلیق، منکسر المزاج، مہمان نواز، کریم النفس سادات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو دولت علم سے مالا مال فرمائے۔ بڑے سچے سید ھے بزرگ زادے

☆ مطبوعہ اور قلمی دونوں میں یہاں بیاض ہے۔ (اسیدؔ)

ہیں۔صرف حضرات بلگرام کی قرابت،حکومت کی سطوت،املاک ومناصب کی رغبت نے اُن کی تبدیل اسمی کردی ہے اور پھر کچھ بھی ہو ذریت طاہرہ حضور رسول اللہ ﷺ اولا د حضرت سیدہ بتول سلام اللہ علیہا ہیں اور ہمارے واجب التعظیم پیرزادے ہیں۔

شجرۂ اولاد بنات حضور ستھرے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ حسب ذیل ہے۔☆

حضرت ستھرے میاں صاحب قدس سرہٗ نے نوے برس کی عمر میں ۲۶ر رمضان ۱۲۵۱ھ [۱۸۳۶ء] کو بمقام مارہرہ انتقال فرمایا اور پہلوئے مزار پُر انوار حضرت سیدنا شاہ آل محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں دفن ہوئے۔

منقبت

پُر گہر دامنِ آلِ برکات ۔۔۔ با ثمر گلشن آلِ برکات
شد تونگر بہ جہاں ہر کہ بچید ۔۔۔ دانہ از خرمنِ آلِ برکات
مرجع و ماخذ اہل عرفاں ۔۔۔ موطن و مسکنِ آلِ برکات
نوریؔ و مہدیؔ و پیر برکاتؔ ۔۔۔ نو گل از گلبن آلِ برکات
پُر ز الماس و زر و گوہر باد ۔۔۔ معدن و مخزن آلِ برکات
دائما خائب و خاسر بادا ۔۔۔ حاسد و دشمن آلِ برکات

آمد ایں حسرتؔ نوری بسوال
بر درِ مامنِ آلِ برکات

☆

حضرت خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ

آپ خلف اوسط حضور سید شاہ آل برکات قدس سرہٗ کے ہیں۔ ولادت شریف بماہ رجب ۱۲۰۹ھ [۱۷۹۵ء] بمقام مارہرہ ہوئی۔منظور نظر خاص ومرید وتربیت یافتہ وخلیفہ اعظم وسجادہ نشین حضور قبلہ جسم و جاں سید شاہ آل احمد اچھے میاں قدس سرہٗ کے ہیں۔اپنے والد ماجد سے بھی استفادہ فرمایا اور اجازت وخلافت پائی۔سند تمام علوم درسیہ کی مشاہیر علمائے عہد سے حسب الحکم حضور پیر ومرشد خود رحمۃ اللہ علیہ حاصل فرمائی۔اکثر فرماتے کہ ''الحمدللہ فقیر کے اساتذۂ علوم دین

☆ دیکھیے صفحہ 359۔

سب عرفا وکملائے وقت تھے‘‘۔

ابتدائی رسائل مولانا شاہ عبدالمجید صاحب بدایونی آل احمدی عثمانی رحمۃ اللہ علیہ (ارشد خلفائے حضور اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ) سے پڑھے۔ متوسطات مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب بدایونی کشفی آل احمدی اور مولوی عبدالواسع صاحب سیدن پوری رحمۃ اللہ علیہما سے حاصل فرما کر کتب معقول وکلام وفقہ واصول حضرت مولانا شاہ نورالحق صاحب رزاقی لکھنوی عرف ملانور رحمۃ اللہ علیہ سے تحصیل وتکمیل فرمائیں اور سلسلۂ رزاقیہ میں سند واجازت حاصل فرمائی۔ ہدایہ فقہ مولانا مفتی محمد عوض عثمانی بدایونی ثم البریلوی الغازی المجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا، حدیث مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی۔ بعض احادیث مسلسل اور مصافحات و مشابکہ اور بعض سلاسل وادعیہ وصحاح کی سند اجازت پائی۔ سند علم ہندسہ، دو مقالہ اقلیدس سنا کر مولانا شاہ نیاز احمد صاحب فخری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ علم طب حکیم فرزند علی خاں موہانی سے پڑھا۔

ذات والا مجمع کمالات ظاہر و باطن تھی، بعد وفات حضرت سید آل برکات ستھرے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ماجد کے ۱۲۵۱ھ [۳۶-۱۸۳۵ء] میں استحقاقاً سجادۂ برکاتیہ پر رونق افروز ہوئے۔ تصرف وحکومت میں آپ اپنے پیر ومرشد وعم معظم حضور اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سچے جانشین اور وارث کمالات اور اخفا وستر حال میں اپنے والد ماجد حضور ستھرے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلف الصدق تھے۔ کبھی کوئی تصرف بغیر کسی پردۂ حیلے کے نہ فرماتے۔ اہل حاجات کو دعا اور دوا مرحمت ہوتی۔ دعاؤں میں بھی عام سائلوں کو بیشتر وہ دعائیں مرحمت فرماتے جو احادیث نبوی ﷺ سے منقول ہیں۔ ہمیشہ لباس وروش علما میں رہتے، تکلفات مشائخانہ اور وظائف عاملانہ سے احتراز فرماتے۔

معاملات میں جو ثبوت کسر نفس وایثار وعطا آپ نے دیا بہت دشوار کام تھا۔ بعد وفات حضور ستھرے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت سے آثار وتبرکات خاندانی بڑی فراخ حوصلگی سے بھائیوں کو مرحمت فرما دیے اور اُن میں حصہ نہ لیا۔ اکثر اکابر سلسلہ کی شبیہیں سرکار میں موجود تھیں وہ سب بھائیوں کو عطا فرما دیں۔ کتب خانے سے جو وظائف وادعیہ کے خاص نسخے بھائیوں نے منتخب فرما لیے وہ اُن کو دے دیے، لفظ سجادہ نشینی پر گفتگو ہوئی فرمایا ’’جو قابل تقسیم ہے اُس میں عذر

نہیں اور جو نا قابل تقسیم ہے اس میں فقیر معذور ہے''۔ روزینہ جو بحیثیت سجادہ نشینی حضور کا ذاتی تھا مصارف درگاہ شریف میں صرف فرماتے۔ معافیات درگاہی جو ہمیشہ زیر اقتدار سجادہ نشین رہیں باوجود اختلاف و اصرار حکام زیر اہتمام برادران دے دیں اور ایک بڑا حصہ اُن حضرات کے مصارف کے واسطے چھوڑ کر تھوڑا مصارف درگاہ کے واسطے مقرر فرمایا اور پھر وہ بھی اپنے اہتمام میں نہ لیا۔ حکام عہد کے التماس پر فرمایا''امید ہے کہ یہ ہمارے بھائی اپنے اکابر کے آستانے کا لحاظ رکھیں گے اگر اس کے خلاف بھی ہوا تو جو حصہ کہ زیر اہتمام فقیر ہے درگاہ کے مصارف کو کافی ہے''۔

جائداد معافی ضبط ہو چکی تھی، بعض حضرات اہل خاندان نے حصص غیروں کو منتقل کر دیے تھے، یہ آپ کی کوشش کا ثمرہ تھا کہ جائداد واپس ہوئی اور انتقالات ناجائز قرار پائے۔ اِس خادم ناچیز نے وہ رپورٹیں حکام ضلع اور چھٹیاں حکام صدر بورڈ اور احکام نواب لفٹنٹ گورنر بہادر اپنی آنکھ سے دیکھے ہیں۔ ایک لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر نے بعد معائنہ درگاہ و ملاقات صاحبزادگان مارہرہ تمام خاندان میں سچا سجادہ نشین، صاحب اثر، حقیقی درویش حضور کو تسلیم کر کے آپ کی اولوالعزمی اور برادر نوازی اور اہتمام آبادی خانقاہ درگاہ کی بے حد تعریف کی ہے اور معاملات نزاعی میں حضور کی برادر نوازی اور بلند خیالی کو سراہا ہے۔

کمیٹی منتظم درگاہ بھی حضور کے مشورے سے مقرر ہوئی۔ مدرسہ و مکانات مدرسین و مشائخ، حجرات و خلوات فقرا تعمیر کرائے۔ عالم، حافظ، قاری، طبیب، معلم، فقرا درگاہ شریف میں معین کیے۔ ایک محاسب مقرر کیا جو تمام حسابات درگاہ شریف رکھے۔ خدام آستانہ کی خدمات مقرر فرمائیں۔ مسجد میں امام و مؤذن ملازم رکھا، سابقاً اکثر خدمات درگاہ و خانقاہ و مسجد مریدین و خلفا کے سپرد تھیں جو عقیدتاً بلا معاوضہ کرتے تھے۔ غرض درگاہ و مسجد و خانقاہ کی آبادی، زائرین و متوسلین کی مہمان داری، اعراس کا اہتمام سب حضور فرماتے۔ وہ نذرانہ جو حضور نے درگاہ کے واسطے مہتممان پر مقرر فرمایا تھا سوائے آپ کے کسی دوسرے شریک نے پورا وقت پر ادا نہیں کیا۔

اس میں شک نہیں کہ حضور نے تمام انتظامات جدیدہ میں مصارف سابقہ سے نہایت تخفیف فرما دی تھی اور وہ بلحاظ مصلحت وقت نہایت مناسب اور ضروری تھی۔ اعراس و تقاریب کی وہ شان نہ تھی، محافل سماع قطعاً مسدود۔ صرف مجالس وعظ و نعت خوانی و منقبت و ختم قرآن و قرأت دلائل

الخیرات حضار عرس کی مہمان داری باقی رکھی تھی۔ فضولیات کا حضور کے دربار میں بار نہ تھا۔ ظاہر شریعت سے ایک ذرہ تجاوز گوارا نہ فرماتے۔ معمولاً روزانہ حلقہ ذکر ہوتا، تمام عملہ درگاہ جماعت میں پانچوں وقت حاضر ہوتا، فقرا تہجد میں شریک ہوتے۔ عام خاندان برکاتیہ کے تمام متوسلوں کی حاجات دینی و دنیوی آپ پوری فرماتے، ہر خادم و مرید سے نہایت شفقت و رافت سے معاملہ فرماتے، اُن کی پرسش حال، حوائج کا انصرام، خطا پر معافی، خفیہ معاونت عادت کریمہ تھی۔

دوسری مثال کسر نفس اور کمال درویشی کی یہ ہے کہ باوجود ہر قسم کے استحقاقِ فائق کے حضور نماز جماعت ایک حافظ سے پڑھواتے، کبھی امام نہ بنتے۔ ایک بار مفتی امین الحسن صاحب بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ نے (جن کا مکاشفہ بہت بڑھا ہوا تھا) جماعت میں شریک ہو کر نماز توڑ دی اور بعد سلام حافظ صاحب سے فرمایا کہ "مرد خدا نماز میں بازار جانے اور سودا خریدنے کی ضرورت نہیں، ہم تمہارے ساتھ کہاں کہاں پریشان پھریں؟" حضور نے مفتی صاحب کا سوال سن کر اُن پر سخت عتاب فرمایا اور ارشاد کیا "بہتر ہے آپ نماز خود پڑھائیں ورنہ حافظ صاحب کے ساتھ ساتھ پھریں اور شریعت کا استہزا نہ کریں، آپ کو نماز میں خود حضور نہیں ورنہ دوسروں پر نظر کیوں جاتی؟"۔

تیسری مثال کسر نفس اور کمال کی یہ ہے کہ اپنے صاحبزادوں کو باوجود تکمیل اپنے گھر کے خلفاو خدام سے اخذ علوم و فیض کا حکم فرماتے۔ **آپ کے خلف اکبر حضرت سید شاہ ظہور حسن رحمۃ اللہ علیہ نے جب سلوک ختم فرما لیا آپ نے حکم دیا کہ "تمہارے گھر کی بڑی دولت مولانا عبدالمجید صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہے، جاؤ اُن سے اپنا حصہ لاؤ"** اور بدایوں کو روانہ فرمایا۔ حسب الحکم صاحبزادے صاحب رحمۃ اللہ علیہ بدایوں پہنچے۔ حضرت مولانا مولوی محمد عبدالمجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مع عمائدین شہر بیرون آبادی تک استقبال کیا اور بکمال احترام پالکی (جس میں صاحبزادے سوار تھے) کو خود کندھا دیا، مدرسے میں فروکش کیا۔ حضور صاحبزادے صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "مَیں بطور پیرزادگی اپنے گھر کے خادم و خلیفہ کے یہاں نہیں آیا ہوں، حضور والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے پاس اِس غرض سے بھیجا ہے کہ اُس نعمت سے جو حضور جد امجد [حضور اچھے میاں] رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کو ملی ہے اِس فقیر مستحق کو بھی کچھ مرحمت ہو"۔ مولانا [عین الحق عبدالمجید] رحمۃ اللہ علیہ نے بکمال ادب عرض کیا کہ "یہ خادم اور نعمت سب آپ کا مال ہے، تشریف رکھیے جو مجھ کو معلوم ہے حاضر کروں گا"۔ بعد نماز عشا حضرت صاحبزادے

صاحب رحمۃ اللہ علیہ حجرے میں تشریف لے گئے، جو آپ کے واسطے مرتب کیا گیا تھا اور اشغال باطنی میں مصروف ہو گئے۔ وقت نماز صبح اذان سن کر حضرت صاحبزادے صاحب حجرے سے برآمد ہوئے، دیکھا مولانا [عین الحق عبدالمجید] رحمۃ اللہ علیہ دروازۂ حجرہ پر دست بستہ کھڑے ہیں، معلوم ہوا کہ تمام شب آپ کو اسی طرح گزری ہے۔ صاحبزادے صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اِس تکلیف کا عذر فرمایا، مولانا [عین الحق عبدالمجید] رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا:

یہی نعمت ہے جو مَیں آپ کے گھر سے لایا ہوں اور مجھ کو یہی حکم ہے۔ الحمدللہ کہ سلوک آپ کا باقاعدہ تکمیل کو پہنچ گیا، یہ نکتہ تھا جس کی تکمیل کو آپ بدایوں بھیجے گئے کہ راہِ سلوک میں ادب و محبت، ترک رعونت ایک لازمی امر ہے، بس اب آپ تشریف لے جایئے اور سند اجازت حاضر کی۔

چھوٹے صاحبزادے حضرت سید شاہ ظہور حسین چھٹو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ''ایک روز مَیں حضور والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوں، ارشاد فرمایا کہ **''ہمارا دل چاہتا تھا کہ تم کو بھائی عبدالمجید صاحب سے بھی اجازت لکھا دیتے، وہ اِس گھر کے بڑے خزینہ دار ہیں''**، پھر فوراً فرمایا ''ذرا جا کر درگاہ شریف میں دیکھنا کیا مولوی عبدالمجید صاحب بدایوں سے آئے ہیں؟'' مَیں نے عرض کیا ''نہ حضور نے مولانا [عین الحق عبدالمجید] رحمۃ اللہ علیہ کو طلب فرمایا ہے، نہ کوئی وقت اُن کے آنے کا ہے، نہ کوئی اطلاع ملی ہے''، ارشاد فرمایا ''تم جا کر دیکھو''، مَیں درگاہ شریف پہنچا دیکھا مولانا [عین الحق عبدالمجید] اُسی وقت پہنچے ہیں، اسباب اُتارا جا رہا ہے، میرے ساتھ ساتھ حاضر خانقاہ ہوئے اور حضور کے قدم بوس ہوئے۔ حضور نے فرمایا **''بھائی! تم خوب آ گئے ہمارا دل تھا کہ چھٹو میاں کو تم سے اجازت دلا دیں''**، مولانا [عین الحق عبدالمجید] رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا ''جو حکم ہو'' اُسی وقت دوات قلم کاغذ منگا کر سند اجازت لکھ دی۔

صاحبزادگان سید حسین حیدر اور سید شاہ ظہور حیدر رحمۃ اللہ علیہ اپنے نواسوں کو تحصیل علم کے واسطے مدرسہ قادریہ میں بھیجا۔ حضور اقدس و انور مرشدی و مولائی حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے لختِ جگر اور نورِ نظر پوتے سے ارشاد فرماتے:

ہم بسبب کبرسن کتابیں بھول گئے ہیں، برخوردار مولوی عبدالقادر نبیرۂ مولانا عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہما کا علم تازہ ہے اور حاضر ہے، وہ ہمارا خاص گھر ہے اور ہم کو

برخوردار موصوف کی دیانت وتقوے پر پورا اطمینان ہے، تم مسائل کلام وفقہ میں اُن سے مشورہ کرلیا کرو۔

چناں چہ ہمارے حضور ہمیشہ مسائل میں مولانا [عبدالقادر بدایونی] سے مشورت رکھتے اور بغیر دکھائے مولانا [عبدالقادر بدایونی] کے کوئی تحریر شائع نہ فرماتے۔

آل مولانا عبدالمجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرما کر کہ ''ہمارے اُستاذ زادے ہیں'' اکرام فرماتے اور صاحبزادوں کو بھی اُن کے احترام کی ہدایت فرماتے۔ حالاں کہ اُن میں کوئی کسی کمال میں آپ کا مماثل نہ تھا اور پھر جو کچھ بھی تھا وہ آپ کے گھر کا صدقہ اور اسی آستانے کا گدیہ تھا۔ عالم دین پرور کس نے بنا دیا تھا؟ عارف کس نے کر دیا تھا؟ بادشاہ وفقرا، علما وعرفا کا مقتدیٰ کس نے ٹھہرا دیا تھا؟ ہر بزم میں صدارت، ہر رزم میں فتح وظفر کہاں سے عنایت ہوئی تھی؟ دین ودنیا کے کمالات کس نے سونپے تھے؟ یہ چمکتے چانداور ستارے کس شمس کی نور وضیا سے منور ہو گئے تھے؟ سبحان اللہ! حق یہ ہے کہ کسر نفس وستر حال، اتباع شریعت، تعلیم وطریقت میں حضور اقدس بے مثل وبے مثال تھے۔

خادم نوازی کا کیا پوچھنا، بعد وصال حضور ہم چار خادم ۱۳۰۳ھ [۳۶-۱۸۳۵ء] میں بدایوں سے حاضر آستانہ ہوئے اور مختلف آرزوئیں اور حاجتیں رکھتے تھے، اِس موقع پر حضرت سید شاہ ابوالحسن میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ (حضور کے چھوٹے پوتے) تشریف فرما تھے، درگاہ شریف سے فاتحہ پڑھ کر ہم حاجت مندوں کا قافلہ خانقاہ شریف میں حاضر ہوا، بعد زیارت سجادہ اس خادم نے حضور میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ ''اگر کوئی تبرک تحریری حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کا مرحمت ہو کمال غلام نوازی ہے''، صاحبزادے صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ''اولاً حضور جدی قدس سرہٗ کی عادت کریمہ تحریر نقوش کی نہ تھی، باصرار کسی خادم خاص کے تحریر فرما دیتے، پھر ہم لوگوں نے جو کچھ بھی پایا وہ تبرک سمجھ کر محفوظ وتقسیم کرلیا۔ بعدہٗ اِس وقت تک جو خلفا وخدام حاضر آئے قریب قریب سب نے یہی استدعا کی اور بکمال تلاش جو کچھ میسر آیا وہ اُن کو دے دیا، اب کچھ باقی نہیں''، یہ فرما کر رحل وظائف (جو ایک اوسط درجے کا صندوقچہ کہیے) اِس خادم کے حوالے کر دی اور فرمایا ''خود تلاش کرلو''، خادم نے کھول کر دیکھا، اُس میں کچھ نہ تھا، مختلف کشتیوں کی زیارت کرتے ہوئے ایک خانے میں چار پرچے تہ شدہ برآمد ہوئے، حضور میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے

عرض کیا گیا آپ نے بتسم فرمایا کہ ''بارہامیں نے اس خانے کوکھولا اور دیکھا ہے اس میں کچھ نہ تھا، یہ حضور اقدس قدس سرہٗ کا کرم اورتم کو خاص عطیہ ہے مبارک ہو''۔اِس عاجز نے آداب عرض کیا اور وہ پرچے تین اپنے رفیقوں کو دے دیے اور ایک پرچہ خود لے لیا، اب کھولے اور پڑھا باللہ العظیم ہمارے مطالب کے متعلق مختصر دعائیں تھیں، سب نے بوسہ دے کر پرچوں کو رکھ لیا۔ بعد ظہر صاحبزادی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا (والدۂ ماجدہ سید شاہ ظہور حیدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کے در دولت پر حاضر ہوئے، صاحبزادے صاحب کے وسیلے سے آداب عرض کیا، بوبو صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا نے ارشاد فرمایا کہ ''ابھی دوپہر میں مجھ کو زیارت اپنے والد ماجد قدس سرہٗ کی ہوئی، ارشاد فرماتے تھے کہ ''بوبو! ہمارے بچے پریشان ہو کر بدایوں سے آئے ہیں تم بلا کر اُن کی تسلی کر دو اور کہہ دو کہ پریشان نہ ہوں اُن کے مدعا حاصل ہیں، جائیں اور کچھ فکر نہ کریں''۔ بھلا جس ذاتِ مقدس کو بعد وصال اپنے ناکارہ خدام کا یہ خیال ہو وہ حیات ظاہری میں کس قدر توجہ اور دستگیری فرماتے ہوں گے۔

حضور اقدس جب کبھی کسی مسافر تازہ وارد کو تہجد کے وقت مسجد میں نماز پڑھتے یا مراقب ملاحظہ فرماتے صبح بی بی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا سے فرماتے کہ ''ایک مہمان عزیز نہایت صالح آ گیا ہے ذرا خاص طور پر کھانا دینا''، بی بی صاحبہ فرماتیں ''حضور آپ ولی ہیں سب کو ولی جانتے ہیں کوئی مکار ہوگا اور آپ سے کچھ لینا چاہتا ہوگا''۔کھانا زنانہ سے آپ خود لاتے اور سامان آسائش ضروری اُس کو دیتے۔ دوسرے روز اطلاع ملتی کہ مسافر شبینہ برتن اور بستر جو اُس کو دیا گیا تھا اور فلاں فلاں چیز لے کر چل دیا، بی بی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا خفا ہوتیں، لیکن حضور اپنی روش کریم کبھی نہ چھوڑتے اور مکاشفے سے کبھی کام نہ لیتے، کبھی کسی کے کشفِ راز کی جانب توجہ نہ فرماتے اور اِس کو برا سمجھتے۔ ہر شخص کو سچا سمجھتے۔ حاجت مند جھوٹی ضرورتیں ظاہر کر کے معاونت چاہتے اور آپ بلا تفتیش عطا فرما دیتے۔ علما کا بڑا وقار فرماتے۔ باوجود کثرت خدام مہمانوں کی مدارات خود فرماتے اور تمام سامان آسائش مہیا فرما کر آرام فرماتے۔ فقرا کے ذکر و شغل و خلوات واربعین کی پاسبانی فرماتے۔ اعزہ سے سلوک، مریضوں کی عیادت، محتاجوں کو نقد جنس کپڑا عطا فرمانا ہمیشہ حضور کا خاص کام تھا۔ اپنے ذوی الارحام پر خاص نگاہ کرم تھی۔ زمانۂ سرما میں جب کسی مسافر کو ضرورت مند برہنہ ملاحظہ فرماتے اپنے کپڑے عطا فرما دیتے اور خود تکلیف اُٹھانا گوارا فرماتے،

صاحبزادوں کو اطلاع ہوتی فوراً دوسرا لباس حاضر کرتے۔

حضور کی تعلیم وتربیت کا سچا نقشہ حضور مرشدی قدس سرہٗ الانور کی ذات بابرکات تھی کہ علماً، عملاً عادتاً، صورتاً، سیرتاً اپنے اکابر رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے سرمو فرق نہ تھا۔

حضرت معظمی سید شاہ علی حسین صاحب اشرفی دامت برکاتہم روایت فرماتے ہیں کہ ''مَیں بکمال اشتیاق مارہرہ پہنچا اور بعض مخصوصات خاندان برکاتیہ کی آپ سے اجازت چاہی، ارشاد فرمایا ''صاحبزادے! ابھی وقت نہیں آیا''، مَیں گلہ مند واپس ہوا، تھوڑے عرصے کے بعد نوازش نامہ پہنچا اور حضور نے طلب فرمایا، خاص چیزوں کی اجازت اور خلافت عطا فرمائی''۔

مولوی صوفی عبدالرحمٰن صاحب مرید وخلیفہ حضرت حافظ عبدالعزیز صاحب دہلوی قدس سرہٗ اپنا حال فرماتے تھے کہ بعد ختم سلوک حضرت پیرومرشد رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ''حاضر مارہرہ ہو اور سند تکمیل حضرت خاتم الاکابر قدس سرہٗ سے لاؤ''۔ مَیں مارہرہ حاضر ہوا اور عرض حال کیا، درود اویسیہ کی اجازت چاہی، ارشاد فرمایا کہ ''چار اربعین یہاں حاضر رہو اُس وقت دیکھا جائے گا''، مَیں حاضر رہا اور حسب ہدایت حضور کسب وورزش اشغال کرتا رہا، چار اربعین کے ختم پر سند تکمیل واجازت عامہ وخلافت مرحمت فرمائی۔

حضرت صاحبزادہٗ والا منزلت سید شاہ تجمل حسین صاحب شاہجہاں پوری دامت برکاتہم مارہرہ پہنچے اور ہمارے حضور آقائے اکرم قدس سرہٗ کے شریک سبق باطن فرما دیے گئے۔ بعد ختم سلوک اجازت نامہ وخلافت مرحمت فرمائی۔

اخفا اس درجے کا کہ حاجی رضا خاں صاحب (ساکن مارہرہ مرید حضور) روایت فرماتے ہیں کہ مَیں نے مکہ مکرمہ میں بعد فراغ حج مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مہاجر سے بیعت ہونا چاہا، مولوی صاحب نے فرمایا ''تم نے حضرت سید شاہ آل رسول صاحب مارہروی سے بیعت کیوں نہ کی وہ حج وزیارت میں اب تک ہمارے ساتھ تھے؟'' مَیں حاضر مارہرہ ہوا، حال عرض کیا فرمایا ''مولوی صاحب کو شبہ ہوا ہوگا دریافت کرلو فقیر مارہرہ سے باہر نہیں گیا''، مَیں نے اصرار کیا کہ ''مولوی صاحب حضور والا کے جاننے والے ہیں، نہایت سچے اور متدین ہیں، پورے زمانۂ حج کا ساتھ ہے'' فرمایا ''خیر اگر تاحیات ہمارے اس راز کو ظاہر نہ کرو مرید ہو جاؤ'' مَیں نے عہد کیا اور بیعت ہو گیا۔ بعد وصال حضور اقدس رحمۃ اللہ علیہ حاجی صاحب نے یہ قصہ بیان فرمایا۔

تعلیم شغل میں ہمارے آقا قدس سرہٗ الانور سے ارشاد فرمایا کہ ''جب ہم پلنگ پر لیٹ کر آنکھیں بند کر لیتے ہیں یہ کڑیاں ہم کو صاف نظر آتی رہتی ہیں'' یہ فرما کر ارشاد ہوا کہ ''ہم ان کو دن بھر دیکھتے ہیں شب کو بھی ایسا خیال بندھ جاتا ہے گویا ہم دیکھ رہے ہیں''۔

ظہور اللہ شاہ صاحب (خادم خاص حضور اقدس قدس سرہٗ) فرماتے تھے کہ ''بارہا جاڑوں کی رات میں یہ دیکھا کہ حضور آرام فرما رہے ہیں، مَیں پاؤں داب رہا ہوں کہ پلنگ پر لحاف رہ گیا، مَیں حیران ہوں اور ہر طرف ڈھونڈتا ہوں، تھوڑی دیر میں حضور پھر موجود ہیں۔ مَیں عرض کرتا ''حضور کہاں تشریف لے گئے تھے؟'' فرماتے ''میاں تم سو گئے ہوگے یہی خیال بندھ گیا ہم نے کروٹ لے لی ہوگی'' مَیں اصرار کرتا ''حضور مَیں جاگ رہا ہوں، حضور کو سارے پلنگ پر تلاش کر لیا تھا'' خاموش ہو کر کسی اور بات کا تذکرہ شروع فرما دیتے۔

حضور نے اپنے بھتیجے سید شاہ محمد باقر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی کی نسبت اپنے نواسے حضرت سید شاہ ظہور حیدر رحمۃ اللہ علیہ سے قرار دی تھی، لیکن بعض وجوہ سے وہ نسبت قطع ہو کر بلگرام میں اُن صاحبزادی کا عقد ہو گیا۔ نکاح کے بعد دولہا کو دُلہن کے دیکھنے کی نوبت نہ آئی، اُسی روز انتقال ہو گیا اور پھر اُن صاحبزادی کا عقد سید شاہ ظہور حیدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہوا۔

۱۲۸۶ھ [۷۰-۱۸۶۹ء] میں حضور رونق افزائے بدایوں ہوئے اور مولوی محمد بخش خاں صاحب صدر الصدور مرحوم کے مکان پر قیام فرمایا۔ قریب مغرب مدرسہ قادریہ میں حضور کی خبر رونق افروزی پہنچی، یہ وہ وقت ہے کہ حضرت سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بصارت ظاہری جاتی رہی ہے اور آپ نے مدرسے سے اُٹھنا قطعاً ترک فرما دیا ہے، حضور اقدس قدس سرہٗ کی خبر تشریف آوری سن کر حضرت مولانا [شاہ فضل رسول بدایونی] رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''سلام کو حاضر ہونا ضروری ہے''۔ بعد نماز مغرب عمی مولوی انوار الحق صاحب مرحوم کا ہاتھ تھام کر حضرت مولانا [شاہ فضل رسول بدایونی] رحمۃ اللہ علیہ چلے، یہ خادم مدرسے میں پڑھتا تھا حکماً ساتھ ہوا، مولوی محمد بخش خاں صاحب مرحوم کے بیرونی دروازے کے اندر پہنچ کر حضرت مولانا [شاہ فضل رسول بدایونی] رحمۃ اللہ علیہ کو آواز حقے کی آئی، فوراً رُک گئے اور فرمایا ''انوار الحق! کیا حضرت صاحب اِسی مکان میں تشریف فرما ہیں؟'' عرض کیا اسی مکان میں ہیں۔ پھر حضرت مولانا [شاہ فضل رسول بدایونی] رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''جب حضور حضرت صاحب

اسی مکان میں تشریف رکھتے ہیں تو یہ حقہ کون پیتا ہے؟'' مولوی انوارالحق صاحب مرحوم نے ذرا آگے بڑھ کر جھانکا اور عرض کیا کہ'' مولوی محمد بخش خاں صاحب حقہ پی رہے ہیں''، بس کمال جلال سے حضرت مولانا[شاہ فضل رسول بدایونی]رحمۃ اللہ علیہ کی حالت بدل گئی اور فرمایا کہ'' اولاً مجھ کو مولوی صاحب کی خدمت میں لے چلنا''۔ دروازۂ اندرونی کے مقابل جو دالان شمال رویہ تھا اُس میں مولوی صاحب مرحوم لیٹے ہوئے حقہ پی رہے تھے کہ حضرت مولانا[شاہ فضل رسول بدایونی]رحمۃ اللہ علیہ یکا یک پہنچے، مولوی محمد بخش خاں صاحب مرحوم اُٹھے اور آداب عرض کر کے بقصد قدم بوسی مولانا[شاہ فضل رسول بدایونی]کے قدموں پر جھکے، لیکن حضرت مولانا[شاہ فضل رسول بدایونی]رحمۃ اللہ علیہ کے دیکھنے والے جانتے ہیں کہ وقت جلال کسی کی طاقت نہ تھی کہ رو برو ٹھہر سکے، حضرت مولانا[شاہ فضل رسول بدایونی]رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ٹھوکر سے حقہ پھینک دیا اور فرمایا'' اللہ اکبر! صدرالصدوری نے ایسا دماغ خراب کر دیا کہ حضور حضرت صاحب اسی مکان میں تشریف فرما ہیں اور تم حقہ پی رہے ہو؟'' حضور اقدس قدس سرہٗ جانب شرق کے کمرے میں تشریف فرما تھے، فوراً باہر نکل آئے اور مولانا[شاہ فضل رسول بدایونی]رحمۃ اللہ علیہ سے بطور عذر فرمایا'' بھائی! اِن کو مَیں نے اجازت دے دی تھی، ان کے درد تھا''۔ حضرت مولانا[شاہ فضل رسول بدایونی]رحمۃ اللہ علیہ بڑھے اور قدم بوس ہوئے اور عرض کیا'' حضور کی شان غلام نوازی کا یہی مقتضیٰ تھا، لیکن غلاموں کو حدادب سے گزر جانا درست نہیں''۔

باللہ العظیم عجب سماں تھا کہ حضور بکمال لطف و کرم مولانا[شاہ فضل رسول بدایونی]رحمۃ اللہ علیہ کو دوسری جانب متوجہ فرما رہے ہیں اور مولوی محمد بخش خاں صاحب مرحوم بکمال ادب دست بستہ ایستادہ ہیں اور رورو کر عفو خطا کے مستدعی ہیں۔ آج ہمارا ناقص زمانہ اِن باادب حضرات، اِن مؤدبوں سے بالکل خالی ہے، اسی ادب کی وجہ سے دنیا بھر کی نعمتیں اُن کو مہیا تھیں، چند سبق کے پڑھانے والے اُستاذ اور پیرزادے کا وہ ادب تھا کہ آج کوئی اپنے باپ یا پیرومرشد کا وہ ادب نہیں کرتا۔ عجب خوش نصیب باادب جماعت تھی خدا مغفرت کرے۔ فقیر پر حضرت مولانا[شاہ فضل رسول بدایونی]رحمۃ اللہ علیہ کے حفظ ادب سے زیادہ مولوی صاحب مرحوم کے اخلاص و ادب کا اثر تھا کہ باوجود امارت وثروت کس ادب سے اُس ذلت کو برداشت کیا اور کس شوق سے معافی خواہ تھے۔ بہت مشکل کام ہے اور سخت امتحان۔ بڑی سچی دینداری اور ادب کی عمدہ مثال

ہے۔ حضور اقدس قدس سرہٗ کو حقے سے سخت نفرت تھی، لیکن یہ شان کرم و خادم نوازی تھی کہ مولوی محمد بخش خاں صاحب مرحوم کو حقے کا عادی جان کر اجازت دے دی۔ حضرت مولانا [شاہ فضل رسول بدایونی] رحمۃ اللہ علیہ کی حمیت دیکھیے کہ جس مکان میں حضور رونق افروز ہوں اُس میں حقہ پینا سخت بے ادبی جانتے ہیں، پھر نہ صرف کراہیت طبعی بلکہ اپنے وقار، دوسروں کی حرمت کا مطلق خیال نہیں۔ مولوی محمد بخش خاں صاحب مرحوم کا تحمل اور اُستاذ و پیرزادے کا ادب قابل صد ہزار آفریں ہے۔

مختصر یہ کہ حضور اپنے اسلاف کے خلف، جامع شریعت و طریقت تھے اور تمام مکارم اخلاق سے متصف تھے۔ درس حدیث شریف سے خاص انس تھا۔ یہ بھی شان کسر نفسی تھی کہ کسی فن میں تصنیف کا قصد نہیں فرمایا، جب کبھی عرض کیا گیا ارشاد فرماتے ''متقدمین نے کیا بات چھوڑ دی ہے خواہ مخواہ مصنف بنا کیا ضرور ہے؟'' صرف ایک مختصر رسالہ شرح مصطلحات حضرات نقشبندیہ میں تحریر فرمایا تھا، جس پر اپنا اسم مبارک لکھنے نہ دیا۔ آخر عہد میں استدعا کی گئی کہ حضور حسب سنت اکابر بطور وصیت نامہ کچھ تحریر فرما دیں، ارشاد فرمایا کہ

> وصیت نامے اکابر کے موجود ہیں، پڑھو اور عمل کرو، اگر مجبور کرتے ہو لکھ لو یہ ہمارا وصیت نامہ ہے أطیعوا اللّٰہ و أطیعوا الرسول بس یہی کافی ہے اور اسی میں دین و دنیا کی فلاح ہے۔

شادی آپ کی دختر سید منتخب حسین بن سید ناظم علی سے (جن کا نسب اکرم اوپر مذکور ہوا) ہوئی۔ آپ کے تین صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔

خلف اکبر حضرت سید شاہ ظہور حسن عرف بڑے میاں رحمۃ اللہ علیہ، آپ کا ذکر شریف سلسلے میں گزارش ہوگا۔

پسر دوم حضرت سید...............☆ آپ کا طفولیت میں انتقال ہوگیا۔

☆

حضرت سید شاہ ظہور حسین عرف چھٹو میاں رحمۃ اللہ علیہ

پسر سوم حضرت سید شاہ ظہور حسین عرف چھٹو میاں رحمۃ اللہ علیہ۔ ولادت شریف آپ کی

☆ مطبوعہ اور قلمی دونوں میں یہاں بیاض ہے۔ (اسیدؔ)

۱۲۴۱ھ [۲٦-۱۸۲۵ء] میں بمقام مارہرہ ہوئی۔ آپ اگرچہ علوم درسیہ کے فارغ التحصیل عالم نہ تھے، لیکن بابرکت صحبت اکابر و ذہانت معلومات ہر فن کے اس قدر وسیع تھے اور طلاقت وشوکت تقریر ایسی بڑھی ہوئی تھی کہ حضور کے روبرو کوئی عالم وسیع النظر بھی گفتگو نہ کرسکتا تھا۔ اندازِ بیان کچھ ایسا دلکش تھا کہ سامعین محو ہو جاتے ۔ شستگی الفاظ، آمد مضمون، روانی تقریر، طریقہ بیان پر حیرت ہو جاتی۔ سخاوت و فیاضی گو اس خاندان عالیشان کا موروثی حصہ ہے، لیکن ایسا ایثار، ایسا کرم، ایسی بخشش عام کہیں دیکھی نہ سنی۔ ہمیشہ اپنی ضروریات سے دوسروں کی حاجت کا زیادہ خیال فرماتے، کیسی ہی عمدہ نادر چیز ہو حضور سے اُس کے سوال کی ضرورت نہ تھی، صرف تعریف کر دیجیے ممکن نہ تھا کہ حضور مرحمت نہ فرمادیں بلکہ باصرار نہ دے دیں۔

علاوہ اجازت وخلافت اپنے والد ماجد قدس سرہٗ کے حکماً مولانا شاہ عبدالمجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اجازت حاصل تھی۔ **حضرات مدرسہ قادریہ سے حضور کو ایک خاص خصوصیت تھی۔** مریدین آپ کے بکثرت ہیں، لیکن سوائے صاحبزادوں کے فقیر کے علم میں کوئی خلیفہ ان کا نہیں ہے۔

آپ کی دو شادیاں ہوئیں، دونوں زوجہ صاحبزادیاں آپ کے عم محترم حضرت سید شاہ اولاد رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تھیں۔ زوجہ اولیٰ سے ایک صاحبزادے اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئے۔

آپ کا ۱۷ ربیع الاول شریف ﴿سنہ ۱۳۱۳ھ [۱۸۹۵ء]﴾ میں انتقال ہوا اور دالان جنوبی درگاہِ معلیٰ میں دفن ہوئے۔

☆

خلف اکبر حضرت سید شاہ ابوالحسن خرقانی عرف میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ولادت آپ کی ۱۲۵۹ھ [۴۴-۱۸۴۳ء] میں بمقام مارہرہ ہوئی۔ اولوالعزمی و سیرچشمی و خادم نوازی و خوش تقریری میں اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے خلف الصدق تھے۔ بیعت و اجازت اپنے جدامجد حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ اور خلافت اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے رکھتے تھے۔ حسن خلق، انتظام واہتمام مجالس آپ کے خاص حصے تھے۔ آپ کی بھی دو شادیاں ہوئیں۔ اول بخانہ سید محمد حیدر صاحب بن سید دلدار حیدر صاحب رحمۃ اللہ علیہما، ان کے بطن سے

حضرت صاحبزادہ سید علی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ایک صاحبزادی جوان ہوئے ،لیکن دونوں سے اولاد باقی نہیں۔دوسری شادی حضور میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دختر حضرت سید محمد صادق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی، ان زوجہ سے ایک صاحبزادے حضرت سید شاہ برکات حسن عرف پیر برکات دامت برکاتہم موجود ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کو اپنے اسلاف کرام کا نمونہ فرمائے اور علم وعمر ومدارج علیا بخشے آمین۔

حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بتاریخ ۹/ماہ رجب ۱۳۱۱ھ [۱۸۹۴ء] بمقام مارہرہ روبرو اپنے والد ماجد کے انتقال ہوا اور درگاہ شریف میں دفن ہوئے۔

صاحبزادی صاحبہ (ہمشیرہ حضور میر صاحب رحمۃ اللہ علیہا) ہمارے آقا حضور نور قدس سرہٗ کی زوجہ اولین تھیں، بتاریخ ۱۷/ماہ جمادی الثانی ﴿۱۲۸۶ھ [سنہ عیسوی]﴾ شب جمعہ بمقام مارہرہ انتقال ہوا۔

شادی ثانی سے آپ کے صرف ایک صاحبزادے حضرت سید شاہ مہدی حسن صاحب قبلہ (جو اِس وقت سجادہ نشین سجادۂ برکاتیہ ہیں) موجود ہیں أدام اللہ تعالیٰ ظلال نوالہ علی رؤوس الخدام۔ان شاءاللہ تعالیٰ بعد تحریر حالات حضور اقدس مرشدی قدس سرہٗ مختصراً کچھ آپ کے حالات بھی گذارش ہوں گے۔

دو صاحبزادیاں حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ یکے بعد دیگرے آپ کے بھانجے سید حافظ حسن کو منسوب ہوئیں اور لاولد فوت ہوئیں۔

تیسری صاحبزادی کی شادی سید محمد حیدر خلف سید دلدار حیدر صاحب سے ہوئی۔ان کے بطن مبارک سے دو صاحبزادے سید حسین حیدر اور سید شاہ ظہور حیدر صاحب اور ایک صاحبزادی (جو ہمارے حضور آقائے نعمت قدس سرہٗ کی زوجہ ثانیہ ہیں) پیدا ہوئے۔بو بو صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا بتاریخ ۸/ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ [۱۸۹۳ء] بمقام مکہ معظّمہ فوت ہوئیں۔

مریدین وخلفا: مریدین وخلفا حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کے بکثرت ہیں۔مشہور خلفا حضور کے یہ ہیں:

[۱] حضرت صاحبزادہ سید شاہ ظہور حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

[۲] حضرت صاحبزادہ سید شاہ ظہور حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

[۳] حضرت مرشدی سید شاہ ابوالحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ۔
[۴] حضرت صاحبزادہ سید شاہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ۔
[۵] حضرت سید شاہ مہدی حسن صاحب دامت برکاتہم۔
[٦] حضرت سید شاہ محمد صادق برادرزادۂ حضور رحمۃ اللہ علیہما۔
[۷] حضرت سید شاہ امیر حیدر ہمشیرہ زادہ حضور رحمۃ اللہ علیہما۔
[۸] حضرت سید حسین حیدر صاحب دامت برکاتہم۔

[۹] قاضی عبدالسلام صاحب عباسی بدایونی۔﴿ یہ مرید حضور اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تھے، اور آپ کے چچا قاضی محمد بہاء الحق صاحب مرید وخلیفہ حضور اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔ قاضی صاحب مرحوم ورع وتقویٰ، علم وعمل میں فرد تھے۔ ۱۲۸۹ھ [۷۳-۱۸۷۲ء] میں بمقام بدایوں انتقال فرمایا اور مسجد حبیبی میں دفن ہوئے۔﴾

[۱۰] شاہ احسان اللہ فرشوری بدایونی۔

[۱۱] شکر اللہ خاں فرشوری بدایونی۔﴿ شاہ احسان اللہ وشکر اللہ خان علیہما الرحمۃ صاحبزادگان حضرت شاہ ذکر اللہ رحمۃ اللہ علیہ صدیقی فرشوری بدایونی (مرید وخلیفہ حضور اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ) دونوں صاحب حضور [خاتم الاکابر] سے مرید اور آپ کے خلیفہ تھے۔ بعد انتقال شاہ احسان اللہ وشکر اللہ خان صاحبان حافظ حاجی محمد احمد پسر شاہ احسان اللہ اور حاجی فضل رزاق و حافظ مظہر حسین صاحبان پسران شکر اللہ خان صاحب کو بھی خلافت مرحمت فرمائی۔ اس وقت حاجی فضل رزاق صاحب زندہ ہیں۔﴾

[۱۲] حافظ حاجی محمد احمد فرشوری بدایونی۔
[۱۳] حاجی فضل رزاق فرشوری بدایونی۔
[۱۴] حافظ مظہر حسین فرشوری بدایونی۔

[۱۵] حافظ حکیم مجاہد الدین صدیقی بدایونی۔﴿ مرید وخلیفہ حضور اور گستاخانہ عرض کے مجاز تھے، ۱۳۳۴ھ [۱٦-۱۹۱۵ء] میں انتقال ہوا اور اپنے مکان موقوفہ موسومہ ''نبی خانہ'' میں دفن ہوئے۔﴾

[۱٦] مفتی محمد شرف علی صدیقی بدایونی۔﴿ با اخلاص مریدین وخلفا میں تھے، نہایت عابد ووظیفہ خواں۔ اکثر مزارات اہل اللہ کی زیارت سے بہرہ یاب اور اِس عاجز کے شفیق بزرگ تھے، ٦ر

ذی الحجہ ۱۳۳۰ھ [۱۹۱۲ء] کو بمقام بدایوں انتقال فرمایا اور اپنے باغ میں دفن ہوئے۔

[۱۷] شیخ منور علی رحمۃ اللہ علیہ۔

[۱۸] مفتی محمد حسن خاں بریلوی۔☆

علاوہ ان حضرات کے حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی دامت برکاتہم، سید شاہ تجمل حسین شاہجہا ں پوری دامت برکاتہم، مولوی عبدالرحمٰن زید مجدہم، مولوی قاضی شمس الاسلام عباسی بدایونی مجیدی کو بھی آپ نے اجازت وخلافت مرحمت فرمائی تھی۔ ٦ رشوال ۱۳۱۷ھ [۱۹۰۰ء] بمقام بدایوں انتقال ہوا۔

مولوی محمد ضیاء اللہ خاں عباسی بدایونی ثم البریلوی کو بھی تمام اعمال و اذکار خاندانی کی حضور سے اجازت تھی۔

شجرۂ اخلاف حضور خاتم الاکابر سیدنا شاہ آلِ رسول احمدی قدس سرہٗ حسب ذیل ہے۔☆☆

وصالِ حضور خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ بتاریخ ۱۸ر ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ [۱۸۷۹ء] بمقام مارہرہ ہوا۔ جانبِ شمال مزار انور حضور اسد العارفین سیدنا شاہ حمزہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دفن ہوئے۔

منقبت

واجب شرع و ولا عظمت آلِ رسول — آل نبی مقتدیٰ حضرتِ آلِ رسول

اچھے تمہارے سلف ستھرے کے تم ہو خلف — عینی و عشقی نما صورتِ آلِ رسول

صاحب خلق عظیم ابن کریم و کریم — جود و سخا و عطا عادتِ آلِ رسول

در سفر اندر وطن بے ہمہ در انجمن — شرح فنا و بقا صحبت آلِ رسول

دید ہے اکسیر اثر دار شفا اُس کا گھر — دافع رنج و عنا خدمتِ آلِ رسول

نور دو چشمِ نبی نور حسین و علی — والی ولی خدا رتبتِ آلِ رسول

قید الم سے چھٹا پایا وصال و بقا — دارِ فنا سے گیا حسرتِ آلِ رسول

☆ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی اور ان کے والد ماجد حضرت مولانا نقی علی خاں قادری بریلوی بھی حضور خاتم الاکابر کے مرید وخلیفہ ہیں۔ (اسید)

☆☆ دیکھیے صفحہ 360۔

☆

سید السالکین حضرت سید شاہ ظہور حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خلف اکبر حضور خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ۔ آپ کا لقب بڑے میاں تھا۔ ۱۲۲۹ھ [۱۸۱۴ء] میں بمقام مارہرہ پیدا ہوئے۔ اسم شریف تاریخی ہے۔ کنار عاطفت اپنے جدا کرم اور والد ماجد قدس سرہٗ میں پرورش پائی۔ اپنے والد ماجد سے بیعت ہوکر سلوک باقاعدہ ختم فرمایا۔ **بعد تکمیل حسب الحکم حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ مولانا شاہ عبدالمجید صاحب عثمانی بدایونی آل احمدی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت حاصل کی۔**

پہلا عقد آپ کا دختر سید دلدار حیدر رحمۃ اللہ علیہ سے ہوا جو آپ کے حقیقی ماموں تھے۔ ان بی بی صاحبہ سے حضور اقدس حضرت مرشدی سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ اور ایک صاحبزادی جن کا عقد سید نور المصطفیٰ خلف حضرت سید شاہ غلام محی الدین قدس سرہما سے ہوا۔ ۱۰ر جمادی الاولیٰ ۱۲۵۷ھ [۱۸۴۱ء] کو بی بی صاحبہ مرحومہ کا انتقال بمقام مارہرہ ہوگیا اور آپ سیاحانہ ملک کاٹھیاوار کو تشریف لے گئے اور اُس کرامت حضور اقدس اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اظہار ہوا جو سابقہ گزارش ہوئی، یعنی دوران سیاحت میں آپ بڑودہ پہنچے اور میر سرفراز علی خاں صاحب مودودی سہسوانی رحمۃ اللہ علیہ نے خیر مقدم کے ساتھ اپنی صاحبزادی آپ کے عقد میں دیں اور آپ نے بڑودہ قیام فرمایا۔ ان بی بی صاحبہ سے دو صاحبزادیاں پیدا ہوئیں، جن کا عقد بھی بڑودہ اور احمد آباد کے نہایت معزز خاندان سادات میں ہوا۔ ایک صاحبزادی لاولد رہیں اور دوسری کی اولاد امجاد بڑودہ میں سریر آرائے ریاست ہے۔

آپ نے ۳۷ برس کی عمر میں ۲۴ر جمادی الاولیٰ ۱۲۶۶ھ [۱۸۵۰ء] کو بمقام دھاری ضلع احمد آباد انتقال فرمایا۔ مزار شریف دھاری میں ہے۔

ان بی بی صاحبہ کا ۲۳ر شوال ۱۲۸۸ھ [۱۸۷۲ء] بمقام بڑودہ انتقال ہوا۔ رحمۃ اللہ علیہا

شجرۂ اولاد از زوجہ ثانیہ حضور حسب ذیل ہے۔☆

الحمد للہ کہ بہ نہایت اختصار ذکر نسب اکرم گزارش ہوا۔ ہر بزرگ کے ذکر پر دل چاہتا تھا کچھ اور تفصیل ہو، لیکن اصل مقصود میں دیر ہوتی تھی۔ علاوہ بریں بحمد اللہ تعالیٰ اِس خاندان عالی شان

☆ ملاحظہ فرمائیے صفحہ 360۔

کے اکابر ایسے مشاہیر زمانہ ہیں کہ سیر و تاریخ متقدمین ان حضرات کے حالات سے مالا مال ہیں۔ بیشتر منتسبانِ خاندان بڑی بڑی کتابیں صرف ان اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کے مناقب و حالات میں تحریر کر چکے ہیں۔ فقیر حقیر نے تبرکاً اسمائے مبارک حضرات قدست اسرارہم کے ساتھ بعض واقعات کا تذکرہ کیا ہے ورنہ ؎

داماں نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار　　　گلچین بہارِ تو ز داماں گلہ دارد

میرے بعض احباب اِس اختصار کے شاکی ہیں، لیکن معذوری ہے۔ حالت سفر اور سخت افکار و مصائب دامن گیر ہیں۔ کوئی سامان جمع و ترتیب کتاب پاس نہیں۔ یہ صرف حضور اقدس کا کرم ہے جو اِس خادم ناکارہ کی ہمت افزائی کر رہا ہے، ممکن ہے مضامین معروضہ میں کوئی سہو و غلطی، ضروری امر کی فروگذاشت ہوگئی ہو یا بلا قصد کوئی لفظ خلاف شان کسی ممدوح کے قلم سے نکل گیا ہو معاف فرمائیں اور اصلاح مناسب کا مشورہ دیں۔

فقیر حقیر بھی اپنے اکثر برادرانِ طریقت کا شاکی ہے کہ بار بار تحریک پر کچھ مدد نہیں فرمائی اور رسالے کی حسب دل خواہ تکمیل نہ ہوئی حسبنا اللہ و نعم الوکیل فقیر کو اِس ناچیز تحریر سے کوئی فائدہ دنیوی تحسین و آفرین مطلوب نہیں۔ اپنا فرض عقیدت ادا کیا ہے خدا کرے یہ تحریر حضور اقدس و انور صاحب سجادۂ برکاتیہ دامت برکاتہم کی پسند خاطر ہو۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اگر حیات مستعار باقی ہے حضور سیدنا میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہٗ السامی سے تا حضور خاتم الاکابر سیدنا شاہ آلِ رسول احمدی قدس سرہٗ حالات ہر بزرگ کے مع اُن کے خلفا و رفقا کے مفصلاً ترتیب دوں گا۔

اس کے بعد شجرۂ طیبہ کے تمام حضرات کرام کے حالات معروض ہوں گے۔ دعا فرمایئے اللہ تعالیٰ اِس خادم کو افکار سے نجات دے اور توفیق و ہمت عطا فرمائے۔

ہندوستان میں غالبًا ایسا کوئی خاندان نہ ہوگا جس میں یکے بعد دیگرے اُسی سلسلۂ نسب میں مسلسل بارہ اقطاب ہوں، یہ خصوصیت و شرف خاص سجادۂ مارہرہ مطہرہ کو حاصل ہے کہ ایک سلسلے میں بارہ اقطاب گزرے اور ان شاء اللہ تعالیٰ تا قیامِ قیامت ہوتے رہیں گے۔ واقف حالات جانتا ہے کہ اِس میں مبالغہ اور عقیدت کا دخل نہیں یہ واقعہ ہے۔ عن قریب اِس کے متعلق ثبوت پیش کروں گا اور اس شجرۂ علیہ کا علو و ارتفاع دکھاؤں گا کہ ایک عالم پر سایہ گستر اور پر از گل و ثمر ہے۔ گو اِن اکابر میں ہر ایک کی شانیں مختلف اور رنگ جداگانہ ہے۔ فقیر نے پہلے اُس ذات والا صفات کا

حال گزارش کیا ہے جو مجموعہ کمالات اسلاف ہے اور جس میں ہر بزرگ کی شان جلوہ نما ہے اور پھر سب سے منفرد ہے۔ قدسنا اللّٰہ تعالیٰ بسرہ النورانی

☆☆☆

سلاسل واسناد

سلاسل واسناد میں حضور مرشدی قدس سرہٗ کا رسالہ شریفہ النور والبہاء فی اسانید الحدیث و سلاسل الاولیاء مطبوعہ ۱۳۰۷ھ [۹۰-۱۸۸۹ء] موجود ہے، لیکن مولد ومدفن وتاریخ وفات اکابر درج نہیں۔ امید ہے کہ اس کمی کو پورا کیا جائے گا۔ یہ بھی اِس خانوادے کی خصوصیت ہے کہ اس میں ہر چیز کی سند اور طریقت کے ساتھ تعلیم شریعت کی پوری پابندی ہے۔

اولاً وہ سلاسل گزارش ہوں گے جو حضرت سیدنا میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہٗ السامی کے ذریعے سے پہنچے، وہ قدیمہ کے لقب سے موسوم ہیں۔ پھر وہ جو حضرت سیدنا صاحب البرکات قدس سرہٗ کے واسطے سے پہنچے، یہ جدیدہ کہے جاتے ہیں۔ بعدہٗ وہ سلاسل جو حضور سیدنا شاہ حمزہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لائے۔ پھر وہ جو حضور خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ سے پہنچے۔ آخر میں وہ سلاسل جو حضور مرشدی قدس سرہٗ النورانی کے وسیلے سے زیادہ ہوئے۔

خاتمے میں وہ چند سندیں جو اِس فقیر کو بوسیلہ حضور اکابر سے ملیں۔

☆☆☆

شجرۂ قادریہ قدیمہ

نام	مولد	مدفن	تاریخ وفات
حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری عرف میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ	مارہرہ	مارہرہ	۱۱/رجب ۱۳۲۴ھ [۱۹۰۶ء]
حضرت سید شاہ آل رسول احمدی عرف حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ	مارہرہ	مارہرہ	۱۸/ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ [۱۸۷۹ء]
حضرت سید شاہ آل احمد عرف اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ	مارہرہ	مارہرہ	۱۷/ربیع الاول ۱۲۳۵ھ [۱۸۲۰ء]
حضرت سید شاہ حمزہ عرف بڑے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ	مارہرہ	مارہرہ	۱۴/محرم ۱۱۹۸ھ [۱۷۸۳ء]
حضرت سید شاہ آل محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ	بلگرام	مارہرہ	۱۶/رمضان ۱۱۶۴ھ [۱۷۵۱ء]
صاحب البرکات حضرت سید شاہ برکت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ	بلگرام	مارہرہ	۱۰/محرم ۱۱۴۲ھ [۱۷۲۹ء]
حضرت سید شاہ اویس صاحب رحمۃ اللہ علیہ	بلگرام	بلگرام	۲۰/رجب ۱۰۹۷ھ [۱۶۸۶ء]
حضرت سید شاہ عبدالجلیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ	سانڈی	مارہرہ	۸/صفر ۱۰۵۷ھ [۱۶۴۷ء]
حضرت سید میر عبدالواحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ	باڑی	بلگرام	۳/رمضان ۱۰۱۷ھ [۱۶۰۸ء]
حضرت سید شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ	اودھ	سکندرآباد	۱۹/شعبان ۹۷۶ھ [۱۵۶۹ء]
حضرت مخدوم سید شاہ صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ	سائیں پور	سائیں پور	۱۷/محرم ۹۴۵ھ [۱۵۳۸ء]

حضرت شیخ سعد الدین عرف شیخ سعد بدھن رحمۃ اللہ علیہ		خیرآباد	۱۵/ربیع الاول ۹۲۲ھ [۱۵۱۶ء]
حضرت شیخ محمد عرف شاہ مینا رحمۃ اللہ علیہ	لکھنؤ	لکھنؤ	۲۳/صفر ۸۲۰ھ [۱۴۱۷ء]
حضرت شیخ سارنگ رحمۃ اللہ علیہ		مجھگواں	۱۶/شوال ۸۴۷ھ [۱۴۴۴ء]
حضرت سید صدر الدین راجو عرف قتال رحمۃ اللہ علیہ		اوچہ	۱۶/جمادی الثانی ۷۲۷ھ [۱۳۲۷ء]
حضرت سید جلال الدین عرف مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ		اوچہ	۱۰/ذی الحجہ ۷۸۵ھ [۱۳۸۴ء]
شیخ نور الدین علی بن عبد اللہ الطّواشی رحمۃ اللہ علیہ			
حضرت شیخ مجذوب صالح بریدی رحمۃ اللہ علیہ			
حضرت کمال الدین کوفی رحمۃ اللہ علیہ			
شیخ سعد الدین ابن الفتوح البغدادی رحمۃ اللہ علیہ			
حضرت غوث الثقلین سید شیخ عبد القادر محی الدین ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ	گیلان	بغداد	۹/ربیع الثانی ۵۶۱ھ [۱۱۶۶ء]
حضرت شیخ احمد اسود دینوری رحمۃ اللہ علیہ			
حضرت شیخ ممشاد علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ		مکہ	۴/محرم ۴۹۹ھ [۱۱۰۵ء]
حضرت شیخ ابو العباس نہاوندی رحمۃ اللہ علیہ			
حضرت شیخ ابو عبد اللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ			۳۳۱ھ [۹۴۲-۴۳ء]
حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ		بغداد	۲۷/رجب ۲۹۷ھ [۹۱۰ء]

حضرت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ		بغداد	۳؍رمضان ۲۵۰ھ [۸۶۴ء]
حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ		بغداد	۲؍محرم ۲۰۰ھ [۸۱۵ء]
حضرت خواجہ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ			۲۸؍ربیع الاول
حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ			۳؍ربیع الثانی
حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ			یکم رجب ۱۱۰ھ [۷۲۸ء]
حضرت مولی المسلمین امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ	مکہ	نجف	۲۱؍رمضان ۴۰ھ [۶۶۱ء]
حضور خاتم المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ ﷺ	مکہ معظّمہ	مدینہ منورہ	۱۲؍ربیع الاول ۱۱ھ [۶۳۲ء]

شجرۂ چشتیہ قدیمہ

حضرت مخدوم جہانیاں تک بدستور

نام	مولد	مدفن	تاریخ وفات
حضرت سید جلال الدین بخاری عرف مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ		اوچہ	۱۰ر ذی الحجہ ۷۸۵ھ [۱۳۸۴ء] یا ۷۸۸ھ [۱۳۸۷ء]
حضرت سید نصیر الدین عرف چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ	اودھ	قلعہ علائی دہلی	۱۸ر رمضان ۷۵۷ھ [۱۳۵۶ء]
حضرت خواجہ سید شیخ نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ	بدایوں	غیاث پور دہلی	۱۷ر ربیع الثانی ۷۴۵ھ [۱۳۴۴ء]
حضرت مخدوم شیخ فرید الدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ		پاک پٹن	۵ر محرم ۶۶۴ھ [۱۲۶۵ء]
حضرت خواجہ سید شیخ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ	اوش	دہلی کہنہ	۱۴ر ربیع الاول ۶۲۳ھ [۱۲۲۶ء]
حضرت خواجہ خواجگان ولی الہند سید شیخ معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ	سنجر	اجمیر	۶ر رجب ۶۳۲ھ [۱۲۳۵ء]
حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ	ہارون	مکہ	۵ر شوال ۶۲۳ھ [۱۲۲۶ء]
حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ		زندانہ	۱۰ر رجب ۶۰۳ھ [۱۲۰۷ء]
حضرت خواجہ سید مودود رحمۃ اللہ علیہ		چشت	یکم رجب ۵۲۷ھ [۱۱۳۳ء]
حضرت خواجہ سید محمد رحمۃ اللہ علیہ		چشت	۳ر رجب ۴۵۵ھ [۱۰۶۳ء]

حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ		چشت	یکم رجب ۴۲۱ھ [۱۰۳۰ء]
حضرت خواجہ احمد ابدال رحمۃ اللہ علیہ		چشت	یکم جمادی الثانی ۳۵۵ھ [۹۶۶ء]
حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ		مکہ	۱۴ر ربیع الثانی ۳۴۰ھ [۹۵۱ء]
حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ		مکہ	۴ر محرم ۲۹۹ھ [۹۱۱ء]
حضرت خواجہ ہبیرہ بصری رحمۃ اللہ علیہ		بصرہ	۷ر شوال ۲۸۷ھ [۹۰۰ء]
حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ		بصرہ	۴ر شوال ۲۷۲ھ [۸۸۶ء]
حضرت خواجہ ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ		ملک شام	۲۶ر جمادی الاولیٰ ۱۶۲ھ [۷۷۹ء]
حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ		مکہ	۳ر ربیع الاول ۱۸۷ھ [۸۰۳ء]
حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ		بصرہ	۲۷ر صفر ۱۷۷ھ [۷۹۳ء]
حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ		بصرہ	یکم رجب ۱۱۰ھ [۷۲۸ء]
حضرت مولی المسلمین امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ	مکہ	نجف	۲۱ر رمضان ۴۰ھ [۶۶۱ء]

☆☆☆

شجرۂ سہروردیہ قدیمہ

حضرت مخدوم جہانیاں تک بدستور

نام	مولد	مدفن	تاریخ وفات
حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح بن شیخ صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ		ملتان	۱۶ رجب ۷۳۵ھ [۱۳۳۵ء]
حضرت شیخ صدر الدین عارف بن شیخ بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ		ملتان	۲۳ ذی الحجہ ۶۸۴ھ [۱۲۸۶ء]
حضرت شیخ بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ		ملتان	۳۰ ذی الحجہ ۶۶۶ھ [۱۲۶۸ء]
حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ		بغداد	یکم محرم ۶۳۰ھ [۱۲۳۲ء]
حضرت شیخ ضیاء الدین ابی نجیب رحمۃ اللہ علیہ		بغداد	۱۲ جمادی الآخر ۵۶۱ھ [۱۱۶۶ء]
حضرت شیخ وجیہ الدین رحمۃ اللہ علیہ			۳ رمضان ۵۶۶ھ [۱۱۷۱ء]
حضرت شیخ خواجہ محمد معروف بہ عمویہ رحمۃ اللہ علیہ			۱۵ رجب ۳۷۳ھ [۹۸۳ء]
حضرت شیخ ابی العباس احمد اسود دینوری رحمۃ اللہ علیہ		سمرقند	۱۰ ذی الحجہ ۳۶۶ھ [۹۷۷ء]
حضرت شیخ ممشاد علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ		مکہ	۴ محرم ۲۹۹ھ [۹۱۱ء]
حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ		بغداد	۲۷ رجب ۲۹۷ھ [۹۱۰ء]

حضرت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ		بغداد	۳؍رمضان ۲۵۰ھ [۸۶۴ء]
حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ		بغداد	۲؍محرم ۲۰۰ھ [۸۱۵ء]
حضرت خواجہ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ		بغداد	۲۸؍ربیع الاول ۱۶۰ھ [۷۷۶ء]
حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ		بصرہ	۳؍ربیع الثانی ۱۵۶ھ [۷۷۳ء]
حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ			یکم رجب ۱۱۰ھ [۷۲۸ء]
حضور مولی المسلمین امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ	مکہ	نجف	۲۱؍رمضان ۴۰ھ [۶۶۱ء]

☆☆☆

﴿یہ وہ سلاسل ہیں جو بذریعے سید شاہ عبدالجلیل و سید مصطفیٰ و سید مربی حضور میر عبدالواحد قدست اسرارہم سے حضور سید شاہ برکت اللہ قدس سرہٗ کو پہنچے۔ بعدہٗ سلاسل جدیدہ بواسطہ حضرت سید شاہ لطف اللہ بلگرامی قدس سرہٗ و حضور سید مربی رحمۃ اللہ علیہ و خلفائے میر سید احمد کالپوی قدس سرہ و حضور سید شاہ فضل اللہ کالپوی قدس سرہٗ حضور صاحب البرکات قدس سرہٗ کو پہنچے۔ آخر الذکر مذکور ہیں۔﴾

شجرۂ قادریہ جدیدہ کالپویہ

نام	مولد	مدفن	تاریخ وفات
حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری عرف میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ	مارہرہ	مارہرہ	۱۱/رجب ۱۳۲۴ھ [۱۹۰۶ء]
حضرت سید شاہ آل رسول احمدی رحمۃ اللہ علیہ	مارہرہ	مارہرہ	۱۸/ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ [۱۸۷۹ء]
حضرت سید شاہ آل احمد اچھے میاں رحمۃ اللہ علیہ	مارہرہ	مارہرہ	۱۷/ربیع الاول ۱۲۳۵ھ [۱۸۲۰ء]
حضرت سید شاہ حمزہ رحمۃ اللہ علیہ	مارہرہ	مارہرہ	۱۴/محرم ۱۱۹۸ھ [۱۷۸۳ء]
حضرت سید شاہ آل محمد رحمۃ اللہ علیہ	بلگرام	مارہرہ	۱۶/رمضان ۱۱۶۴ھ [۱۷۵۱ء]
حضرت سید شاہ برکت اللہ رحمۃ اللہ علیہ	بلگرام	مارہرہ	۱۰/محرم ۱۱۴۲ھ [۱۷۲۹ء]
حضرت سید شاہ فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ	کالپی	کالپی	۱۴/ذیقعدہ ۱۱۱۱ھ [۱۷۰۰ء]
حضرت سید احمد رحمۃ اللہ علیہ	کالپی	کالپی	۱۹/صفر ۱۰۸۴ھ [۱۶۷۳ء]
حضرت سید محمد رحمۃ اللہ علیہ	جالندھر	کالپی	۲۶/شعبان ۱۰۷۱ھ [۱۶۶۱ء]
حضرت شیخ جمال اولیا رحمۃ اللہ علیہ		کوڑا	سلخ رمضان ۱۰۴۷ھ [۱۶۳۸ء]
حضرت قاضی ضیاء الدین عرف قاضی جیا رحمۃ اللہ علیہ		نیوتنی	۲۲/رجب ۹۸۹ھ [۱۵۸۱ء]
حضرت نظام الدین قاری عرف شاہ بھکاری رحمۃ اللہ علیہ		کاکوری	۹/ذیقعدہ ۹۸۱ھ [۱۵۷۴ء]
حضرت سید ابراہیم ایرچی رحمۃ اللہ علیہ		دہلی	۵/ربیع الثانی ۹۵۳ھ [۱۵۴۶ء]
حضرت شیخ بہاء الدین شطاری رحمۃ اللہ علیہ		دولت آباد	۱۱/ذی الحجہ ۹۲۱ھ [۱۵۱۶ء]

حضرت سید احمد جیلانی	بغداد	بغداد حلب	۱۹/محرم ۸۵۳ھ [۱۴۴۹ء]
حضرت سید حسن قادری رحمۃ اللہ علیہ	بغداد	بغداد	۲۶/صفر ۷۸۱ھ [۱۳۷۹ء]
حضرت سید موسیٰ قادری رحمۃ اللہ علیہ	بغداد	بغداد	۱۳/رجب ۷۶۳ھ [۱۳۶۲ء]
حضرت سید علی قادری رحمۃ اللہ علیہ	بغداد	بغداد	۲۳/شوال ۷۳۹ھ [۱۳۳۹ء]
حضرت سید محی الدین ابونصر رحمۃ اللہ علیہ	بغداد	بغداد	۲۲/ربیع الاول ۶۵۶ھ [۱۲۵۸ء]
حضرت سید احمد ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ	بغداد	بغداد	۲۷/رجب ۶۳۲ھ [۱۲۳۵ء]
حضرت سید تاج الدین عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ	بغداد	بغداد	۶/شوال ۶۲۳ھ [۱۲۲۶ء]
حضور غوث الثقلین سیدنا الشیخ ابومحمد محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ	جیلان	بغداد	۹/ربیع الثانی ۵۶۱ھ [۱۱۶۶ء]
حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر مخزومی رحمۃ اللہ علیہ			۷/شعبان ۵۱۳ھ/ یکم محرم [۱۱۱۹ء]
حضرت سید ابوالحسن علی بن سید یوسف قرشی ہنکاری رحمۃ اللہ علیہ			یکم/ ۱۷/محرم ۴۸۶ھ [۱۰۹۳ء]
حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ			۳/شعبان ۴۴۵ھ [۱۰۵۴ء]
حضرت شیخ عبدالواحد بن شیخ عبدالعزیز تمیمی رحمۃ اللہ علیہ		بغداد	۲۶/جمادی الاولیٰ ۴۲۵ھ [۱۰۳۴ء]
حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ		بغداد	۲۷/ذی الحجہ ۳۳۴ھ [۹۴۶ء]

حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ		بغداد	۲۷/رجب ۲۹۷ھ [۹۰۹ء]
حضرت شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ		بغداد	۳/رمضان ۲۵۰ھ [۸۶۴ء]
حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ		بغداد	۲/محرم ۲۰۰ھ [۸۱۵ء]
سیدنا امام علی موسی رضا (علیٰ جدہٖ وعلیہ السلام)	مدینہ	مشہد	۹/رمضان ۲۰۸ھ [۸۲۴ء]
سیدنا امام موسیٰ کاظم (علیٰ جدہٖ وعلیہ السلام)	مدینہ	بغداد	۵/رجب ۱۸۶ھ [۸۰۲ء]
سیدنا امام جعفر صادق (علیٰ جدہٖ وعلیہ السلام)	مدینہ	مدینہ	۱۵/رجب ۱۴۸ھ [۷۶۵ء]
سیدنا امام محمد باقر (علیٰ جدہٖ وعلیہ السلام)	مدینہ	مدینہ	۷/ذی الحجہ ۱۱۴ھ [۷۳۳ء]
سید الساجدین زین العابدین امام علی (علیٰ جدہٖ وعلیہ السلام)	مدینہ	مدینہ	۱۳/محرم ۹۴ھ [۷۱۲ء]
سید الشہداء سیدنا امام حسین (علیٰ جدہٖ وعلیہ السلام)	مدینہ	کربلا	۱۰/محرم ۶۰ھ [۶۷۹ء]
حضرت مولی المسلمین امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ	مکہ	نجف	۲۱/رمضان ۴۰ھ [۶۶۱ء]

☆☆☆

شجرۂ چشتیہ جدیدہ کالپویہ

حضرت شیخ جمال اولیا کوڑوی رحمۃ اللہ علیہ تک بدستور

نام	مولد	مدفن	تاریخ وفات
حضرت سید جلال رحمۃ اللہ علیہ			
حضرت شیخ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ			۷رصفر
حضرت شیخ سالار بڑھ رحمۃ اللہ علیہ			
حضرت شیخ بہاء الدین جونپوری رحمۃ اللہ علیہ		جونپور	۲۶ررمضان
حضرت شیخ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ			۱۴رربیع الاول
حضرت شیخ فتح اللہ بدایونی رحمۃ اللہ علیہ		بدایوں	۲۸رجمادی الثانی
حضرت شیخ صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ			
حضرت شیخ نصیرالدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	اودھ	قلعہ علائی دہلی	۱۸ررمضان ۷۵۷ھ [۱۳۵۶ء]

باقی بدستور

☆☆☆

شجرۂ سہروردیہ جدیدہ

حضور شیخ جمال اولیا کوڑوی رحمۃ اللہ علیہ تک بدستور

نام	مولد	مدفن	تاریخ وفات
حضرت شیخ قیام الدین رحمۃ اللہ علیہ			
حضرت شیخ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ			
حضرت شیخ ادہن رحمۃ اللہ علیہ			۲/ذی الحجہ ۹۷۹ھ [۱۵۷۲ء]
حضرت شیخ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ			۱۱/ذی الحجہ
حضرت شیخ علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ			۲۵/رجب
حضرت شیخ صدرالدین راجو قتال رحمۃ اللہ علیہ		اوچہ	۱۶/جمادی الثانی ۸۴۷ھ [۱۴۴۳ء]
حضرت سید مخدوم جہانیاں جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ		اوچہ	۱۰/محرم ۸۴۷ھ [۱۳۲۸ء]

باقی بدستور مطابق سہروردیہ قدیمہ

☆☆☆

شجرۂ نقشبندیہ جدیدہ کالپویہ ابوالعلائیہ علویہ
سید میر محمد کالپوی رحمۃ اللہ علیہ تک حسب مذکور

نام	مولد	مدفن	تاریخ وفات
حضرت میر ابوالعلا اکبرآبادی رحمۃ اللہ علیہ		اکبرآباد	۹ر صفر
حضرت سید عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ			
حضرت خواجہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ			
حضرت خواجہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ			
حضرت خواجہ عبیداللہ انصار رحمۃ اللہ علیہ			۲۹ر ربیع الاول
حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ			۵ر صفر ۸۸۱ھ [۹۰۰ء]
حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ		قصر عارفان	۴ر ربیع الاول ۷۹۱ھ [۱۳۸۹ء]
حضرت خواجہ امیر سید کلال رحمۃ اللہ علیہ			۱۵ر جمادی الاولیٰ ۷۷۰ھ [۱۳۶۸ء]
حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ			۱۰ر جمادی الثانی ۷۵۵ھ [۱۳۵۴ء]
حضرت خواجہ علی رامتینی رحمۃ اللہ علیہ		خوارزم	۲۷ر رمضان ۷۳۱ھ [۱۳۳۱ء]
حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ		فغنی	۱۷ر ربیع الاول ۷۱۷ھ [۱۳۱۷ء]
حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ		ریوگر	یکم شوال ۷۱۵ھ [۱۳۱۵ء]
حضرت خواجہ عبدالخالق فجدوانی رحمۃ اللہ علیہ		فجدوان	۱۲ر ربیع الاول ۶۷۵ھ [۱۲۷۶ء]

حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ		مرو	۲۷؍رجب ۵۳۴ھ [۱۱۴۰ء]
حضرت شیخ ابوعلی فارمدی طوسی رحمۃ اللہ علیہ		طوس	۴؍ربیع الاول ۴۷۷ھ [۱۰۸۴ء]
حضرت شیخ علی ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ			۲۷؍صفر ۴۵۰ھ [۱۰۵۸ء]
حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ		خرقان	۱۵؍رمضان ۴۲۵ھ [۱۰۳۴ء]
حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ		بسطام	۱۴؍شعبان ۲۶۱ھ [۸۷۵ء]
حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیٰ جدہٖ وعلیہ السلام			سابقاً مذکور
حضرت سیدنا امام محمد باقر علیٰ جدہٖ وعلیہ السلام			سابقاً مذکور
حضرت سیدنا امام زین العابدین علیٰ جدہٖ وعلیہ السلام			سابقاً مذکور
حضرت سیدنا سید الشہدا امام حسین علیٰ جدہٖ وعلیہ السلام		کربلا	سابقاً مذکور
حضرت مولی المسلمین سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ	مکہ	نجف	سابقاً مذکور

شجرۂ نقشبندیہ جدیدہ کالپویہ ابوالعلائیہ صدیقیہ

حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیٰ جدہٖ وعلیہ السلام تک حسب مذکور

نام	مولد	مدفن	تاریخ وفات
حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہم			
حضرت خادم النبی سلمان الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ			
حضرت امیر المومنین سیدنا ابوبکر عبداللہ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	مکہ	مدینہ	۲۳؍جمادی الثانی ۱۳ھ [۶۳۴ء]

شجرۂ مداریہ جدیدہ کالپویہ

حضرت شیخ جمال اولیا کوڑوی رحمۃ اللہ علیہ تک حسب مذکور

نام	مولد	مدفن	تاریخ وفات
حضرت شیخ قیام الدین رحمۃ اللہ علیہ			
حضرت شیخ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ			
حضرت سید جلال عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ			
حضرت سید مبارک رحمۃ اللہ علیہ			
حضرت سید اجمل رحمۃ اللہ علیہ			
حضرت شاہ بدیع الدین قطب مدار رحمۃ اللہ علیہ		مکن پور	۱۷ر جمادی الاولیٰ ۷۱۶ھ [۱۳۱۶ء]
حضرت شیخ عبداللہ شامی رحمۃ اللہ علیہ			
حضرت شیخ عبدالاول رحمۃ اللہ علیہ			
حضرت شیخ امین الدین رحمۃ اللہ علیہ			
حضرت امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ	مکہ	نجف	۲۱ر رمضان ۴۰ھ

☆☆☆

علاوہ ان سلاسل مبارکہ کے بہت دعائیں مثل حرز یمانی، بشمخ، حزب البحر وغیرہ تمام اعمال واوراد واشغال خاندانی ورسالہ عمل معمول حضور صاحب البرکات قدس سرہٗ سرکار کالپی سے لائے۔ بعدہٗ متفرق دعائیں اور اعمال مثل چہل اسما وغیرہ حضور سیدنا شاہ آل محمد صاحب قدس سرہٗ کے عہد میں خاص اجازتوں سے آئیں اور صدہا طرق شغل واعمال ترتیب دیے گئے۔ صرف ایک سلسلہ رزاقیہ اور حزب البحر بطریقۂ شیخ محدث عبدالحق دہلوی اور سند حدیث مسلسل بالاولیۃ وصلاۃ الختام، بشمخ باجازت خاص حضرت شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہٗ حضور سیدنا اسد العارفین شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ کو پہنچے۔

☆☆☆

سلسلۂ قادریہ رزاقیہ حمزویہ

حضرت سیدنا شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ تک حسب مذکور

نام	مولد	مدفن	تاریخ وفات
حضرت سید اسمٰعیل مسولوی بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ			۱۴ر ذی الحجہ
حضرت سید شاہ عبدالرزاق بانسوی رحمۃ اللہ علیہ		بانسہ	۵ر شوال ۱۱۳۴ھ [۱۷۲۲ء]
حضرت سید شاہ عبدالصمد خدانما احمد آبادی رحمۃ اللہ علیہ		احمد آباد	۵ر جمادی الاول ۱۱۰۹ھ [۱۶۹۷ء]
حضرت شاہ ہدایت اللہ خدانما رحمۃ اللہ علیہ		کہماج	۶ر جمادی الاول ۱۰۶۵ھ [۱۶۵۵ء]
حضرت سید شاہ حسین خدانما رحمۃ اللہ علیہ		ملتان	۷ر محرم ۹۲۹ھ [۱۵۲۲ء]
حضرت سید شاہ امان اللہ امانی رحمۃ اللہ علیہ		دہلی	۲ر محرم ۹۱۹ھ [۱۵۱۳ء]
حضرت سید شاہ ابراہیم پھکری رحمۃ اللہ علیہ		پھکر	۲۳ر ذی الحجہ ۹۱۱ھ [۱۵۰۶ء]
حضرت سید شاہ ابراہیم ملتانی رحمۃ اللہ علیہ		ملتان	۱۲ر رجب ۹۰۰ھ [۱۴۹۵ء]
حضرت میران سید بخش فرید پھکری رحمۃ اللہ علیہ		پھکر	۱۶ر رمضان ۸۹۵ھ [۱۴۹۰ء]
حضرت سید شاہ جلال قادری رحمۃ اللہ علیہ		دیوبند	۷ر شعبان ۸۸۹ھ [۱۴۸۴ء]
حضرت میراں سید محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ		گجرات	۲۰ر رجب ۸۲۵ھ [۱۴۲۲ء]

حضرت سید شاہ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ			
حضرت سید احمد جیلی رحمۃ اللہ علیہ			
حضرت سید حسن رحمۃ اللہ علیہ			سابقاً مذکور
حضرت شیخ موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ			سابقاً مذکور
حضرت سید علی رحمۃ اللہ علیہ			سابقاً مذکور
حضرت سید محی الدین ابونصر رحمۃ اللہ علیہ			سابقاً مذکور
حضرت سید ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ			سابقاً مذکور
حضرت سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ			سابقاً مذکور
حضور غوث الثقلین سیدنا الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ			سابقاً مذکور
حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر مخزومی رحمۃ اللہ علیہ			سابقاً مذکور
حضرت شیخ ابوالحسن علی ہنکاری رحمۃ اللہ علیہ			سابقاً مذکور
حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ			سابقاً مذکور
حضرت شیخ عبدالواحد یمنی رحمۃ اللہ علیہ			سابقاً مذکور
حضرت شیخ عبدالعزیز تمیمی رحمۃ اللہ علیہ			سابقاً مذکور
حضرت شیخ عبداللہ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ			سابقاً مذکور
حضرت شیخ سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ			سابقاً مذکور
حضرت شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ			سابقاً مذکور
حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ			سابقاً مذکور
حضرت شیخ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ			سابقاً مذکور
حضرت شیخ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ			سابقاً مذکور
حضرت شیخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ			سابقاً مذکور
حضرت امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ			سابقاً مذکور

☆

بعدۂ تمام سلاسل مرقومہ خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ کو باجازت حضرت سیدنا شاہ آل برکات قدس سرہٗ خلف وخلیفہ حضرت سیدنا شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ ملے۔ پھر قادریہ رزاقیہ دوسرے واسطے سے حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ لائے۔

☆

شجرۂ قادریہ رزاقیہ آلِ رسولیہ

نام	مولد	مدفن	تاریخ وفات
حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ			سابقاً مذکور
حضرت سید شاہ آل رسول رحمۃ اللہ علیہ			سابقاً مذکور
حضرت مولانا محمد نور الحق صاحب عرف ملا نور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ			۱۲۳۸ھ [۱۸۲۲ء]
حضرت مولانا محمد انوار الحق صاحب عرف ملا انوار لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ			
حضرت شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ			۱۵/ جمادی الثانی ۱۱۳۷ھ [۱۷۲۵ء]
حضرت شاہ عبدالرزاق بانسوی رحمۃ اللہ علیہ		بانسہ	۵/ شوال ۱۱۳۴ھ [۱۷۲۲ء]

☆

علاوہ اس کے علویہ منامیہ، مصافحات مشابکہ، سند حدیث مسلسل بالاولیہ، حدیث مسلسل بالاضافہ، چہل اسما، حزب البحر، سند قرآن کریم، دلائل الخیرات، حصن حصین، صحاح ستہ اور کتب حدیث وفقہ وتفسیر کی اجازت وسند حضرت سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ اپنے اُستاذ مکرم مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی قدس سرہٗ سے لائے۔

بعدۂ شجرۂ قادریہ منوریہ سلسلۃ الذہب اور سند واجازت تسبیح اور خاص اجازت عمل حرز یمانی حضرت مرشدی ومولائی سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ نے حضرت حافظ شاہ علی حسین

مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے اور سند حدیث مسلسل بالاولیہ مولوی احمد حسن صاحب صوفی مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ اور بعض اوراد واشغال خاندانی کی اجازت اور علم تکسیر اپنے چھوٹے دادا حضرت سید شاہ غلام محی الدین قدس سرہٗ سے حاصل فرمایا۔

☆☆☆

شجرۂ قادریہ منوریہ سلسلۃ الذہب معمریہ

نام	مولد	مدفن	تاریخ وفات
حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ			سابقاً مذکور
حضرت حافظ شاہ علی حسین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ			
حضرت ملا محمد محمود شاہ مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ			
حضرت شاہ غلام حسین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ			۲۴/محرم
حضرت شاہ دریاخان رحمۃ اللہ علیہ			
حضرت شاہ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ			
حضرت شاہ منوراللہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ			۶/جمادی الثانی
حضرت شاہ دولہا رحمۃ اللہ علیہ			
حضور غوث الثقلین ابومحمد محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ			سابقاً مذکور
حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر مخزومی رحمۃ اللہ علیہ			سابقاً مذکور
حضرت سید ابوالحسن علی ہنکاری رحمۃ اللہ علیہ			سابقاً مذکور
حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ			سابقاً مذکور
حضرت شیخ عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ			سابقاً مذکور
حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ			سابقاً مذکور
حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ			سابقاً مذکور
حضرت سیدنا امام حسن عسکری علیٰ جدہٖ وعلیہ السلام			
حضرت سیدنا امام علی نقی علیٰ جدہٖ وعلیہ السلام			

حضرت سیدنا امام محمد تقی علیٰ جدہٖ وعلیہ السلام			
حضرت سیدنا امام علی رضا علیٰ جدہٖ وعلیہ السلام			
حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم علیٰ جدہٖ وعلیہ السلام			
حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیٰ جدہٖ وعلیہ السلام			
حضرت سیدنا امام محمد باقر علیٰ جدہٖ وعلیہ السلام			
حضرت سیدنا زین العابدین امام علی علیٰ جدہٖ وعلیہ السلام			
حضرت سیدالشہدا سیدنا امام حسین علیٰ جدہٖ وعلیہ السلام			
حضرت مولی المسلمین امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ			
حضور سید العالمین سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم			

☆☆☆

یہ وہ سلاسل ہیں جو وقتاً فوقتاً سرکار مارہرہ میں پہنچے۔ اگر صحاح وادعیہ قرآن کریم وغیرہ وغیرہ کے سلاسل بھی معروض ہوں کتاب طویل ہو جائے، علاوہ بریں بیشتر طبع ہو کر مشتہر ہو چکے ہیں۔ حضور سیدنا شاہ برکت اللہ صاحب البرکات قدس سرہٗ کے عہدِ مبارک سے خاندان قادری ہو گیا۔ بیشتر عام مریدین اسی سلسلۂ قادریہ جدیدہ کالپویہ میں مرید کیے جاتے، قدیم غلاموں اور صاحبزادگان خاندان یا خاص طالب کو اور سلاسل میں بھی بیعت فرماتے۔ تمام روش خاندان قادری تھی۔ اذکار واشغال ومراقبات تمام خانوادوں کے معمول تھے اور صدہا طریقے خود حضرات اکابر مارہرہ نے نہایت قلیل محنت سریع المنفعت استخراج فرمائے تھے۔ علاوہ اُن کے حکمائے بابل و فارس واہل ہند جوگیان، سناسیان، بیراگیان وغیرہ وغیرہ سب طالبوں کو ارشاد ہوتے، اِس آستانہ والا سے کبھی کوئی ناکام نہ جاتا، ہر سائل کو حسب مراد ہر چیز موجود تھی، جو خاص طریقے خود حضرات اکابر مارہرہ قدست اسرارہم نے نکالے ہیں وہ عجیب زود اثر اور سب سے جدا ہیں۔

دعاؤں کا تذکرہ ضمن بیان سلاسل میں مختصراً گزرا، اگر صرف اُن دعاؤں کے (جو خانوادۂ

مارہرہ مطہرہ میں موجود ہیں) صرف نام لکھنے کا قصد کروں بڑا وقت درکار ہے۔صرف اتنا گزارش کرنا ضروری ہے کہ بیشتر یہی دعائیں اور خانوادوں میں بھی ہیں، لیکن جس سطوت وشان و حکومت وتصرف سے تاجدارانِ مارہرہ قدست اسرارہم ان پر قابض وحاکم تھے وہ کہیں نہیں اور یہ خوبی سلسلہ واراجازت خاص اکابر کا نتیجہ تھا۔

من جملہ ان کے دعائے سیف الرحمٰن قریب قریب سب خانوادوں میں ہے، لیکن وہ بدیہی تصرفات وحکومت جو فقیر نے آنکھوں سے دیکھے ہیں کہیں سنے بھی نہیں جاتے۔ نکات و رموز و اشارات ہر دعا کے جو اس خاندان عالی شان کے خدام کو معلوم ہیں دوسروں کو نصیب نہیں۔ عرفائے رحمانی، حکمائے روحانی یہی حضرات ہیں، حالت مرض، کیفیت مریض، خاصیت دوا سب جانتے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ دل چاہتا نہیں کہ ان جواہر اسرار کا تذکرہ نہ ہو اور اصل مقصد دور ہوا جاتا ہے، لہٰذا اس تفصیل سے معذور ہوں۔ ادعیہ کے مجلدات ہیں فقیر کہاں تک عرض کرسکتا ہے۔ آپ حضرات کو ضرور موقع شکایت ہے کہ ان اکابر کے حالات میں نہایت اختصار کیا گیا۔ تواریخ ولادت ووفات و مدفن اکابر کی بھی تکمیل نہ ہوئی۔ باوجود اختصار کتاب کے دو حصے کر دیے گئے۔

بھائیو! فقیر حقیر کو ان سب خرابیوں کا اعتراف ہے لیکن معاف فرمایئے یہ زمانہ جیسا صدمات و افکار سے بھرا ہوا فقیر پر گزرا خدائے تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ ہزاروں موانعات پا بہ زنجیر تھے، لیکن صرف اِس خیال نے کہ یہ ایک ادائے فرض عقیدت اور دوسرے بھائیوں کا شوق بڑھانا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد میرے معزز بھائی اس کمی کو پورا کردیں گے اور کیا عجب ہے کہ خدائے تعالیٰ کے فضل پھر ان اکابر کے کرم سے اِس ناچیز کو ایسا موقع مل جائے کہ خود ان نقصانات کو رفع کر سکے۔ ان اللّٰہ علی کل شیٔ قدیر حصہ اول ختم ہوتا ہے۔

حصہ دوم میں حضور اقدس مرشدی و مولائی سیدی سندی حضرت سید شاہ ابوالحسین نوری قدسنا اللہ بسرہ النورانی کے حالات ولادت وتعلیم وتربیت، اجازت وخلافت، عبادت و ریاضت، سیرت وصورت، تصرف وکرامت، عطا وقناعت، تصنیف وتالیف، رعب وسطوت، صدق مقال، ستر حال، عفو وصبر، معاشرت واستقامت، مختصراً حضور اقدس کے اساتذۂ ظاہری و باطنی کے حالات، بعض خلفائے حضور کا تذکرہ، چند مریدین کے اسمائے سامی، آداب طریقہ

سے اتصاف ذات گرامی، بعض فوائدِ تصوف وسلوک، اعمال وعزائم سے رفع سلوک اکثر چشم دید واقعات برخود گزشتہ واردات مذکور ہیں۔

فقیر بے بضاعت نے یہ حصہ اول بطور کاسہ گدائی پیش کیا ہے، اِس کی فروخت پر حصہ دوم طبع ہوگا، جس کی سب کا پیاں لکھی ہوئی تیار ہیں۔ آپ حضرات ایک ایک جلد خرید فرما کر اس ضعیف کی ہمت افزائی فرمائیں۔ مکمل کتاب کی قیمت آٹھ آنا رکھی گئی ہے، جو حضرات صرف حصہ اول کی قیمت عطا فرمائیں گے اُن سے چھ آنے لیے جائیں گے اور حصہ دوم چھ آنے کا دیا جائے گا۔ پوری کتاب بارہ آنے کی ملے گی۔ فقیر حقیر کو تجارت دنیوی اس سے مقصود نہیں ان شاء اللہ تعالیٰ لاگت آ جانے پر کتاب بہت ارزاں بلکہ بلا قیمت پیش ہوگی۔ اگر روپیہ کافی بہم ہوگیا حضور اقدس وانور کی آخری تصنیف جو تمام تر جواہرات اسرار خاندانی سے مملو ہے اور جو بہت بھاری نعمت ہے طبع ہوکر بلا قیمت عام حضرات خانوادۂ برکاتیہ کی خدمات میں ارسال ہوگی، سو وہ مرتب ہے صرف آپ حضرات کی توجہ کی دیر ہے والسلام۔

فقیر حقیر غلام شبر قادری برکاتی نوری صدیقی بدایونی ☆

☆☆☆

﴿شجرہائے بیعت و اسناد و ادعیہ مذکور ہوئے۔ اگر تفصیل دیکھنا ہو 'کاشف الاستار' حضور اسد العارفین سیدنا شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ اور 'گلشن ابرار' مولانا ریاض الدین سہسوانی رحمۃ اللہ علیہ 'ونسب نامہ' میر غلام علی آزاد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ اور 'ہدایت الخلوق' حضرت مولانا محمد افضل بدایونی رحمۃ اللہ علیہ اور 'روضۃ الصفا' مولوی محمد اکرام اللہ محشؔر بدایونی رحمۃ اللہ علیہ اور 'آثار احمدی' حکیم محمد عنایت حسین مارہروی رحمۃ اللہ علیہ اور 'تنبیہ الخلوق' حکیم محمد مجاہد الدین صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ اور 'شجرۂ طیبہ' حضرت مولانا شاہ فضل رسول عثمانی مجیدی بدایونی قدس سرہٗ اور 'اخبار الابرار' قاضی مولوی محمد عبدالسلام عباسی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ اور 'عمدة الصحائف فی حال أهل الكشف والمعارف' مولوی محمد عبدالکریم ناروی رحمۃ اللہ علیہ اور رسالہ 'باب القبول فی حال عترة الرسول' مؤلفہ فقیر عاجز ملاحظہ کیجیے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ مفصل حالات حضرات تاجداران مارہرہ قدست اسرارہم اور ان کے خلفاء و مریدین و مستفیدین کے ملیں گے۔ اِس ناچیز

☆ مطبوعہ نسخہ یہاں اختتام پذیر ہوا، آگے کا مواد مخطوطے سے اضافہ کیا جا رہا ہے۔

تحریر میں التزام اختصار کیا گیا ہے کہ مقصود مخصوص ذکر محامد حضور مرشدی قدس سرہٗ ہے۔ دعا کیجیے اور منتظر رہیے ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد تفصیلی تحریر بھی حاضر کی جائے گی۔

مقدمہ ختم ہے اور استدعائے عفو طول گزارش اور بعون اللہ تعالیٰ و فضل رسول ﷺ اصل مقصود گزارش ہے۔

سیر گل کردیم روئے یار یاد آمد مرا	سرو دیدم قامت دلدار یاد آمد مرا
برق دیدم خندۂ دنداں نما دانستمش	ابر آمد چشم دریا بار یاد آمد مرا
از خیال ہجر کردم صد فغاں در روز وصل	دیدہ چوں بر گل بہ بستم خار یاد آمد مرا
در شب تاریک ہجراں شمع رخسارے کسے	از فروغ طالع بے دار یاد آمد مرا
خوش تماشا بردرت از رقص بسمل دیدنی است	تا درت دیدیم واز دیدار یاد آمد مرا
درد افزوں باد کافر خود دوائے درد شد	کاں مسیحائے دل بیمار یاد آمد مرا
بیں درخشاں بیں ہزاراں نورہا از ذکر نور	نور دیدم صاحب الانوار یاد آمد مرا
نور حق نور نبی نور علی نوری لقب	بادشاہ و سید و سردار یاد آمد مرا

☆☆☆

باب اوّل

ولادت وتعلیم وتربیت

نورِ حق نورِ نبی نورِ علی نوریؔ لقب　　　　بادشاہ و سید و سردار یاد آمد مرا

وصل اول تربیت وتادب

حضرت سراج السالکین نور العارفین سیدی سندی مرشدی ومولائی حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری ملقب بہ 'میاں صاحب' قدس سرہٗ (سجادہ نشین درگاہ عالیہ مارہرہ مقدسہ مطہرہ) سادات حسینی زیدی واسطی بلگرامی مارہروی منجانب والد صاحب۔ نیز والدۂ ماجدہ حضرت سید محمد صغریٰ بلگرامی قدس سرہٗ کی بیسویں پشت میں ہیں۔ آپ کے آبائے کرام ہر عہد میں سردار اور مقتدار ہے ہیں۔ ۶۱۴ھ [۱۸-۱۲۱۷ء] میں یہ خاندان بلگرام کو فتح کر کے وہاں رونق افزا ہوا اور جاگیر خطابات شاہی سے معزز رہا۔ ۱۰۱۷ھ [۹-۱۶۰۸ء] میں میر عبدالجلیل قدس سرہٗ آپ کے جد اکرم صاحب غوث وقطب مارہرہ مقرر ہوکر رونق افروز مارہرہ مطہرہ ہوئے۔

ولادت باسعادت حضور اقدس کی بمقام مارہرہ مقدسہ بتاریخ ۱۹ر ماہ شوال المعظم ۱۲۵۵ھ [۲۶ر دسمبر ۱۸۳۹ء] بروز پنجشنبہ ہوئی۔ اسم شریف تاریخی 'مظہر علی' ہے۔ ظل رافت و آغوش عاطفت حضور خاتم الاکابر اپنے جد مکرم قدس سرہٗ میں پرورش پائی اور اکتالیس برس کامل صحبت و خدمت حضور میں فیض حاصل کیا۔

سن شریف ڈھائی برس کا تھا کہ حضور کی والدۂ ماجدہ نے رحلت فرمائی۔ اُس وقت سے حضور کی جدۂ ماجدہ قدست اسرارہا نے تمام کفالتِ حضور اپنے ذمے لی۔ ہمارے حضور قدس سرہٗ تنہا وہ نور عین ہیں جن کی تربیت و پرورش میں آپ کے جد اکرم اور جدۂ مکرمہ قدس سرہما میں باوجود کمال محبت واخلاص اختلاف ہو جاتا۔ حضرت بی بی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا تربیت شاہانہ کی کوشش فرماتیں

اور حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ عالمانہ و درویشانہ چاہتے۔صرف ایک یہی ذات نوری تھی جن کی تربیت و تکمیل کا تمام اہتمام خاتم الاکابر قدس سرہٗ نے خود برداشت فرمایا تھا، ہر وقت پیش نظر رکھتے، وظائف تلاوت فرماتے ہیں حضور قدس سرہٗ روبرو ہیں، نماز پڑھتے ہیں حضور ساتھ ہیں، درگاہ جاتے ہیں آپ ہمراہ ہیں، آرام فرماتے ہیں حضور پاس ہیں۔شب و روز باتوں باتوں میں تعلیم و تلقین ہو رہی ہے، یہاں تک کہ بظاہر مکتب نے گونہ مفارقت چاہی اور حضور ایک جماعت اکابر کی سپرد ہوئے۔

اُس وقت میں بھی حضور حضرت صاحب [خاتم الاکابر] رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت نگراں تھے، ظاہراً صغرسن میں یتیم ہو جانے کا بہانہ تھا حقیقتاً اپنا جانشین و وارث نعمت و دولت بنانا تھا۔حضور اقدس قدس سرہٗ نے قرآن کریم، صرف و نحو، فقہ و اصول، منطق، حدیث و تفسیر نیک استاذوں اور عمدہ عالموں سے پڑھی۔ساتھ ساتھ درس تصوف و سلوک بھی عرفا سے جاری تھا۔حضور خود جوہر قابل، طبیعت اخذ علوم پر مائل، استاذ سب کامل مکمل پھر کیا پوچھنا تھا۔

گیارہواں سال تھا کہ حضور اقدس کے والد ماجد [سید شاہ ظہور حسن] نے انتقال فرمایا رحمۃ اللہ علیہ۔اس وقت حضور خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ آپ کے جد اکرم نے مجاہدات سلوک و ریاضت طریقہ اور خاص خاص ادعیہ خاندانی مثل حروف ہجا، حزب البحر، چہل اسم، حرز یمانی، حیدری، بانت العظمت، قرشیہ، برہتی کی دعوت با قاعدہ آپ سے ادا کرائیں۔اس عاجز کے والد ماجد [مولوی غلام حیدر بدایونی] اس عہد مبارک میں مارہرہ مطہرہ میں تھانہ دار تھے اور جد اکرم [قاضی امام بخش بدایونی] رحمۃ اللہ علیہما ان اربعینات کے خاص نگراں اور اخ معظم مولوی غلام قنبر صاحب مدظلہم حضور کے ہم درس تھے۔یہ سب حضرات حضور اقدس کی تعلیم و تربیت و ترقی مدارج کو تعجب کی نگاہ سے دیکھتے اور فرماتے تھے کہ حقیقتاً یہ تکمیل سب ستر و پردہ تھی جیسا کہ حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کے حالات میں گزارش ہوا ہے۔

حضور کو اپنے اخفائے حال میں خاص اہتمام تھا، ورنہ حضور مرشدی قدس سرہٗ کی تعلیم و تربیت میں اگر کسی بزرگ کو سوائے حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ دخل تھا تو حضور قبلہ جسم و جاں سید شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ کو تھا۔حضور حضرت صاحب [خاتم الاکابر] تعلیم فرماتے اور فوراً حضور اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ تکمیل فرما دیتے۔تمام استاذ حضور کے معترف تھے کہ

تعلیم وتعلم بہانہ تھا حضرت خاتم الاکابر قدس سرہ نے کچھ حضور کو بچپن سے اوقات و پابندی سے التزام اور وقتوں کو ایسا منضبط فرما دیا تھا کہ آخر وقت تک ریاضت وصوم وخلوت، شب بے داری و تہجد، تلاوت وذکر عادت کریمہ ہو گئے تھے۔ ریاضات دیکھ کر حضور کی جدۂ ماجدہ گھبراتیں اور روکنا چاہتیں لیکن اُدھر حضور حضرت صاحب [خاتم الاکابر] رحمۃ اللہ علیہ حکم دیتے ادھر حضور اقدس قدس سرہٗ کا شوق کہ دم بھر کی فرصت نا گوار ہوتی۔ حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ فرماتے:

ان کو عیش وآرام سے کیا کام؟ یہ کچھ اور ہیں اور ان کو کچھ اور ہونا ہے، یہ اقطاب سبعہ میں سے ایک قطب ہیں جن کی بشارت حضرت بوعلی شاہ قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ بدیع الدین قطب مدار رحمۃ اللہ علیہ نے دی ہے اور یہی اس سلسلہ بشارت کے خاتم ہیں۔

باتوں باتوں میں اسرار وغوامض سلوک کچھ اس طرح پر تعلیم ہوتے کہ دوسرا مطلع نہ ہوتا۔ بے شبہ حضور مرشدی قدس سرہٗ کی فطری قابلیت قابل ہزار ستائش تھی کہ ہر بات سے ایک عمدہ نتیجہ اخذ فرماتے خصوصاً اپنے جدا کرم وپیر ومرشد قدس سرہٗ کے عادات واقوال میں نہایت غور فرماتے اور اشارات میں ہدایات کا سبق حاصل فرماتے۔ چونکہ طریقہ تعلیم حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ معلوم ہو چکا تھا ہر وقت ہر شان میں حضور پیر ومرشد قدس سرہٗ سے حالات اکابر خاندان خصوصاً حال حضور سید شاہ ابوالفضل آل احمد اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا دریافت فرماتے اور مسلک روشن تحقیق فرما کر اُس سے متصف ہو جاتے۔ ﴿پھر کچھ اور سوال ہوتا اور اُدھر سے تکمیل فرمائی جاتی۔﴾

یہ وہی طرز تھی کہ روزانہ حضور امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر حضور نبوی ﷺ ہو کر دریافت فرماتے ماالایمان یا رسول اللہ [یارسول اللہ ﷺ ایمان کیا ہے؟] حضور پُر نور نورِ مجسم ﷺ ایک درجہ بیان فرماتے، یہ اُس دن میں اس درجے پر فائز ہو کر دوسرے روز پھر پوچھتے ماالایمان یا رسول اللہ [یارسول اللہ ﷺ ایمان کیا ہے؟] اور درجہ بلند ارشاد ہوتا، غرض روزانہ یہی معمول تھا۔ یہ وہی انداز تھا جو حضور مولی المسلمین امیر المومنین سیدنا ومولانا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں:

میرا کیا حال پوچھتے ہو، جب مَیں حضور سرور عالم ﷺ سے سوال کرتا علم کی تعلیم

ہوتی اور جب مَیں خاموش ہو جاتا حضور اکرم ﷺ ابتدا فرماتے اور علوم کی تکمیل فرماتے۔

بعینہٖ یہاں بھی یہی روش تھی کہ نہ حضور مرشدی قدس سرہٗ کے سوال وطلب وتعطش میں کمی ہوتی تھی نہ حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ تعلیم وتربیت میں توقف فرماتے تھے۔

غرض اکتالیس برس حالت حیاتِ ظاہری اور اٹھائیس برس روحانی طریقے سے تمام آداب طریقہ سے حضور کی تکمیل فرماتے رہے۔ پھر تمام اکابر خاندان کا پیارا اور حضور سید شاہ ابوالفضل آل احمد اچھے میاں صاحب قدس سرہ کا کرم خاص اس پر طرہ تھا۔

جس نے حضور اقدس قدس سرہٗ کی 'بیاض اسرار' کی زیارت کی ہے یقیناً جانتا ہے کہ ارواح طیبہ حضراتِ سلسلہ خصوصاً آپ کے آبائے کرام قدست اسرارہم ہر وقت اور ہر شان میں حضور کے معاون تھے یا خود حضور ان کے اشارے سے کوئی بات فرماتے تھے یا یہ حضرات منتظر رہتے تھے کہ آپ کچھ فرمائیں اور کام پورا کر دیا جائے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کسی موقع پر ایک راز جو بزور و دشواری معلوم ہوا تھا اس کے متعلق عرض کروں گا۔

حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ نے بعد تکمیل اجازت عام مرحمت فرمائی اس کی نقل ثبت ہے۔

☆☆☆

نقل سند خلافت واجازت حضور قدس سرہٗ

اللّٰہ ولا سواہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

الحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ اجمعین

اما بعد:

می گوید فقیر حقیر آل رسول احمدی کہ چوں نور دیدہ وسرور سینہ، قرۃ عینی وفواد قلبی سید ابوالحسین احمد نوری ملقب بہٗ میاں صاحب' طول عمرہٗ وزید قدرہٗ را اجازت سلاسل خمسہ قادریہ، چشتیہ و نقشبندیہ وسہروردیہ ومداریہ قدیمہ وجدیدہ وقادریہ رزاقیہ وعلویہ منامیہ وہم اجازت جملہ اذکار و اشغال واورادِ معمولہ خاندان برکاتی بہ ہیچ کہ فقیر راازجناب عموی ومرشدی ومولائی حضرت سید شاہ ابوالفضل آل احمد اچھے صاحب انار اللہ تعالیٰ برھانہ وہم از جناب ابوی وقبلہ گاہی حضرت سید آل برکات عرف ستھرے صاحب نور اللہ تعالیٰ مرقدہ اجازت رسیدہ است دادم مجاز وماذون گردانیدم ہر کسے کہ ارادۂ بیعت نماید ومرید شود اورا داخل سلسلہ عالیہ نمایند ومرید کنند وموافق استعداد اوازذکر وشغل ورِدِ خاندانی مامور سازند۔

والمسئولۃ من اللّٰہ سبحانہ الاستقامۃ علی جادۃ اکابر تلک الطریقۃ واللّٰہ المستعان وعلیہ التکلان

تحریر تاریخ دوازدہم ربیع الاول ۱۲۶۷ہجری نبوی[۱۵رجنوری ۱۸۵۱ء]

آل رسول احمدی

☆☆☆

علاوہ اس سند کے جو خاص خلافت سے متعلق ہے بروز جشن ولادت حضور سرورِ عالم ﷺ خلافت ہوئی تھی۔حضور خاتم الاکابر قدس سرۂ نے حضور کو اجازت قرآن کریم وصحاح ستہ و مصنفات شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی، حصن حصین و دلائل الخیرات و اسمائے اربعینہ وحزب البحر و حدیث مسلسل بالاولیہ وحدیث مسلسل بالاضافہ ومصافحات اربعہ ومصافحہ ومشابکہ اور تمام علوم کی سندیں جو آپ کو اپنے اساتذہ سے پہنچی تھیں مرحمت فرمائیں، جن میں سے اکثر النور والبہاء میں طبع ہوکر مشتہر ہوچکی ہیں۔☆ والحمد للّٰہ علی ذالك

بیاض شریف دستخطی میں ارقام ہے:

در ۱۲۶۷ھ دوازدہم ماہ ربیع الاول ایں فقیر مسمیٰ سید ابوالحسین احمد نوری عرف میاں صاحب بدست حضرت پیر و مرشد جدی سید شاہ آل رسول احمدی مدظلہ تعالیٰ مرید شد و بامر خلافت مامور شد و شب ہفدہم ماہ مذکور و سنہ مذکور پیر و مرشد برحق بر مسند سجادہ نمایندہ از دست مبارک خود روپیہ نظر گذرانید ند و جائے نشین خود نمودند ہماروز فیض باطنی پیر و مرشد تعلیم رسید۔

اس زمانے میں حضور نورالنور قدس سرۂ میں حرارت ذکر وشغل، آثار دعوت وادعیہ سے وہ شان جلال نمایاں تھی کہ نماز چاشت تک خاص خدام بھی روبرو حاضر نہ ہوسکتے تھے۔ سلب مرض، دفع آسیب جن میں کسی کدوکوشش کی ضرورت نہ تھی صرف مریض روبرو حاضر ہوا نگاہِ کرم پڑی اور تندرست و صحیح ہوگیا۔

شوال المعظم ۱۲۷۵ھ [۱۸۵۹ء] میں دعوت سورۂ واقعہ و چہل اسماء، وحیدری و اسمائے اصحاب کہف و اسم بدوح وحزب البحر اور ۱۲۷۵ھ [۱۸۵۹ء] میں بماہ شعبان عمل شجرۂ زر اور ۱۲۷۵ھ [۱۸۵۹ء] بماہ ذیقعدہ دعوت اللّٰہ لطیفٌ بعبادہ اور ۱۲۷۳ھ [۵۷-۱۸۵۶ء] میں سیفی کلاں اور ۱۲۸۰ھ [۱۸۶۳ء] ماہ صفر میں عمل چہار شنبہ اور ۱۲۷۹ھ [۱۸۶۲ء] میں بشمخ، قرشیہ، برہتی، واقعہ صلوٰۃ الختام اور ۱۲۸۰ھ [۱۸۶۴ء] ماہ شوال بانت العظمت وسی وسہ آیت، نود نہ نام، حروف تہجی شامل وظیفہ حضور ہوئے۔

جن اسمائے ادعیہ پر ہمارے حضور قدس سرۂ بعد ادائے زکوٰۃ وشرائط حاکمانہ متصرف ہوکر

☆ کتاب کا نام ہے النور والبہاء فی اسانید الحدیث و سلاسل الاولیاء ہے، مطبوعہ وکٹوریہ پریس بدایوں ۱۳۰۷ھ

ورد میں داخل فرما لیتے حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ اُس کو اپنے ورد سے فرما دیتے۔☆ بظاہر تمام اسما وادعیہ خاندانی کی زکوٰۃ ادا فرمائی لیکن حقیقتاً حروف ہجا و چہل اسما، وحرز یمانی کی زکوٰۃ کے بعد حضور اقدس قدس سرہٗ کو حکومت عام و تصرف تام حاصل تھا۔

ایک زمانے تک پانچ پارے قرآن کریم کے، حزب دلائل الخیرات، حزب حصن حصین، چہل اسمائے کامل، حرز یمانی مع ادعیہ ملحقہ، سی وسہ آیت، مُسَبّعْ، حزب البحر، برہتی، واقعہ قرشیہ، بانت العظمت، نودنہ نام، کبریت احمر، حرز قادری، صلوٰۃ الختام حیدری، سورۂ واقعہ، سورۂ مزمل، سورۂ یٰسین، اسمائے اصحاب کہف، آیت اللہ لطیف بعبادہٖ اسم بدوح سادہ، باموکل، آیہ کریمہ اسم انہ ولی الاجابۃ، اسم یابدیع العجائب، اسم اعظم علاوہ اشغال واوراد معمولہ ورد تھا۔ عمل چہار شنبہ، عمل شجرۂ زر، عمل یامقلب القلوب خاص خاص اوقات کے وظائف تھے۔ ورد روزانہ اس قدر تھا کہ اچھا تیز پڑھنے والا اس کو شب و روز میں پورا نہ کر سکتا تھا، یہ سب حضور اقدس قدس سرہٗ بہت تھوڑے وقت میں پڑھتے۔

اللہ اکبر! حضور کے وقت میں کیسی وسعت و برکت تھی کہ نماز و وظائف، اوراد و اشغال کے سوا خدام و سائلین کی پُرسش حالات، خطوط کے جواب، مریضوں کی عیادت، نقوش و تعویذات کی تحریر، قیلولہ و آرام، تصنیف و ملاحظہ کتب، اہل حقوق کی پاسداری، حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کے دربار کی حاضری، معاملات کا پیش فرمانا اور ہدایات لینا، صدہا ہزارہا خدام کے حال پر نظر کرم، ان کے معاملات کی کفالت و حمایت، انتظام و اہتمام درگاہ معلیٰ مختلف روزانہ طے ہوتے تھے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ حضور قدس سرہٗ نے تنگی وقت کے سبب سے کسی کام کو دوسرے وقت پر محول فرمایا ہو یا سہو ہو گیا ہو یا کسی کام میں اس کے وقت سے تقدیم یا تاخیر ہو گئی ہو۔

ہر کام روح شریعت و عین طریقت تھا۔ استغنا اور امرا سے بعد میں حضور صاحب البرکات قدس سرہٗ کا رنگ تھا۔ تربیت و سلوک میں استاذ المحققین سیدنا شاہ آل محمد قدس سرہٗ کی شان تھی۔ معلومات و وسعت نظر میں حضرت اسد العارفین سید شاہ حمزہ قدس سرہٗ کا پرتو تھا۔ ایثار و عطا، حاجت روائی مخلوق میں حضرت برکات ثانی سید شاہ حقانی قدس سرہٗ کا انداز تھا۔ تصرف و حکومت میں حضور شمس العارفین سیدنا شاہ ابوالفضل آل احمد اچھے صاحب قدس سرہٗ کے یادگار تھے۔ حفظ

☆ مخطوطے میں ہے کہ ''اس کو اپنے ورد سے ترک فرما دیتے''۔ اُسَیْد

ورد و مہمان نوازی و سخاوت میں حضور سید شاہ آل برکات ستھرے صاحب قدس سرہٗ کا نمونہ تھے۔ ستر حال و اخفا، کمال و اتباع سنت، اجتناب بدعت میں حضور سید شاہ آل رسول قدس سرہٗ کے خلف الصدق تھے۔

غرض ذات والا عجب مجموعہ کمالات تھی ہر عادت کریمہ کو جب بنظر غور دیکھا ہے اس کی اصل صحیح کتاب وسنت میں ملی ہے۔ دولت اتباع اکابر سے مالا مال، لیکن محققانہ نہ مقلدانہ۔ حقیقتاً وارث حقیقی سجادۂ برکاتیہ اور حضور غوثیت قدسنا اللہ بسرہٖ العزیز کے سچے شیدائی اور کسوت فقر میں سر برآرائے شاہنشاہی تھے۔ حضور کے حالات، کرامات، خرق عادات، حسن خلق، سخاوت و عطا، سطوت و وقار، رضا و ترک اختیار، حلم و مروت، شجاعت و فتوحات، علم شریعت، کسب طریقت، کمال معرفت، ستر حقیقت کا بیان اِس عاجز کی طاقت تحریر سے باہر ہے۔

بڑے بڑے خدام ذوی الاحتشام جو درجہ کاملیت سے ترقی پا کر مقامِ مکملیت پر فائز ہو چکے حضور اقدس قدس سرہٗ کے مرتبہ رفیعہ کے پہچاننے میں معترف بقصور ہیں۔ جو حضرات طریقۂ سلوک سے آشنا اور اس ذائقے کے لذت گیر ہیں ان سے پوچھیے۔ فقیر حقیر بعض واقعات صحیحہ کی تحریر سے اشارہ کرے گا کہ حضور اقدس قدس سرہٗ کی شان کریمی کیا تھی اور اپنے اکابر قدست اسرارہم سے کس قدر مناسبت اور اپنے مرشد برحق قدس سرہٗ سے کتنا تعلق اور سرکار ابد قرار سیدنا غوث الاعظم قدسنا اللہ سرہ العزیز میں کس درجہ فنائیت و محویت تھی۔ آداب طریقہ عالیہ قادریہ جو آپ حضرات نے کتابوں میں دیکھے ہوں گے باللہ العظیم وہ سب حضور اقدس قدس سرہٗ کے معمول اور حضور میں جمع تھے۔ بالاختصار بعض آداب طریقہ عالیہ قادریہ اور حضور اقدس قدس سرہٗ کا ان سے اتصاف اور اس کے متعلق چند واقعات گزارش ہوتے ہیں۔ اس میں دو فائدے ہیں ایک آداب طریقہ سے اپنے بھائیوں کو مطلع کرنا، ثانیاً حضور اقدس قدس سرہٗ میں ان کا اظہار۔

پوری کوشش سے التزام ظاہر شریعت:

اس کا ظہور جس طرح ہمارے آقا قدس سرہٗ میں تھا اس وقت کے اکثر مشائخ اس سے محروم ہیں۔ عبادات و عادات میں مستحبات تک کبھی حضور سے ترک نہ ہوتے۔ بدعات و شبہات و رسوم مروجہ مشائخ عصر سے احتراز قطعی فرماتے۔ وقت بیعت کبھی مریدہ کا ہاتھ نہ چھوتے، روبرو آنے کی اجازت نہ دیتے، آیات اسما لکھ کر چراغ میں جلانے کی اجازت نہ ملتی، فلیتے میں عبارت نہ

ہوتی صرف اعداد تحریر فرماتے کہ احراق حروف ممنوع ہے۔ سوائے چند ادعیہ سریانیہ کے جن کے معانی معلوم ہیں اور ادعیہ سے جن کے معانی معلوم نہ ہوں ممانعت فرماتے۔ بعض نقوش جو مشائخ حال نے خون سے لکھنا تجویز کیے ہیں ان کو مشک و زعفران کے سوا کبھی خون سے نہ لکھنے دیتے، وہ اعمال جو مضرت مخالف کے واسطے ہیں اس طور پر مرحمت فرماتے کہ:

> اولاً کسی عالم متدین سے استفتا کرو کہ فلاں سبب سے وہ شخص کسی سزا کا مستحق ہے یا نہیں؟ اگر ہے بقدر اسی سزا کے اس کو مضرت جو حقیقتاً دفع مضرت ہے پہنچا سکتے ہو پھر بھی بہتر یہی ہے کہ ظالم کے ظلم پر صبر کرو خدائے تعالیٰ قہار ہے تمہارے ساتھ ہوگا اور ظالم سے انتقام لے گا۔ کسی خسیس متاع دنیوی کے نقصان میں صبر ہی درکار ہے البتہ ہتک حرمت شریعت پر حسب جرم انتقام ضروری ہے۔

ارشاد فرماتے ''فقرا خدام مخلوق و بندۂ حقیقی خالق ہیں یہ ایذا رساں نہیں ہوتے''، جو خدام علمِ ظاہر سے آراستہ نہ ہوتے ان کو ترغیب دیتے اور فرماتے کہ'' بے علم دین سیکھے اِس راہ طریقت کو جاننا اور اس پر سلوک سخت دشوار ہے''۔

اب وہ حضرات اکابر قدست اسرارھم کہاں ہیں جو طالب کو ایک نظر میں ظاہر و باطن کی نعمتیں بخش دیں اور تکمیل کلی کر دیں۔

سادات کرام کی تعظیم و خدمت، علما کا احترام، فقرا سے سلوک، اہل حاجت کی حاجت برآری، یتیموں پر شفقت، مفلسوں پر عطا، غربا کی پاسداری یہ سب اسی شجرۂ عالیہ کی شاخیں تھیں۔ مذہباً حنفی متصلب، مشرباً غیور قادری تھے۔ اکابر ظاہر و باطن کو بکمال ادب یاد فرماتے اور ظاہر شریعت پر استقامت کو لازمی ارشاد فرماتے۔ حضور شیخ فریدالدین گنج شکر قدس سرہ الانور کا قول نقل فرماتے کہ:

> عارف ذلت سے گر کر طریقت میں اور ذلت طریقت سے گر کر شریعت میں آجاتا ہے، جو شریعت سے گرے گا اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ یہ بالکل درست اور سچا ارشاد ہے، اسی انتہائے کمال شریعت کو 'طریقت' کہتے ہیں۔ اہل طریقت مباحات سے ایسے بھاگتے ہیں جیسے عامی منکرات سے، علما اہل تقویٰ

ہیں، عرفا اہل ورع۔ یہ بات غلط ہے کہ طریقت شریعت سے جدا یا اس کے
خلاف ہے، اہل شریعت کا وصول اگرچہ دیر میں ہوتا ہے لیکن یہ شاہراہ نہایت
صاف، سیدھی اور خطرات سے محفوظ ہے اور یہ شیخین رضی اللہ عنہما کی راہ ہے۔
راہِ طریقت نہایت پیچیدہ اور مشکل ہزاروں خطروں پر شامل ہے، اس میں بلا
دستگیری مرشد کامل راہ یابی دشوار ہے اور یہ حضور مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا
طریقہ ہے اس میں بہ رہبری مرشد کامل اور اتباع سالک وصول جلد ہوتا ہے۔
معاملات میں حضور اقدس قدس سرہٗ کا سا اتباع شریعت کہیں دیکھا ہی نہیں۔

قرآن وحدیث پر پورا عمل:

یہ اسی کا جلوہ تھا کہ طالبوں کو تکلیف سے بچاتے اور ان کے واسطے آسان اور بقدر طاقت ریاضت ومحنت کا حکم فرماتے۔ بعض قیود مشائخ پر جو مخالفین کے اعتراض ہوتے ان کے حقائق ظاہر فرما دیتے مثلاً خلوت، ترک حیوانات، قبول نذر ارشاد ہوتا جس قدر صحبت عوام اور اہل دنیا سے ہوگی غفلت اور نکرت زیادہ ہوگی یہ مضر سالک مجرد ہے، لہٰذا خلوت جو جمع خیالات کا موقع ہو ضروری ہے۔

ترک حیوانات کی یہ ضرورت ہے کہ سالک مدارج عامہ انسانیہ سے ترقی کر کے صفات ملکوتی سے اتصاف چاہتا ہے ﴿اور لحم وغیرہ قتل ذی روح اور خوں ریزی وقتل سے حاصل ہوتے ہیں اور مادۂ حیوانیت جسم میں بڑھاتے ہیں﴾ لہٰذا ترک اولیٰ۔ جس قدر ملائکہ سے ترک اکل دوام، ذکر طہارت، عبادت، وحدت خیال میں مناسبت پیدا کی جائے گی جلد ترقی مدارج ہوگی۔ انسان ترک مطلق رزق سے ممنوع ہے، لہٰذا بقدر طاقت عبادت وحفظ زندگی کھانا ضروری ہے، تنہا فاقہ عبادت نہیں۔ لہٰذا روزہ رکھے اور افطار کرے کہ ثواب صبر وشکر وعبادت ایک ساتھ حاصل ہو۔ لیکن یہ خیال رہے کہ ایسی ریاضت جن سے قوت روحی سلب یا کم ہو جائے رہبانیت ہیں جن سے اسلام وہادی اسلام ﷺ نے ہم کو منع فرمایا ہے۔ ہر ختم چلّہ پر ایک بار گوشت ضرور کھائے۔ ارشاد حضور مرتضوی کرم اللہ وجہہ ہے کہ:

> چالیس روز گوشت پر مداومت قساوت پیدا کرتی ہے اور چالیس روز سے زیادہ
> گوشت کا ترک رہبانیت کی شان ہے۔

غریب مریدین جوصاحب عیال ہوتے ہیں ان کو چلہ کشی سے ممانعت فرماتے۔ ارشاد ہوتا کہ قوت حلال عیال کے واسطے بہم پہنچانا اور پنج گانہ نماز و وظائف سے رہنا صیام الدہر وخلوات چلہ سے زیادہ مفید ہے۔

بعض خدام کے سوال پر بطور تحقیق مسئلہ نذور کی بابت ارشاد فرمایا کہ فقرا الی اللہ کے دو طریق ہیں، بعضوں نے متاع دنیا اور اہل دنیا سے اعراض قطعی فرمایا اور ان میں اکثر وہ ہیں جو ہنوز مرتبہ رفیعہ اکملیت پر فائز نہیں ہیں اور ایک شائبہ نفس ان میں باقی الا ماشاء اللّٰہ دوسرے حضرات نے لاردّ و لا کد ّ کا مسلک اختیار فرمایا، نہ اس کی خواہش وطلب ہے نہ کسی اخلاص سے پیش کرنے والے کی دل شکنی منظور ہے۔ آخرانکار ورد سے غرض نفس شکنی تھی وہ اکثر اسی میں حاصل ہے کہ اپنے کو محتاج الی اللہ مانے اور رزق حلال جو مولیٰ تعالیٰ جل علانے بلاسوال جاری فرمایا ہے اس کو قبول کرے اور اپنے فقر وغنا کو توڑ نا گوارا کرے، دوسروں کی دل شکنی کا باعث نہ ہو۔ اس کی اصل صحیح قرآن کریم سے ثابت ہے۔ پارہ ۲۸ سورۂ مجادلہ میں ارشاد ہوتا ہے:

یـا أیهـاالـذین اٰمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدّموا بین یدي نجوٰکم صدقة ذلکم خیرلکم و أطهر فان لم تجدوا فان اللّٰه غفور رحیم

ارشاد ہوتا ہے اے ایمان والو! جب تم حضور اقدس رسالت میں حاضر آؤ تو خالی ہاتھ نہ آیا کرو کچھ نذر وہدیہ لے کر آیا کرو یہ تمہارے واسطے بہت بہتر اور تمہارے مالوں میں برکت دینے والی بات ہے۔ اگر تم میں مقدرت نہ ہو تو معافی ہے۔ گویا صاحبان مال و دولت کو حکم ہوتا ہے کہ تم نذور و ہدایہ پیشکش کرو، نہ اس ضرورت سے کہ ہمارے رسول کو اس کی ضرورت ہے بلکہ اس نذر سے چند فائدے ہیں۔ تمہارے مالوں کی طہارت ہوگی، غربا مساکین کی کفالت ہوگی۔ اے غربا مال نہ ہو تو بھی حاضری سے تمہاری جانوں کی طہارت اور خطاؤں کی معافی ہے۔

یہ طریقہ نذر وہدیہ حسب حکم خداوندی وسنت نبوی کہ ارشاد ہوتا ہے تھـادَوا تـحـابّوا آپس میں تحفہ ہدیہ دیا کرو تاکہ دوستی واخلاص ومحبت باہمی بڑھے۔ یہ طریقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جاری تھا اور یہ سنت ہے۔ اگر بہ نیت درست بغرض اتباع سنت نذر دے گا یا لے گا ثواب پائے گا۔ غرض حصول مال جمع وزر نہ ہو پھر اس میں چند فائدے ہیں۔

اولاً جو لوگ عادتاً خیر سے غافل ہیں اور علانیہ اسرافات ناجائز میں مبتلا ہیں ایک شخص کو باخدا

متوکل بزرگ جان کر کچھ پیش کش کرتے ہیں، قبول کرنے میں ان لوگوں کو محبت اہل اللہ سے بڑھتی ہے اور گاہ بہ گاہ حاضر دربار فقرا ہوتے ہیں اور حسب فرمان هم الذين لا يشقى جليسهم یہ فقرا وہ جماعت ہیں جن کے پاس حاضر ہونے والا بھی محروم برکات نہیں رہتا۔ یہ بڑی نعمت ہے کہ فائدوں سے خالی نہیں۔

ثانیاً یہ لینے والا اس مال کو مستحقین اور اہل حاجات کو پہنچاتا ہے خود ثواب میں شامل اور نذر دینے والے کے لیے باعث اجر ہوتا ہے۔

ثالثاً اکثر اہل دنیا جب کسی بزرگ مشائخ عالم کو سن لیتے ہیں کہ وہ نذر لیتا ہے بسبب بخل اور محبت مال کے ان سے بچتے اور ان کے وقت عزیز کو مشوش نہیں کرتے اور یہ بھی بڑی نعمت ہے۔

غرض مسلک صحیح یہی ہے کہ ضروریات جسمانی کا بھی سوال نہ کرے اگر بلا سوال کوئی شخص نذر و ہدیہ پیش کرے اور مال حرام قطعی نہ ہو قبول کرے اگر خود ضرورت مند ہو صرف کرے ورنہ مستحق کو پہنچا دے، جمع نہ کرے، انکار محض میں معاتب ہوگا۔

﴿ پھر ارشاد فرمایا کہ ﴾ ایک درویش حضور سیدنا شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ کے مرید آنولہ ضلع بریلی میں رہتے تھے اور متوکل تھے۔ اتفاقاً حضور خاتم الاکابر جدی و مرشدی سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ آنولہ تشریف فرما ہوئے اور شاہ صاحب ممدوح سے ملے، اسی وقت ایک شخص نے بلا سوال ایک تہ بندان درویش صاحب کی نذر کیا، جو درویش صاحب نے بکمال غصہ رد فرمایا، حضور خاتم الاکابر قدس سرہ نے ارشاد فرمایا ''اے درویش! ایک مسلمان بغیر سوال ہدیہ پیش کرتا ہے فوراً لے لے اگر ضرورت ہے رکھ ورنہ کسی اہل حاجت کو دے دے''، مگر شاہ صاحب نے قبول نہ کیا۔ اس روز سے باوجود توکل و ترک علائق ہمیشہ دیکھا کہ شاہ صاحب ہر شخص سے سوال تہہ بند کرتے اور باوجود ضرورت و رجوع خلق ان کو تہ بند میسر نہیں آتا تھا۔

طریقہ سلوک پر سلوک:

رسالہ شریفہ 'سراج العوارف فی الوصایا والمعارف' کے لمعہ رابعہ سلوک میں بعد نقل رسالہ 'عمل معمول' مصنفہ حضور سیدنا میر سید محمد کالپوی قدس سرہٗ ایک معمول یومیہ بیان فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ یہ فقیر نو برس کی عمر سے دس سال تک پابندان اوقات کا رہا ہے۔

نواح بدایوں میں ایک قوم نو مسلم چودھری کے لقب سے موسوم ہیں ان کے مورث اعلیٰ

ایک بزرگ شیخ صلاح الدین بلرامی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوکر مرید ہوئے۔ شیخ نے ارشاد فرمایا کہ ''تم اور تمہاری اولاد سب ہمارے مرید ہیں''۔

اِس فقیر عاجز نے بارہا دیکھا کہ اُس قوم کے لوگ حاضر دربار اقدس ہوتے اور بیعت کرنی چاہتے ارشاد ہوتا کہ ''تم اُن بزرگ کے مرید ہو بیعت توبہ ہر مسلمان دیندار کے ہاتھ پر کرسکتے ہو لیکن بیعت ارادت کی ضرورت نہیں وہی کافی ہے۔ دونوں ارکان بیعت ایجاب وقبول موجود ہیں پھر دوسری بیعت سے کیا فائدہ''۔

البتہ وہ حضرات جو ایسے شیوخ سے بیعت ہیں جو اپنا انتساب کسی صاحب مزار سے رکھتے تھے جب حاضر ہوتے حضوران کو مرید فرما لیتے اور ارشاد ہوتا کہ ''فیض یاب ہونا مسلم لیکن یہاں ایک رکن بیعت جو ایجاب ہے وہ مفقود ہے، صرف ایک رکن سے بیعت بیعت صحیحہ نہیں، وہ فیوض وبرکات جو اکابر اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے مزارات مقدسہ سے حاصل ہوتے ہیں وہ متعدیہ نہیں ہوتے اور ان فیوض والا سلسلۂ بیعت وارشاد جاری نہیں کرسکتا۔ اسی طرح ان مشائخ کے مریدین جو باوجود صحت سلسلہ بیعت اپنے شیخ سے اجازت وخلافت نہیں رکھتے بلا عذر مرید فرما لیتے۔

ان مریدین کی نسبت جو ہر شیخ کے ہاتھ پر آمادہ ہوجاتے ہیں افسوس فرماتے ہیں اور ارشاد ہوتا کہ یہ علامت حرماں ہے اس کے متعلق 'بیاض اسرار' میں ارشاد فرماتے ہیں:

حاصل بیعت فنا موتی است از اوصاف بشریت و ماسوائے اللہ و حیاتیست جاودانی باحق سبحانہٗ تعالیٰ پس بیعت ثانی چرا جائز باشد یعنی بعد مردن زندہ شدن محال است پس بیعت ثانیہ ہم محال ایضاً دیگر بشنو بیعت عقدے و بیعے و عہدیست استوار پس بعد میثاق کامل بلا ضرورت تکرار وتجدید و ابطال محال و متعذر است البتہ بعد کسب طریقہ یا ہدایت۔

اگر حوصلہ وسیع ہو اور ایک جگہ سے سیری نہ ہوسکے اخذ فیض کی دوسری جگہ سے اجازت ہے، لیکن پھر بھی نقصان ہے۔ کیا اس کے سلسلے میں کوئی شیخ ایسا نہ تھا کہ تکمیل کردیتا، بیشتر ایسے لوگ نعمت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ بیعت ارادت کے واسطے ایک شیخ کافی ہے۔

متقدمین میں جو ایسی مثالیں ہیں اس کے اسباب اور تھے وہ خاص اشاروں، حکموں پر مبنی تھیں۔ آج کل جو طالب ہیں کسی ایک شیخ طریقہ سے کسب سلوک میں تکمیل نہیں کرتے اور

دوسروں سے استفادہ کرتے ہیں ان کو برکاتِ بیعت سے حصہ نہیں ملتا۔

بحث تفصیلی اس کی رسالہ 'سراج العوارف' کے صفحہ ۷ پر درج ہے۔ جن حضرات نے اعمال و افعال اکابر متقدمین کتابوں میں دیکھے ہیں اور طریقۂ سلوک سے واقف ہیں اقرار کرتے ہیں کہ سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا یہی طریقہ اور روش سلوک تھی جو حضور اقدس قدس سرہٗ کا معمول تھا۔

پابندی والتزام اوقات واستقامت کا یہ حال تھا کہ آخر عمر میں باوجود ضعف ونقاہت کثرت شکایت وامراض کبھی کسی عادت وعبادت میں فرق نہ آتا۔ ظلم کے مقابلے میں کرم، خطا کے مقابلے میں عفو، مضرت کے مقابلے میں منفعت عادت کریمہ تھی۔

صاحبزادہ حکیم سید آل حسین صاحب روایت فرماتے کہ سالہا سال حضور اقدس قدس سرہٗ کا معمول رہا کہ جب کسی دوسری جگہ کھانا کھاتے فوراً قے فرما دیتے اور یہ غالباً اسی وجہ سے تھا کہ عام لوگوں کا کھانا مشتبہ ہے۔

رسالہ شریفہ 'سراج العوارف فی الوصایا والمعارف' کے لمعہ رابعہ سلوک کو دیکھیے تا کہ حضور کے سلوک کا پتہ چلے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں:

> ﴿فقیر کو یاد ہے کہ شروع محرم ۱۲۸۰ھ [۱۸۶۳ء] میں﴾ ببرکت توجہ حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ ایک خادم کی سیر الی اللہ ختم ہوئی، عجب ایک بے ہوشی اس پر طاری ہوئی گاہے رونا گاہے ہنسنا، لیکن وقت ترقی تک برزخ شیخ ہر وقت وہر آن اس کے روبرو اور تسکین وتسلی بخش تھا۔

ایک مقام پر ارقام فرماتے ہیں:

> مریدین حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ میں اس شخص کو جانتے ہیں کہ وہ نتیجہ شغل میں اپنے جسد کو بے روح معائنہ کرتا اور فلاں شغل کے زمانے میں اس کو عالم ناسوت اس قدر تنگ ومختصر نظر آتا کہ اگر چاہے ایک مشت دست میں لے لے۔

یہ خود واقعات حضور اکرم قدس سرہٗ ہیں جو بوجہ اخفا وستر (جو ہمیشہ عادت شریفہ تھی) دوسروں کے نام سے تحریر ہوا۔ ایسے تذکروں میں راز آشنا خدام سمجھ لیتے تھے کہ غیروں کے واقعات نہیں ہیں یہ خود حضور اپنا تذکرہ فرما رہے ہیں اور یہ اس خانوادۂ کریمہ کا ادب مستمرہ ہے۔

مذہب اہل سنت و جماعت کا اعتقاد:

مسائل اعتقاد میں حضور اقدس قدس سرہٗ کے رسائل موجود ہیں ''العسل المصفیٰ فی عقائد ارباب التقٰی'' خاص اعتقادات ضروریۂ اہل سنت میں تصنیف فرما کر طبع وتقسیم فرمایا۔

جس وقت بدایوں و بریلی کے بعض خدام سلسلہ عالیہ برکاتیہ میں تفضیل مرتضوی کا فتنہ اٹھا حضور اقدس قدس سرہٗ نے علاوہ ہدایات زبانی وبعض مختصر تحریرات کے ایک رسالۂ نافعہ دلیل الیقین من کلمات العارفین تصنیف فرما کر طبع ومشتہر فرمایا اور اقوالِ عقائد حضرات مشائخ جمع فرما کر دکھایا کہ تمام صوفیہ صافیہ مذہب اہل سنت کے پابند ہیں اور یہ غلط ہے کہ صوفیہ کرام کا مسلک خلاف علمائے ظاہر ہے۔

بعض حضرات کے اس افترا پر کہ آپ کا عقیدہ آپ کے اسلاف کرام قدست اسرارہم کے خلاف ہے، حضور اقدس قدس سرہٗ نے ایک اعلان شائع فرمایا جو بعض رسائل کے آخر میں اُس وقت بھی شائع ہوا اور یہاں بھی اس کی نقل کی جاتی ہے:

اعلان نوری

الحمد للّٰہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ سیدنا محمد وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین۔أما بعد

فقیر حقیر سید ابوالحسین احمد نوری ملقب بہ میاں صاحب قادری برکاتی بخدمت کافۂ انام اہل اسلام وخصوص مریدان خاندان ومریدان ذات خاص یہ خطاب کرتا ہے کہ عقیدہ اِس فقیر کا اور اسلافِ فقیر کا اور اساتذۂ فقیر کا وہی ہے جس کو فقیر بے سروپا 'عسل مصفی' اور 'دلیل الیقین' میں ظاہر کر چکا۔ اب جو صاحب کہ خلاف اس کے ہوں ان سے فقیر بری ہے۔ وما علینا الا البلاغ

تحریر ۳ ربیع الثانی ۱۳۰۳ھ [۱۸۸۶ء] من مقام گجرات بڑودہ۔

تراویح میں اختلاف ہوا، حضور اقدس قدس سرہٗ نے اقوال حنفیہ کرام سے ایک رسالہ مرتب فرمایا جس کا نام تحقیق التراویح ہے۔ ﷺ فتنۂ ندویہ میں بعض مجالس کے صدر حضور قرار پائے اور آپ نے بوجہ حمایت مذہب اہل سنت منظور فرمایا۔ باوجود خلق عام ومشرب فقر بدمذہبوں سے احتراز فرماتے، ان کی صحبت سے اجتناب کا حکم دیتے۔ ﷺ 'سراج العوارف فی الوصایا والمعارف'

کالمعہ ثانیہ عقائد اہل سنت قابل زیارت وحفظ ہے، ارشاد فرماتے ہیں:

واجب اول تصحیح عقائد مطابق مذہب اہل سنت و جماعت کہ حق منحصر درآں است
بہ عزت وجلال خداوندی کہ ماومشائخ ماوسائر اولیائے کرام درظاہر و باطن وخلوت
وجلوت بر مذہب اہل سنت و جماعت بودہ اند وہستند وخواہند بودہم بریں زیم و
ہم بریں میریم وہم بریں براںگیختہ شویم ان شاءاللہ تعالیٰ۔(ملخصاً)

ریاضت نفس:

ریاضت کا یہ حال تھا کہ ہنوز سن مبارک سات سال سے زیادہ نہ تھا کہ حسب الحکم حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ آپ صوم وخلوت وذکر واشغال میں مصروف تھے اور اٹھارہ سال تک ذکر جلالی و جمالی وخلوت میں رہے اور سلوک باقاعدہ ختم فرماکر فنائے معنوی سے بقائے حقیقی تک فائز ہوئے۔ سالہا سال تمام شب اشغال میں گزارتے، بعد تکمیل بھی التزام عبادت جواشد ریاضت ہے حضور اقدس قدس سرہٗ میں عجب شان سے تھا۔

﴿حضرت شاہ شمس الحق قادری قدس سرہٗ (جو حضور اقدس قدس سرہٗ کے اکساب باطنی میں نگراں اور بعض اعمال تکسیر واحضار جن وغیرہ کے معلم تھے) بارہا فرماتے کہ ہر شغل وعمل میں جو کشاد دوسرے طالب علموں کو بڑی محنت سے ایک عرصے میں ہوتی حضور اقدس قدس سرہٗ کو شروع عمل میں حاصل ہوجاتی اور یہ بوجہ تصرف حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ اور فیض توجہ حضور اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تھا۔ یہ حضرات خود تربیت فرماتے تھے اور صرف ظاہری طور پر سب تعلیم وتربیت تھی۔﴾

صبر:

حضور کے صاحبزادے جن کا نام پاک سید محی الدین جیلانی تھا صغر سن میں انتقال فرماگئے، آخر عمر تک کبھی شکوہ وافسوس سنا ہی نہیں۔ بعض خدام کی دعا پر کہ اللہ تعالیٰ ہم کو وارث سجادہ عطا فرمائے ارشاد فرمایا کہ خانوادۂ برکاتیہ میں اکثر بعد سجادہ نشینی اولاد نہیں ہوتی، اگر اتفاقیہ ہو زندہ نہیں رہتی اور یہ سنت اضطراری ہے، دعا کرو کہ خدائے تعالیٰ فیضان خاندان برکاتیہ قائم رکھے اور وارث فیوض روحانی ہوتے رہیں، ہمارے بہت بیٹے ہیں۔

ایک بار تپ محرقہ عارض ہوگئی، یہ خادم حاضر تھا، نہایت فرحت وسرور سے ارشاد فرمایا کہ

تمام اذکار واشغال سلوک سے مقصود ایک حرارت قلب کو پہنچانا ہے، یہ بلامحنت بخار میں حاصل ہے، پھراس کو برا کیوں کہیں اوراس نعمت کا شکرانہ کیوں ادا نہ کریں۔

عامی کو بخار میں ہذیان اور سالک کو مکاشفہ ہوتا ہے، یہ کمال صبر ورضا ہے۔

شدت مرض میں سوائے افسوس ترک مسجد کبھی شکایت مرض نہ فرماتے، ارشاد ہوتا کہ ''صحت ومرض دونوں محکوم ہیں کچھ فرق نہیں۔ خدائے تعالیٰ مرض عصیان اور افلاس ایمان سے بچائے''۔

بلاؤں پرتحمل:

حضور اقدس قدس سرہٗ کے والدین کریمین رحمہم اللہ تعالیٰ کا انتقال حضور اقدس قدس سرہ کے صغرسن میں ہوگیا۔ حضور خاتم الاکابر قدس سرہ آپ کے جد اکرم کی وفات پر باوجود مدارت بعض حضرات نے سخت حملے کیے اور کوشش کی کہ حضور اقدس قدس سرہٗ اور آپ کے عم مکرم میں مناقشات پیدا ہو جائیں لیکن حضور اقدس قدس سرہٗ نے صدمات برداشت کیے اور حفظ مراتب اور ایثار میں کمی نہ فرمائی۔

فقیر عاجز کا چشم دید واقعہ ہے کہ حضور اقدس قدس سرہٗ غریب خانے پر رونق افروز ہیں، ایک بزرگ کا خط پہنچا جس کو پڑھ کر حضور اقدس قدس سرہٗ کو سخت ملال ہوا اور فرمایا کہ ''مَیں ان فرمائشوں کو پورا نہیں کرسکتا'' پھراس عاجز کو خط مرحمت فرما کر ارشاد فرمایا کہ:

> دیکھو! ہم سے تحکمانہ کہا جاتا ہے کہ ہم اپنے عزیز بھائی کو چھوڑ دیں اور جو کچھ بقدرت سدِ جوع امداد کرتے ہیں نہ کریں ورنہ تمام معاملات میں خرابیاں ڈالی جائیں گی۔ خیر کچھ بھی ہو برادرعزیز میرے جد اکرم کے پوتے، میرے وارث، میرے جانشین ہیں۔ کیا وہ سیدزادے نہیں؟ کیا میرے پیرزادے نہیں؟ کیا اہل قرابت نہیں؟ کیا ضرورت مند نہیں؟ پھر یہ کیوں کر ممکن ہے کہ مَیں ان دھمکیوں میں آجاؤں اور اپنے تھوڑے خسیس دنیاوی فائدے کے لیے دینی نقصان گوارا کروں۔

یہی وہ دن تھا کہ یہ فقیر عاجز غلام شبر بعد حضور اقدس راز سجادہ نشینی حضور مخدوم زمن سید شاہ مہدی حسن دامت برکاتہم پر مطلع ہوا، اگر چہ اس کا تکملہ و تجربہ بہت عرصۂ دراز بعد ہوا۔ سخت

تکلیف حضور اقدس پر فتنوں کے خیال سے قیام مارہرہ شریف نہ کرسکنے کی تھی اور یہ حضور پر بہت گراں تھی۔ مگر تحمل فرماتے اور ان حضرات کے افعال پر جو اس کا باعث تھے کبھی توجہ نہ فرماتے، بدلے کا کیا ذکر ہے۔

'سراج العوارف فی الوصایا والمعارف' کے لمعہ رابعہ نور یازدہم تحقیق مقام وسفر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

> میرے حضرت شیخ جد اکرم [خاتم الاکابر] قدس سرہٗ نے قیام وسفر میں مجھ کو اختیار دے دیا اور فرمایا کہ ہم قیام پر تم کو اس سبب سے پابند نہیں کرتے کہ تمہارے اہل قرابت کا حال جانتے ہیں۔ اکثر تم سے عداوت کریں گے، کوئی کھلی کوئی چھپی، مگر تھوڑے لوگ اہل موافقت میں ہوں گے ورنہ اکثر کا یہ حال ہوگا کہ تمہاری غیبت میں عداوت کریں گے اور رو برو ایذا دیں گے اور تم کو یہاں ٹھہرنے نہ دیں گے، اسی غرض سے ہم سفر و قیام میں تم کو اجازت دیتے ہیں۔

علوم دینیہ میں اشتغال:

یہ حضور اقدس قدس سرہٗ کا خاص حصہ تھا۔ باوجود ورد و وظائف وخبر گیری و دستگیری خدام ہر مجلس میں فوائد جلیلہ دینیہ بیان ہوتے اور ہر مسئلہ شرعی کو اس اسلوب اور وضاحت سے ارشاد فرماتے کہ ہر عامی کے ذہن نشین ہو جاتا۔ پھر وہ تاثیر و برکت جو حضور اقدس قدس سرہٗ کے ارشادات میں تھی علمائے ظاہر میں کہاں تھی؟ ہر گروہ کے سوال پر کبھی بطور افادہ ان کے گروہ کے شبہات ذکر فرما کر ہدایات ہوتیں اور بیشتر وہ لوگ جو علما کے مناظروں اور کتابوں کے مطالعے سے شبہات رفع نہ کرسکے تائب ہو کر راہِ راست پر آجاتے، کچھ اس شان وسطوت بسط ونرمی سے تقریر فرماتے کہ مخالف کو گنجائش انکار واعتراض باقی نہ رہتی۔

مسائل فقہ میں اکثر مولانا مولوی محمد عبدالقادر صاحب بدایونی معینی مجیدی آل احمدی رحمۃ اللہ علیہ سے تذکرہ ومشورت فرماتے اور بعد بیان حضرت مولانا [عبدالقادر بدایونی] رحمۃ اللہ علیہ کے رجوع بہ کتب نہ فرماتے، چوں کہ ان کی وسعتِ علم اور دیانت کی تعریف حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ سے سن چکے تھے ان پر پورا بھروسہ فرماتے۔

دوسرے علما کی تحریر وتقریر پر توجہ نہ فرماتے بلکہ فرماتے'' کتاب و اقوال متقدمین سے مطابقت کرو''۔بعض مسائل کی تحقیق میں سوالات روانہ فرماتے، کبھی خود بھی سفر فرماتے، طالب علموں پر خاص نظر مہربانی ہوتی، علما کا احترام فرماتے، ہر مسئلے کو اکابر کی تحقیق، بزرگوں کے اقوال پر ختم فرما کر کبھی اپنی تحقیق ومعلومات پر فخر نہ فرماتے۔ ارشاد ہوتا'' اس بارے میں ہمارے حضور پیر ومرشد قدس سرہٗ نے یوں ارشاد فرمایا، اس کو ہم نے اپنے اساتذہ سے یوں سنا ہے، اکابر نے ایسا لکھا ہے''۔کتب تصوف وسلوک وعقائد بیشتر ملاحظہ میں رہتیں، کبھی ان میں سے مختلف فوائد انتخاب فرماتے، جگہ جگہ اپنی تحقیق سے شرح ہوتی، اس کا نمونہ رسالہ وصایا شریف ہے۔ ایسا ہی ایک دوسرا رسالہ ہے جو حضور اقدس قدس سرہٗ کی آخری تالیف ہے یہ فقیر عاجز کوشش میں ہے جس وقت وہ دستیاب ہو گیا ان شاء اللہ طبع ہو کر نذر برادران کیا جائے گا۔ سبحان اللہ عجیب تصنیف ہے۔

فقرا کی مجالست اور ملوک واغنیا سے استغنا:

ہمیشہ خدمت اقدس میں مجمع غربا رہتا، یہ صحبت حضور اقدس قدس سرہٗ کو نہایت مرغوب و محبوب تھی، جس طبیعت وفرحت سے ان سے خطاب وکلام ہوتا امرا اس شفقت و بے تکلفی سے محروم تھے۔ غربا کی جماعت ہر وقت باریاب خدمت ہو کر عرض حال کر سکتی اور کامیاب اٹھتی۔ اکثر غربائے خدام کے مکانوں پر قیام فرماتے، قبول دعوت میں ہمیشہ غربا کو امرا پر ترجیح دیتے، ارشاد ہوتا کہ'' ہمارے فلاں خادم نے بہت خلوص وکوشش سے سامان کیا ہے نیز اس کی دل شکنی اور نقصان ہوگا''۔

امرا جو خاندان کے مرید تھے ہمیشہ کوشش کرتے کہ حضور ان کے مکان پر رونق افروز ہوں لیکن بہت کم ایسا اتفاق ہوتا۔ جن امرا کو بیعت نہ ہوتی ان کے یہاں ہرگز تشریف نہ لے جاتے اور نہ ان کے نذرانے قبول فرماتے۔

۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء میں بمبئی میں عالی جناب سید سردار علی خان صاحب زید مجدہم کے دولت خانے پر (جو خادم قدیم خاندان ہیں) حضور اقدس قدس سرہٗ تشریف فرما تھے، سردار صاحب نے عرض کیا کہ'' تصرفات بزرگان مارہرہ میں نے بہت سنے ہیں لیکن چاہتا ہوں کچھ آنکھ سے بھی دیکھوں اور وہ یہ استدعا ہے کہ حضور نظام بادشاہ دکن [میر محبوب علی خاں] میرے والد ماجد مرحوم اور مجھ سے ناخوش ہیں، وہ بمبئی تشریف لائیں، میرے مکان پر ٹھہریں، میری خطا معاف

کریں''۔ حضور اقدس قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ ''ہم نے آپ سے کب کہا ہے کہ ہم کچھ کر سکتے ہیں؟ نہ ہم کو ایسا دعویٰ ہے''۔ سردار صاحب نے اپنے التماس پر سخت اصرار کیا اور ارشاد ہوا ''ممکن ہے اور کیا تعجب ہے کہ بمبئی تشریف لائیں وہ اکثر سیر وسفر فرماتے ہیں، یہ بھی بعید نہیں کہ تمہارے مکان پر ٹھہریں، آخر آپ معزز متوسل سلطنت ہو، کچھ انتظار کرو لیکن ضرور ہے کہ اگر حضور نظام تشریف لائے اور حسب مراد تمہارے نتیجہ نکلا تو ہمارے ایک خادم کی سفارش کر دینا''۔ سید صاحب نے وعدہ کر لیا۔

چند روز بعد تار برقی حضور نظام کا بنام سردار صاحب پہنچا کہ ''معلوم ہوا ہے کوئی بزرگ ہندوستان کے تمہارے مکان پر تشریف فرما ہیں، تم مع ان کے فوراً حیدرآباد آؤ''۔ سید صاحب نے حضور اقدس قدس سرہٗ کے روبرو تار پیش کیا، ارشاد فرمایا ''جواب دے دو مجھ کو کوئی ضرورت حیدرآباد جانے کی نہیں میرا جلد قصد واپسی جانب وطن ہے''۔ اس تار کے جواب میں حضور نظام کا دوسرا تار پہنچا کہ ''ہم خود بمبئی آتے ہیں تم حضور کو مقیم رکھو'' اور حضور نظام فوراً بذریعہ اسپیشل ٹرین بمبئی روانہ ہوئے۔ جس وقت تار روانگی حضور نظام پہنچا سید صاحب پورے مطمئن ہو گئے اور اپنے اس وعدے کی نسبت جو حضور اقدس قدس سرہٗ سے کیا تھا سوچنے لگے آخر یہ قصد کیا کہ حضور کو کیا خبر ہو گی عرض کر دوں گا کہ مَیں نے کہہ دیا۔ دوسرے روز تار پہنچا کہ حضور نظام روانہ بمبئی ہوئے تھے، لیکن فلاں اسٹیشن سے اسپیشل حیدرآباد کو واپس ہو گیا۔ یہ معلوم کر کے سردار صاحب سخت مایوس ہوئے اور حاضر ہو کر عرض حال کیا حضور نے ارشاد فرمایا کہ ''سید صاحب فقیر کو آپ کی معاونت درکار نہیں لیکن حال معلوم ہو گیا خیر چندے اور انتظار کیجیے حضور نظام ضرور تشریف لائیں گے''۔

چناں چہ کچھ وقفے سے حضور نظام پہنچے اور اسی مسافر خانۂ سید صاحب میں (جس میں حضور فروکش تھے) ٹھہرے۔ دوسرے روز حضور نظام نے حضور اقدس قدس سرہٗ سے بذریعے اپنے ایک مصاحب کے استدعا فرمائی کہ ''مَیں سلام کو حاضر ہونا چاہتا ہوں تخلیہ کی ضرورت ہے''۔ حضور اقدس نے ارشاد فرمایا کہ ''فقیر ہر وقت تخلیے میں ہے میرے یہاں حاجب و دربان نہیں، نہ کسی آنے والے کی روک ٹوک ہے، ہر شخص کو اجازت ہے جس وقت چاہے آئے''۔ حضور نظام آئے اور بکمال ادب ملے اور باصرار پائیں حضور چارپائی پر بیٹھے، حضور نے باصرار یہ فرما کر کہ

آپ سلطان اسلام ہیں آپ کی عزت ہر مسلمان کو کرنا ضروری ہے، کرسی طلب فرمائی اور اس پر حضور نظام بیٹھے۔ بعد معمولی مزاج پرسی وغیرہ حضور نظام نے درخواست کی کہ مَیں حضور کو حیدرآباد چلنے کی تکلیف دینا چاہتا ہوں۔ ارشاد فرمایا ''مجھ کو وطن میں چند ضرورتیں ہیں، اس وقت معذور ہوں، آپ فرمائیں کہ وجہ تکلیف سفر بمبئی اور فقیر سے کیا غرض ہے؟''۔

حضور نظام نے عرض کیا کہ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ خانوادۂ برکاتیہ میں دعائے سیف الرحمٰن ہے اور حضور اس کے حاکم ہیں، مَیں چاہتا ہوں کہ اجازتِ دعا مرحمت ہو۔ حضور نے ارشاد فرمایا ''یہ سچ ہے کہ میرے گھر میں دعا ہے، نیز مجھ کو اپنے اکابر سے اجازت ہے اور مَیں پڑھتا ہوں لیکن یہ چیز فقرا کے کام کی ہے، بادشاہوں کے لائق نہیں، دعا ترک خلائق چاہتی ہے اور آپ کے دامن دولت سے ایک عالم وابستہ ہے، تاہم مجھ کو دعا کی اجازت دینے میں عذر نہیں ہے، اگر صرف اجازت قرأت درکار ہے مَیں اجازت دیتا ہوں آپ پڑھیے، اگر باقاعدہ اجازت عمل مطلوب ہو آپ کو تکلیف ہوگی، اس اجازت میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ طالب پس پشت اجازت دہندہ ایستادہ رہے یہاں تک کہ اجازت دہندہ قرأت دعا کے بعد وہ نسخہ طالب کو مرحمت فرمائے۔ یہ سن کر حضور نظام فوراً ﴿شیروانی اور قمیص اتار کر﴾ پس پشت ایستادہ ہو گئے، حضور نے وظائف میں سے دعائے سیف الرحمٰن نکال کر قرأت فرمائی۔ اثنائے قرأت میں حضور نظام کو رعشہ پیدا ہو گیا بادشاہ حضور تھوڑی دیر بیٹھ گئے اور پھر باادب ایستادہ ہو گئے۔ حضور اقدس نے دعائے سیف الرحمٰن کو ختم فرما کر حسبِ قاعدہ مع خرقہ حضور نظام کو عطا فرمائی۔ حضور نظام نے آداب عرض کر کے شکریہ ادا کیا اور ایک بڑی شاندار نذر پیش کی، حضور نے ارشاد فرمایا کہ ''میرے آبا و اجداد قدست اسرارہم مریدوں سے نذر لیتے تھے اور مَیں بھی لیتا ہوں لیکن آپ مرید نہیں ہیں اور آپ نے مجھ سے دعائے یمانی کی اجازت لی ہے فقیر دعا کو فروخت نہیں کرتا، اب یہ قیمت دعا ہو جاتی ہے، اگر قبل طلب دعا فقیر کو کچھ مرحمت ہوتا کچھ عذر نہ ہوتا کہ شاہانِ اسلام فقرا پر مہربانیاں اور ان کے مصارف کی کفالت فرماتے ہیں، لیکن مَیں اس شاہانہ عطیے کے قابل نہیں ہوں اور نہ اس کی ضرورت ہے، البتہ فاتحہ اکابر شرط اجازت ہے''۔ پھر اپنے ایک خادم سے اشارہ فرمایا اور فوراً شیرینی حاضر ہوگئی، حضور نے فاتحہ کی اور اس میں سے ایک حصہ حضور نظام کو مرحمت فرمایا، حضور نظام نے بکمال ادب و اخلاص حصہ لیا اور اسی وقت نوش فرمایا جو قطعاً دستور سلطنت کے خلاف تھا۔

سبحان اللہ! باوجود اس سلطنت اور علو مرتبت کے حضور نظام کو فقرا سے کس قدر اخلاص اور ان کا کیسا سچا ادب تھا۔ حضور اقدس قدس سرہٗ نے باوجود اصرار اور حضور نظام نذر قبول نہ فرمائی اور ارشاد فرمایا ''مَیں چاہتا ہوں کہ سید سردار علی خاں کی خطا جو حضور کا نمک خوار قدیم ہے معاف فرمائی جائے''۔ اس واقعے میں حضور کا تصرف وحکومت خلق ومروت، توکل واستغنا تمام مثالوں کا اظہار ہے کہ حضور کی توجہ سے حضور نظام بمبئی پہنچے، اسی مکان میں فروکش ہوئے، سردار صاحب کے مہمان بنے اور ان کی معافی خطا کے بعد ان کو اپنی ملازمت میں لے لیا۔

منقبت

یا شاہِ شاہانِ جہاں یا سیدی یا بوالحسین حق نما حق جو وحق گو حق پژوہ وحق گزیں
اے کہیں عزمت خبر دہ از رموز کن فکاں اے مہیں قدرت بلند از آں چناں وایں چنیں
اے حدیث جاں فزایت خوشتر از آب زلال اے کلام شکرینت خوب تر از انگبیں
اے بر اقدامت فدا جانم سوئے خاکم خرام ذرۂ راہِ توام از تو قدم و از من جبیں
اے کریم ابن کریم اے فخر اسلاف کرام صاحب برکاتی و آل محمد شمس دیں
تا ملاذے ہمچو تو دارم ہراساں نیست ام گر چہ صد ہمچوں فلک دارم حریفاں در کمیں
یک نگاہِ لطف برحال من ناشاد کن بادشاہا تا چناں خواہی خدا خواہد چنیں
المدد اے سید سادات وقف صد بلاست بندۂ درگاہِ والا حسرتؔ اندوہ گیں

بلبل طبعم ترنم ریز اوصاف تو باد
تا کہ باشد مہر تاباں زیب چرخ چارمیں

وثوق ورجا:

ایک کرامت نامہ اسی فقیر میں ارقام فرماتے ہیں ''پریشان نہ ہونا سب مشکلیں آسان ہو جائیں گی۔ شیخ کا دامن ہمارے ہاتھ میں اور شیخ کا ہاتھ حضور غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے ہاتھ میں ہے، ان شاءاللہ تعالیٰ انجام بخیر ہے۔ یہ چندروزہ تکالیف ہیں:

غلام غوث اعظم بے کس ومضطر نمی ماند اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

حزین القلب رہنا:

باوجود خندہ روئی وخوش خلقی سوائے ان اوقات کے جن میں ذکر اکابر حضرات مارہرہ مقدسہ

خصوصاً ذکر حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ ہوتا حضور اقدس ہر وقت حزین رہتے۔ قریب زمانۂ وفات یہ خادم عاجز حسب طلب سرکار مارہرہ میں حاضر ہوا اور باریاب خدمت اقدس ہوا۔ حضور اقدس قدس سرہٗ شیخ علی احمد صاحب (رئیس مارہرہ، مرید خود بدولت) کے مکان پر تشریف فرما تھے۔ فرمایا'' چلو حضرات کو سلام کر آئیں''، ڈولی میں سوار ہو کر درگاہ شریف میں تشریف لائے۔ بعد فاتحہ خوانی حضور اقدس قدس سرہٗ پر گریہ طاری ہوا، یہاں تک کہ اسی حال میں قیام گاہ پر پہنچے، بہت دیر میں سکون ہوا۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ سبب حزن و ملال دریافت کر سکے، اس ناچیز خادم کو قریب بلا کر ارشاد فرمایا کہ'' میاں! ہم گئے تھے وہاں کوئی بھی نہ ملا، سب حضرات تشریف لے گئے''، یہ فرماتے جاتے ہیں اور آنسو برابر جاری ہیں۔

دوسرے جلسے میں ارشاد فرمایا'' آہ! زمانہ رسالت دور ہوتا جاتا ہے، فیوض و برکات کم ہوتے اور فتنے بڑھتے جاتے ہیں، اولیاء اللہ جن کے تصرفات کی شہرت تھی توجہ و تصرف سے ممنوع ہیں، حاشا اب لطف زندگی باقی نہیں رہا''۔ اپنے اکابر اور گذشتہ رفقا کو یاد فرماتے اور آہ آہ کرتے، غرض اُس دور میں حضور کو کسی نے بہت کم بشاش دیکھا ہوگا۔

خندہ رُو رہنا:

باوجود ضعف و شدت امراض، انقطاع غذا، توالیٔ صدمات اہل حاجات و حضارِ دربار سے ہمیشہ خندہ روئی اور نہایت نرمی سے کلام فرماتے، کبھی چیں بجبیں نہ ہوتے۔

برادرانِ دینی کی حاجت براری:

یہ باب اس قدر وسیع ہے کہ اگر پورا بیان کیا جائے ایک مجلد ضخیم مرتب ہو جائے۔ اس کو حضور اقدس قدس سرہٗ اپنا فرض منصبی اور خاص کام سمجھتے، ہر وقت ہر روش میں شان خادم پروری کا نئی طرز سے ظہور تھا۔ ہزاروں عقدہائے مشکل خدام کے حضور اقدس قدس سرہٗ کی توجہ سے حل ہو جاتے۔

ماہ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ [۱۸۹۳ء] میں بمقام بھنڈولی (ضلع بلند شہر) غریب خانے پر رونق افروز ہیں کہ خاں صاحب ابوالحسن خاں ساکن شاہجہاں پور مرید حضور اقدس قدس سرہٗ ردولی سے خدمت اقدس میں پہنچے اور عرض کیا'' آج کل سخت پریشانی و افلاس و افکار میں مبتلا ہوں، مکان مسکونہ قرضے میں دائر نیلام ہے حضور مدد فرمائیں''۔ ارشاد فرمایا'' اِس وقت ہم سفر میں ہیں،

صرفِ قلیل ساتھ ہے اگر تمہارا کام ہو سکے لے لو''۔ وہ خاموش اور اِس عاجز سے تخلیے میں کہا کہ ''حضور سے کہہ دینا مَیں نے آپ کا دامن تھاما ہے اب کس کے پاس جاؤں، بغیر روپے کے ہرگز نہ جاؤں گا، حضور نے صدہا خدام کی دستگیری فرمائی ہے میری بھی مدد فرمائیے''۔

اِس خادم نے خان صاحب سے عرض کیا کہ ''تمام سامان وسفر خرچ حضور کا سب میری تحویل میں ہے تم پریشان نہ کرو''، لیکن خاں صاحب نے نہ مانا اور غصے سے کہا کہ ''تم کو میری جانب سے عرض کر دینے میں کیا عذر ہے؟'' مجبور ہو کر خادم نے عرض حال کیا کہ ''خان صاحب بہت مضطرب ہیں، مکان ہاتھ سے جاتا ہے''، فرمایا ''ہمارا سفر خرچ جو کچھ تیرے پاس ہے دے دے اور اس وقت کیا ہو سکتا ہے''، اِس ناچیز نے مکرر عرض کیا کہ پٹھان جاہل ہے خودکشی پر آمادہ ہے۔ ارشاد فرمایا شام کو بعد ختم وظیفہ اس کو تنہا ہمارے پاس لے آنا۔ بعد وظیفہ شام خان صاحب کو طلب فرمایا اور تین سو روپے ایک رومال میں بندھے ہوئے مرحمت فرمائے، خان صاحب نہایت شاداں وفرحاں باہر آئے اور اس عاجز سے کامیابی کا حال بیان کیا۔ خادم جس وقت حضور میں حاضر ہوا ارشاد فرمایا ''آج ہمارا عہد ٹوٹ گیا، خان صاحب کے واسطے تو نے کچھ ایسا مجبور کیا کہ خدام شجرۂ زر سے کام لیا گیا الحمدللہ کہ غریب کا کام ہو گیا''۔

۱۳۰۰ھ [۸۳-۱۸۸۲ء] میں غریب خانے پر نزول اجلال فرمایا۔ چند مریدین وخدام ومخدومین ومخدومی عارف شاہ صاحب مرحوم خلیفہ حضور ہم رکاب ہیں، اُس زمانے میں ایک بڑا مقدمہ اِس عاجز کا بصیغہ اپیل ہائی کورٹ الٰہ آباد میں دائر اور قریب پیشی ہے، حضور اقدس قدس سرہٗ نے حالات مقدمہ دریافت فرمائے اور ارشاد فرمایا ''میاں عارف شاہ! تمہارے مقدمے کے واسطے عمل پڑھنا چاہتے ہیں لیکن مفت نہ پڑھیں گے کچھ عوض مانگتے ہیں، ان کا حجرہ ٹوٹ گیا ہے تم وعدہ کر لو اس کو تیار کرا دو گے، یہ عمل شروع کر دیں''۔ خادم نے عرض کیا ''عین کرم ہے غلام خدمت کے لیے حاضر ہے''۔ بعض دعاؤں کی عارف شاہ صاحب کو اجازت وہدایت ہوئی، مسجد میں حکم قرأت دیا گیا۔ عارف شاہ صاحب مرحوم پڑھ رہے تھے کہ خود حضور اقدس قدس سرہٗ مسجد میں رونق افروز ہوئے اور عارف شاہ صاحب سے فرمایا کہ ''ٹھہرو ہم پڑھے دیتے ہیں'' خود تھوڑی دیر بیٹھ کر پڑھا اور تشریف لا کر فرمایا کہ ''شیرینی منگاؤ اور فاتحہ حضور غوثیت مآب رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کی کرو، عارف شاہ کا نذرانہ لاؤ''۔ خادم نے عرض کیا کہ ''مقدمے میں ہنوز دیر ہے''۔ ارشاد

ہوا'' بھلا عارف شاہ کی محنت کہیں ضائع ہوتی ہے، مقدمے میں تم کامیاب ہو گئے، کل تار آ جائے گا''۔ خادم نے تعمیل حکم کی۔ دوسرے روز تار وکیل کا پہنچا اور مقدمے میں یہ عاجز کامیاب ہو گیا۔

اِس تصرف میں چند شانوں کا مجموعہ تھا۔ اِس خادم کی معاونت ودستگیری، عارف شاہ صاحب کی حاجت براری، تصرف وحکومت، ستر حال جو کچھ ہوا وہ عارف شاہ صاحب کے عمل سے ہوا۔ سبحان اللہ! واللہ ہزاروں واقعات چشم دید ہیں فقیر نے التزام کیا ہے کہ ہر باب میں ایک دو واقعے سے زیادہ نقل نہ ہوں ورنہ یہ باب بہت وسیع ہے۔ حضور کو جس قدر مخلوق کی حاجت براری میں لطف آتا تھا بیان سے باہر ہے۔ دعا، تعویذ، عمل، سفارش، حکم، عطا صدہا طریقوں سے خادم پروری ہوتی تھی۔

مساکین پر رحم:

کتنے غربا خدام تھے جن کی کفالت حضور اقدس قدس سرہٗ خود فرماتے تھے اور پھر وہ بھی عجیب شان سے کہ یہ کسی کو معلوم نہ ہو۔ غربا خدام کے مکانوں پر قیام فرماتے، مریدین واہل حاجات حاضر ہوتے، نذر وہدیہ پیش کرتے وہ سب ان گھر والوں کا حصہ تھا۔ بہت سے غربا کی تنخواہیں مقرر تھیں جو ایک پردے سے ان تک پہنچتی تھیں۔ غربا محتاجین کی خود معاونت فرماتے، دوسروں کو حکم ہوتا کہ ان کی مدد کریں۔

سخی ہونا:

یہ لازمہ سیادت وخاصہ شان فقر ہے اور حضور کا اِرث آبائی۔ کبھی کوئی سائل محروم نہ جاتا اور اپنی ضرورت وسوال سے زیادہ پاتا۔ علاوہ سائلین حضار مجلس بخشش عام سے حصہ پاتے، کبھی کوئی شخص دربار سے خالی ہاتھ نہ اٹھتا، بعض کو تحائف وہدایا کے طور پر اشیا مرحمت ہوتیں، بعض مفلس خدام کی پرورش ضروری اور ان کے حال کا اظہار بھی پسند نہیں، ان کی ضرورت کی چیزیں خراب وخستہ پسند فرما لیتے اور نئی اور عمدہ ان کو عطا فرماتے کہ ''اس نمونے کی ہم کو مدت سے تلاش تھی، یہ ہم کو بہت پسند ہے''۔ کسی سے لوٹا، کسی سے پاندان، کسی کا صندوق وغیرہ لے لیا جاتا اور فوراً عمدہ نیا سامان عطا ہوتا پھر بعد مبادلہ وہ اس کی چیز بھی اسی کو مرحمت ہو جاتی کہ ہمارے پاس اور آ گئی اب ضرورت نہیں۔ کپڑے، لحاف، توشک، چادر اتفاقاً ہفتہ بھر آپ کے پاس رہ جاتا ہوگا، ورنہ صبح سے شام تک اہل حاجات کا پہنچنا اور حضور اقدس قدس سرہٗ کی بخشش بتدریج برابر جاری رہتی۔ ہر

وقت ایک دریائے کرم رواں تھا۔

ارشاد فرماتے کہ ''بخیل کی صحبت سے اجتناب چاہیے اور ان سے بچنے کی عمدہ تدبیر یہ ہے کہ ان پر کوئی مالی فرمائش کی جائے وہ خود دوبارہ حاضر نہ ہوں گے''۔ ایک سوداگر نے عمدہ گھڑی نذر کی، صاحبزادہ صاحب نے پسند کی اور چاہا کسی دوسرے وقت مانگ لوں گا، شام کو حضور سے دریافت کیا'' گھڑی کہاں ہے؟'' فرمایا'' وہ دے دی، تم نے اسی وقت کیوں نہ لے لی''۔ کبھی کسی چیز کو جمع نہ فرماتے جو پہنچا صرف ہو گیا۔

بخل سے بچنا:

ہر شئے اس کے مستحق سے روکنا بخل اور مستحق کو دینا سخاوت اور بلا استحقاق دینا ایثار و کرم ہے۔ حضور کے دربار میں ایثار و کرم کے دریا بہتے تھے یہاں بخل کا کیا مذکور۔ سوال کبھی رد ہوتا ہی نہ تھا، جب تک شریعت نہ روک دے، ایک خدا کا ولی خدا کے مال کو مخلوق سے کب روک سکتا ہے۔ ارشاد فرماتے ذرّیت رسول اللہ ﷺ میں کم سے کم سخاوت و مہمان نوازی و خلق محمدی ضرور ہوگا۔

ہر کام میں اولوالعزم ہونا:

حضور اقدس قدس سرہٗ جب کسی کام کا قصد فرماتے کوئی چیز آپ کو روک نہ سکتی تھی۔ ناکامی کا خطرہ ہی نہ آتا اور اسی عزم بالجزم کا اثر ہوتا کہ دشوار سے دشوار کام نہایت سہل و آسان ہو جاتا۔

لغویات اور فضول سے بچنا:

حضور اقدس قدس سرہٗ کے دربار میں لغویات کو بار نہ تھا جس سے بچنے کی ضرورت ہوتی۔ البتہ خدام کو فضولیات سے روکتے۔ خود اِس عاجز پر گزرا ہوا واقعہ ہے کہ میرے چھوٹے بھائی کی شادی ایسے وقت قرار پا گئی کہ سامان نہ تھا اور مہلت بہت کم تھی۔ مجبوراً قرض لینے کی ضرورت پڑی۔ تدبیر کی گئی اور ایک ساہوکار سے شرائط معاملہ طے ہو گئیں۔ تکمیل رجسٹری کے جاتے وقت خادم نے حضور اقدس قدس سرہٗ سے عرض حال کیا، ارشاد فرمایا'' قرضہ اچھا نہیں، ایسے کاموں میں نقصان ہوتا ہے، بہتر ہوتا کہ قرضہ نہ لیا جاتا''۔ خادم نے تمام مشکلات، صورت حال، اپنا مجبور ہونا مفصل بیان کیا۔ فرمایا'' اچھا ہو آؤ''۔ محکمہ رجسٹری تک پہنچ کر بعض شرائط میں ساہوکار نے سختی کی اور معاملہ نامکمل رہ گیا۔ دوسرے روز اور شخص کو آمادہ کیا اور گفتگو ختم کر کے پھر بوقت جانے

رجسٹری کے حضور سے عرض حال کیا فرمایا ''اچھا ہوآؤ''۔ یہی نوبت پہنچی اور معاملہ نہ ہوا۔ صرف ایک روز شادی کا رہ گیا خادم نے شب کو بکمال عجز اپنی پریشانی اور بے اختیاری کا حال عرض کیا۔ فرمایا ''دل نہیں چاہتا کہ فضول اسرافات کے لیے قرض ہو''۔ مجبوری عرض کی، فرمایا ''خیر کل لے آنا''۔ تیسرے روز قرضہ مل گیا لیکن اس قرضے سے سخت نقصان پہنچا۔

ہر کام میں وسط اختیار کرنا:

یہ عادت کریمہ تھی ہر معاملے میں حضور اقدس قدس سرہٗ ایک سہل اور نرم وسط تدبیر ارشاد فرماتے۔ سائل کو کچھ بھی دشواری نہ ہوتی، کسی شخص کو کوئی کام فوق الطاقت نہ بتایا جاتا۔ اپنے تمام کاموں میں بھی یہی روش مسلوک تھی۔

خدا کے واسطے محبت کرنا:

بے شک بسبب خلق عام ہر شخص یہ سمجھتا تھا کہ حضور کو مجھ سے خاص محبت ہے لیکن راز آشنا خدام جانتے ہیں کہ حضور اقدس قدس سرہٗ کی شفقت ورحمت مخلوق پر صرف اسی نسبت سے تھی کہ وہ خدا کی مخلوق ہیں۔ خدام وصلحا وعلما واہل قرابت سب پر نظر رحمت تھی، لیکن غور سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ آپ کسی شخص سے ذاتی لگاؤ نہیں رکھتے تھے۔ جب کسی سے کوئی تجاوز حدود شریعت سے ملاحظہ فرماتے کیسا ہی محبوب ہوتا فوراً معتوب ہوتا۔

خدا کے واسطے عداوت رکھنا:

اگرچہ منافقین وبدمذہب، فاسق الاعمال دربار میں حاضر ہوتے تھے اور اپنے معروضات میں کامیاب بھی ہوجاتے، لیکن صاف معلوم ہوتا تھا کہ وہ لگاؤ اور نظر پرورش ایک مخلص پاک اعتقاد صالح سے حضور کی ہوتی وہ مفقود ہے۔ جلد سے جلد یہ رخصت کیے جاتے۔ خدام سے ارشاد فرماتے کہ:

> معاملات دنیاوی میں ہم نہیں روکتے لیکن کسی بدمذہب سے دوستی بری بات اور حرام ہے۔ ان لوگوں کی مجالس مذہبی اور خاص صحبتوں میں ہرگز شرکت نہ کرو کہ یہ کم از کم مورث مداہنت اور سستی اعتقاد ہے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر:

امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں حضور اقدس قدس سرہٗ کبھی کسی مخلوق کا لحاظ وپاس نہ فرماتے۔ عام طور پر خدام کو اوامر کی تعمیل اور نواہی سے احتراز وبدعات سے اجتناب کی ہدایت فرماتے۔

حضور اقدس قدس سرہٗ کی علاتی ہمشیرہ نواب سید نور الدین حسین خان صاحب رئیس اعظم بڑودہ کی زوجہ تھیں۔نواب صاحب مرحوم کا تمام خاندان حضرت شاہ نظام الدین فخری دہلوی قدس سرہٗ کا مرید تھا۔ایک بار حضرت شاہ صاحب مرحوم ایسے موقعے پر بڑودہ پہنچے کہ ہمارے حضور اقدس قدس سرہٗ بھی تشریف فرما تھے۔شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حسب دستور محل سرائے زنانہ میں تشریف لے گئے اور سب بیگمات نذریں لے کر حاضر ہوئیں۔حضور اقدس قدس سرہٗ سے آپ کی ہمشیرہ صاحبہ مکرمہ نے دریافت کیا کہ''مَیں بھی جا کر نذر دکھاؤں''۔حضور اقدس نے ارشاد فرمایا کہ''تم ہرگز نہ جاؤ ہم ذمہ دار ہیں،شاہ صاحب خفا نہ ہوں گے''۔

تھوڑی دیر میں حضور اقدس قدس سرہٗ حضرت شاہ صاحب سے ملے اور اثنائے تقریر میں فرمایا''نواب سید نور الدین حسین خان صاحب کی بی بی میری بہن ہیں وہ خود نذر دکھانے سے معذور ہیں،مَیں نذر لایا ہوں''۔شاہ صاحب قدس سرہٗ نے اول حال قرابت مفصل پوچھا پھر بکمال معذرت فرمایا کہ''مَیں خود اِس رسم لغو سے بےزار ہوں کیا کروں یہ لوگ نہیں مانتے،مَیں آپ کے خاندان عالی شان اور ان کے اتباع شریعت سے خوب واقف ہوں،زنہار بیگم صاحبہ مکرمہ اقتدا ان لوگوں کی نہ کریں،مَیں ان کی نذر بخیال احترام عزت آپ کے خاندان عالی شان کے ہمیشہ کو معاف کرتا ہوں اور آئندہ کبھی محل سرائے میں بغیر اطلاع و پردہ کرائے نہ جاؤں گا''۔

نرمی سے بات کرنا،نرم خو ہونا:

ان صفات کمال کا ظہور و اتصاف ایک زمانے نے حضور اقدس قدس سرہٗ میں دیکھا ہے۔انداز کلام کچھ ایسا پیارا اور لطیف تھا کہ ہر شخص گرویدہ تھا۔خشونت اور سختی کو اِس دربار میں بار ہی نہ تھا۔نرم خوئی فطری عادت حضور اقدس قدس سرہٗ کی تھی۔ارشاد فرماتے''ہم مسلمان ہیں،امت محمدی ہیں،ذریت آل ہیں،فقیر سرکار قادری ہیں بھلا سختی و تندخوئی ﴿ہم میں﴾ کیسے ہو سکتی ہے۔

دینی امور میں مضبوط ہونا:

دینی معاملات میں حضور اقدس قدس سرہٗ کبھی کسی کی رعایت نہ فرماتے۔احکام شرع کی تاکید فرماتے۔ہر مسئلے میں تحقیق حنفیہ کا مسلک اختیار فرماتے۔

ترک نزاع دنیوی کرنا:

تقسیم جائداد میں جو جز و حضور اقدس قدس سرہٗ کو ملا انتظام و وصول و نالشات کے خیال سے

آپ نے اس کا ٹھیکہ دے دیا اور ایک تھوڑی رقم مقرر فرمالی۔ مکان موروثی کے حصے سے دستبردار ہو گئے۔ فرمایا" ہمارے قیام کو خانقاہِ درگاہِ معلیٰ کافی ہے"۔ وہ زمین جو مکان کے واسطے حضور اقدس قدس سرہٗ کے عمِ معظم رحمۃ اللہ علیہ نے دی تھی وہ بھی آپ کے صرف میں نہ آئی۔ آپ نے کسی جگہ کوئی مکان اپنے لیے نہ بنایا ہمیشہ دیکھا کہ جب وہ حضرات جو ہر طرح حضور اقدس قدس سرہٗ کے نقصان پہنچانے کی کھلی چھپی کوششیں کرتے تھے آپ کے پاس کسی کام کو پہنچے ممکن نہ تھا کہ ان کے اکرام وعزت وحاجت برآری میں ذرا بھی کمی کی ہو گویا ان سے کچھ شکایت ﴿ہی نہیں﴾ ہے۔ اگر ان کے امثال نے یاد بھی دلایا فرمایا" خیر اُس وقت ہم سے خفا ہو گئے ہوں گے"۔ کبھی فرماتے" پھر ان کی حرکات سے ہم کو کیا نقصان پہنچا خود ان کو اپنی ناکامی اور مخلوق کے انکار سے ندامت اور تکلیف ہوئی، پھر شکایت کا کیا موقع ہے"۔

خوش خو ہونا:

حضور اقدس قدس سرہٗ اعلیٰ درجے کے خوش خو اور خوش خلق تھے۔ چھوٹے بچوں کو بکمال محبت وشفقت پاس بلاتے، سر پر ہاتھ پھیرتے، کچھ چیز مرحمت فرماتے، ان کی باتیں سنتے، جوانوں پر عنایت اور بوڑھوں کا وقار فرماتے اور یہی خدام کو ہدایت ہوتی۔

نیک خصال ہونا:

خصال خوب کا کیا پوچھنا! آخر اچھائی برائی آپ ہی کے اکابر کی پسند و ناپسند کی نسبت سے ہے۔ تمام صفات کمال ذات مبارک میں جمع تھیں۔ جس صفت پر غور کیجیے سراپائے شریعت محمدیہ علیٰ صاحبها الف الف سلام و تحية کے سانچے میں ڈھلی ہوئی، طریقت ومعرفت کے رنگ میں ڈوبی ہوئی تھی۔ بعض صفات حسن کا ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ تذکرہ ہوگا۔

احوال کا چھپانا ومعانی کا پردہ کرنا:

یہ گزارش ہو چکا ہے کہ حضور اقدس قدس سرہٗ کو ستر واخفائے حال میں حسب روش خاندان خاص اہتمام تھا، لیکن روشناس نگاہوں اور کثرت واقعات نے اس راز کو افشا کر دیا تھا۔ حضور اقدس قدس سرہٗ کبھی کوئی دعویٰ نہ فرماتے، جب کوئی خادم آپ کے تصرفات کا ذکر کرتا فرماتے "تمہارا خیال ہے"۔ کبھی بزرگوں کی توجہ، کبھی کسی دعا وعمل کا اثر، کبھی کسی تدبیر ودوا کی تاثیر۔ جب کوئی گنجائش تاویل نہ ہوتی مرید کے خلوص کے اثر وغیرہ وغیرہ پر محول فرما دیتے۔

اکتالیس برس حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کے زیر تربیت رہنا اور پھر تمام معمولات حضور کو بہ نظر عشق و محبت دیکھنا اسی شان کا مقتضی تھا، لیکن آخر عہد میں جس طرح حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ سے حالات بے اختیاری میں خرق ظاہر ہو جاتے تھے اور حضور کسی واقعے کی خبر یا حکم دے دیتے تھے یہاں بھی وہی جلوہ تھا۔ کسی وقت کوئی بات بے پردہ بھی ہو جاتی، اگر چہ دوسرے وقت اس کا پردہ کیا جاتا۔ دونوں حالتوں کی ایک ایک مثال سنیے۔ اپنی دیکھی عرض کروں:

۱۲۹۷ھ [۸۰-۱۸۷۹ء] میں یہ خادم ہم رکاب حضور دہلی گیا، حضور مولانا محمد حافظ شاہ محمد صاحب دامت برکاتہم کی خانقاہ میں مقیم ہوئے اور اِس خادم کو ایک فہرست اشیا جو حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کے واسطے درکار تھیں مع چند فرمائشات بعض اجلہ اہل قرابت مرحمت فرما کر حکم خریداری ملا۔ خادم نے سب فرمائشات خرید کر کے قصد حاضری کیا۔ راہ میں مخدومی نواب محمد عبدالرحمٰن خان صاحب نقشبندی مرحوم سے (جو ایک مرد مرتاض، خدمت اکثر اکابر سے فیض یاب تھے) ملاقات ہوئی۔ عندالسوال خادم نے عرض کیا کہ ''خطائے غیر حاضری قابل معافی ہے، یہ خادم حضور مرشدی قدس سرہٗ کی خدمت اقدس میں ہے''۔ نواب صاحب مرحوم نے بکمال اشتیاق فرمایا کہ ''ہم مدت سے شہرۂ کمال حضور اقدس سن رہے ہیں، چلو ہم بھی باریاب سلام ہوں''۔ فقیر عاجز بمعیت نواب صاحب مرحوم مع اسباب خدمت اقدس میں پہنچا، خادم نے تقریب کی اور نواب صاحب مرحوم قدم بوس و مصافحہ سر جھکا کر خاموش بیٹھ گئے۔ حضور نے معمولی طور پر نواب صاحب مرحوم کی مزاج پرسی کی اور اِس خادم سے فہرست اشیا طلب فرما کر تمام سامان کا ملاحظہ شروع کر دیا اور اسی کے متعلق دیر تک دریافت فرماتے رہے، یہ عاجز چاہتا تھا کاش حضور یہ مکالمہ ختم فرمائیں اور کچھ بیان حقائق و معارف سلوک یا کوئی مسئلہ تصوف ارشاد فرمائیں۔ واللہ یہ اضطراب و خواہش فقیر حضور پر ظاہر تھی اور ایک شان تبسم کے ساتھ جس قدر یہ خادم اس قصے کو ختم کرنا چاہتا تھا حضور طول دیتے تھے، آخر وہ جلسہ اسی مکالمے پر ختم ہو گیا۔

یہ عاجز بمعیت نواب صاحب مرحوم اٹھا، خیال تھا کہ اگر بکمال تہذیب نواب صاحب مرحوم نے کچھ بھی نہ کہا تاہم تعریف کا کیا محل ہے، لیکن نواب صاحب مرحوم کچھ ایسے مست و سرشار اُٹھے کہ دور تک فقیر سے کچھ کلام نہ کیا، ایک مسافت دراز طے کر کے مخاطب ہوئے اور فرمایا ''سبحان اللہ! آج بعد مدت ایک آفتاب درخشاں اور سلطان جہاں کو دیکھا، یہی وہ حضرات ہیں جو باعث

قیام سماوات وارض ہیں۔ واللہ باوجود اس کے کہ حضور نے بطور معمول مجھ پر نظر التفات بھی نہ کی لیکن صرف میری گستاخی و تجسس پر وہ تجلی عارفانہ ڈالی تھی کہ ہنوز میرے حواس درست نہیں ہیں۔ یہی وہ حضرات ہیں جن کی خدمت میں ہر وقت خبر دار رہنا چاہیے''۔

شب کو فوائد متفرقہ کے بیان میں حضور اقدس قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ ''روش فقیر کے خلاف ہے کسی نئے آنے والے کی خاطر اپنے بیان وتقریر کا بدل دینا'' اور یہ صرف اس خادم کی تسکین اور ازالہ شبہ کی خاطر فرمایا گیا۔

اِس خادم کے ایک پیر بھائی غازی آباد ضلع میرٹھ میں ملازم تھے۔ اُن پر ایک مقدمہ فوجداری چلا۔ وہ نہایت پریشان ہوکر اِس عاجز کے پاس پہنچے، یہ خادم ان کے ہمراہ ہوکر علی گڑھ دولت خانۂ خان صاحب محمد عبدالرشید خان مرحوم پر خدمت اقدس حضور اقدس قدس سرہٗ میں حاضر ہوا۔ وقت بعد مغرب تھا، حضور پلنگ پر لیٹے ہیں، خادم نے بعد دریافت کیفیت مزاج سامی مختصراً حال پریشانی اپنے دوست کا عرض کیا، ابھی پورا عرض نہ کر چکا تھا کہ حضور لیٹے سے اٹھ بیٹھے اور بکمال جلال فرمایا کہ ''تم لوگوں کو جس وقت کوئی حکومت ظاہری مل جاتی ہے خدا کو بھول جاتے ہو اور غربا پر سخت ظلم کرتے ہو، جب خدا پکڑتا ہے اُس وقت فقرا کے پاس دوڑتے ہو، کیا یہ لوگ خدا کے پکڑے ہوئے کو بچا سکتے ہیں؟ کیا یہ کچھ زبان ہلا سکتے ہیں؟ اِس معاملے میں حکم ہو چکا ظالم کو قید ہوگی اب کیا کہتے ہو؟''۔

فقیر یہ حکم خلاف معمول سن کر اور وہ شان جلال دیکھ کر حیران تھا اور ان بے چارے پر قیامت گزر گئی۔ دوسرے وقت تنہا خادم حاضر ہوا اور عرض حال کیا، اب شان ہی دوسری تھی، فرمایا ''دعا کریں گے خدا انجام بخیر فرمائے۔ بہت افسوس ہے کہ اُس نے غریبوں پر سخت ظلم کیا اور حکم سزا ہو گیا مجبوری ہے''۔ نتیجہ یہی ہوا کہ باوجود بڑی کوشش وصرف کے ان کو سزا ہو گئی۔

طریقۂ توحید پر سلوک:

حضور اقدس قدس سرہٗ کا توحید میں مشرب وحدت الوجود تھا اور یہی تمام خانوادۂ عالیہ کا مشرب ہے، لیکن فرماتے ''یہ مسئلہ حالی ہے قالی نہیں، بطور قال مسلک اہل وحدت شہود خوب بیان ہوسکتا ہے''۔ کیا خوب سرکار اقدس قدس سرہٗ کا ارشاد ہے:

موحد ہے نور اتحادی ہے ملحد   نہ سب تو ہی تو ہے کہ بس تو ہی تو ہے

حضور اقدس قدس سرہٗ کی ہر حال و ہر مقام میں نظر مسبب پر ہوتی ہے کبھی سبب کو نہ دیکھتے۔ فہم اہل مجلس سے بلند باتوں اور کشف خواطر سے سخت نفرت فرماتے، ارشاد ہوتا ہے کہ یہ نقصانِ سالک ہے کہ اپنا کام چھوڑ کر کسی دوسرے کی طرف متوجہ ہو جائے اور پھر تجسس اور افشائے راز کرنا روش فقرا میں اس کو 'غیبت' کہتے ہیں۔ ہاں اتفاقیہ عارف کی نظر پڑ جاتی ہے یا یہ کہ اس سے کوئی راز مخفی نہیں بشرطِ ضرورت ہدایت نہ بغرض اظہار کمال کسی دوسرے کے خطاب سے وہ رفع وسوسہ کسی طالب کا کر دیتا ہے اور یہی روش ہمارے اکابر قدست اسرارہم کی تھی۔ یہ حضرات باوجود اطلاع چشم پوشی فرماتے اور دوسرے طریقوں سے رفع خواطر یا سالک کو تنبیہ فرما دیتے۔ بیشتر بصورتِ تذکرۂ عام فوائد، کبھی کسی بزرگ کے قصے کے پیرایے میں، کبھی کسی کتاب کو دکھا کر، کبھی واقعے میں سمجھا کر ہدایت فرماتے۔ اخص راز دار خدام کی خصوصیت سے یہی تنبیہ ہو جاتی ہے۔

حضور اقدس قدس سرہٗ کے دربار میں یہ صورتیں روزانہ پیش آتیں۔ کچھ بیان ہو رہا ہے بعض حاضرین سکتے کے عالم میں خاموش ہیں کہ یہ ہمارا قصہ ہے، بعضے صرف ایک تذکرہ سمجھ رہے ہیں اور محظوظ ہیں۔ بعض رمز شناس مست و بے خود ہیں اور حقائق کلام میں غور کر رہے ہیں۔

اختیار ترک کرنا:

حضور اقدس قدس سرہٗ اپنے معاملات میں کبھی خواہش نہ رکھتے اور مریدین میں بھی حقیقی پیارا نہیں خدام پر تھا جو باوجود اشد ضرورت اپنے معاملات بطور درخواست حضور میں پیش نہ کرتے، صرف وقت استفسار مختصر عرض حال کر دیتے اور منتظر حکم رہتے اور بعد حکم راضی رہتے اور اسباب ظاہر سے زیادہ اہتمام سے کام نہ لیتے۔ اِن خدام کے کان ہزاروں اسرار سن چکے ہیں، اِن کے سینے رازوں سے بھرے ہوئے ہیں، اِن کی زبانیں بند ہیں، ہر چند چاہیں کچھ کہیں لیکن حکم نہیں پاتے۔ معاملات میں ظاہری کوشش صرف زبان بندیِ مخلوق اور ستر حال اور ادائے حقوق شرعیہ کے سبب سے ہوتی ہے ورنہ ہر کام میں رضائے خالق مطلوب تھی۔

'بیاض اسرار' میں ارقام فرماتے ہیں:

> مرید را در دو جہاں خواستے وبایستے نباشد ہر کہ او را خواست و بایست باشد وطالب ہواست نہ مرید مشائخ فرمودہ اند کہ مرید پیش شیخ ہمچو مردہ بین یدالغالی باشد یا نباشد بہر طورے کہ او را متحرک گرداند سزاوار مرید آن است کہ آں چہ شیخش نسبت

وخواہد وخبر آں نخواہد ورنہ اورامر ید نخوانند واطلاق اسم مرید او مسامحت باشد۔

قضائے الٰہی پر راضی ہونا:

مکتوب شریف میں جو بڑودہ سے بنام اِس گم نام کے صادر ہوا ارقام فرماتے ہیں ''اس سال سفر حج میں ہمارے خاص اعزہ تھے۔ حضرت پھوپھی صاحبہ مکرمہ، خالہ صاحبہ محترمہ، ہمشیرہ صاحبہ یہ سب اسی سفر میں مقامات متبرکہ میں انتقال کرگئیں۔ رضینا بقضاء الله تعالیٰ اب ہم یکہ وتنہا ہیں، بڑا سفر درپیش ہے۔ دعا کرو انجام بخیر ہو''۔

محبت شیخ طریقہ میں مستغرق ہونا، ہمیشہ اس کی جانب متوجہ رہنا، ہر کام میں شیخ کو ساتھ دیکھنا، ہر حال میں اس کو پیش نظر رکھنا:

حضور اقدس قدس سرہٗ کو شیخ کی محبت و تعظیم (بلکہ شیخ کے ہر منتسب سے محبت اور تمام خانوادے سے اسی نسبت سے خصوصیت تھی۔ شیخ کی اتباع، شیخ کی حضوری، شیخ کے دربار کی معیت، شیخ میں فنائیت مطلقہ حاصل تھی۔ صورت میں وہی شان تھی، سیرت کا وہی حال تھا، رفتار میں وہی چلن تھا، گفتار میں وہی لہجہ تھا، لباس میں وہی وضع تھی، معاملات میں وہی ڈھنگ تھا، عبادات میں وہی رنگ، ریاضات و مجاہدات میں وہی مسلک تھا۔ دوپہر کا قیلولہ شب کی استراحت گویا خاص اوقات حضوریٔ دربار تھے تمام معاملات میں ہدایات ملتیں، تمام خطرات پر حضور مطلع کیے جاتے۔

ہزاروں بار کا دیکھا ہوا واقعہ ہے کہ طبیعت مبارک کسل مند ہے، مرض کا اشتداد ہے، غذا متروک ہے، ضعفِ شدید عارض ہے، طاقت نشست و برخاست نہیں ہے لیکن حضار میں سے کسی نے تذکرۂ خاتم الاکابر قدس سرہٗ شروع کردیا بس ایک طاقت وتوانائی جسم اطہر میں آگئی، اٹھ بیٹھے حالات سن رہے ہیں، نہایت خوش اور بشاش ہیں، بعض لطائف کو سمجھا رہے ہیں۔ سبحان اللہ! ایسی فنائیت ومحویت مرشد کے ساتھ کہیں دیکھی نہ سنی، جن لوگوں سے حضور خاتم الاکابر رحمۃ اللہ علیہ جیسا معاملہ فرماتے بس وہی روش حضور جاری رکھتے۔

دوسروں کی طرف سے بالکل غافل ہوجانا:

اکثر ارشاد فرماتے کہ حضور سرکارِ غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنہ قدس سرہٗ العزیز اور اکابرِ خاندانِ مارہرہ مقدسہ قدست اسرارہم بڑے غیور ہیں۔ ان کا متوسل جب کہیں جائے گا

پریشان نہ ہوگا۔ حضور شیخ اکبر امام الطریقہ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لن یفلح المراۃ بین الزوجین والطالب بین الشیخین **ایک عورت نہ دوشوہروں کی جورو ہوسکتی ہے نہ ایک طالب دوشیخوں کا مرید۔**

راہ سلوک میں اول وآخر مرحلہ اعتقاد شیخ طریقہ کا ہے، جب تک یہ نہیں کچھ بھی نہیں، جو ایک دروازے کا مردود ہے اس کی راہ مسدود ہے، ہمارے گھر میں کون سی نعمت نہیں جو کسی دوسرے دروازے پر جائیں اور سائل ہوں:

باغ مرا چہ حاجت سرو وصنوبر است　　　شمشاد خانہ پرور ما ازکہ کمتر است

بعض ہمارے منتسبان نے دوسری جگہ بیعت کی۔ طرح طرح کی تکالیف ومشکلات میں مبتلا ہوگئے۔ کہنے لگے فلاں نے بددعا کی، عمل پڑھا۔ حاشا کہ ہم کواس کا خیال بھی آیا ہو، لیکن کیا کیجیے اس خاندان برکاتیہ کے بعض متاخرین بھی قدم بقدم حضور غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا ہیں وہ گوارا ہی نہیں فرماتے کہ ان کے منتسب حقیر وذلیل ہوں، جواس خاندان کی توہین کرے گا خوار و ذلیل ہوگا۔ ہم نو پشتوں سے قادری ہیں اوراسی نسبت پر فخر کرتے ہیں، ہم کودعویٰ ہے کہ کم ازکم اس خاندان کے منتسب میں دوباتیں ضروری ہوں گی اگرچہ بالکل طریقے سے ناواقف ہواور عمل سے خالی ہو۔ اولاً کسی دوسرے خاندان کے فقیر کے ہاتھ سے صدمہ نہ اٹھائے گا۔ دوسرے عمر بھر کسی حال میں رہاان شاءاللہ وقت آخر توبہ وندامت پر مرے گا کہ سرکار بہت عالی ہے۔

کسی دوسرے سے استفادہ قطع کردینا:

خود حضور بڑے غیور تھے اور غیرت کو نہایت پسند فرماتے تھے۔ اِس خادم نے ایک رسالہ مطبوعہ میں سند تسبیح حضرت مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحیٔ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ دیکھ کر بشوق حصول سند قصد لکھنؤ کیا اور حضرت مولانا[عبدالحیٔ فرنگی محلی] مرحوم کے دروازے پر پہنچ کر خیال آیا کہ غیر سے سوال ہے، فوراً واپس آیا اور حاضر حضور ہو کر عرض حال کیا۔ نہایت خوش ہو کر فرمایا کہ ''اجازت تسبیح لانے میں کچھ نقصان نہ تھا لیکن بہتر ہوا اپنے گھر میں موجود ہے''۔ پھر اپنی تسبیح مبارک مع سند مرحمت فرمائی۔ والحمد للّٰہ علیٰ ذلك۔

یہ خادم الٰہ آباد میں ہے اور حضور اقدس قدس سرہٗ بڑودہ میں تشریف فرما ہیں، اتفاقاً مجھ کو خیال معاملات حضرت دربار شاہ صاحب مجذوب (جو وہاں کے صاحب خدمت مشہور تھے) پیدا

ہوا، چند بار اُن کی قیام گاہ پر گیا لیکن وہ نہ ملے۔ حضور اقدس قدس سرہٗ کا عزت افزا نامہ صادر ہوا، ارقام تھا کہ ''جب مجذوب تم سے ملنا نہیں چاہتا تم کیوں جاتے ہو؟'' اس میں یہ بھی تنبیہ تھی کہ قرب وبُعد، حضور وغیبت کو یہاں دخل نہیں، ہم ہر جگہ اپنے خدام کے نگہبان ہیں۔ سبحان اللہ۔

اعتقاداً، عملاً، طلباً، غیرۃً، محبۃً شیخ میں فانی مطلق ہوجانا:

یہ عرض ہو چکا ہے کہ حضور اقدس قدس سرہٗ کو ہر شانِ شیخ میں فنائیت مطلقہ حاصل تھی۔ جس شخص، جس شہر، جس چیز کو حضور شیخ سے نسبت تھی وہ بھی محبوب تھی۔ یہاں تک کہ خدام حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ بہ نہایت عزت واحترام حضور کے ساتھ پاس رہتے، سفر میں بھی اُن کو جدا نہ فرماتے کہ شاید صاحبزادے ان سے کام لیں اور ان کو تکلیف ہو، ان کے تمام کاموں میں اور ضرورتوں میں معاونت فرماتے، ان کی خدمت صرف یہی تھی کہ وہ استراحت حضور اقدس قدس سرہٗ کے وقت میں ذکر حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ سنائیں۔

سوائے اُن حضرات کے جو حضور قبلہ جسم وجاں حضور سید شاہ ابوالفضل شمس الدین آل احمد اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ یا حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ سے فیض یاب تھے کسی بزرگ سے استفادے کی اجازت مرحمت نہ ہوتی۔

'بیاض اسرار' میں ارقام فرماتے ہیں:

> مرید خود را نگزارد کہ با شیخ دیگر نشیند و نہ با مریدان شیخ دیگر بجہت آں کہ ممکن است کہ ہوائے ایں مرید مخالف آں یک باشد و بر مشائخ لازم کہ مخالف مرید فرمایند چوں امر شیخ دیگر را موافق ہوائے خود بضرورت میل کند و ایں میل پیش ایں طائفہ آرند او معنوی است و ایں آرند بحکم طریقت مورث بعد و قطعیت است چوں میل بشیخ دیگر کنند شیخش از نظر ساقط شود و ایں شیخ دیگر نیز خلاف ہوائے او امر کند باز بشیخ خود رجوع کند معلوم شد کہ صادق نبودہ است پس بفرمود مثل شائع کہ ازیں جا راندہ و از آں جا ماندہ خوار و بے کار وسرگرداں گردد ذھب مع الذاھبین الی سجین الطبیعة والجھالة نعوذ باللّٰہ من ھذہ الفتنة والخذلان۔

ہمیشہ مشتاق رہنا:

روزانہ باہتمام تمام وضو و خلوت واستراحت وقیلولہ بظاہر رفع تکلیف کے واسطے ہوتا، لیکن

خدام خاص جانتے تھے کہ یہ وقت حاضری دربار حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ ہے۔ بعض خدام عرض بھی کرتے کہ حضور فلاں معاملے میں سرکار والا سے حکم لے لیں یا سرکار تک یہ التماس پہنچادیں۔ جس روز کسی وجہ سے موقع قیلولہ نہ ملتا شکل قبض پیدا ہو جاتی، طبیعت بے چین ہے، کسی پہلو آرام نہیں جب تک دوسرے وقت حضوری نہ ہو۔

عشق کامل:

محبت کی یہ کیفیت تھی کہ حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کے خدام کو اپنے سے پہلے کھانا کھلاتے اور اس لطف وشفقت سے پیش آتے گویا ناز پروردہ بیٹے ہیں۔ ان کے تمام متعلقین کے مصارف مرحمت فرماتے، حضور کے مریدین سے بکمال مہربانی مساویانہ برتاؤ فرماتے، ان کی حاجت برآری اپنے خدام سے مقدم فرماتے اور ہر حال میں ان کی پرسش و رعایت مدنظر رکھتے۔

حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کے قریب زمانۂ وفات میں ایک بزرگ ولایتی سید احمد شاہ خلیفہ اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ بدایوں خدمت اقدس میں پہنچے اور عرض کیا کہ ''ایک عقدۂ مشکل کے حل کے واسطے حضور مرشد سے حکم حاضری مارہرہ ملا، لہٰذا وہاں پہنچ کر حضور کے عم معظم رحمۃ اللہ علیہ سے ملا اور حال گزارش کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جن کی خدمت میں تم بھیجے گئے ہو وہ بدایوں تشریف رکھتے ہیں۔ ایک جوڑا کپڑے اور کچھ زر نقد مرحمت فرما کر مجھ کو بدایوں روانہ کردیا ہے''۔ حضور اقدس قدس سرہٗ نے ان کو کمال عزت وحرمت سے لیا اور اِس خادم کو ان کی خدمت پر مامور فرمایا۔ افسوس یہ راز نہ کھلا کہ وہ عقدہ کیا تھا اور کیوں کر حل ہوا۔ کچھ اس طرح خلوتِ خاص میں باتیں ہوتی تھیں کہ دوسرے کو بار نہ تھا۔

ایک روز خادم عاجز سے فرمایا کہ ''ایک گراں بہا نعمت تیرے واسطے پہنچی ہے ایک جوڑا کپڑے ولایتی صاحب کے واسطے نئے تیار کر کے فوراً حاضر لا''۔ خادم نے بعجلت تمام تعمیل حکم کی۔ ولایتی صاحب کے روبرو وہ کپڑے رکھ کر فرمایا یہ ہمارا خادم ہے آپ اپنا ملبوس بطور تبرک اس کو دے دیجیے اور یہ کپڑے آپ پہن لیں۔ وہ جوڑا اس خادم کو مل گیا۔ ارشاد فرمایا ''جانتے ہو یہ کیا چیز ہے؟ یہ حضور جدی ومرشدی قدس سرہٗ کے پہنے ہوئے کپڑے ہیں، شکرانہ ادا کرو کہ بڑی نعمت گھر بیٹھے مل گئی''۔ والحمد للّٰہ علی ذلك

خلق سے اعراض:

گزارش ہو چکا ہے کہ حضور اقدس قدس سرہٗ خلق کے افعال واقوال سے کبھی متاثر نہ ہوتے اور ہمیشہ نظر عفو و مرحمت سے دیکھتے، مخالفین کے افعال کی بھی طرح طرح سے تاویلیں اور عذر فرما دیتے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ بعض واقعات اس کے متعلق معروض ہوں گے۔

حضور قلب مع اللہ:

کتاب 'سراج العوارف فی الوصایا والمعارف' (ص:۷) پر ارقام فرماتے ہیں:

مدام بیاد الٰہی مشغول باشند و از خدا بجز خدا طلب نہ کنند چوں خدا رایافت ہمہ اشیا رایافت چہ ماسوی اللہ چیزے نیست ہر چہ کو ہست ہمہ اوست یعنی تنہا ہمہ اوست ألا کل شئ ما خلا اللّٰہ باطل یک لمحہ از یاد او تعالیٰ غافل نمانند و دمے غفلت روا ندارند و خود را فرصت ند ہند تا کہ فرصت نیابند۔

محبت رسولِ خدا ﷺ:

شریعت یا طریقت عرفا کو اسی وجہ سے محبوب ہیں کہ حضور سرورِ دو عالم ﷺ کے دربار تک رسائی کے راستے ہیں۔ حضور اقدس قدس سرہٗ کا ہر قول و فعل عین سنت تھا۔ آخر عہد میں بسبب ضعف اکثر ادعیہ خاندانی کا ورد ترک فرما دیا تھا صرف چند درود کے صیغے تھے جو کبھی کسی حال میں ترک نہ ہوتے، چند صیغے درود کے بطور شجرۂ قادریہ چشتیہ جمع فرما کر چھپوا دیے۔ حکم تھا کہ ''اگر شامت اعمال سے کچھ بھی نہ ہو سکے ان کو پڑھ لیا کرو''۔ کثرت منفعت کے خیال سے اپنے خدام کے سوا تمام اہل زمانہ کو ان کی قرأت کی اجازت مرحمت فرمائی۔

ارشاد فرماتے کہ ''درود شریف تمام دعاؤں کی روح ہے بغیر اس کے کوئی عبادت کامل نہیں ہوتی''۔ اس محبت کے نتائج کا پتہ زیارت 'بیاض اسرار' سے ہوتا ہے کہ سرکار رسالت ﷺ سے کیا کیا انعام مرحمت ہوئے۔

جو ظاہر شریعت کے خلاف ہو اس سے بچنا:

حضور اقدس قدس سرہٗ کو عبادات، معاملات، عادات میں اتباع سنت کا ہمیشہ التزام تھا۔ یہاں تک کہ اگر بعض ناواقف خدام کوئی سوال خلاف شریعت کرتے باوجود خلق عام مزاج اقدس پر سخت گراں آتا اور اکثر اوقات اس کا ایک عرصے تک اثر رہتا۔

ایک میرے دوست ساکن میرٹھ قوم کنبوہ (جو حضور اقدس قدس سرہٗ کے مرید تھے) نے اپنے بعض اعزہ (سکنۂ مارہرہ) کی شکایت کی اور درخواست کی کہ ''حضور سے کوئی ایسا عمل مرحمت ہو کہ ان میرے مخالفین کو تکلیف پہنچے اور وہ مجبورانہ میرے ساتھ موافقت کریں''۔ فرمایا کہ ''معاملات متنازعہ میں ان کا کچھ حق شرعی ہے یا نہیں؟'' عرض کیا ''حق ضرور ہے لیکن اس پر تمادی قانونی عارض ہے، عرصے سے قبضہ نہیں ہے''۔ یہ سن کر حضور اقدس کو جلال آ گیا اور فرمایا ''فقرا ظالم کو بھی ایذا دینا گوارا نہیں کرتے نہ کہ صاحب حق کو طلب حق پر ایذا پہنچانا، ہم سے کبھی ایسا سوال نہ کرنا'' اور سخت ناخوش ہوئے۔

اِس خادم عاجز نے ہر چند کوشش کی کہ غصہ حضور کا کم ہو جائے لیکن جب کسی پہلو سے ان کا تذکرہ کیا حضور کو فوراً وہ سوال ان کا یاد آ گیا اور فرمایا ''یہ وہی ہیں جنہوں نے وہ ناجائز خلاف شریعت درخواست کی تھی اور اس میں ہم سے معاونت چاہی تھی''۔ نتیجہ اس برہمی مزاج حضور اقدس کا یہ ہوا کہ یہ سائل تین برس سخت امراض میں مبتلا اور صاحب فراش ضروریات سے محتاج رہے اور اسی تکلیف میں انتقال فرمایا۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

مسلمانوں کو نصیحت کرنا:

یہ حضور اقدس قدس سرہٗ کی عادت کریمہ تھی اور ہر جلسے میں اس کا التزام۔ طریقۂ نصیحت اتنا نرم اور اچھا تھا کہ جس سے جو ارشاد فرمایا ناممکن تھا کہ تعمیل نہ کرے۔ دینی، دنیوی، اخلاقی تعلیم ہوتی، حقوق العباد کی نگہداشت کا خاص اہتمام ہوتا۔ والدین، استاذ، شیخ اور بزرگوں سے باادب و تعظیم، اعزہ واحباب سے بمساوات ومحبت، چھوٹوں سے بشفقت پیش آنے کی تاکید فرماتے۔

اپنے اہل سلسلہ کی ہوا خواہی اور ان کو دعا دینا:

ایک گرامی نامے میں اِس ناکارہ خادم کو تحریر فرماتے ہیں:

ہم خدائے تعالیٰ سے تمہارے واسطے فلاح دارین کی ہر وقت دعا کرتے ہیں۔

تمہاری تکلیف سے ہم کو تکلیف ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ انجام بخیر ہے۔

حضور اقدس قدس سرہٗ کو اپنے ہر خادم کا ہر وقت خیال تھا اور ان کی حاجت برآری کی فکر۔ ہر خادم کو خسیس دنیاوی چیزوں کی طلب پر دینی نعمتیں مرحمت ہوتیں۔ آخر عہد میں مریدین سے فرماتے کہ ''ہنوز وقت ہے کچھ کر لو، کچھ پوچھ لو، کچھ سیکھ لو، اگر تم سے تکمیل سلوک بھی نہ ہو سکے

ادعیہ واشغال واعمال ومراقبات خاندانی کی اجازت لے لو کہ اس راہ میں اصل اجازت مجاز ہے۔ ہمارے بعد واقف کیسا مجاز ملنا بھی دشوار ہوگا، ڈھونڈو گے اور نہ پاؤ گے‘‘۔اسی شان کرم کا جلوہ تھا کہ معمولی صلح دیکھ کر بہت سے خدام کو اجازت وخلافت مرحمت ہوئی۔ ﴿پھر وسعت رحمت سے تمام مریدین خاندان برکاتیہ کو ایک اجازت عامہ لکھ کر مشتہر فرمادی۔﴾

اہل سلسلہ کی ظاہری و باطنی خیر خواہی، کھلی چھپی ان کی خدمت، ان کے کاموں میں حضور وغیبت برابر جاننا، ان سے خصوصیت برتنا:

ان چاروں اوصاف کا بیان ہو چکا ہے اور یہ خاص عادت کریمہ تھی۔ ہر وقت ہر محل پر غلاموں کا خیال اور ان کی پاسداری حاضر و غائب نگاہ کرم، فکر حاجت برآری رات دن کا شغل تھا۔ والا برادرم مولوی عبدالحیٔ صاحب مرحوم [بیخود بدایونی تلمیذِ داغ] نے بعد ترک ملازمت راج سروہی ریاست جودھپور میں کوشش ملازمت کی، لیکن جگہ ملنے میں دیر ہوئی۔حضور اقدس قدس سرہٗ بڑودہ میں تشریف فرما تھے، کرامت نامہ بنام خادم عاجز پہنچا۔ارقام فرماتے ہیں:

عبدالحیٔ کو لکھ بھیجو باعث تعویق سیاح سروہی کا خیال تھا وہ ان کو جدا کرنا نہیں چاہتے تھے اور کوشاں تھے کہ واپس لیں، سیاہ جودھپور آمادہ تھے کہ جگہ دیں فقیر نے تصفیہ کر دیا کہ سیاح سروہی کوشش نہ کریں اب مطمئن رہیں معاملہ صاف ہوگیا۔

بغیر درخواست اِس عاجز کے ایک صاحب منصب کو نوازش نامہ تحریر فرمایا۔ارقام فرماتے ہیں کہ:

فلاں ہمارا خادم ہے اس کی پریشانی سے ہم کو تکلیف ہے، آپ جو کچھ ہمارے ساتھ کرنا چاہتے ہیں اس کے ساتھ کریں بس یہی ہماری خدمت ہے۔

اور اس خادم کو حکم پہنچا کہ اس سفر میں فلاں صاحب سے ملنا وہ ہمارے ملنے والے ہیں۔ ﴿غرض نقد، جنس، سفارش، دعا سے کوئی محروم نہ ہوتا۔بعض حضرات نے حضور کے زرامانت میں تصرف کرلیا اور بعدہٗ ادا کرنا چاہا فرمایا ’’تمہارا مال ہے جس طرح چاہو کھاؤ، آخر کسی کو دیا جاتا تم بھی مستحق تھے۔‘‘ غیبت وشکایت برادران دینی سے خدام کو بہ تاکید منع فرماتے ، اگر کوئی کچھ عرض کر دیتا حضور پر کچھ اثر شکایت نہ ہوتا اکثر اس شخص سے جس کی نسبت شکایت گزری دریافت

فرماتے۔ ﷺ دل نہیں مانتا ایک تازہ واقعہ عرض کروں۔

ایک مرتبہ یہ خادم پریشاں حال بدایوں حاضر ہوا، اپنے ایک عزیز پیر بھائی سے ملا (جو با اخلاص خادم سرکار ہیں اور نہایت نیک صالح شخص ہیں) یہ معلوم کر کے کہ ان کے پاس کچھ کتابیں حالات حضرات مارہرہ کی ہیں ان سے استدعائے زیارت کی، وعدہ فرمالیا کہ "ان شاء اللہ کسی روز دکھاؤں گا بلکہ دے دوں گا دیکھ لینا"، لیکن ایفا میں تعویق ہوئی۔

ایک روز اتفاقیہ خادم سے ملاقات ہوئی۔ نہایت عاجزی سے فرمایا "ایک خطا ہوگئی معاف کر دے"۔ فقیر نے عرض کیا "اگر آپ کے نزدیک کوئی خطا ہوئی ہے معاف ہے واقعہ فرمائیے"۔ کہنے لگے "تو نے فلاں روز کتابیں مانگیں تھیں اور مَیں نے وعدہ کر لیا تھا کہ دے دوں گا لیکن پھر یہ خیال ہوا کہ اگر حسب دستور ابنائے زمانہ کتابیں واپس نہ ملیں اور تو نے نہ دیں مَیں کیا کروں گا؟ قلمی نسخے ہیں، غرض یہ فیصلہ کر لیا کہ کتابیں نہ دوں گا، شب کو حضور اقدس قدس سرہٗ کی زیارت ہوئی کہ ارشاد فرماتے ہیں کہ سائل کے ہم ضامن ہیں تم فوراً کتابیں دے دو۔ اسی وقت سے مَیں تیرا متلاشی اور معافی چاہتا ہوں سب کتابیں حاضر ہیں"۔ خادم کو اِس غلام نوازی پر رونا آ گیا اور سمجھا کہ مدعا تکمیل رسالہ کی ہے۔ بس اسی ہمت پر کام شروع کر دیا ورنہ صدمات متواتر وخرابی صحت صاف جواب دے رہے ہیں لیکن شوق تعمیل حکم سرکار ہے کہ جان کے ساتھ ہے۔ خدائے تعالیٰ اِس ناچیز تحریر کو مکمل فرما دے اور خدا کرے حضور اقدس قدس سرہٗ قبول ومنظور فرمالیں۔ بس نتیجہ نکل آیا اور ان کے کرم سے سب مشکلیں آسان ہوگئیں۔ یہ ایک ناچیز غلام کی داستان ہے۔ خوشا حال خدام کا خاص ان پر جتنا کرم بھی ہو زیبا ہے۔

حضرات قادریہ سے صحبت رکھنا:

حضور پرنور قدس سرہٗ کو حضرات قادریہ سے خاص انس تھا۔ صاحبزادگان سرکار قادری کا نہایت اکرام فرماتے۔ حضرت سید شاہ تجمل حسین صاحب قادری شاہجہان پوری دامت برکاتہم [متوفی ۱۳۴۲ھ] مخصوص دوست تھے۔ سید شاہ علی حسین صاحب اشرفی دامت برکاتہم [متوفی ۱۳۵۵ھ]، حاجی سید وارث علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ [متوفی ۱۳۲۳ھ] خاص حضور کے ملنے والے ہیں۔ اِس خادم کو حضرت اجمیر شریف میں اپنے ساتھ لے جا کر حضرت حاجی سید وارث علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا، شہرت عام تھی کہ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر

شان جذب غالب ہےاور وہ کسی سے بات نہیں کرتے ،واللہ حضور اقدس قدس سرہٗ سے ایک گھنٹہ کامل وہ لطف ومحبت کی باتیں ہوئیں جو دو خالص دوستوں میں بعد ایک مدت کے ملاقات میں ہوں ۔افسوس یہ معلوم نہ ہوسکا کہ وہ کیا باتیں تھیں ۔قیام گاہ پر تشریف لاکر فرمایا کہ ’’حاجی صاحب خالص قادری ہیں اوران کا سلسلہ بھی نہایت صحیحہ ہےاور بڑے بزرگ ہیں‘‘۔

حضرت بغدادی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مقیم دہلی آستانہ حضور محبوب الٰہی سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ بعد وصال اسی بستی میں دفن ہیں ۔ یہ بھی حضور اقدس قدس سرہٗ کے خاص ملنے والے تھے اور عام خدام کو ہدایت ہوتی کہ ’’جس جگہ اہل اللہ پاؤ بکمال ادب حاضر ہوجاؤ اوراس کے نگاہ کرم کی قدر کرو۔ پھر اگر آستانۂ عالیہ قادریہ کا مسند نشین ہےتو خدمت خصوصیت سے بجالاؤ۔اگر برکاتی بھی ہےتو تم اس سے ہر سوال کر سکتے ہو﴿اور ہر نعمت لے سکتے ہو۔﴾ ان حضرات کی خدمت میں باادب بلاقصد امتحان حاضر ہواور کوشش کرو کہ یہ تم کو اچھا سمجھیں کہ ان کے حسن ظن میں بھی اثر خاص ہے‘‘۔

غیروں کی صحبت سے بچنا:

حضور پرنور قدس سرہٗ مجاذیب اور حضرات نقشبندیہ سے کم ملتے، ارشاد فرماتے’’ مجاذیب اصحاب سلوک نہیں اورنسبت متعدیہ نہیں رکھتے ،کاملیت موجود مکملیت مفقود،ان سے امید نفع کم اور خیال مضرت بیشتر ہے‘‘۔حضرات مجددیہ کی استقامت علی ظاہر الشریعۃ کی تعریف فرماتے ،ارشاد ہوتا کہ’’اصطلاحی عرفان بھی نہ ہو،تاہم اتباع سنت ہی ایک قسم کا عرفان ہےاور یہ ان میں ضرور ہے‘‘۔

جو چیزیں باعث تشویش خاطر ہوں ان سے بچنا:

حضور انور مقدس خدام کے دنیوی امور میں بھی جب تک کوئی خاص تحریک اورضرورت نہ ہوتی مداخلت نہ فرماتے ۔علمائے ظاہر کی طرح مناظرہ ومباحثہ نہ فرماتے ۔

سماع کوروش طریقہ نہ جاننا:

حضور پرنور قدس سرہٗ اپنے واسطے اہتمام فرما کر سماع نہ سنتے ،لیکن اگر کوئی مہمان عزیز اہل سماع آجاتا سماع ہوتا۔کبھی خود بھی شرکت فرماتے ،لیکن ان مجالس خاص میں عامیوں کو بار نہ ہوتا، مخصوص خدام طلب فرمائے جاتے ۔اعراس بزرگان مارہرہ میں سماع حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کے عہد شریف سے موقوف تھا۔حضرت اقدس نے بھی جاری نہ فرمایا۔اگر کوئی قوال یا خوش خواں

عرس شریف یا غیر عرس میں حاضر ہو کر اجازت چاہتا بیرون درگاہ شریف سنتے، دوسرے آستانوں پر نہ کسی خاص اہتمام سے مجالس سماع میں تشریف لے جاتے، نہ سماع شروع ہو جانے پر اٹھتے۔

اس مسئلے کے دریافت کرنے پر مکتوب حضور میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہٗ اِس خادم کو مرحمت ہوا، ارشاد فرماتے کہ ہمارا مسلک اور حقیقتاً مسلک صحیحہ صوفیہ صافیہ یہی ہے کہ سماع حلال ہے اور اس کے شرائط ہیں جو اکابرِ مشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے مقرر کیے ہیں۔ اولاً سماع کی ضرورت ہو، ثانیاً مجالس میں سب اہل سماع یا غالب ان کی جماعت ہو، قوال بھی صالح ہو، موقع بھی خاص ہو، ایسا سماع متقدمین نے سنا اور مریدین کو سننے کی اجازت دی، اس کا انکار آفتاب کا انکار ہے۔ مجمع فساق کو مجلس سماع نہیں کہتے، بیشتر سماع مروجہ حال سراسر لغو ولہو ہے، ایسے مجمع میں اہل سماع کو جانا بھی درست نہیں۔ خاندان مارہرہ مطہرہ میں بعض بزرگوں نے سماع سنا اور بعض نے احتراز فرمایا، لیکن ان میں کوئی بزرگ نہ بلا شرائط حلت مطلقہ اور نہ بشرائط حرمت مطلقہ کا مجوز ہے۔

بات یہ ہے کہ سماع ایک تدبیر ترقی ہے، جب سالک کو کسبِ طریقہ کی کوفت یا حیرت مقام مضمحل کر دیتی ہے اچھی آوازوں، عمدہ مضامین، شوقیہ کے اشعاروں، اصحاب احوال کے کلام سے اس کی ہمت کو بلند، شوق کو تیز کر دیتے ہیں۔ نہ یہ برا سا کوئی کسب طریقہ ہے نہ کسی خاندان کے ساتھ مخصوص۔ عندالضرورت شیخ محقق جو حکیم حاذق روحانی ہے طالب کے اسباب موانع ترقی یا مواد فاسدہ کو مختلف تدبیروں سے دفع کرتا ہے۔ امتلا پایا روزہ و فاقہ کی ہدایت ہوئی، بلغمیت زیادہ دیکھی حرارت ذکر بڑھا دی وغیرہ وغیرہ۔ ہر شخص طالب کی حالت جدا، موانع راہ مختلف ہیں، لہٰذا علاج و دوا بھی مختلف ہے۔ لیکن جب گفتگو ہو اصل مسئلے میں ہو۔ کسی شخص پر یہ حکم کرنا کہ وہ اہل سماع نہیں ہے نہ چاہیے، اگر ظاہر اس کا حلیہ شریعت سے آراستہ اور طریقہ صوفیہ صافیہ سے خبردار ہے۔

سماع کی عادت نہ کرنا، سماع سے برات مطلقہ بھی نہ کرنا:

یہ گزارش ہو چکا کہ حضور اقدس قدس سرہٗ سماع کا انکار نہ فرماتے لیکن عادت بھی نہ تھی، اتفاقیہ ہوتا تو بکمال ادب و وقار سنتے اور تمام شرائط ملحوظ ہوتے۔ دوسروں پر جو لباس صوفیہ میں ہوں انکار نہ فرماتے اور خدام کو بھی انکار سے روکتے کہ یہی طریقۂ حضرات قادریہ واکابر مارہرہ ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین الیٰ یوم الدین۔

سماع اتفاقیہ کو بحضور قلب سننا:

فقیر عاجز کو اپنے دیکھے ہوئے دو واقعے خاص یاد ہیں۔ ایک بار حضور اقدس قدس سرہٗ بدایوں میں رونق افروز ہیں کہ حضرت معظمی صاحبزادہ سید شاہ تجمل حسین صاحب قادری شاہجہاں پوری دامت برکاتہم (جو مرید و خلیفہ حضرت صاحب سجادہ بانسہ شریف اور طالب و صاحبِ اجازت حضرت خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ اور ورزش سلوک میں ہم سبق و ہم شغل حضور مرشدی قدس سرہٗ اور مخصوص ملنے والے ہیں) تشریف فرمائے بدایوں ہوئے، حضور اقدس نے صاحبزادہ صاحب ممدوح کی دعوت کی اور بعد فراغ طعام فرمایا کہ ''یہ اہل سماع ہیں سماع ہونا چاہیے''۔ قوال حاضر ہوا، حضور اقدس قدس سرہٗ اور حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم اور شاہ امیر اللہ صاحب خلیفہ حضور صاحبزادہ صاحب زید مجدہم سننے والے تھے۔ آخر مجلس میں باصرار حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم یہ خادم طلب کیا گیا۔ سبحان اللہ عجب با برکت مجلس تھی۔

اسی طرح ایک بار مولانا حافظ شاہ محمد عمر صاحب دہلوی دامت برکاتہم بدایوں تشریف لائے اور حضور اقدس قدس سرہٗ نے مولانا کی دعوت کی، بعد کھانا کھانے کے کچھ خوش خواں بلائے گئے اور نعت و منقبت پڑھی گئی۔ جب حضور اقدس قدس سرہٗ دہلی تشریف لے گئے مولانا حافظ شاہ محمد عمر صاحب دامت برکاتہم نے دعوت کی اور وہاں بھی نعت خوانی و منقبت خوانی ہوئی۔ یہ سماع تھا جو باہتمام حضور نے سنا۔

ارشاد فرماتے ہیں ''کم از کم وہ شخص جو مجلس سماع میں حاضر ہوا ایسا ہونا چاہیے کہ حاضرین پر غالب ہو اور اُن پر خطرات پریشاں نہ آنے دے، یہ درست ہے کہ بعض اکابر نے مجالس عام میں بھی سنا لیکن آج کوئی ان کا مثل ہے؟ یہ محض لوگوں کے جمع کرنے کی تدابیر تھیں کہ جو آ گیا وہ ان کے رنگ میں رنگ گیا''۔

اب بھی عرس شریف میں مجالس سماع بیرون درگاہ شریف ایک عمارت جداگانہ میں ہوتی ہیں، جو 'سماع خانہ' کے نام سے موسوم ہے۔ حضور صاحب سجادۂ مارہرہ مطہرہ دامت برکاتہم نے چوں کہ مجمع حضرات چشتیہ نظامیہ و صابریہ زیادہ دیکھا اور سماع ان کی خاص دعوت ہے، سماع عرس حضور اقدس قدس سرہٗ میں بڑھا دیا۔ عجب شاندار مجلس ہوتی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ وہی برکات

قدیمہ بھی حاصل ہوں گے۔افسوس یہ ہے کہ ہنوز پیر باقی ہیں لیکن مرید قطعاً مفقود ہیں۔اللہ تعالیٰ ہم کوادب واخلاص عطا فرمائے آمین۔

تلاوت قرآن کریم پر مداومت:

حضوراقدس قدس سرہٗ روزانہ تلاوتِ قرآن کریم فرماتے اورقلیل دائم کو پسند فرماتے،اسی لحاظ سے جومنازل قرأت حضوراقدس قدس سرہٗ نے اپنے خدام کے واسطے مقرر فرمائے ہیں وہ آسان ہیں۔رسالہٗ سراج العوارف فی الوصایا والمعارف' میں بعد بیان چند طرق قرأت کے روزانہ یوں منازل مقرر فرمائیں یہ مندرجہ ذیل ہیں:

پہلی منزل سورۂ بقرۃ،دوسری منزل سورۂ آل عمران،منزل سوم سورۂ نساء،منزل چہارم سورۂ مائدہ،منزل پنجم سورۂ انعام،منزل سورۂ اعراف،سورۂ انفال وتوبہ،سورۂ یونس تا ھود،سورۂ یوسف تا ابراہیم،سورۂ حجر تا سورۂ نحل،سورۂ بنی اسرائیل تا کہف،سورۂ مریم تا انبیاء،سورۂ حج تا نور،سورۂ فرقان تا نمل،سورۂ قصص تا روم،سورۂ لقمان تا سبا،سورۂ فاطر تا سورۂ ص،سورۂ زمر تا سورۂ حم السجدۃ،سورۂ شوریٰ تا سورۂ جاثیہ،سورۂ احقاف تا النجم،سورۂ قمر تا ممتحنہ،سورۂ صف تا مدثر،سورۂ قیٰمہ تا آخر قرآن کریم۔

حضوراقدس قدس سرہٗ کبھی پارہائے قرآن کریم پر ختم تلاوت نہ فرماتے،ہمیشہ سورۃ سے سورۃ تک پڑھتے۔قرآن کریم اگرچہ کل حفظ تھا لیکن ہمیشہ دیکھ کر بآواز پڑھتے،انگلیاں حروف و سطور پر چلتی جاتیں تاکہ زبان،آنکھیں،سامعہ،ہاتھ سب تلاوت سے حصہ پائیں۔اکثر اعمال بھی آیات قرآنی سے استخراج فرما کر بقاعدہ تکسیر درست فرمادیتے۔

حضرات سلسلہ کی فاتحہ:

تواریخ وفات پر فاتحہ تمام بزرگوں کی معمول تھی۔روزانہ بعد پڑھنے شجرے کے فاتحۂ حضرات ضروری تھی۔گیارھویں تاریخ فاتحہ حضور پرنور غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا بکمال احتیاط فرماتے۔کوئی جنس معین نہ تھی لیکن شیرینی میں قید مسلمان کی دکان کی ضرور تھی اور ہمیشہ فاتحہ حضور غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے ساتھ فاتحہ حضور پرنور سیدنا شاہ ابوالفضل شمس الدین آل احمد اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خود بھی حضوراقدس قدس سرہٗ فرماتے اور مریدین کو بھی ہدایت فرماتے۔شجرہائے قادریہ چشتیہ کے حواشی پر تواریخ وصال حضرات کرام اصحاب سلسلہ

اِس فقیر نے درج کر کے چھپوادی تھیں۔ بیشتر خدام کو وہی شجرے مرحمت ہوتے اور ہدایت ہوتی کہ علاوہ فاتحہ روزانہ حضرات سلسلہ تواریخ وفات جو کچھ میسر ہو فاتحہ کر کے تقسیم کر دو۔

حضور غوثیت میں فنائیت:

ہر چند کہ اخفائے حال میں حضور اقدس قدس سرہٗ کو خاص اہتمام تھا، لیکن ایک بار نواب محمد رستم علی خاں دھولپوری کے اصرار پر یہ ارشاد فرمایا کہ ''ہماری رسائی اور دسترس سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا تک ضرور ہے، خلوت اول میں سالک کو حاضر دربار سرکار قادری کر سکتے ہیں''۔ نقوش میں اکثر نقش اسم اعظم، وظائفِ حاجات میں اسم حضور شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا مرحمت ہوتا۔

کسی ملامت کرنے والے کا خوف نہ کرنا:

اس کے متعلق ایک واقعہ گزارش ہے۔☆ حضرت صاحبزادہ حکیم سید شاہ محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا، تمام خاندان نے اتفاق کر لیا کہ ان کے صاحبزادے سجادہ نشین اپنے والد ماجد کے نہ کیے جائیں، لیکن باوجود اتفاق باہمی اور اختلاف کے جو حضرت اقدس سے تھا سب کی نظر حضور اقدس قدس سرہٗ کی طرف تھی، آپ نے فرمایا کہ '' آپ حضرات نے رسم قدیم پہلے ہی چھوڑ دی اور سب سجادہ نشین سے ملقب ہو گئے، یہ ظاہر ہے کہ باپ کا جانشین بیٹا ہوتا ہے اس میں غیروں کا کیا حق ہے'' اور خود حضرت صاحبزادہ سید شاہ حامد حسن صاحب دامت برکاتہم کو ان کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کا سجادہ نشین تسلیم کرا کے رسم ادا کی اور اختلاف حضرات خاندان کی پرواہ نہ کی۔

﴿ **دوسرا واقعہ:** خان صاحب بریلی کے فیصلہ ثالثی پر (جو حضور اقدس قدس سرہٗ کا مجوزہ تھا) ایک فریق نے عذرات کی اور گستاخانہ حملہ کیا، یہ حضور اقدس قدس سرہٗ کا ظرف عالی تھا کہ اپنے فیصلے کو یہ فرما کر منسوخ کر دیا کہ '' واقعی فیصلہ شرعی نہیں ہے، ہم نے صرف اس اطمنان پر کہ دونوں فریق خادم ہیں اور ایک متمول دوسرا احاجت مند ہے، معاملہ طے کر دیا تھا، یہ ہماری غلطی ہے، واقعی حقوق شرعی اس قدر ہیں''۔ اکثر اشخاص نے حضور اقدس قدس سرہٗ کو اس اظہار واقعہ سے روکنا چاہا کہ یہ حضور کی شان کے خلاف ہے، لیکن کچھ پرواہ نہ کی اور صاف اقرار فرما دیا۔ حق یہ ہے کہ شائبہ نفس حضور اکرم قدس سرہٗ میں مطلق نہ تھا۔ ﴾

☆ مخطوطے میں ہے کہ ''اس کے متعلق دو واقعات گزارش ہیں''۔ ہم نے دوسرا واقعہ بھی درج کر دیا ہے۔ اسیدؔ

عیوب کی پردہ پوشی کرنا:

کتاب شریف 'سراج العوارف فی الوصایا والمعارف' کے لمعہ سادسہ نور ۲۲ صفحہ ۱۸ پر ارقام ہے:

کسی کا عیب دیکھنا اور اس کا چھپانا بڑے اجر کا باعث ہے اور اہل اللہ کی عادت ہے، اگر نصیحت بھی منظور ہو برملا نہ کہے بلکہ خلوت میں کہ یہی عادت بزرگان دین و اکابر مارہرہ قدست اسرارہم ہے۔ اس صورت میں ایک پردہ پوشی اور خدائے ستار کا ایک پرتو بندے پر پڑتا ہے جس سے ازدیاد و ترقی مراتب کی امید ہے۔

اور یہ ہمیشہ عادت کریمہ تھی۔

ایک خادم نے چند بار بلا اطلاع حضور اقدس قلم دان سے روپے نکال لیے، حضور نے خلوت میں ان سے فرمایا ''یہ کیا بات ہے کہ ہمارے قلم دان سے روپے جاتے رہتے ہیں!'' انہوں نے عرض کیا ''حضور کی خدمت میں مؤکل آتے جاتے رہتے ہیں کوئی لے جاتا ہوگا''۔ فرمایا کہ ''تم نے خوب بتایا آج موکلوں کو جمع کر کے چور کو گرفتار کریں گے اور سخت سزا دیں گے''۔ اب ان خادم صاحب کو خوف ہوا انہوں نے وہ ۷۰/روپے چپکے سے قلمدان میں رکھ دیے اور حضور سے عرض کیا کہ روپے قلمدان میں موجود ہیں، حضور نے مسکرا کر ارشاد فرمایا ''میاں! وہ موکل ڈر گیا اچھا ہوا ورنہ آج حاضرات ہوتی اور اس کو سخت ندامت ہوتی''۔

نسبت قویہ:

اکبر آباد خانقاہ والا حضور مخدوم میر ابوالعلی رحمۃ اللہ علیہ میں ایک بزرگ صاحب نسبت کو کیفیت وجد ہے، وہ حلقے میں دورہ فرماتے ہیں اور جس شخص پر اپنا رومال مار دیتے بے اختیار تڑپنے لگتا، اسی حالت میں چند بار حضور اقدس قدس سرہٗ کی جانب بھی دورہ فرمایا اور ہر بار اشارہ کیا لیکن حضور اقدس قدس سرہٗ پر کچھ اثر نہ ہوا۔ ایک مرتبہ حضور نے بھی توجہ فرمائی ان بزرگ کی حالت بدل گئی بے اختیار تڑپتے تھے۔ دیر بعد سکون ہوا اور افاقت پر نہایت اخلاص و ادب سے حضور کے دست بوس ہوئے اور معذرت کی۔

کتب حضور غوثیت و حضرات قادریہ پڑھنا:

علاوہ مصنفات حضرات اکابر مارہرہ مقدسہ قدست اسرارہم کے (جو تقریباً ترجمہ ملفوظات

وارشادات سرکار قادری رضی اللہ عنہ ہیں) حضرات قادریہ کی تصنیفات اور خود سرکار سے منتسبہ کتابیں ہمیشہ ملاحظہ فرماتے۔

گیارہویں شریف پر التزام:

کتاب 'سراج العوارف فی الوصایا والمعارف' کے لمعہ خامسہ مسائل فقہیہ میں ارقام فرماتے ہیں:

فاتحہ یازدہم حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا خصوصاً یازدہم ربیع الآخر برائے خیر و برکت و مال واولاد وانجاح مرام وصول مراد جائز ومندوب و کارے خوب است کہ بہ تجربہ آمدہ بشرط آنکہ مجلس از ممنوعات شرقیہ مثل رقص و سرود و روایات کاذبہ وموضوعہ خالی باشد ایں چنیں مجلس یازدہم عین ما قادریان است اوتعالیٰ قادریاں را توفیق دہد کہ جاری دارند۔ ملخصاً (نور ۲۸/ص:۱۰۷)

خود ہمیشہ حضور التزام یازدہم شریف رکھتے تھے جیسا کہ سابقاً گزارش ہوا۔

الحمدللہ کہ ۶۹ /ادب منجملہ آداب طریقہ عالیہ قادریہ گزارش ہوئے اور اس کے ضمن میں بہ نہایت اختصار چند واقعات جو آنکھ کے دیکھے ہوئے یا نہایت ثقہ سچے متدین حضرات سے سنے ہیں عرض کیے گئے۔ مقصود صرف اس قدر ہے کہ ذات والا صفات ہمارے آقا خادم نواز قدس سرہٗ کی تمام صفات کمال اور آداب طریقہ سے متصف تھی۔ اگر فقیر چاہتا تو اپنے دیکھے ہوئے واقعات اور حضور اقدس قدس سرہٗ کے خاص ارشادات سے اسی ضمن میں ایک بڑی کتاب مرتب ہو جاتی، لیکن ابھی بہت مضامین گزارش کرنے ہیں جو ضروری ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ اِس کتاب کو بوسیلہ حضور اقدس قدس سرہٗ قبول فرمائے، راقم آثم کی خطاؤں سے بطفیل ذکران اکابر قدست اسرارہم کے درگذر فرمائے۔ خاتمہ ایمان پر اور دست بدامن حضور اقدس قدس سرہٗ محشور فرمائے آمین ثم آمین۔

اللّٰھم ھب لی فی بصری نوراً وفی سمعی نوراً وفی قلبی نوراً واجعلنی نوراً

معذرت

ضمن تحریر آداب طریقہ میں جو ارشادات تحریری حضور اقدس قدس سرہٗ کا حوالہ ہے ان شاء اللہ تعالیٰ وہ بلفظہ الشریف سرکار کے قلم کے نکلے ہوئے ہیں۔ البتہ ارشادات زبانی میں کاتب عاجز نے نتیجہ وخلاصہ تقریر حضور درج کیا ہے۔ ممکن ہے کہ اس میں کچھ کمی بیشی ہوگئی ہو۔ فقیر عاجز

قلت استعداد، کمی حافظہ کا مقر ہے۔ اگر حضرات قارئین کرام کسی مضمون میں غلطی پائیں فقیر کی غلطی سمجھیں اور معاف فرمائیں۔ حتی الامکان عاجز نے بہت کوشش کی ہے کہ اگر الفاظ حضور اقدس قدس سرہٗ بلفظہ الشریف یاد نہ آئیں اصل مقصود مطالب میں زیادتی وکمی نہ ہو۔

حلیہ مبارک

حضور اقدس قدس سرہٗ کا قد میانہ تھا، لیکن باوجود میانہ قامت ہونے کے مجمع میں سب سے بلند نظر آتے۔ رنگ مبارک گندمی، سر شریف بڑا اور محلوق، پیشانی خوب چوڑی بھنویں باریک (اور یہ حضرات سادات بلگرام میں عموماً ہے) پلکیں دراز، آنکھیں بڑی اور روشن سپیدی اور سیاہی تیز سرخی کے ڈورے پڑے، شغل محمودہ میں سیاہی مطلق نظر نہ آتی اور شغل بروز میں دونوں پتلیاں ایک ساعت برابر آجاتیں، بینی بلند پرّہ بینی وسیع، دہانہ فراخ، دندان مبارک نہایت صاف چمک دار، مضبوط غالباً وقت وفات شریف تک سب دانت موجود تھے کوئی گرا نہ تھا۔

ریش مبارک نہ انبوہ نہ کم، پوری بھری ہوئی مرسلہ، سینۂ مبارک کو ڈھکے ہوئے، مونچھیں اس قدر قصر فرماتے گویا منڈی ہوئی ہیں، سینہ مبارک چوڑا، ہاتھ لانبے، انگلیاں باریک دراز، شکم مبارک پر ایک باریک سیلی بالوں کی پڑی ہوئی، آخر عمر میں کمر مبارک خم ہوگئی تھی جو چلنے میں محسوس ہوتی تھی۔ پاؤں کی ایڑیاں چھوٹی اور نہایت خوبصورت، رفتار تیز، ہنسی آپ کی تبسم تھی۔

بیشتر عمامہ رنگین، کرتا سپید نقشبندی، پائجامہ ڈھیلا، کلاہ مبارک دوپلی گوشے کھلے ہوئے، کبھی قادری قمیص اور عبا بھی پہنتے، جاڑوں میں پمبی مرزئی پوری ڈھیلی آستینوں کی ناف سے نیچے لباس تھا، ایک چھوٹا دوپٹہ جو بشکل لاگلے میں ہوتا، رومال سپید۔

نواب محمد عبدالرشید خاں صاحب (رئیس بریلی تحصیل دار بدایوں، مرید حضور اقدس قدس سرہٗ) نے آخر عہد حضور میں دعوت کی اور بلا اطلاع حضور کی شبیہ عکسی کھچوائی۔ بعض خدام نے اس کی کاپیاں لیں جو اکثر خدام کے پاس موجود ہیں۔

وصل دوم

وہ اکابر کرام جن سے حضور اقدس نے تربیت پائی

ان میں اولاً ان حضرات کا تذکرہ ہوگا جن سے حضور نے علوم ظاہری حاصل فرمائے، جس طرح تمام علوم ظاہری و باطنی کی تعلیم حقیقی حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ سے فرمائی ہے آغاز درس بھی

حضور کی ذات مبارک سے ہوتا ہے۔ حسب قاعدہ سورۂ اقرا شریف کی چند آیات پڑھائیں، سینۂ مبارک سے لگایا اور رب یسّر و تمّم بالخیر کے ساتھ خاص دعائیں دیں اور درگاہ شریف کے مکتب فارسی میں داخل فرمایا۔

[۱] **میاں جی رحمت اللہ صاحب علیہ الرحمۃ**: غالبًا یہ وہ استاذ ہیں جن کے سر پر اولیت تعلیم کا سہرا ہے۔ آپ میاں عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ (خادم حضور صاحب البرکات قدس سرہٗ) کی اولاد میں تھے۔ سلسلۂ نسب اس طرح ہے: میاں جی رحمت اللہ صاحب علیہ الرحمۃ خلف میاں جی ﴿ جمال روشن صاحب خلف میاں جی مراد روشن صاحب خلف میاں جی منور صاحب خلف میاں جی ﴾ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہم۔ یہ تمام حضرات وقتاً فوقتاً مختلف خدمات سرکار پر مامور رہے۔ میاں جی رحمت اللہ صاحب علیہ الرحمۃ کو حضور خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ نے وقت انتظام درگاہ شریف مدرس فارسی مقرر فرما دیا تھا۔ اس دور کے سب پڑھنے والے میاں جی صاحب علیہ الرحمۃ کے شاگرد ہیں۔ بڑے بابرکت باادب شخص تھے باوجود اس کے کہ حضور اقدس آپ کا ادب استاذانہ ملحوظ رکھتے لیکن یہ خادمانہ آداب سے حاضر ہوتے اور نہایت ادب سے عرض معروض کرتے۔ بیعت بھی حضور اقدس سے حاصل تھی۔ مارہرہ میں آپ کا انتقال ہوا، رحمۃ اللہ علیہ۔

علاوہ میاں جی رحمت اللہ صاحب علیہ الرحمۃ کے آٹھ استاذ آپ کے سکنائے مارہرہ اور ہیں جن میں ایک میاں جی صاحب کے والد اور ایک چچا ہیں۔ باقی حضرات بہ حیثیت ملازم مدرسہ درگاہ شریف میں وقتاً فوقتاً نوکر رہے۔ یہ کچھ معلوم نہیں کہ ان حضرات سے حضور نے کیا پڑھا اور کس سلسلے میں کتنا پڑھا صرف اِن حضرات کے اسمائے مبارک گزارش ہیں۔

[۲] **میاں جی جمال روشن صاحب رحمۃ اللہ علیہ**: آپ میاں جی رحمت اللہ صاحب علیہ الرحمۃ کے والد تھے۔ آپ کے متعلق کچھ خبر گیری دیہات بھی تھی اور درگاہ شریف سے بھی علاقہ تھا۔

[۳] **میاں جی عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ**: عم حقیقی میاں جی رحمت اللہ صاحب علیہ الرحمۃ۔

[۴] **میاں جی شیر باز خاں رحمۃ اللہ علیہ**: ساکن مارہرہ مدرس درگاہ معلیٰ۔

[۵] **میاں جی اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ**: ساکن مارہرہ مدرس درگاہ معلیٰ۔

[٦] **میاں جی امانت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ**: ساکن مارہرہ مدرس درگاہ معلیٰ۔

[۷] **میاں جی امام بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ:** ساکن مارہرہ مدرس درگاہ معلیٰ۔

[۸] **میاں جی سید اولاد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ:** ساکن مارہرہ مدرس درگاہ معلیٰ۔

[۹] **میاں جی احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ:** ساکن جلیسر مدرس درگاہ معلیٰ۔

[۱۰] **مولوی محمد سعید صاحب عثمانی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ:** مدرس اول مدرسہ عربیہ درگاہِ معلیٰ۔ ابتدائی رسائل صرف ونحو حضور اقدس قدس سرہٗ نے آپ سے پڑھے۔ مولوی صاحب مرحوم کا ۲۴ ربیع الثانی ۱۲۷۷ھ [۱۸۶۰ء] کو بمقام بدایوں انتقال ہوا۔

[۱۱] **میاں جی الٰہی خیر صاحب مارہروی رحمۃ اللہ علیہ:** مدرس درگاہ معلیٰ۔

[۱۲] **حافظ عبدالکریم صاحب پنجابی رحمۃ اللہ علیہ:** مدرس مدرسہ قرآنیہ درگاہ معلیٰ۔

[۱۳] **حافظ قاری محمد فیاض صاحب رامپوری رحمۃ اللہ علیہ:** آپ حاجی شاہ جمال الدین صاحب پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان میں (جو نقشبندی تھے) مرید تھے۔ حضور اقدس کے معلم قرآن کریم ہیں۔ آپ بھی ایک عرصے تک مدرسہ قرآنیہ درگاہ معلیٰ کے صدر نشیں رہے ہیں۔ آپ کا بمقام رامپور انتقال ہوا۔

[۱۴] **مولوی فضل اللہ صاحب جالیسری رحمۃ اللہ علیہ:** مدرس مدرسہ عربیہ درگاہ معلیٰ۔ آپ نے بماہ ذی الحجہ ۱۲۸۳ھ [۱۸۶۷ء] بمقام جالیسر انتقال فرمایا۔

[۱۵] **مولانا استاذ الاساتذہ حضرت مولوی نور احمد صاحب عثمانی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ:** مرید وبرادر زادہ حضرت مولانا مولوی عبدالمجید صاحب عثمانی بدایونی آل احمدی رحمۃ اللہ علیہ۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ بقایم مقامی مولوی محمد سعید صاحب مرحوم مدرس مدرسہ درگاہ معلیٰ اپنے برادر زادے کے چند روز مدرس درگاہ معلیٰ رہے۔ یہ تحقیق نہیں کہ حضور اقدس قدس سرہٗ نے مولانا مرحوم سے کیا پڑھا۔ حضور اقدس کو مولانا مرحوم سے خاص ادب ومحبت اور مولانا مرحوم کو خاص ارادت تھی۔ مدرسہ عالیہ قادریہ میں روزانہ استفتا آتے اور جواب لکھے جاتے لیکن مولانا مرحوم نے باوجود اصرار کبھی کسی تحریر پر دستخط نہیں فرمائے الا ماشاءاللہ۔ جس وقت حضور اقدس قدس سرہٗ کے رسائل اور اکابر مارہرہ قدست اسرارہم کے اعتقاد سے سوال ہوا، محضر طلب فرما کر اپنے قلم سے عبارت لکھی اور دستخط کیے۔ مولانا مرحوم کا ۱۳۰۱ھ [۸۴-۱۸۸۳ء] بمقام بدایوں انتقال ہوا۔

[۱۶] **حکیم محمد سعید ابن حکیم امداد حسین مارہروی رحمۃ اللہ علیہ:** غالبًا یہ بھی درگاہ شریف میں

ملازم تھے۔

[۱۷] مولوی مفتی محمد حسن خان صاحب عثمانی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ: آپ مولوی مفتی ابوالحسن صاحب عثمانی بدایونی ثم بریلوی (ارادت مند با اختصاص حضور سید شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کے صاحبزادے جامع الکمالات دین و دنیا تھے۔ باوجود صدر الصدوری طلبۂ علوم کو پاس رکھتے اور خود پڑھاتے۔ آپ مرید حضور خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ کے تھے اور حضور اقدس قدس سرہٗ سے بھی بعض ادعیہ و اعمال کی اجازت تھی۔ غالباً کسی موقع پر حضور اقدس قدس سرہٗ نے ان کو کچھ سنایا ہوگا جو ان کا نام نامی زمرۂ اساتذہ میں درج فرمایا گیا۔

[۱۸] مولوی ہدایت علی صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ: شاگرد رشید مولوی مفتی سلطان حسن خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ بریلوی۔ آپ نے مولوی محمد حسن خان صاحب سے کچھ پڑھا تھا بیشتر معقول مولانا محمد عبدالحق صاحب خیرآبادی (امام مسلم الثبوت معقول) سے پڑھی تھی۔ نہایت اچھے بزرگ اور بڑے شفیق پڑھانے والے تھے۔ غالباً مفتی صاحب مرحوم کے مکان پر حضور نے ان سے کچھ پڑھا ہوگا۔

[۱۹] مولوی محمد تراب علی صاحب امروہوی رحمۃ اللہ علیہ: مدرس مدرسہ حدیث شریف درگاہ معلیٰ۔

[۲۰] مولوی محمد حسین شاہ صاحب ولایتی رحمۃ اللہ علیہ: مدرس مدرسہ حدیث شریف درگاہِ معلیٰ۔ آپ نے فن حدیث مولوی صاحب ممدوح سے پڑھا۔

[۲۱] مولوی محمد حسین بخاری کشمیری رحمۃ اللہ علیہ: مدرس مدرسہ عربیہ درگاہ معلیٰ۔

یہ وہ حضرات ہیں جو بلا اختلاف فخر استاذی حضور اقدس قدس سرہٗ سے معزز ہیں اگرچہ اب یہ معلوم نہیں کہ یہ کن علوم کے استاذ تھے اور حضرت نے ان سے کیا پڑھا تھا؟

[۲۲] حضرت مولانا مولوی محمد عبدالقادر صاحب عثمانی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ: خلف ارشد و شاگرد رشید و مرید و خلیفہ و صاحب سجادہ حضرت مولانا سیف اللہ المسلول مولوی فضل رسول صاحب عثمانی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا [عبدالقادر بدایونی] مرحوم جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ صاحبزادگان حضرات مارہرہ سے خاص محبت و ادب رکھتے تھے۔ اکثر صاحبزادوں کو مولانا [عبدالقادر بدایونی] مرحوم سے تلمذ اور آپ کو اس نعمت کے حصول کا فخر حاصل تھا۔ صاحبزادہ سید حسین حیدر صاحب

زیدمجدہم، صاحبزادہ سید شاہ ظہور حیدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ، صاحبزادہ حاجی سید اسمٰعیل حسن صاحب زیدمجدہم، حضور سید شاہ مہدی حسن صاحب صاحب صاحبِ سجادہ برکاتیہ دامت برکاتہم، صاحبزادہ سید ارتضا حسین صاحب زیدمجدہم، صاحبزادہ سید اولادرسول عرف محمد میاں صاحب دامت برکاتہم (آپ مولانا عبدالمقتدر رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں) نے مدرسہ قادریہ حضور مولانا[عبدالقادر بدایونی] رحمۃ اللہ علیہ میں قیام فرما کر علوم درسیہ مولانا[عبدالقادر بدایونی] مرحوم اور دیگر حضرات مدرسین مدرسہ علیہ سے پڑھے، لیکن حضور اقدس قدس سرہٗ نہ کبھی متعلمانہ شرف افزائے مدرسہ قادریہ ہوئے، نہ کبھی مولانا[عبدالقادر بدایونی] مرحوم مدرسہ برکاتیہ میں مدرس رہے، پھر یہ معلوم نہیں کہ حضرت اقدس مولانا[عبدالقادر بدایونی] مرحوم کو 'حضرت استاذی' کس طرح ارقام فرماتے تھے۔ غایت تحقیق وتلاش سے یہ معلوم ہوا کہ اکثر مسائل فقہ وکلام میں حسب ہدایت حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ حضور اقدس مولانا مرحوم[عبدالقادر بدایونی] سے مشورت فرماتے اور اپنی تصانیف کو بغیر مشورہ ومعائنہ حضور مولانا طبع کی اجازت نہ دیتے۔ غالبًا اس استفادے کو شاگردی سے تعبیر فرمایا۔ چوں کہ مولوی فضل اللہ صاحب جالیسری رحمۃ اللہ علیہ سے آپ نے پڑھا تھا اور وہ حضرت مولانا[عبدالقادر بدایونی] رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے **لہٰذا حضور اقدس مولانا [عبدالقادر بدایونی] کو 'استاذی' فرماتے اور ادب استاذانہ فرماتے۔** ﴿اور چوں کہ حضرت مولانا [عبدالقادری بدایونی] پر بھی علاوہ حق پیرزادگی حضور اقدس قدس سرہٗ کو حق اجازت عاملانہ سیف الرحمٰن جو مولانا [عبدالقادر بدایونی] نے خاص طریقے سے لی تھی حاصل تھا﴾ مولانا مرحوم بھی آپ کا ادب مثل مرشد کے فرماتے۔

الحق کہ دونوں حضرات میں عجب محبت وخصوصیت تھی۔ کوئی کام دینی ودنیوی مولانا[عبدالقادر بدایونی] مرحوم بغیر مشورۂ حضور اقدس قدس سرہٗ کے نہ فرماتے باوجود ان دونوں حضرات قدس سرہما کی حاضری خدمت کے فقیر عاجز نے کبھی ان دونوں حضرات کرام سے نہیں سنا کہ حضور اقدس نے کیا پڑھا اور حضرت مولانا[عبدالقادر بدایونی] مرحوم نے کیا پڑھایا۔ مگر صدہا بار حضرت اقدس قدس سرہٗ کی زبان مبارک سے لفظ 'استاذی' سنا اور نوازش نامجات میں لکھا دیکھا ہے۔ ﴿بارہا حضرت مولانا[عبدالقادر بدایونی] رحمۃ اللہ علیہ کو اُس عطیۂ خاص یعنی اجازت سیف الرحمٰن پر فخر کرتے سنا ہے﴾ لیکن چوں کہ وہ صیغہ درود جس میں حضور نے اپنے دست کرم سے اپنے تمام استاذوں کا نام

درج فرمایا ہے حضرت مولانا [عبدالقادر بدایونی] رحمۃ اللہ علیہ کے نام پاک سے خالی ہے۔ فقیر کو یہ جرأت نہیں کہ اپنی طرف سے اضافہ کر سکے۔ یہ بھی خیال میں نہیں آ سکتا کہ چھوٹے میاں جی حفاظ کے نام درج ہوں اور حضرت مولانا [عبدالقادر بدایونی] جیسے بزرگ سہو ہو جائیں۔ اگر میرے معزز دوستوں میں کوئی ثبوت یا کسی کو اس کے متعلق کوئی خاص بات معلوم ہو فقیر کو براہ کرم اطلاع دیں یہ عاجز نہایت شکرگزاری سے وہ سب حال درج کتاب کر دے گا۔ مولانا [عبدالقادر بدایونی] مرحوم کا بتاریخ ۱۷ر ماہ جمادی الاول ۱۳۱۹ھ [۱۹۰۱ء] بمقام بدایوں انتقال ہوا۔

اسنادِ علومِ باطنیہ

اس میں بھی سرعنوان نام پاک حضور خاتم الاکابر سیدنا آل رسول احمدی قدس سرہٗ زینت افزا ہے۔ صرف ستر و پردے کے واسطے بظاہر چند حضرات کرام اس نعمت سے معزز ہیں:

[۱] **حضرت سید غلام محی الدین صاحب قدس سرہٗ:** آپ کے چھوٹے دادا ہیں، جن سے اکثر چیزیں خاندانی حضرت اقدس قدس سرہٗ نے حاصل فرمائیں اور اوراد واشغال خاندانی کی اجازت پائی، قواعد فن تکسیر بیشتر حضور اقدس کو آپ سے ملے، رحمۃ اللہ علیہ۔

[۲] **حضرت شاہ شمس الحق عرف تنکا شاہ رحمۃ اللہ علیہ:** مرید وخلیفہ حضرت غلام غوث صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ (مرید وخلیفہ حضور شمس الدین ابوالفضل سیدنا شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ) حضور اقدس قدس سرہٗ کے زمانۂ کسب اشغال اور خلوت اربعین میں بحکم حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ نگراں اور خادم تھے۔ بعض فوائدِ تکسیر واعمال احضار و دفع جنات اور فن عمل کے حقائق آپ نے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل فرمائے۔

بات یہ تھی کہ نہ خلفائے خاندان کو کوئی حضور سے زیادہ مستحق اور اہل نظر آتا تھا، نہ حضور اقدس اپنے گھر کے خدام سے حسب اجازت حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ پرہیز فرماتے، جس خلیفہ وخدام حضور اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ یا خادم حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ سے آپ ملتے وہ اپنا شاہزادہ سمجھ کر تمام نعمتیں دینے کو حاضر تھے، لیکن حضور اقدس قدس سرہٗ غنی تھے سوائے ایک اجازت تسبیح اور ایک سلسلۂ قادریہ منوریہ کے (جو حضور نے صرف بوجہ سلسلۂ ائمہ کرام علیہم السلام اور قرب واسطہ حضور پرنور غوثیت مآب رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا غالباً پسند فرمایا ہوگا آپ نے حافظ شاہ علی حسین مرادآبادی قدس سرہٗ سے لیا جو خاندان برکاتیہ کے بھی خلیفہ تھے) کسی خادم خاندان

سے کبھی کچھ نہ لیا۔

[۳] **مفتی سید عین الحسن صاحب بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ:** مدرسہ حقائق درگاہِ معلیٰ میں معلم تصوف وحقائق تھے اور ہمارے حضور کے استاذ تھے۔ آپ کے مکاشفے کا تذکرہ حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کے حال میں ضمناً گزرا۔ بڑے مرتاض نہایت بزرگ تھے۔

[۴] **مولوی احمد حسن صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ:** بعض فوائد علم تصوف حضور اقدس نے آپ سے حاصل فرمائے اور بتاریخ ۶/شعبان ۱۲۸۵ھ [۱۸۶۸ء] سند مسلسل بالا ولیہ مولانا ممدوح سے آپ کو ملی۔ بتاریخ ۱۶/ماہ صفر یکشنبہ ۱۲۸۸ھ [۱۸۷۱ء] بعد طلوع آفتاب وقت اشراق مولانا مرحوم کا انتقال ہوا۔

[۵] **حضرت حافظ شاہ علی حسین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ:** حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مرید و خلیفہ حضرت محمد محمود شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اور طالب وخلیفہ ہمارے حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کے تھے۔ نیز آپ کے جد طریقت حضرت شاہ غلام حسین صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کو حضور سیدنا شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اجازت وخلافت تھی۔ ان نسبتوں سے حضور اقدس قدس سرہٗ نے اجازت عمل حرز یمانی بحکم حضور حضرت صاحب [خاتم الاکابر] رحمۃ اللہ علیہ اور سلسلۂ قادریہ منوریہ اور سند تسبیح حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل فرمائی۔ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مرادآباد میں انتقال فرمایا اور محلّہ کٹگر میں دفن ہوئے۔

حضور اقدس قدس سرہٗ نے اپنے اور اپنے آبائے کرام کے اساتذہ کے نام پر ایک صیغۂ درود تصنیف فرمایا جس کا نام الصلوٰۃ البھیۃ علی اساتذتی واساتذۃ اجدادی ہے۔ جو بیاض خاص میں حضور اقدس کے قلم مبارک کا لکھا ہوا فقیر عاجز کے پاس موجود ہے۔ بیشتر اسمائے مبارک حضرت اقدس کے استاذوں کے اسی سے لیے ہیں، بعض دوسری تحریرات اور روایات ثقات سے لکھے گئے ہیں۔

معذرت

فقیر حقیر سے جہاں تک تحقیق ہو سکا حضور اقدس قدس سرہٗ کے تمام اسمائے استاذانِ ظاہر و باطن کا ذکر کیا جو غالباً نہایت کوشش اور ثبوت سے فراہم ہوئے۔ لیکن مصنف 'اکمل التاریخ' نے

حضرت اقدس قدس سرہٗ کو حضرت مولانا مولوی فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شاگرد لکھا ہے۔☆ ہم کو بعد اس کے کہ حضرات مدرسہ کا حضرات مارہرہ سے مستفیض ہونا یقیناً معلوم ہے اور بعد اس کے کہ علمِ ظاہر میں حضور اقدس قدس سرہٗ کو حضرت مولانا [فضل رسول بدایونی] رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کا شاگرد ماننے میں عذر نہیں، ایسی صورت میں حضرت مولانا [فضل رسول بدایونی] رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت شاگردی میں (اگر یہ نسبت صحیح ہوتی) نہ کچھ عذر تھا، نہ کوئی شرم آنے کی بات تھی۔ لیکن حقیقتاً یہ واقعہ غلط ہے۔ ہم نے نہ کبھی حضرات مدرسہ عالیہ قادریہ میں اس کا کوئی دعوے دار دیکھا، نہ سنا، نہ کبھی حضور کی زبانِ اقدس سے (باوجود ہزاروں بار تذکرہ حضرت مولانا [فضل رسول بدایونی] رحمۃ اللہ علیہ کے) کوئی ایسا لفظ سنا۔ پھر ''تعلیم باطنی'' اس متن غلط کا حاشیہ لغو ہے۔ جو روایت پیش کی جاتی ہے وہ بھی مدرسے کے شاگردوں کی ہے، چند رسالوں میں حضور مولانا فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کی فہرست لکھی گئی اور چھپی، اگر یہ واقعہ صحیح ہوتا تو حضور اقدس قدس سرہٗ ایسے شخص نہ تھے کہ ترک فرمائے جاتے اور حضرت مولانا مولوی عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا علم نہ ہوتا، دیکھو 'تحفہ فیض'۔ اسی طرح حضرت اقدس نے اپنے اساتذہ کل ایک سلسلہ درود میں ارقام فرمائے، ان میں بھی ذکر حضرت مولانا [فضل رسول بدایونی] رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے صاحبزادے [مولانا عبدالقادر بدایونی] رحمۃ اللہ علیہ کا نہیں فرمایا۔ باوجودے کہ بیشتر وہ حضرات بھی درج ہیں جن سے شاید کوئی سبق پڑھا ہو، دیکھو 'بیاض نوری'۔

ہم نے سالہا سال حضور اقدس قدس سرہٗ اور مولانا [فضل رسول بدایونی] رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے، اِس میں شک نہیں کہ یہ نسبت شاگردی اور حصولِ فیض بالکل غلط ہے۔ لیکن حضرت مولانا [فضل رسول بدایونی] رحمۃ اللہ علیہ حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کے استاذ زادے ہیں، حضور اقدس کے استاذ کے استاذ ہیں اور ایک استاذ کے بھائی ہیں، اگر ہم شاگرد ہونا مان بھی لیں جب بھی کوئی علو و فخر سید زادوں مرشد زادوں پر حاصل نہیں ہوتا جو بانی سجادۂ مجیدیہ ہیں وہ خادم خانوادہ ہیں۔

قاضی القضاۃ مولانا شہاب الدین دولت آبادی قدس سرہٗ اپنے رسالے 'مناقب السادات'

☆ دیکھیے ابتدائیہ، ص:23 تا 26

میں تحریر فرماتے ہیں:

ہر کہ پیش شاگرد پدر خود خواند شاگرد نباشد داور انشاید کہ بنظر استاذی نگرد از آں کہ نعمتے کہ اورا پدرش رسیدہ بود او ہماں نعمت بہ پسرش رسانیدہ امین و مبلغ باشد نہ ولی نعمت فهم من فهم و جهل من جهل۔

قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے کو خوب صاف کر دیا اور حق واضح ہو گیا۔ واقعی اگر آقا زادے نے خادم سے یا خادم زادے سے کچھ لے لیا تو یہ خادم نوازی ہوئی نہ احسان کشی۔ ان حضرات کرام کا باوجود استغنا اور کثرت خدام و خلفا کسی خادم سے اخذ عزت افزائی ہے نہ گدائی کہ حقیقی شاہزادے ہیں اور سب ان کے دربار کے خادم خصوصاً وہ خانوادہ جو پروردۂ نمک ہے جب ان حضرات کرام اسلاف مدرسہ عالیہ نے اپنا علو صاحبزادوں پر تجویز اور پسند نہ کیا لغویت ہے کہ آج ان پر ترفع ثابت کیا جائے۔

مسلم کہ یہ شجرۂ مجیدیہ دنیا میں پھیلا ہوا ہے اور صدہا خلفا، ہزاروں مرید اس کے موجود ہیں۔ لیکن دوستو! یہ اصل شجرۂ آل احمدیہ کی ہزاروں پر بہار شاخوں میں سے ایک شاخ ہے۔ اِن حضرات کرام کے باکمال ہونے میں گفتگو نہیں، ان کے فضائل سے انکار نہیں، کیا بغیر اس کے کہ تاجدارانِ مارہرہ کی تنقیص ہو ان کی تعریف ہو نہیں سکتی؟ اگر ایک واقعے کا بیان ہے تو ان واقعات کو جن کی شہادتیں موجود ہیں کیوں قلم انداز کیا؟ ایک ہی حالت کے بیان میں دو قسم کے لفظ کیوں اختیار کیے گئے؟ اگر مولانا عبدالمجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کو نذر نہ دکھا سکتے تھے تو حضرت مرشدی و مولائی روحی فدائی سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ بھی حضور مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو نذر نہ دکھا سکتے تھے۔ جو عذر عقیدت و محبت و خصوصیت آپ پیش فرمائیں گے وہی ہم خدام پر باعث گرانی ہے۔ ورنہ حضرات کرام مدرسہ علیہ عالیہ قادریہ کو (جو تشریف لے گئے) ہم آپ سے بہت زیادہ واجب التعظیم اور مجموعہ کمالات مانتے ہیں رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

لیکن انصاف ہاتھ سے نہیں دیتے اور فرع کو اصل پر نہیں بڑھاتے۔ حقیقتاً فرع کا انتہائے کمال یہ ہے کہ وہ مثل اصل ہو جائے، اصل سے بڑھ جانا غیر ممکن کہ فرع فرع ہی نہ رہے گی۔ کیا متوسلین خانوادۂ برکاتیہ میں سوائے حضرات مدرسہ علما، کملا نہ تھے؟ ضرور تھے پھر خصوصیت برتنا اور

صاحبزادوں کو بھیجنا عزت افزائی تھی اور یہ بات اکابر مدرسہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین مانتے تھے۔ آہ! وہ لوگ بہت کم باقی ہیں جن کو دونوں گھروں سے خلوص اور تعلق و ارادت ہو اور ان حضرات کی باہمی رسم و راہ دیکھی ہوں۔ جو زندہ ہیں ان کا دور ختم ہو گیا، خاموش و حیران ہیں حقیقتاً حضرات مریدین کی بلند پروازی ہے ورنہ ان حضرات اقدس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ہم نے خوب دیکھا ہے، ان کا سا ادب آج کہیں نظر نہیں آتا، جس قدر ترقی دینی و دنیوی ہوتی جاتی تھی سب اسی آستانے سے سمجھتے تھے اور گویا فرماتے تھے:

بلند مرتبہ زیں خاک آستاں شدہ ام
گدائے کوئے تو ام گو برآسماں شدہ ام

مختصراً دو واقعے اپنے دیکھے ہوئے ایک سنا ہوا عرض کرتا ہوں۔ ذرا بنظر انصاف دیکھیے کہ بھلا یہ حضرات اپنا علو آقازادوں پر گوارا فرما سکتے تھے؟

پہلا واقعہ

۱۲۸۵ھ [۶۹-۱۸۶۸ء] میں یہ عاجز حاضرِ مدرسہ عالیہ ہوا، صبح سے شام تک حاضر رہتا، حضرت صاحبزادہ سید حسین حیدر صاحب زید مجدہم حجرۂ مسجد میں تشریف فرما ہیں اور مدرسے میں پڑھتے ہیں، حضرت مولانا فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبزادہ صاحب کا وقت ملاقات مقرر فرما دیا تھا، نو بجے صبح کے یہ تشریف لے جاتے اور السلام علیکم سے تحیت ادا فرماتے، ہمیشہ دیکھا ہے کہ اِدھر صاحبزادہ صاحب نے السلام علیکم فرمایا اُدھر حضرت مولانا فضل رسول رحمۃ اللہ علیہ وعلیکم السلام فرماتے ہوئے چارپائی سے اتر کر فرش پر مؤدب ہو بیٹھے، کوئی خاص بات نہ ہوئی تو خیر و عافیت، مزاج پرسی ہو کر صاحبزادے کو رخصت فرمایا۔ ارشاد فرماتے ''مَیں بصیر ہو گیا ہوں، ضعیف ہوں، آپ تشریف لائے اور مَیں نے تعظیم نہ دی تو میرا ایمان جاتا رہے گا، یہی مناسب ہے کہ مجھ کو اطلاع ہو یا وقت مقرر ہو''۔ یہ ایک دو بار کا نہیں سالہا سال کا دیکھا ہوا واقعہ ہے۔

دوسرا واقعہ

عصر کا وقت ہے حضرت مولانا فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ عالیہ میں املی کے درخت کے قریب پلنگ پر تشریف فرما ہیں، سب حضراتِ مدرسہ حاضر ہیں کہ جناب مرشدی و مولائی حضور سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قبلہ تشریف لائے اور مدرسے میں

داخل ہونے پر اشارے سے حضرت مولانا مولوی محمد عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کو طلب فرما کر کچھ آہستہ باتیں کیں اور فوراً واپس ہونا چاہا، اب یہ یاد نہیں کہ کس طریقے پر حضرت مولانا [فضل رسول بدایونی] مرحوم کو یہ معلوم ہوگیا کہ اس جلسے میں حضور اقدس میاں صاحب قبلہ تشریف فرما ہیں، مَیں نہ اُس حالت کا ٹھیک بیان کرسکتا ہوں، نہ وہ الفاظ جو حضرت مولانا [فضل رسول بدایونی] رحمۃ اللہ علیہ کے زبان پر تھے قلم سے نکلتے ہیں۔ اللہ اکبر! شان جلال میں چہرۂ مبارک سرخ ہے، آنکھوں سے متصل آنسو جاری ہیں، کُرتے کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر اور دو ٹکڑے کر کے علیحدہ پھینک دیا ہے، بار بار سرِ مبارک اِملی کے تنے میں مارتے ہیں، کبھی ریش مبارک ہاتھ میں ہے اور فرماتے ہیں ''مولوی فضل رسول اتنے بڑے آدمی ہو گئے کہ صاحبزادہ صاحب تشریف لائیں اور یہ قدم بوس بھی نہ ہوں، کیا آنکھوں کے ساتھ ایمان بھی جاتا رہا؟'' وغیرہ وغیرہ۔ مدرسے میں اب کس کی طاقت تھی کہ روبرو جاسکے اور کچھ عرض کرسکے، سب پریشان ہیں اور کوئی قریب نہیں جاسکتا۔ حضور اقدس میاں صاحب قبلہ قدس سرہٗ بڑھے اور قریب آ کر بعد سلام علیک فرمایا ''حضرت مَیں نے اشارے سے ان سب حضرات کو منع کر دیا تھا، مجھ کو فوراً واپس ہونا تھا، اطلاع میں مجھ کو دیر اور حضرت کو تکلیف ہوتی''، حضرت مولانا [فضل رسول بدایونی] رحمۃ اللہ علیہ روتے جاتے ہیں اور قدم حضور کے تھامے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں ''کچھ بھی تھا لیکن مَیں سلام تو کرسکتا تھا''۔ خدا شاہد ہے، سبحان اللہ! سچا آنکھوں دیکھا واقعہ ہے، غالباً ہمارے مخدوم مولانا محبّ احمد صاحب و مولانا فضل احمد صاحبان کو بھی یاد ہوگا اور آنکھوں سے دیکھا ہوگا۔

تیسری روایت

خود حضور صاحبزادہ سید حسین حیدر صاحب زید مجدہم فرماتے ہیں کہ ''بزمانۂ قیام مدرسہ [قادریہ] علاوہ اور اکرام کے ایک خاص معاملہ یہ تھا کہ روزانہ بعد نماز فجر حضرت مولانا فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسجد سے میرے حجرے میں تشریف فرما ہوتے اور مجھ کو حکماً چارپائی پر لٹاتے اور میرے پاؤں پکڑ کر میرے انگوٹھے کو اپنی آنکھوں پر پھیرتے، مَیں عذر کرتا اور شرماتا، فرماتے ''صاحبزادے! دوا لگاتا ہوں آنکھ کا درد کم ہو جاتا ہے''۔ سبحان اللہ! کیا پیرزادوں کی عظمت تھی اور کیسا ادب۔ یہ کیا ایسے ہزاروں واقعات تھے، بات یہ ہے کہ ہمارے

اسلاف جوسکنائے مارہرہ کا ادب اور وقار کرتے تھے آج ہم اور ہمارے احباب پیر ومرشد کا بھی ادب نہیں کرتے۔

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

گو بے محل ہے مگر واقعہ یاد آ گیا کہے دیتا ہوں۔ میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ مارہرہ مطہرہ میں تھانہ دار ہیں اور حضور جد امجد قاضی امام بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ (مرید وخلیفہ حضور سیدنا جدنا شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب رحمہ اللہ علیہ) بعارضۂ آشوب چشم علیل ہیں، دو تین روز دوا کی اور درد بڑھا، تھانے سے کسی کو ساتھ لے کر آستانۂ معلیٰ تک پہنچے اور حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کے قدم بوس ہوئے اور آپ کی پاپوش اٹھا کر اپنی آنکھوں میں لگانا شروع کی، حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ روکتے ہیں ''بھائی کیا کرتے ہو''، عرض کرتے ہیں ''صاحبزادے! آنکھوں میں دوا لگاتا ہوں''۔ اسی وقت اسی جلسے میں آنکھ کی سرخی اور درد جاتا رہا۔ کیا لوگ تھے! کیسا اچھا اعتقاد تھا! کتنے باادب تھے! کیسے خوش نصیب تھے!۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

خدا نہ کرے کہ ہم اپنے کسی دوست کے کلام میں عیب چینی اور اس کی تردید کریں، لیکن اتنا کہنے پر مجبور ہیں کہ 'اکمل التاریخ' میں بعض واقعات قابل تصحیح وتنقید ہیں۔ مصنف نے کوشش و تحقیق نہیں کی، اُن کی بعض تحریریں مؤرخانہ ومعتقدانہ دونوں شانوں کے خلاف ہیں۔ سنا ہے کچھ ترمیم بھی کی گئی ہے۔ کاش اُن مضامین کی جن سے تاجدارانِ مارہرہ کی تنقیص یا حضرات مدرسہ علیہ کا ان سے علو مترشح ہوتا ہو نظر ثانی فرمائیں کہ اصل صاحبان نعمت وہی ہیں اور عطا واخذ دونوں میں ان کا احسان ہے۔

باب دوم

تقسیم اوقات وریاضات

بعد تحصیلِ علوم ظاہری وتکمیل باطنی حضور اقدس قدس سرہٗ کی عادت کریمہ تھی کہ طہارت فرما کر نماز تہجد ادا فرماتے اور اوراد و اشغال معمولہ خاندان میں مشغول ہو جاتے۔ نمازِ صبح کے واسطے وضوئے تازہ فرما کر سنن مصلّے پر پڑھ کر بحالتِ صحت مسجد میں تشریف لے جاتے، اگر کوئی شخص جو قرآن کریم با قاعدہ پڑھتا اور کم از کم مسائل طہارت و نماز و جماعت جانتا ہوتا اسے حاضر پاتے اقتدا فرماتے، ورنہ حضور نماز پڑھاتے۔ بعد نماز ابتدائے ذکر بہ جہر وآخر عہد میں بہ خفا فرماتے، پھر بعد دعا وظائف معمولہ پڑھ کر صلوۃ اشراق و چاشت سے فارغ ہو کر کچھ سبک ناشتہ نوش فرماتے۔

اب خدام حاضر ہوتے اور ضروری معروضات پیش کرتے۔ نقوش وادعیہ مرحمت ہوتے، بعض خدام کو اُس دن کے لیے ہدایات ضروریہ ملتیں، کسی کتاب سلوک وفقہ وسیرت کا مطالعہ بھی ہو رہا ہے، حاضرین سے فوائد ضروریہ بھی بیان ہوتے جاتے ہیں۔

اگر کسی جگہ تشریف لے جانا یا دعوت منظور فرمائی ہوتی قریب زوال تشریف لے جا کر باوضو کھانا تناول فرماتے، بیشتر حاضرین شریک ہوتے، کسی کو کوئی شئے مرحمت ہوتی، بعض مریضوں کو کسی کھانے میں سے کچھ تناول فرما کر مرحمت ہوتا، فارغ ہو کر پان نوش فرماتے اور فوراً پان تھوک کر غرارہ اور کلی سے منھ صاف فرماتے۔

اب جماعت عام رخصت اور خواص حاضر رہتے، وہ اپنے اپنے معروضات پیش کرتے، سب کے جواب مرحمت ہوتے، کبھی کوئی کتاب ملاحظہ فرماتے اور کبھی حسب روش حضور اسد العارفین سیدنا شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ کتاب سرہانے رکھ کر آرام فرماتے۔ اب صرف دو ایک

مخصوص خدام حاضر رہتے ،موسم گرما میں پنکھا جھلتے ،ورنہ بہ آہستگی پاؤں دابتے ،ایک گھنٹہ جاڑے میں اور قدرے زیادہ گرمی میں آرام فرما کر اٹھ بیٹھتے اور طہارت فرما کر نماز ظہر باجماعت ادافرماتے۔

بعد نماز قرآن کریم کی منزل تلاوت فرماتے ، پھر دلائل الخیرات ،حصن حصین اور بعض ادعیہ پڑھ کر دربار عام ہو جاتا اور خدام حاضر ہو کر معروضات پیش کرتے ، ڈاک کے خطوط کے جواب بھی بیشتر اسی وقت میں ارقام فرماتے اور حاجت روائی مخلوق خدا میں بکمال فرحت (گویا کہ یہ خاص کام ہے) مصروف ہو جاتے ۔کچھ تحریر بھی ہو رہا ہے،معروضات بھی سن رہے ہیں، حاضرین سے نہایت دلچسپ مفید باتیں بھی ہوتی جاتی ہیں،خدامِ غیر حاضر کے حالات کا استفسار ہے، باتیں نہ خشک وعظ ہیں جن سے عامیوں کو وحشت ہو، نہ دنیا کی فضول حکایتیں ہیں ہر بات میں ایک عمدہ نصیحت اور ہر قصے میں ایک بہتر نتیجہ، ہر نقل میں ایک لطیفہ اور نکتہ، ہر جملے میں ایک ہدایت اور ہر بیان میں ایک کرامت ہوتی ۔سامعین لطف بیان اور حسن مضامین سے فیض یاب ہیں اور سراپا خاموش گوش سن رہے ہیں ۔باوجود کمالِ حسنِ خلق خدائے تعالیٰ نے حضور اقدس قدس سرہٗ کو وہ سطوت ورعب عنایت کیا تھا کہ بغیر حکم یا اشارہ کوئی بات نہ کرسکتا، ممکن نہ تھا کہ ایک شخص کے عرض حال میں دوسرا بات کر سکے۔

یہاں تک کہ تازہ وضو سے نماز عصر ادا فرماتے اور اورادِ مخصوصہ پڑھتے ،خواص حاضر ہوتے اور پھر وہی دریائے رحمت وکرم کی طغیانی ہوتی ۔بہت قلیل کھانا نوش فرما کر نماز عشا ادا فرماتے ۔ بعد نماز اخص خواص کچھ واردات عرض کرتے ،بعض ہدایات پاتے اور رخصت ہوتے جاتے ، یہاں تک کہ مجمع برخاست ہو جاتا اور خدام خاص سے ذکر حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ سنتے ہوئے استراحت فرماتے۔

یہ وہ معمولات ہیں جن کو ہزاروں خدام نے سالہا سال حضور اقدس قدس سرہٗ کے التزام سے معمور دیکھا ہے، آخر عہد میں بسبب شدت مرض وضعف ونقاہت موسم سرما میں صبح وشام تیمّم فرماتے اور نماز مکان قیام پر پڑھتے لیکن اکثر باجماعت ادا فرماتے ۔ بقیہ عاداتِ کریمہ میں کچھ تفاوت نہ تھا۔مختصر یہ کہ تمام اوقات حضور آداب طریقۂ قادریہ سے معمور تھے اور یہ انتہائے مقام فنا

فی الغوث ہے۔حضوراقدس قدس سرہٗ بھی اپنے مجاہدات کا ذکر نہ فرماتے لیکن اس طرح کہ ایک درویش نے فلاں شغل کیا اوراس کا یہ ثمرہ ہوا، گاہے حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کے بیان تربیت و اصلاح میں ارشاد ہوتا کہ حضور والا نے اس طریقے سے اصلاح فرمائی اور یہ نتیجہ ہوا۔

ظاہراً خرقہ درویشی پر قبائے علم ملبوس تھی لیکن علمائے ظاہر میں یہ بات کہاں؟ نہ کسی کو اس کے افعال و وضع پر بخطاب خاص ملامت ہے، نہ کسی کی خاطر سے بیان احکام شرعیہ میں مداہنت ہے، نہ سختی سے نصیحت ، نہ کسی کا پاس وجاہت ۔ ہر بات میں ایک مشفقانہ انداز سے تقریر و ترغیب وتحذیر اور احکام شرعیہ کے فضائل وحقائق ،ان کے بجالانے کی تاکید، بعض حضرات اکابر کے ان کے متعلق قصص وحکایات، اپنے آبائے کرام کے ارشادات ومعمولات کا بیان ہوتا، خدام سنتے اورفوراً متأثر ہوتے ۔ پابندیٔ اوقات ومجاہدات کا پتہ کچھ کتاب وصایا سے ملتا ہے۔

باب سوم

اخلاق شریف وحمایت شریعت واتباع طریقت کے بیان میں

جو کچھ گزارش ہو چکا وہ سب اخلاق حضور اقدس قدس سرہٗ کا بیان ہے۔ مختصراً کچھ اور سنیے۔ خان صاحب ہادی یار خاں صاحب مرحوم رئیس علی گڑھ کو ایک بازاری عورت سے عشق ہوا اور اُس کو اُن سے سخت وحشت ونفرت تھی۔ خان صاحب مرحوم نے حاضر ہو کر عرض حال کیا اور مدد چاہی، ارشاد فرمایا ''فقیر حرام میں معاونت نہیں کر سکتا، پہلے عہد کیجیے کہ اگر وہ عورت آپ تک پہنچے آپ اس سے عقد شرعی کر لیں گے''۔ انہوں نے عہد کر لیا۔ بہ تصرف حضور وہ عورت خود حاضر ہو کر تائب ہوئی اور خان صاحب مرحوم نے اس سے نکاح کیا۔ اُن کے انتقال پر اُس کو ایک معقول جائیداد وراثتاً ملی جو باصرار اُس نے نذر حضور اقدس کرنی چاہی، لیکن حضور اقدس قدس سرہٗ نے انکار فرمادیا۔

اپنے خانوادے کے خلفا کے رشد اور شیوعِ سلسلہ سے نہایت خوش ہوتے، خلفا کا احترام اور ان کے مریدین کا مثل مریدین ذات خاص اکرام فرماتے۔ خاندان مجیدیہ [بدایوں] میں جو شفقت وکرم حضور اقدس قدس سرہٗ کو مولوی حکیم محمد عبدالقیوم مرحوم اور مولوی محمد حسن صاحب مرحوم اور مولوی حکیم عبدالناصر جو مریدین حضور تھے وہی خصوصیت مولوی محمد منیر الحق صاحب مرحوم اور مولوی محمد ابرار الحق مرحوم، مولوی محمد محسن صاحب (مریدین مولانا محمد عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ) سے تھی۔ مولانا محمد عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر مولانا محمد عبدالمقتدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خود حضور اقدس قدس سرہٗ نے خرقہ پہنایا، ان کے سر پر عمامہ اپنے دست شریف سے باندھا اور دو روپے بطور نذر سجادہ عطا فرمائے۔

یہ حضور اقدس قدس سرہٗ کا کرم تھا لیکن مولانا [عبدالمقتدر بدایونی] رحمۃ اللہ علیہ کا حسن ادب دیکھیے مشفقی خواجہ محمد عبداللہ صاحب دہلوی (جو اس جلسے میں موجود تھے) راوی ہیں کہ مولانا

[عبدالمقتدر بدایونی] مرحوم نے اپنا دست حضور اقدس قدس سرہٗ کے دستِ کریم کے نیچے پھیلا دیا کہ حضور کا عطیہ اِس طرح لینا چاہیے اور حضور اقدس قدس سرہٗ کے دستِ شریف پر سے روپے نہ اُٹھائے، حضور اقدس قدس سرہٗ کے لفظ یہ تھے کہ ''یہ فقیر کا تبرک ہے''۔

مریدین وخدام کے باہمی اختلاف دنیوی میں حضور اقدس قدس سرہٗ بجز اصلاح فیما بین کسی کو ترجیح نہ دیتے، لیکن جب نوبت اختلاف مذہب پہنچی اور ایک گروہ تفضیلی اور مولانا [عبدالقادر بدایونی] مرحوم کا مخالف ہوگیا اور اکابر پر افترا کی ٹھہری۔ حضور اقدس قدس سرہٗ نے اس گروہ سے برأت فرمائی اور صاف فرمایا کہ:

اب مخالفتِ استاذی مولانا محمد عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بر بنائے امورات دنیاوی نہیں رہی اور جب بسبب اختلاف مذہب ہے، لہٰذا ہم بھی اس جماعت سے جو مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے نہ ملے نہ ملیں گے اور جس محفل میں حضرت مولانا [عبدالقادر بدایونی] رحمۃ اللہ علیہ نہ جائیں گے ہم بھی شریک نہ ہوں گے۔

منقبت

بندہ ام بندہ نوازے احمد نوری توئی ۔۔۔ درد مندم چارہ سازے احمد نوری توئی
نقشبند کون از خلق تو نقشے خوش بہ بست ۔۔۔ خلق و عالم را طرازے احمد نوری توئی
ایں فضائے ہر دو عالم تنگ جولاں گاہِ تو ۔۔۔ شہسوارے یکہ تاز اے احمد نوری توئی
عرض حاجت پیش واقف باشد از ترکِ ادب ۔۔۔ خامشم دانائے راز اے احمد نوری توئی
ساز باعلم و نہ باحسن عمل راز و نیاز ۔۔۔ بندہ را سامان ناز اے احمد نوری توئی
برغلامانِ عجم رحم اے تو سلطانِ عرب ۔۔۔ وارث شاہ حجاز اے احمد نوری توئی

حسرتؔ عاجز بشمع روئے تو پروانہ ایست
باعث سوز و گداز اے احمد نوری توئی

☆☆☆

باب چہارم

ذکر قناعت وسخاوت وعطاوایثار

لمعۂ رابعہ کتاب 'سراج العوارف فی الوصایا والمعارف' نور۵۲ ص: ۹۷ پر ارقام فرماتے ہیں (مترجماً ملخصاً) ۔۷ ۱۲۶ھ [۱۸۵۱ء] میں ۱۷ ربیع الاول شریف کی شب میں بعد فراغ فاتحۂ حضور قبلۂ جسم وجاں سیدنا جدنا سید شاہ شمس الدین ابوالفضل آل احمد اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضور خاتم الاکابر سیدی ومرشدی وجدی حضور سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ نے اِس فقیر کو مکان سجادہ میں لے جا کر مسند طریقت (یعنی سجادۂ پیر برکات قدس سرہٗ) پر مربع بٹھایا اور خود بدولت دوزانو روبرو بیٹھ گئے اور ایک روپیہ بطور نذرانہ عطا فرمایا اور مبارک باد دی۔ ہم نے وہ روپیہ کمر بند میں باحتیاط باندلیا، صبح کو تلاش کیا نہ ملا، معلوم ہوا کہ یہ اشارہ تھا کہ حضور جدی قدس سرہٗ کے بعد خدمتِ سجادہ فقیر سے متعلق ہوگی اور مال دنیا بقدر ضرورت پہنچے گا، لیکن کبھی ہمارے پاس نہ رہے گا اور نہ اس کی حاجت ہوگی۔

یہ وہی سِر ہے جو حضور اقدس قدس سرہٗ نے کتاب مذکور (ص: ۵۶، نور ۴۶) ''ولی را اخفائے حال خود فرض است'' کے تحت میں واقعہ منشی ظفر علی بریلوی حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کا اجلاس تخت اور حضرات اکابر کی نذریں دینا درج فرمایا ہے، جس کے خاتمے میں افادہ فرمایا ہے ''وایں مقام قطبیت وحوالگی خدمت مارہرہ بحضور والا بود''۔

خادم عرض کرتا ہے کہ اِسی طرح پر حضور اقدس قدس سرہٗ کا سجادہ پر بٹھانا اور نذر دینا حقیقتاً تفویض خدمت قطبیت مارہرہ مطہرہ تھی اور روپے کا گم ہوجانا مال دنیا سے عدم انتفاع تھا، جس کی یہ صورت تھی کہ باوجود آمدنی جائیداد ونذور وہدایا حضور اقدس قدس سرہٗ کے پاس دو جوڑے کپڑے سے زیادہ (جو معمولی ہوتے) لباس نہ ہوتا۔ بی بی صاحبہ مکرمہ مدظلہا کو آمدنی جائیداد سے

دس روپے ماہوار مرحمت ہوتے۔کبھی کوئی شئے غیر ضروری نمائشی حضور اقدس قدس سرہٗ کے پاس نہ دیکھی۔تحائف ہر قسم کے پہنچے بعض سوداگر حاضر ہوکر عرض کرتے کہ ہمارے سامان میں سے حضور کچھ خرید فرمالیں کہ موجب برکت ہے۔حضور اقدس قدس سرہٗ بعض چیزیں خرید فرمالیتے اور اسی وقت سب تقسیم ہوجاتیں۔

اکثر اوقات اپنی ضروری چیزیں حاجت مندوں کو مرحمت فرمادیتے اور کسی کو خبر نہ ہوتی۔ مارہرہ مطہرہ پہنچ کر معمولاً عزیزوں کے گھروں میں تشریف لے جاتے اور ہر ایک کو پارچہ ونقد کوئی چیز مرحمت فرماتے، جو کسی کو فرمائش، کسی کو تحفہ، کسی کو یادگار فرما کر دیا جاتا اور اُن میں ضرورت مند ذوی الارحام مقدم فرمائے جاتے۔اس عطیے کا کبھی ذکر نہ ہوتا اگر خود یہ حضرات تذکرہ نہ فرماتے معلوم بھی نہ ہوسکتا۔

بعض غربا خدام کی عجب تدبیر سے دعوت ہوتی۔ارشاد فرماتے ''میاں! تمہاری بی بی چیز خوب پکاتی ہے جنس ہم سے لو اور خاص اہتمام سے تیار کرادو مگر ہمارے ساتھ دس آدمی ہوں گے، اس کا خیال رکھنا''۔بعدہٗ کبھی بعد تیاری کھانے کے فرمادیتے ''آج ہم نہ کھاسکیں گے خرچ کر ڈالو''۔کبھی تنہا تشریف لے جاتے اور تمام کھانا اس گھر والوں کو کھلا دیتے۔

غربا خدام کی معاونت میں بھی ان کا ستر حال اور احترام مدنظر رہتا۔جب کسی امیر سے کچھ ان کو دلایا ہے ممکن نہ تھا کہ ان کو سائل یا ضرورت مند بنایا جاتا، حکم ہوتا فلاں خادم سے نقش کھدوالینا ہم نے ان کو بتادیا ہے، فلاں کو اپنے ساتھ لے جانا اور بکمال احترام رکھنا، یہ دعا پڑھیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ کامیابی ہوگی۔بات یہ تھی کہ اِدھر ان امرا خدام کی حاجت برآری، اُدھر غربا کی معاونت پھر امرا اُن کی عزت کریں اور اُن کی خدمت سعادت جانیں۔

سبحان اللہ! کیا کرم تھا اور کیسی غریب نوازی وسخاوت وغیرت تھی ہر خدمت کی اجرت مناسب بھی خود مقرر فرمادیتے کہ یہ خدام بھی زیادہ طلبی نہ کریں اور قدر حاجت سے زیادہ لینے کے عادی نہ ہوں۔ہر شخص جو دربار میں پہنچ جاتا خالی ہاتھ واپس نہ ہوتا، چھوٹے سوال پر بڑی نعمتیں عطا ہوجاتیں۔

ایک روز دربار گرم ہے، یہ خادم بھی حاضر ہے، عرض کیا ''آج ایک مسمریزم والے نے عجیب تماشا دِکھایا، ایک نابالغ بچہ مشرک کا معمول بنایا اور اس سے جنت اور اہل جنت کا حال دریافت

کیا گیا اور نہایت دلچسپ قصہ سنا، اس کے سیکھنے میں کچھ گناہ نہ ہو تو خادم سیکھ لے؟'' ارشاد فرمایا ''اس وجہ سے کہ یہ صرف دنیوی کام کی چیز ہے اور اس کا عامل اکثر خلاف شریعت حکم دیتا ہے ضرور حرام ہے۔ اصلاً یہ ہمارے قواعد اشراقیہ کا خاکہ ہے، یہ حالات ابتدا میں ہر سالک پر کشف ہو جاتے ہیں، لیکن شیخ کامل سالک کو اس مرحلے میں مقام نہیں کرنے دیتا فوراً آگے بڑھا دیتا ہے اور اس تماشے میں محو نہیں ہونے دیتا، پھر جو سالک اس عام شہادت کے مکاشفے میں پھنس گیا ترقی سے رہ گیا''۔ یہ حقائق ارشاد فرما کر قواعد عشرۂ اشراق مکمل مرحمت فرمائے۔ والحمد للّٰہ علی ذلك۔ یہ کچھ نیا واقعہ نہ تھا روزانہ اسی طرح ہر سائل دردمند کو طلب سے زیادہ ملنا سرکار کے دربار کا معمولی دستور تھا۔

☆☆☆

باب پنجم

ذکر تعظیم و تکریم اساتذہ ومشائخ وسادات وعلماورؤسا

وصل اوّل علماورؤسا

علمائے اہل سنت سے بہ ادب واحترام اور رؤسا سے بہ استغنا ووقار ملتے۔جن حضرات علما سے خود حضور اقدس قدس سرہٗ نے کوئی فن حاصل کیا تھا اُن کا خاص احترام ہوتا۔**علما میں جو خصوصیت واعتماد حضرت مولانا مولوی عبدالقادر صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ پر تھا کسی دوسرے پر نہ تھا** اوراس کے چند وجوہ تھے۔

اولاً خاتم الاکابر قدس سرہٗ کا ارشاد کہ:

علوم ظاہر میں مولانا[عبدالقادر بدایونی] سے مشورہ رکھیے،ہم کوان پر اعتماد ہے۔

ثانیاً ابتدا سے تا وقت رحلت ربط ومحبت۔

ثالثاً حضرت مولانا مولوی محمد عبدالمجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جانشینی اورخصوصیت۔

اکثر ارشاد فرماتے:

ہمارے دور میں سنیت کی شناخت محبت مولانا عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہے ہرگز کوئی بدمذہب ان سے محبت نہ رکھے گا۔

مولانا[عبدالقادر بدایونی]رحمۃ اللہ علیہ کی خود تعظیم فرماتے اور خدام کوتعظیم کی ہدایت کرتے۔

اُن حضرات کی اولاد سے جن سے خود حضور اقدس قدس سرہٗ نے یا حضرت خاتم الاکابر قدس سرہٗ نے کچھ تعلیم پائی تھی خاص عزت وحرمت سے معاملت فرماتے اوران کوتحائف وہدایا مرحمت فرماتے اور کبھی خالی ہاتھ نہ جانے دیتے۔

حافظ عبدالعزیز صاحب خلف حافظ قاری محمد فیاض صاحب رحمۃ اللہ علیہ رامپوری جب

خدمت اقدس قدس سرہٗ میں حاضر ہوتے علاوہ اعزاز و دعوت ہمیشہ نقد و پارچہ رخصتانہ بھی مرحمت ہوتا۔ صرف اسی نسبت سے کہ حضرت خاتم الاکابر قدس سرہٗ کے استاذ زادے اور استاذ کے اہل قرابت ہیں۔

تمام متوسلان حضرت مولانا مولوی محمد عبدالمجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر خاص نظر کرم تھی۔
عمی مولوی انوار الحق صاحب مرحوم [شاہ عین الحق عبدالمجید کے نواسے] کا کچھ مقررہ تھا جو ہر سفر کے بعد عطا ہوتا۔ برادرم مولوی مرید جیلانی صاحب مرحوم [نبیرۂ حضور سیف اللہ المسلول] کو بھی ہمیشہ تحائف مرحمت ہوتے۔ علاوہ اس کے جو چیز حضور اقدس قدس سرہٗ کی ان کو پسند آتی بے تکلف لے لیتے اور حضور اقدس قدس سرہٗ نہایت خوش ہوتے۔ مولانا مولوی سراج الحق صاحب [ابن مولانا فیض احمد بدایونی] مرحوم بھی مخصوصین میں تھے۔

رؤسا سے ملاقات مساویانہ فرماتے، نہ عجز و انکسار، نہ علو و افتخار ہر شخص سے اس کے مرتبے کے لائق مدارات فرماتے، ضروری پرسش حال کے ساتھ حتی الامکان ناکام واپس نہ فرماتے۔ البتہ وہ اشخاص جو خلاف شریعت معاونت چاہتے محروم عنایت رہتے اور ان سے حضور اقدس قدس سرہٗ کو نفرت و وحشت ہو جاتی مثلاً کوئی شخص ایسے کسی معاملے میں جس میں کسی دوسرے کا حق شرعی ہو اپنی کامیابی چاہتا یا کسی شخص کو ایذا دینا چاہتا ہمیشہ ناکام اُٹھتا۔

اسی طرح ان علما سے جو طریقۂ حقہ اہل سنت سے بعض مسائل میں مختلف ہیں یا جنہوں نے علم کو ذریعہ معاش دنیا ہی کر لیا ہے بہ لطف و مہربانی نہ ملتے اور خدام کو ان سے بچنے اور علیحدہ رہنے کی ہدایت فرماتے۔ طالب علموں پر ہمیشہ خاص نظر کرم تھی۔ نقد، جنس، پارچہ، کتاب، سفارش ہر قسم کی معاونت فرماتے۔

وصل دوم فقرا و سادات کرام

ہر سالک متشرع فقیر سے (وہ کسی خاندان کا بھی ہو) نہایت محبت سے ملتے۔ حضرات قادریہ سے خصوصیت برتی جاتی، صاحبزادگان کالپی شریف و بانسہ، ذریت طاہرہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نہایت تعظیم و توقیر فرماتے، سجادہ نشینان و خدام آستانۂ حضرات اکابر کی خاطر مدارات فرماتے۔

مجاذیب سے دور رہنے کی ہدایت فرماتے، عام خدام کو بھی حکم تھا کہ ہر درویش صاحبِ

سلوک متبع شریعت سے بلا لحاظ قادریت و چشتیت ، بلاغرض دنیوی صرف بقدر زیارت ملو اور سوائے دعائے دینی مطالب دنیوی نہ چاہو، ہر فقیر کی تعظیم و خدمت کرو اور اس کے خفیہ حالات کا تجسس نہ کرو، کم از کم یہ ضروری ہے کہ بلا تحقیق و تفتیش حال کھانا جو حاضر ہو ضرور پیش کریں کہ بہترین خیرات بھوکے کو کھانا کھلانا ہے اور ہمیشہ نیک گمان رکھو، جس فقیر کا ظاہر خلاف شرع ہو اس سے سروکار نہ رکھو، لیکن برا کہنا اور غیبت و عیب جوئی خوب نہیں۔

اپنے اصحابِ سلسلہ سے خود حضور اقدس قدس سرہٗ کو خصوصیت خاصہ تھی اور خدام کو باہمی ربط و محبت کی تاکید فرماتے۔

حضرات سادات کرام کی عموماً مدارات فرماتے، غیر سادات پر ان کو نشست و برخاست، گفتگو، حاجت برآری میں تقدیم ہوتی اور ارشاد فرماتے کہ سادات کرام کی تعظیم اِس نسبت سے کہ وہ ذریت طاہرہ حضور سرور عالم ہیں کرنی چاہیے، دوسری نسبتیں اور حالتیں اس کے بعد ہیں، ان کا نسب شریف کسی حال میں منقطع نہیں ہوتا اور یہی موجب تعظیم ہے۔ اگر یہ حضرات کسی غیر سید سے ارادت یا تلمذ بھی کرلیں جب بھی شیخ و استاذ پر اُن کی تعظیم سیادت ضروری ہے، سوائے کسب طریقہ اور کوئی خدمت ان سے نہ لی جائے، اس لیے کہ یہ مخدوم زادۂ عالمیاں ہیں اور تمام جہاں کے حقیقی اور سچے پیرزادے ہیں، جو دولت دین و دنیا، علم و فقر عالم میں ہے سب ان کے گھر کی دی ہوئی ہے اور ان کے ذریعے سے ہے۔

☆☆☆

باب ششم

حضور اقدس قدس سرہٗ کی تصنیف وتالیف

وصل اوّل حمایت شریعت

تصنیف اور اس کی شہرت سے حضور اقدس قدس سرہٗ کو خاص دلچسپی نہ تھی، نہ مثل علمائے ظاہر مکالمہ ومباحثہ پسند فرماتے۔ لیکن ضرورت کے موقع پر مفصل مکاتیب (جن سے حل شبہات مخاطب ہو جاتا) تحریر فرماتے۔ جو عجب حقائق پر شامل ہوتے تاہم بعض تحریرات بطور رسالہ بھی خدام کے التماس پر مرتب ہوئے اور بعض طبع ہو کر شائع بھی ہو گئے:

[۱] العسل المصفّٰی فی عقائد ارباب سنة المصطفیٰ: یہ بزبان اردو عقائد حقہ اہل سنت کے بیان میں نہایت مختصر اور مفید بچوں کی تعلیم کے مناسب بلکہ ضروری رسالہ ہے۔ ابتدا میں جب بچے عقائد سے واقف ہو جاتے ہیں بد مذہبوں کا قابو نہیں رہتا، ان کے فریب وشبہات سے حفاظت ہو جاتی ہے۔ یہ رسالہ طبع ہو کر شائع اور تقسیم ہو گیا۔

[۲] **سوال وجواب:** یہ بھی اردو زبان میں مختصر مسئلہ تفضیل کا فیصلہ ہے اور حق یہ ہے کہ عجب تحقیق سے مالا مال ہے۔ آج تک باوجود کوشش اور اجتماع حضرات تفضیلیہ سے اس کا جواب نہ ہو سکا۔ یہ طبع ہو گیا ہے۔

[۳] **اشتہار نوری:** یہ ایک مفید مختصر تحریر ہے، جو وقت شیوع ندوۂ مخذولہ جس وقت بعض علمائے اہل سنت مکائد اہل ندوہ سے دھوکا کھا کر شامل ندوہ ہو گئے تھے ان کی تنبیہ اور اکثر فوائد جلیلہ پر شامل ہے۔ طبع ہو کر شائع ہو گیا۔

[۴] تحقیق التراویح: یہ دفع فتنۂ بعض غیر مقلدین میں اثبات بست رکعت تراویح اقوال جلیلہ

فقہائے حنفیہ کرام مکمل ومرتب فرما کر شائع ہو گیا۔☆

[۵]دلیل الیقین من کلمات العارفین: تفضیل کلی حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کا اثبات، حضرات تفضیلیہ کے شبہات کا ازالہ نہایت ضروری وضاحت سے فرمایا۔ بڑا معتمد اور مفید رسالہ ہے، خصوصاً ان حضرات تفضیلیہ پر جو کہتے تھے کہ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما صرف فقہا اور علمائے ظاہر کا مسلک ہے، عرفائے اہل طریقت تفضیل حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قائل ہیں حجۃ اللہ ہے۔ ہر طبقے کے عرفا وصوفیا قدست اسرارہم کے اقوال سے ثابت فرمایا گیا ہے کہ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما مسئلہ مسلمہ اہل سنت ہے۔ عام اکابر عرفا خصوصاً تاجداران مارہرہ قدست اسرارہم کی محققانہ تصریحیں صاف ظاہر کرتی ہیں کہ مفضلہ شیعی ہیں اور اہل سنت سے خارج۔ جو کچھ گفت وشنید ہے وہ علمائے ظاہر میں ہے یہ حضرات بلا اختلاف اسی مسلک کے سالک ہیں۔ قابل زیارت رسالہ ہے۔ بزبان فارسی ہے چھپ کر شائع ہو گیا ہے۔ لاجواب تھا لہٰذا لاجواب ہے۔

[٦]**عقیدہ اہل سنت نسبت محاربین جمل وصفین ونہروان:** یہ رسالہ بزبان اردو ہے اور حسب الحکم حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ تصنیف ہوا ہے۔ نہایت مفید رسالہ ہے۔ ہنوز طبع نہیں ہوا ہے۔

وصل دوم لطائف طریقت

[۷]کشف القلوب: یہ رسالہ بیان کسب ابتدائی سلوک میں بزبان اردو نہایت مفید سالک ہے، بعض اشغال واورادِ خاندانی اور ان کے طریقے بیان ہوئے ہیں۔ طبع ہو کر شائع ہو گیا ہے۔

[۸]النور والبهاء فی أسانید الحدیث وسلاسل الاولیاء: اِس رسالے میں سلاسل و اسنادِ احادیث صحاح ومسلسل بالاولیہ وحصن حصین ودلائل الخیرات، اسمائے اربعینہ، مصافحات اربعہ، مشابکہ، حدیث مسلسل بالاضافہ واسناد حرز یمانی وقرآن کریم وتسبیح وسلسلۂ علیہ قادریہ قدیمہ واحدیہ وکالپویہ جدیدہ ورزاقیہ ومنوریہ وچشتیہ وسہروردیہ ونقشبندیہ ومداریہ علیہ جو چند طریقوں سے پہنچے ہیں درج ہیں۔ بزبان عربی نہایت مفید رسالہ ہے، طبع ہو کر شائع ہو گیا ہے۔ اس کے آخر بہ

☆ یہ کتاب عربی زبان میں ہے، مطبع غالب الاخبار سیتاپور سے ذی الحجہ ۱۲۹۱ھ/ فروری ۱۸۷۵ء میں شایع ہوئی تھی۔ مولانا دلشاد احمد قادری مدرس مدرسہ قادریہ بدایوں نے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے، جو تاج الفحول اکیڈمی بدایوں کے زیر اہتمام ۱۴۳۳ھ/۲۰۱۲ء میں شایع ہوئی ہے۔ اسید

نہایت اختصار نسب اکرم بھی درج ہے۔ان شاءاللہ عنقریب مع اسناد بقیہ ادعیہ خاندانی اور نقل سند واجازت حضور مرشدی ومولائی قدس سرہٗ اور بعض نادر چیزوں کے طبع ہوگا۔

[۹]سراج العوارف فی الوصایا والمعارف: ۱۳۱۳ھ[۹۶-۱۸۹۵ء] میں تصنیف ہوا۔اس میں بیشتر وصایا اور ہدایت ہیں۔متفرق فوائد فقہ وکلام وحدیث وتصوف وسیر وسلوک ہیں، جونہایت خوبی سے درج ہیں، کچھ حضور پرنور قدس سرہٗ نے اپنے سلوک کے حالات بھی درج فرمائے ہیں، عجب پرنور تصنیف ہے جوفوائداس میں مندرج ہیں مجموعہ ان کا کسی ایک جگہ کہیں پتہ نہ ملے گا۔حضرات مریدین خانوادۂ برکاتیہ کواس کا دیکھنا، پڑھنا، پاس رکھنا نہایت ضروری ہے۔ طبع ہوکر شائع ہوگیا ہے۔

[۱۰]**الجفر** :ایک مختصر رسالہ بزبان اردو ہے،جس میں خاص ایک قاعدہ مفصلاً مذکور ہے ۔یہ وقت عطائے قواعد جفر خاص اِس خادم کومرحمت ہوا تھا۔غیر مطبوعہ ہے۔

[۱۱]**النجوم**: یہ ایک نہایت مختصر رسالہ نجوم ہے، وہ چیزیں جن کا جاننا اور جن کی رعایت ایک عامل وجفار کوضروری ہیں اس میں درج اور بہت عمدہ اور پُرفوائد نقشوں پر شامل غیر مطبوعہ ہے۔

[۱۲]تخییل نوری: مجموعہ اشعار عربی وفارسی واردو جوگاہ گاہ اتفاقیہ نظم فرمائے گئے۔یہ ۱۳۱۶ھ [۹۹-۱۸۹۸ء] میں مرتب ہوکر شائع ہوگیا۔تبرکاً چند اشعار فارسی واردو درج کیے جاتے ہیں:

دور آنکھوں سے ہیں اور دل میں ہے جلوہ اُن کا ساری دنیا سے نرالا ہے یہ پردا اُن کا
دل کی آنکھوں سے کرے کوئی تماشا اُن کا نگہ دیدۂ ظاہر سے ہے پردا اُن کا
آہ اب ڈھونڈنے جائیں تو کدھر جائیں ہم جلوہ تجھ میں بھی نہیں اے دلِ شیدا اُن کا
حشر کے غم میں مبارک ہو عدو کو ماتم عید ہے ہم کو کہ دیکھیں گے تماشا اُن کا
دیکھ ہی لیں گے کسی شکل سے مشتاق لقا لاکھ پردوں میں رہے جلوۂ زیبا اُن کا
انتظارِ دلِ مشتاق کی کچھ حد نہ رہی کیا قیامت کو کہیں وعدۂ فردا ان کا
چھوڑ دو تھوڑی جگہ ہم کو بھی محشر والو دور سے دیکھنے آئے ہیں تماشا اُن کا

طور میں ہیں، نہ وہ کعبے میں، نہ میرے دل میں
نوؔر کیا اور بھی ہے کوئی ٹھکانا اُن کا

☆

واہ کیا کہنا تمہارے وعدۂ دیدار کا — جس سے دل ٹھہرا ہوا ہے ہجر کے بیمار کا

تو بھی چل کر دیکھ آ غافل کہ اب وہ وقت ہے — یاس سے منہ تک رہے ہیں سب ترے بیمار کا

آئینہ دل کا لیے بیٹھے ہیں ہم بھی منتظر — ہاں کہاں ہے عکس ان کے جلوۂ رخسار کا

رخصتِ سیرِ چمن مدت میں دی صیاد نے — پوچھنے جائیں پتہ کس سے رہِ گلزار کا

نورؔ سے تو دور کیوں کھنچتا ہے اے جانِ مسیح

پاس کچھ تو چاہیے تھا عاشق بیمار کا

☆

نگاہوں میں سب ہیں جو پردے میں تو ہے — چھپے سب نظر سے کہ تو رُوبرو ہے

خودی کا جو پردہ اٹھے تو بتا دیں — نہ ہم اور کچھ ہیں نہ کچھ اور تو ہے

نہ مَیں تم سے مخفی نہ تم مجھ سے پنہاں — خفا اِس میں ہرگز نہیں مو بہ مو ہے

نہ مَیں تو ہوا ہوں، نہیں مَیں نہیں ہوں — نہ تو مَیں ہوا ہے، نہیں تو ہی تو ہے

سوا تیرے ہے کون کون و مکاں میں — وہاں تو ہی تو ہے یہاں تو ہی تو ہے

مُوَحّد ہیں نورؔ، اتحادی ہیں ملحد

نہ سب تو ہی تو ہے کہ بس تو ہی تو ہے

☆

دلِ عشاق میں اے جانِ مکیں کیوں نہ ہوئے — یہ بھی تو عرش ہے، تم عرش نشیں کیوں نہ ہوئے

نَحۡنُ اَقۡرَبُ سے رگِ جاں میں ضیائیں پائیں — حسرت آتی ہے کہ تم دل سے قریں کیوں نہ ہوئے

رازِ دل تم نے رقیبوں کو جتایا صد حیف — ہائے اس عاشق بے دل کے امیں کیوں نہ ہوئے

نام جب دیکھتے ہیں تیرا خطوں میں عاشق — رشک کرتے ہیں کہ قرطاس ہمیں کیوں نہ ہوئے

غمِ فرقت کی بلاؤں میں پھنسا ہے نوریؔ

حیف صد حیف کہ تم اس کے امیں کیوں نہ ہوئے

☆

[۱۳] **صلوٰۃ غوثیہ**: شجرۂ علیہ عالیہ قادریہ بطور درود مع اسمائے حسنیٰ واسمائے حضور سرور عالم ﷺ مرتب فرما کر ارشاد فرمایا کہ ''ہر مرید قادری برکاتی کو ضرور ہے کہ اگر کچھ نہ کر سکے تاہم یہ شجرہ ضرور پڑھے''۔ طبع ہوکر تقسیم ہوگیا۔

[۱۴] **صلوٰۃ معینیہ**: شجرۂ چشتیہ بہشتیہ بطور درود ہے، اِس کے ورد کا بھی حکم ہے۔ طبع ہوکر تقسیم ہوگیا۔

[۱۵] **مجموعہ**: اِس میں نو دنہ نام باری تعالیٰ عز سلطانہ، نو دنہ اسمائے حضور سرور عالم ﷺ، نو دنہ نام حضرت سید امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ، نو دنہ نام حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ، نو دنہ نام حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ، نو دنہ نام حضرت الشیخ ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ مع ایک بڑی شاندار دعا کے ترتیباً درج فرمائے۔

[۱۶] **صلوٰۃ نقشبندیہ**: یہ بھی بطور مذکورہ بالا درود موسوم بہ 'صلوٰۃ نقشبندیہ' ننانوے صیغے ہیں، ننانوے القاب کریم سے نام حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مع اسمائے حسنیٰ و اسمائے حضور سرور عالم ﷺ تحریر ہے۔

[۱۷] **صلوٰۃ صابریہ، صلوٰۃ ابوالعلائیہ، صلوٰۃ مداریہ**: اِسی طور پر مندرج ہیں۔ یہ بستم شوال المکرّم ۱۳۱۰ھ [۱۸۹۳ء] میں بہ مقام آگرہ جمع فرمایا ہے۔ اِس کے اختتام میں دعا ہے جس میں فرماتے ہیں:

الٰہی بہ برکت صلوٰۃ محمد یہ کے جس کے صیغے ننانوے ہیں، الٰہی بہ برکت صلوٰۃ الانبیا کے جس کے صیغے ۳۴ ہیں، الٰہی بہ برکت صلوٰۃ الملائکہ کے جس کے ۴ صیغے ہیں، الٰہی بہ برکت صلوٰۃ الخلفا کے جس کے ۴ صیغے ہیں، الٰہی بہ برکت صلوٰۃ امامیہ کے جس کے ۱۲ صیغے ہیں، الٰہی بہ برکت صلوٰۃ عشرۂ مبشرہ کے جس کے ۱۰ صیغے ہیں، الٰہی بہ برکت صلوۃ مرتضویہ کے جس کے ۹۹ صیغے ہیں، الٰہی بہ برکت صلوٰۃ غوثیہ کے جس کے ۹۹ صیغے ہیں، الٰہی بہ برکت صلوٰۃ نسب برکاتیہ کے جس کے ۹۹ صیغے ہیں، الٰہی بہ برکت صلوٰۃ نسب غوثیہ کے جس کے ۲۴ صیغے ہیں، الٰہی بہ برکت صلوٰۃ معینیہ کے جس کے ۹۹ صیغے ہیں، الٰہی بہ برکت صلوٰۃ واحدیہ کے جس کے ۹۹ صیغے ہیں، الٰہی بہ برکت صلوٰۃ جلیلیہ کے جس کے ۹۹ صیغے ہیں، الٰہی بہ برکت صلوٰۃ اویسیہ کے جس کے ۹۹ صیغے ہیں، الٰہی بہ برکت صلوٰۃ محمد یہ کے جس کے ۹۹ صیغے ہیں، الٰہی بہ برکت صلوٰۃ حمزویہ کے جس کے ۹۹ صیغے

ہیں، الٰہی بہ برکت صلوٰۃ شمسیہ کے جس کے ۹۹ صیغے ہیں، الٰہی بہ برکت صلوٰۃ برکاتیہ ثانیہ کے جس کے ۹۹ صیغے ہیں، الٰہی بہ برکت صلوٰۃ احمدیہ کے جس کے ۹۹ صیغے ہیں، الٰہی بہ برکت صلوٰۃ الائمہ کے جس کے ۴ صیغے ہیں، الٰہی بہ برکت صلوٰۃ سہروردیہ کے جس کے ۹۹ صیغے ہیں، الٰہی بہ برکت صلوٰۃ نقشبندیہ کے جس کے ۹۹ صیغے ہیں، الٰہی بہ برکت صلوٰۃ مداریہ کے جس کے ۹۹ صیغے ہیں، الٰہی بہ برکت صلوٰۃ ابی العلائیہ کے جس کے ۹۹ صیغے ہیں، الٰہی بہ برکت صلوٰۃ صابریہ کے جس کے ۹۹ صیغے ہیں، الٰہی بہ برکت اِن اٹھارہ سوسڑسٹھ [۱۸۶۷] صیغہائے درود کے فقیر ابوالحسین اور اس کے والدین واساتذہ واہل قرابت واحباب واہل بیت ومریدین اوراُس کے ہر منتسب کو دین ودنیا کی خوبیاں عنایت فرما۔

[۱۸] **صلوٰۃ الاقربا:** جس میں حضرت سید شاہ حقانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید شاہ آل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید شاہ اولاد رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید شاہ غلام محی الدین صاحب معروف بہ شاہ امیر عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ، وسید شاہ ظہور حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید شاہ ظہور حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید شاہ محمد جعفر صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید شاہ نور الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید شاہ نور المصطفیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید شاہ حسین حمزہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید شاہ یوسف حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید شاہ آل حسین معروف بہ سچے صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید شاہ محمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید محمد تقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید حاجی عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید غلام دستگیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید غلام مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید دلدار حیدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید محمد حیدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید خورشید علی معروف بہ حافظ حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید شاہ نجات اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید شاہ امام معروف بہ شاہ گدا صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید برکات بخش معروف بہ شاہ بھکاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید شاہ فقیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید شاہ امیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید شاہ مقبول عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید شاہ مخدوم عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید شاہ عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید شاہ صاحب عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید مقبول عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید خورشید عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید شاہ فیروز صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید شاہ یحییٰ

صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید شاہ مجیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید شاہ ابوالفتح صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید شاہ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید ابوالخیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید شاہ عظمت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید شاہ رحمت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید غلام مصطفیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید عبدالنبی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید مربی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید ولی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

بعدۂ صلوٰۃ اقربا میں سید جمال علی عرف کلومیاں، سید سردار علی معروف بہ سلومیاں، سید مہر علی، سید احمد عرف بانکے میاں، سید حافظ علی رضا حافظ سید نور زماں، سید مدد رسول عرف لالومیاں، سید رحم رسول عرف بالا میاں، سید عنایت رسول عرف ننھے میاں، سید بندہ علی عرف بدلے میاں، سید عطائے رسول، سید فدائے رسول، سید فضل رسول عرف رنگیلے میاں، سید شرف رسول عرف لڑیتے میاں، سید کرم رسول عرف رسیلے میاں، سید ولایت علی عرف امرا میاں، سید وزیر علی، سید مظہر علی، سید گلزار احمد (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین الیٰ یوم الدین) کے نام ہیں۔

[۱۹]صلوٰۃ المرضیۃ لفقراء المارہرویۃ: اِس میں اکثر خلفائے خاندانی کے نام ہیں۔ بعدۂ صلوٰۃ القدسیہ الکالپویہ اِس میں سید ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ، سید نا محمد رحمۃ اللہ علیہ، سید احمد رحمۃ اللہ علیہ، شیخ یونس استاذ حضرت سید محمد رحمۃ اللہ علیہما، مولوی عمر جاجموی استاذ سید محمد رحمۃ اللہ علیہما، سید شاہ فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ، سید سلطان مسعود رحمۃ اللہ علیہ، سلطان ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ، سید احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ، سید حسین علی رحمۃ اللہ علیہ، سید فخر الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ، سید خیرات علی رحمۃ اللہ علیہ، سید شاہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ، سید کاظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ۔ بعدۂ صلوٰۃ نوریہ جس میں محض اکابر بلگرام سید شاہ لطف اللہ عرف شاہ لدھا رحمۃ اللہ علیہ، سید شاہ عظمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ، سید نوازش علی رحمۃ اللہ علیہ، سید نور الحق رحمۃ اللہ علیہ، سید آل مصطفےٰ رحمۃ اللہ علیہ۔ بعدۂ شیخ محمد افضل الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ محمد یحیٰ رحمۃ اللہ علیہ، شیخ محمد فاخر رحمۃ اللہ علیہ، شیخ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ۔

بعدۂ صلوۃ البھیۃ علی اساتذتی و اساتذۃ اجدادی اِس میں سید محمد باکر، حکیم عطاء اللہ رحمۃ اللہ علیہما استاذان حضرت شاہ حمزہ صاحب رحمۃ اللہ علیہما، مولانا مولوی محمد عبدالمجید صاحب بدایونی، مولانا نور صاحب لکھنوی، مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب بدایونی، شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی، مفتی محمد عوض صاحب بریلوی، شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی، مولانا عبدالواسع

سیدن پوری (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) استاذ ان حضور خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ بعدہٗ اپنے اساتذۂ کرام ہیں جو سابقاً معروض ہوئے۔ یہ عجیب مجموعہ ہے اِس میں بہت ذخائر نفائس ہیں۔

[۲۰] **اسرار اکابر برکاتیہ:** یہ آخری تصنیف حضور اقدس قدس سرہٗ کی ہے۔ صدہا نکات عربیہ اور اسرار عجیبہ پر شامل ہے۔ بیشتر اسرار خاندانی باجمال وتفصیل اِس میں درج ہیں۔ یہ خادم اس کی زیارت سے مشرف ہوا ہے۔ سبحان اللہ! جواہر کا خزینہ اور برکات کا گنجینہ ہے۔

[۲۱] **مجموعہائے اعمال واشغال:** ان کا شمار نہیں۔ قریب قریب چند مجموعے ہر سال میں خود حضور کے قلم سے تحریر ہو جاتے تھے، کبھی قبل از تکمیل کسی خادم کا نام معین فرما دیا، کبھی بعد تکمیل کسی خادم کو مرحمت ہو گیا۔ بعض خدام سادہ مجلد حاضر کرتے کہ اُس پر حضور کچھ ارقام فرما دیں۔ اِن میں بیشتر نقوش وادعیہ واعمال کمتر فوائد واشغال ہیں۔ غالباً خدام حضور میں شاید ہی کوئی ایسا ہو جس کے پاس چند اجزا نقوش وادعیہ کے نہ ہوں، اکثر خدام کے پاس بڑے بڑے مجموعے ہیں چند کا ذکر کروں۔

منجملہ ان کے ایک بڑا ضخیم مجموعہ حضرت اخی معظم مولوی غلام قنبر صاحب مرحوم کے پاس تھا، جو حضور اقدس قدس سرہٗ نے مرحمت فرمایا تھا۔ اُس میں متفرق اعمال واشغال طرق، ترتیب نقوش، فوائد علم نجوم وغیرہ بہت چیزیں ہیں، اس کا چھ سو ورق سے زیادہ حجم ہے۔ بالفعل عزیزی مولوی غلام زکریا سلمہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

منجملہ اُن کے ایک عمدہ مجموعہ مخدومی مولانا حافظ شاہ محمد عمر صاحب دہلوی دامت برکاتہم کے پاس ہے۔

منجملہ اُن کے ایک نادر نہایت عمدہ اور مجموعۂ اعمال واشغال ونسخہ جات حضرت معظمی صاحبزادہ سید ظہور حیدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا، جواب بہ قبضۂ صاحبزادہ سید محمد یونس حسن زید مجدہم ہے۔

منجملہ اُن کے ایک مجموعہ عطیہ حضور اخی مولوی محمد عبدالحئ صاحب مرحوم کے پاس تھا، جواب ان کے صاحبزادوں کے پاس ہے۔

منجملہ اُن کے ایک مجموعہ نواب رستم علی خاں اکبرآبادی کے پاس ہے۔

منجملہ اُن کے ایک مجموعہ سید نور الدین حسین خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مرتب فرما کر بڑودہ بھیجا تھا۔

منجملہ اُن کے چند مجموعے مختلف اعمال وادعیہ ونسخہ جات واشغال وغیرہ پر شامل ہیں۔شاہ عارف شاہ مرحوم کے پاس تھے، جواب بہ قبضہ ان کی اولاد کے ہیں۔

منجملہ اُن کے ایک مجموعہ حافظ سراج الدین بدایونی ثم اکبرآبادی کے پاس ہے۔

غرض ان کا شمار نہ فقیر سے ہوسکتا ہے نہ ان کی کوئی فہرست و یادداشت سرکار میں ہے۔عاجز کا خیال ہے کہ جب باوجود عدم اہتمام عطایائے حضور سے ایک مجموعۂ کلاں اِس خادم کے پاس مرتب ہوگیا تو کم ایسے خدام ہوں گے جو بڑے بڑے مجموعے مرتب کر چکے ہوں گے۔

چند بیاضہائے نوری ہیں جن میں مختلف نوادر جمع ہیں۔ایک میں بیشتر اپنی خوابیں اور قواعد عشرہ جفر وغیرہ ہیں۔ایک میں ۱۲۸۵ھ [۶۹-۱۸۶۸ء] تک مریدین کی فہرست ہے۔فقیر عاجز نے اُس کی ترتیب کا قصد مصمم کرلیا ہے۔

باب ہفتم
علوم دعوت وتکسیر وتعبیر خواب کے بیان میں
وصل اوّل دعوت وتکسیر

حضور اقدس قدس سرہٗ نے باوجود اجازتِ صاحبِ حکومت اکثر اسماوادعیہ کی باقاعدہ زکوٰتیں دی تھیں اور موٴکلات وجنات جمالی وجلالی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔حضور کو حکومتِ عام حاصل تھی، آخر عہد میں ترک اعمال پر بھی جو تصرفات حضور اقدس قدس سرہٗ کے آنکھوں سے دیکھے ہیں کہیں نظر نہیں آتے۔فقیر کے خیال میں یہ عاملانہ تصرفات بھی ستر حال تھا، ورنہ من کان للہ کان اللہ لہ اصل تسخیر اور سچی حکومت ہے، جب بندہ خدا کا ہو گیا خدائی اس کی ہو گئی۔ ہمارے اِن حضرات نے کبھی عاملانہ حکومت سے کام نہیں لیا الا ماشاء اللہ۔تاہم تمام اِس فن کے نکات محققین فن سے حاصل فرمائے تھے اور وہ سب نظر میں تھے۔

فن تکسیر میں خانوادۂ مارہرہ ہمیشہ سے مشہور ہے، جس طرح یہاں سلوک باقاعدہ مروج تھا علوم تکسیر وجفر ونجوم بھی بقدر ضرورت فقرا کو تعلیم ہوتے تھے۔ ہمارے حضور اقدس قدس سرہٗ نے یہ فن اپنے چھوٹے دادا حضرت سید شاہ غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ شمس الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم پایا تھا اور اصول ونکات اپنے جدامجد ومرشد حضرت خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ سے حاصل فرمائے تھے۔

ایک سفر اجمیر شریف میں یہ خادم بھی ہم رکاب حضور اقدس قدس سرہٗ ہے، بعد فراغ عرس برادر معظم مولوی محمد عبدالحی صاحب مرحوم کی درخواست پر (جو مرید حضور اقدس قدس سرہٗ اور ریاست سروہی میں جوڈیشنل آفیسر تھے) سروہی کا قصد فرمایا۔وہاں پہنچ کر حکم ہوا کہ ''یہاں فرصت ہے اگر شوق ہو نقش مرتب کرلو، لیکن ہم کو اعداد ادعیہ پر جو مجموعوں میں درج ہیں پورا وثوق نہیں، لہٰذا

پہلے دعاؤں اور اسما کی تکسیر کرو اور نقوش بناؤ، ملائکہ و جناتِ جلالی و جمالی و روح وغیرہ مرتب کر کے عزائم درست کرو'۔ غرض تعمیل حکم والا کی گئی اور چندروز میں ایک نقش مرتب ہوا، جس کے متن میں ۳۶ر نقش ادعیہ اور اس کے حول میں ملائکہ ادعیہ وسماوات و ارض، بروج وغیرہ وغیرہ عجیب دل کش ترتیب سے جمع ہیں۔ کوئی حاجت دینی و دنیاوی ایسی نہیں جس کے واسطے یہ مفید نہ ہو۔ علاوہ عطائے نقش کرم خاص یہ تھا کہ طریقۂ تکسیر و ترتیب مثلث و مربع ،مخمس و مسدس و طرق استخراج مؤکلات جمالی و جلالی و جن و روح و ترتیب عزائم عمدہ طور پر ذہن نشین ہو جائیں۔ اِسی ضمن میں ہر دعا کے متعلق عمدہ عمدہ نکات مرحمت ہوئے۔ والحمد لله علی ذلك۔

دو واقعے خاص اپنے دیکھے ہوئے گزارش کر دوں۔ حضور اقدس قدس سرہٗ غریب خانے پر تشریف رکھتے ہیں، وقت بعد مغرب ہے، خدام کا مجمع ہے ایک جانب یہ عاجز بھی حاضر ہے، حضور سیف الرحمٰن قرأت فرما رہے ہیں، اِس خادم کو خیال ہوا کاش خدام دعا کو مَیں دیکھتا، فوراً حضور اقدس قدس سرہٗ نے ایک بار دستک دی، دیوار جنوبی اُس مکان کی میری نظر سے غائب ہو گئی اور وہ سامان ایک رعیت کا جو پشت اُس مکان پر اس کے گھر میں رکھا تھا صاف نظر آنے لگا، تھوڑی دیر میں اس صحن میں وسعت شروع ہوئی اور اب ایک میدان سبزہ زار پیش نظر ہو گیا، اس میں ایک انبوہ کثیر نہایت شاندار لوگوں کا نظر آیا، اکثر ان میں ہاتھیوں اور گھوڑوں پر سوار تھے اور سب عمدہ ہتھیاروں سے مسلح تھے، لباس نہایت عمدہ شاہانہ تھا، لیکن یہ سب جماعت برقعہ پوش تھی، پھر بھی ایک رعب و ہیبت ظاہر تھی، تخمیناً دس بارہ منٹ تک یہ خادم اس مجمع کو بغور دیکھتا رہا اور سخت متعجب تھا، اس اثنا میں حضور اقدس قدس سرہٗ نے دوبارہ دستک دی، وہ تمام سامان نظر فقیر سے مخفی ہو گیا، وہی جلسہ قائم اور حاضرین میں سے کوئی اس واقعے سے خبر دار نہ تھا۔ اس وقت حضور اقدس قدس سرہٗ نے اِس عاجز پر ایک نگاہ متبسمانہ ڈالی اور خاموش ہو گئے۔ پھر خلوت میں فرمایا ''یہ جماعت یہاں طلب نہ کی گئی تھی، صرف تیرے شوق پر ہم نے فیما بین حجاب رفع کر دیا تھا، یہ اُن کا کرم تیرے حال پر تھا کہ اپنے چہرے حجاب میں کر دیے، ورنہ یکا یک بلا مناسبت کوئی ان کی صورتیں دیکھ نہیں سکتا''۔

دوسرا واقعہ حضور اقدس قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ عمل شجرۂ زر کی زکوٰۃ دینی و دنیاوی

کاموں کونہایت مفید ہے۔خادم نے عرض کیا سنا ہے کہ خدام عمل عامل کوڈراتے ہیں، اگر عامل ڈر گیا سخت پریشانیاں روبکار ہوتی ہیں اور اپنے ایک عزیز بھائی کا قصہ عرض کیا۔ارشادفرمایا کہ اکثر یہ خطرات دوصورتوں میں پیدا ہو جاتے ہیں۔اولاً صاحب اجازت کا حاکم عمل نہ ہونا، یا عامل کا پوری شرائط پر کاربند نہ ہونا، یا کوئی غلطی اتفاقی واقع ہو جانا۔نیز عمل کو محض مفاد دنیاوی کے خیال سے پڑھنا، جس سے خدام کو خیال تکلیف دہی پیدا ہو جاتا ہے اور وہ موقع پا کر عمل کو خراب کر دیتے ہیں۔جولوگ صرف دینی ترقی کی غرض سے پڑھتے ہیں ان کو بجائے خراب کرنے کے مدد اصلاح دیتے ہیں اور اُنس کرتے ہیں۔

ہمارے خاندان میں کبھی یہ عمل بغرض حصول دنیا نہیں پڑھا جاتا گو ضمناً یہ فائدہ بھی ہو کہ سالک متوکل کو تکلیف یا محتاج سے فراغ رہتا ہے۔آج وقت ہمارے قرأت عمل کے دروازے پر حاضر رہنا۔جس وقت حضور اقدس قدس سرہٗ نے عمل شروع فرمایا خادم دروازۂ کمرہ پر حاضر رہا، عمل ختم فرما کر حضور اقدس قدس سرہٗ نے دستک دی اور ایک جماعت نہایت شان وشوکت والی عمدہ لباس میں حضور اقدس قدس سرہٗ کے روبرو بالجسد حاضر ہوگئی۔یہ فقیر تمام اس جماعت کو بچشم خود دیکھ رہا ہے۔حضور اقدس قدس سرہٗ نے بخطاب جماعت فرمایا کہ''آج آپ صاحبوں کو ایک خاص وجہ سے تکلیف دی گئی ہے وہ یہ کہ ہم چالیس برس سے آپ صاحبان سے ملاقات رکھتے ہیں کہیے کیا کبھی کوئی خدمت ذاتی ہم نے آپ سے لی ہے؟''جماعت نے عرض کیا نہیں، فرمایا''آج ہمارے خاص مرید کی حاجت ہے اس پر خاص کرم کی نظر فرمایئے کہ اُس غلام کا کام ہو جائے''۔ فوراً ایک تھیلی تین سو روپے کی حاضر کی اور وہ تھیلی اِس خادم نے اپنے بھائی کو دے دی اور اُن کا کام ہو گیا۔

﴿نقوش کی بھی عجیب حالت تھی، یہی معمولی نقش مثلث یا مربع جس وقت جس کام کو مرحمت فرمادیا فوراً کام ہو گیا۔ارشادفرماتے کہ''اگر چہ اعداد اور ان کی تکسیر وزکوٰۃ میں اثر ہے، لیکن وہ کمال دوسرا ہے''۔حاجت مندوں کی عرائض حضور صاحب البرکات رحمۃ اللہ علیہ کے تعویذ وفلیتہ تھے، اس لیے ممانعت تھی کہ نقش کھول کر نہ دیکھا جائے، بعد کامیابی دفن کر دیا جائے یا دریا میں ڈال دیا جائے۔﴾

وصل دوم تعبیر خواب

تعبیر خواب میں حضور اقدس قدس سرہٗ کو کمال حاصل تھا۔ چند واقعے گزارش ہیں:

ایک حکیم صاحب ساکن شاہ آباد نے خواب دیکھا کہ ایک میت اُن کے روبرو ہے اور ایک بزرگ بھی تشریف رکھتے ہیں، حکیم صاحب نے اُن بزرگ سے دریافت کیا کہ یہ مردہ کس طرح زندہ ہو، بزرگ صاحب نے فرمایا بہت سہل بات ہے، ایک بکری کو ذبح کر کے ہاتھی کے منھ میں ڈال دو، بس یہ مردہ فوراً زندہ ہو جائے گا۔ یہ خواب دیکھ کر حکیم صاحب کو ایک مدت تشویش رہی اور کوئی بات سمجھ میں نہ آئی۔ آخر حضور اقدس قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، ارشاد فرمایا ''یہ تو بالکل صاف بات تھی، ہاتھی ذوی الاجسام میں بڑا مہیب جانور ہے، اُس کی تشبیہ قیامت سے دی گئی، بکری مذبوح حسب روایت حدیث موت ہے، جو بکری کے حاضر لا کر فنا کر دی جائے گی تا کہ ثواب وعقاب اہل نار و جنت ابدی ہو جائے، بس یہی تعبیر ہے کہ جب میدان ہول ناک قیامت میں حشر قائم اور موت فنا کی جائے گی مردہ زندہ ہو جائے گا''۔ سبحان اللہ۔

اِس عاجز نے ایک خواب دیکھا کہ حضور والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں اور صندوقچے سے چاقو قلم تراش نکال کر اپنے گوشت انگشت کو مثل قلم تراش رہے ہیں، مَیں نے بکمال وحشت روکنا چاہا ارشاد فرمایا ''اگر تیرے بھائی پر کچھ تکلیف ہو تو تجھ کو معلوم ہو''۔ یہ خواب حضور اقدس کی خدمت میں عرض کیا فرمایا ''کیا تمہارے چچا مرحوم کچھ مقروض فوت ہوئے ہیں اور ان پر کوئی دین باقی ہے؟'' خادم نے عرض کیا بلا شک قرضدار فوت ہوئے ہیں، ارشاد فرمایا ''تمہارے والد مرحوم چاہتے ہیں کہ تم وہ قرضہ ادا کر دو'' خادم نے فوراً حکم کی تعمیل کی۔

خود حضور اقدس قدس سرہٗ کے خواب نہایت عجیب ہیں، اُن کی زیارت کرنے سے حضور اقدس قدس سرہٗ کا علو مرتبت دریافت ہوتا ہے۔ بطور خلاصہ عرض کروں۔

بکرات ومرات حضور سرورِ عالم ﷺ کی زیارت مقدسہ، مصافحہ ومعانقہ وبیعت واخذ فیض آغوش رحمت میں بیٹھنا۔

حضرات انبیا (علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام) میں سے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام، حضرت

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کی زیارت اوران حضرات سے اخذ فیض۔

حضرات ائمہ اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم خصوصاً حضرات امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ اورامام ہمام سید الشہد احضور حسین رضی اللہ عنہ کی زیارت اوران سے اخذ فیض۔ حضور غوث الثقلین قطب الکونین سیدنا الشیخ ابومحمد محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی اور حضور خواجۂ خواجگاں ولی الہند غریب نواز حضرت شیخ خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری قدس سرہٗ اور حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت اوران حضرات سے طرح طرح پر اخذ فیض۔ اپنے اکابر واقطابِ مارہرہ قدست اسرارہم حضرت سیدنا میر عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ تا حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ عیاناً زیارت اور ان حضرات کی توجہ خاص۔ غرض ہزاروں عجیب واقعات ہیں۔

☆☆☆

باب ہشتم

حضور اقدس قدس سرہٗ کے تصرفات وحکومت

وصل اول تصرفات عملیہ

صدہا واقعات ہیں جو شب و روز خدام والا کی نظر سے گزرے ہیں۔ فقیر نے نہ جمع روایات کا خیال کیا ہے، نہ خاص اپنے دیکھے اپنے پر گزرے واقعات سب عرض کیے ہیں۔ ہر چمن میں ایک دو پھول اور ہر باب میں ایک دو واقعات التماس کیے ہیں، تاکہ مضمون طویل نہ ہو جائے۔ اِس باب میں بھی صرف چند واقعات دیکھے ہوئے اور معتمد شہادت سے ثابت شدہ عرض کرتا ہوں۔

ایک جماعت ہم خدام کی ہم رکاب حضور اقدس قدس سرہٗ عرس سلطان الہند شاہنشاہ اجمیر خواجۂ خواجگاں رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر ہے۔ پانچ تاریخ رجب کو حضور اقدس قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ''حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دربار سے حکم ہوا ہے کہ تم خدام میں جس کسی کو کچھ خاص عرض کرنا ہو عرضی لکھ کر حضور میں گذراؤ، وہ عرضیاں ہمارے ذریعے سے حضور میں پیش ہوں گی اور تم کو حکم ملے گا''۔ اِس خادم نے عرض کیا کہ ''وہ عرضیاں کس طریقے سے دربار تک پہنچیں گی؟'' ارشاد فرمایا کہ ''آستانے کے خدام کچھ جنات بھی ہیں، اُن میں سے ایک مامور ہیں کہ تمہاری عرضیاں لے جا کر پیش کر دیں''۔ یہ معلوم کر کے اِس ناچیز کو خیال ہوا کہ وہ عرضیاں حضور سے لے کر اُن خادم آستانہ کی زیارت اور کچھ خاص طور پر عرض حال کروں۔ عرضیاں مرتب ہوئیں اور سب نے جمع کر کے حضور اقدس قدس سرہٗ میں حاضر کیں، افسوس کہ باوجود کوشش حضور اقدس قدس سرہٗ نے وہ تمام عرضیاں حافظ نذر اللہ خاں ساکن بدایوں کو دے کر ارشاد فرمایا کہ ''گوشۂ غرب وجنوب آستانۂ عالیہ پر کوہ چِلّہ کی طرف جو ایک سربستہ درہ ہے وہاں جاؤ اور جو شخص تم

سے عرضیاں مانگے اسے دے دو''۔

یہ خادم حکم والا سن کر حافظ نذر اللہ خاں صاحب کے عقب میں روانہ ہوا اور نہایت ہوشیاری سے نظر ہر جانب ڈالتا ہوا جا رہا ہے، یہ خیال ہے کہ آخر موقع زیارت اب بھی مل جائے گا، اِس درے کے داخلے میں چند سکنڈ کو حافظ نذر اللہ خاں صاحب اور اِس خادم میں گوشہ درگاہ شریف کا حاجب ہو گیا، بعجلت اس ناچیز نے آگے بڑھ کر غور کیا، جائے موعودہ یہی ہے بس کوئی صاحب ضرور آملیں گے اور عرضیاں مانگیں گے، لیکن دیکھتا ہوں کہ حافظ صاحب خالی ہاتھ ہیں، مَیں نے اُن سے دریافت کیا ''عرضیاں کہاں ہیں؟'' جواب دیا کہ ''تمسخر کرتے ہو ابھی تم نے مجھ سے یہ کہہ کر کہ حضور نے عرضیاں طلب فرمائی ہیں سب عرضیاں مجھ سے لی ہیں، اب مجھ سے پوچھتے ہو''، یہ خادم حیران ہو گیا۔

واپس آ کر حافظ صاحب نے عرض حال کیا، یہ خادم خاموش ایستادہ رہا، ارشاد فرمایا ''وہی خادم آستانہ تھے جو اس صورت میں تم سے عرضیاں لے گئے ہتم میں یہ قابلیت نہ دیکھی کہ اپنی صورت اصلی یا غیر مانوس میں تشریف لا کر عرضیا لے جاتے یا کچھ اور سبب ہوگا''۔ پھر اِس خادم سے فرمایا ''کیا تو بھی گیا تھا؟'' عرض حال کیا، ارشاد ہوا ''یہ تمہارے سبب سے ہوا کیا ارادہ تھا؟'' خادم نے اپنا خیال عرض کیا ارشاد فرمایا ''یہ بھی حضور سلطان الہند خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا کرم تھا ورنہ ہم سے فقرا ہزاروں اِس دربار عالی میں حاضر آتے ہیں اور اپنا اپنا سالانہ حصہ لے جاتے ہیں، یہ بعض خدام خاص پر نگاہ کرم ہوتی ہے کہ وہ اپنے متوسلوں کی عرضیاں حضور میں پیش کریں''۔

تیسرے روز عرضیاں ہم سب کی واپس ملیں اور سب پر احکام درج تھے اور عجیب تھے۔

صدہا تصرفات عاملانہ، دفع نظر، آسیب، سلب مرض، وسعت رزق، کامیابی معاملات دنیاوی دیکھے ہیں۔ ہزاروں ثقات کی روایتیں سنی ہیں۔ کبھی سائل یا مریض خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور روبرو بٹھایا گیا، تھوڑی دیر میں حالت مریض مجنون و مسحور یا مامور متغیر ہونا شروع ہوئی، کبھی بعد شدت افاقت پیدا ہوئی اور رفتہ رفتہ صحیح الحال ہو گیا، بعض مریضوں کو چند جلسوں میں حاضری کا حکم ملا اور آرام پا کر رخصت ہو گئے۔ کبھی تدابیر علاج مرحمت ہوتیں اور تیمارداروں کو ہدایات ملتیں، کبھی کوئی خادم مامور ہو گیا، کبھی نقش وفلیتہ، دعا و پانی مرحمت ہو گیا۔

آخر عہد میں نرالا انداز تھا، گاہے ارشاد ہوتا کہ ''فلاں سبب سے یہ حالت پیدا ہوتی ہے اس کے رفع کی کوشش کرو''۔ کبھی حکم ہوتا کہ ''اتنے عرصے میں خود ازالۂ مرض ہو جائے گا، تدبیر کی ضرورت نہیں''۔ کبھی عاملانہ تدابیر میں متوجہ فرما دیتے، لیکن نہایت آسان طریقوں سے اعمال تفریقیہ کے استعمال کا حکم فرماتے، ارشاد ہوتا کہ ''مشکل اور سخت کام ہے کہ کسی محبّ کو جبراً اس کے محبوب سے جدا کر دیا جائے، اس میں خطرات بھی ہیں مناسب ہے کہ اولاً اگر نظر محبت ہے آپس کی محبت اور اگر نظر عداوت ہے عداوت کم اور منقطع کر دی جائے۔ نتیجہ بغیر کوشش خاص حاصل ہو جاتا ہے اور مضرت کا احتمال بھی نہیں رہتا''۔

اِس شبہے کے حل میں ارشاد فرمایا کہ ''یہ آسیب وجن کا احراق اصطلاحی بات ہے، حقیقتاً یہ احراق نہیں ہوتا بلکہ فقط معمولی ایذا دہی پر ایک مخلوق ذی مکلّف کو کافر ہو یا مسلمان قتل کر دینا شرعاً کب درست ہے؟ یہ صرف اس کے تصرفات کا اٹھ جانا اور مغلوب ہو کر دفع ہو جانا ہے۔ البتہ بعض خاص جگہوں پر نظر بندی کر دی جاتی ہے اور بفتوائے شرعی قتل بھی کر دیے جاتے ہیں، لیکن روحانیت مرض اس کو عامل محض بدشواری اور کامل ایک اشارے سے دفع کر سکتا ہے''۔

حقیقت یہ ہے کہ حضور اقدس قدس سرہٗ اس ستر کو بہت پسند فرماتے اور کبھی کبھی ایسا فرما بھی دیا کرتے کہ ''میاں ابتداً ہمیں اس کا شوق تھا اور کچھ مشق اس میں بہم پہنچائی تھی، اب وہ بھی ہم سے چھٹ گیا، نہ اعمال پڑھے جاتے ہیں، نہ خلوت و پرہیز ہو سکتا ہے''۔ راز دار خدام سے ارشاد فرماتے ''یہ مانا کہ زکوٰۃ مثلث و مربع میں کچھ اثر ہے، لیکن وہ کمال پیدا کرو کہ تمہارے حکم میں اثر پیدا ہو جائے۔ حضور جدی صاحب البرکات قدس سرہٗ حاجت مندوں کے عرائض تہ کر کے تعویذ بنا دیتے اور فرما دیتے اس کو کھول کر نہ دیکھنا، بعد کامیابی دفن کر دینا یا دریا میں ڈال دینا''۔

مفتی مولوی محمد حسن خاں صاحب مرحوم عثمانی بریلوی (جو موروثی خادم خانوادۂ برکاتیہ اور حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کے مرید با اخلاص تھے) مارہرہ شریف حاضر ہوئے (یہ ہمارے حضور اقدس کے استاذ بھی ہیں اور نیز اجازت حرز یمانی حضور سے رکھتے تھے) مُصر ہوئے کہ ''میرے والد ماجد مفتی ابوالحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حضور اقدس اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چہل اسما کے کسی اسم کے موکل سے ایک مہرہ طلب فرما کر مرحمت فرما دیا تھا، جس سے بہت سے مشکل کام بآسانی طے ہو جاتے تھے، وہ مجھ سے کسی بے احتیاطی کی وجہ سے گم ہو گیا، مَیں مفتی

ابوالحسن کا بیٹا اور آپ حضور اقدس حضرت مرشدنا جدنا اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سچے جانشین ہیں وہ مہرہ مجھ کو منگا دیجیے' اور اِس پر سخت اصرار کیا۔

حضور اقدس قدس سرہٗ نے اولاً عذر فرمایا کہ'' قیاس آپ کا ٹھیک نہیں، بھلا ہم کو حضرت جدی سید شاہ آل احمد صاحب قدس سرہٗ کی حکومت سے کیا نسبت ہے؟'' لیکن مفتی صاحب نہ مانے اور حضور اقدس قدس سرہٗ نے وقت قرأت چہل اسم خدام عمل سے دریافت فرمایا کہ'' مہرہ کون لایا تھا اور کیوں واپس لے لیا؟'' حالات معلوم فرما کر مہرہ طلب فرمایا اور مفتی صاحب مرحوم کو دے دیا۔ اِس مہرے کے عجب خواص ہیں۔ چہل اسما جو مخصوص خدام کو عنایت ہوتے تھے اس وقت بعض کو یہ اسرار بھی بتا دیے جاتے۔

ایک بار حضور اقدس قدس سرہٗ رونق افروز قصبہ سوروں ضلع ایٹہ ہیں اور ایک معتقد کے مکان پر قیام ہے، صاحبِ خانہ کا بچہ صغیر سن اور ذہین وشوخ تھا، اِس موقع پر حاضر ہے، کچھ ذکر حکومت اکابر مارہرہ قدست اسرارہم آ گیا، اِس بچے نے گستاخانہ عرض کیا'' حضور والا! آدمی پر حکومت ممکن ہے کہ ذی عقل ہے، لیکن حیوانات پر حکومت ممکن نہیں، یہ مکان کی کھونٹیوں پر چڑیاں بیٹھی ہیں اگر حضور کے بلانے سے آ جائیں تو ہم کو یقین ہو'۔ حضور اقدس قدس سرہٗ نے مسکرا کر ارشاد فرمایا'' تمہارا دل اِن چڑیوں کے پکڑنے کو ہوتا ہوگا، میاں! یہ ہماری پلی ہوئی ہیں، دیکھو ہم بلائیں گے فوراً آ جائیں گی، تم سے ڈرتی ہیں پکڑ لوگے، مار ڈالو گے''۔ یہ فرما کر دست شریف اُس جانب کو جدھر چڑیاں بیٹھی تھیں دراز فرمایا، چڑیا فوراً اڑ کر حضرت اقدس کے دست شریف پر بہ نہایت سکون واطمینان آ بیٹھی، آپ نے فرمایا'' اُڑ جا وہ آتا ہے پکڑ لے گا''، چڑیا اڑ گئی، دوبارہ بلایا پھر فوراً آ گئی اور حکم پا کر اڑ گئی۔

قصبہ شاہ آباد میں ایک بی بی کے بارہ سال سے درد تھا اور باوجود صدہا معالجات کے آرام نہ ہوتا تھا، حضور اقدس قدس سرہٗ نے بطور حضرات نقشبندیہ سلب مرض فرمایا اور وہ اچھی ہو گئیں۔

۱۲۷۸ھ [۶۲-۱۸۶۱ء] میں مولوی مفتی قمر الحسن صاحب بریلوی مرحوم کا اِسی طرح معالجہ فرمایا اور وہ اچھے ہو گئے۔

حضرت صاحبزادہ سید امیر حیدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرف گورے میاں نقل فرماتے تھے کرامت خاں پسر کلاں معین الدین خان رئیس شاہ آباد کا لڑکا ایک دن سیر باغ کو گیا اور وہاں سے

بے ہوش واپس آیا، افاقت پر اُس کی حالت مجنونانہ تھی، ہر قسم کی کوشش علاج کی گئی، لیکن افاقت نہ ہوئی۔ ایک روز حضور صاحبزادہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (راوی جو نواب صاحب کے یہاں ملازم تھے) عیادت کو تشریف لے گئے، وہ آسیب جو لڑکے پر مسلط تھا تعظیم کو کھڑا ہو گیا اور بہ نہایت عجز مزاج پوچھا، خدام مصاحبین نے یہ حال دیکھ کر رئیس سے عرض کیا، نواب صاحب نے حضور صاحبزادہ صاحب سے اصرار کیا کہ آپ توجہ فرمائیں اور کوشش کریں کہ یہ لڑکا اچھا ہو جائے، صاحبزادہ صاحب مرحوم نے اُس لڑکے کے پاس جا کر دریافت کیا کہ "آپ کے اس طرز عمل ملاقات نے لوگوں کو مجبور کر دیا کہ لوگ میری طرف رجوع کریں"۔ اُس جن نے عرض کیا "صاحبزادے صاحب! آپ تکلیف نہ فرمائیں مَیں آپ کے خاندان بزرگ سے خوب واقف ہوں، لہٰذا بہ تعظیم پیش آیا، لیکن اِس مریض پر نظر شاہزادۂ جنات کی ہے، آپ سے کچھ نہ ہوگا البتہ اگر آپ کو اِس مریض کا اچھا ہونا مطلوب ہے، مارہرہ جایئے اور حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ کو لایئے"۔ حضور گورے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ مارہرہ تشریف لائے اور باصرار حضور اقدس قدس سرہٗ کو شاہ آباد لے گئے، حضور نے شاہزادے کو حاضر کر کے عہد لیا کہ آئندہ اِس مریض کو کسی قسم کی ایذا نہ ہوگی، لڑکا اچھا ہو گیا اور ایک بڑی جماعت حضور اقدس قدس سرہٗ کی مرید ہوئی۔ سبحان الله و بحمدہٖ

ایک بار ایک عامل جن نے حاضر ہو کر ایک نقش حاضر کیا کہ جب وہ سیاہی سے لکھ کر جن زدہ کو دکھایا جائے گا حرف سرخ نظر آئیں گے، وہ نقش عطیہ حضور اقدس قدس سرہٗ موجود ہے اور صدہا بار اُس کا امتحان ہو چکا ہے۔ حضور اقدس قدس سرہٗ کی ایک رئیس احمد آباد گجرات نے دعوت کی جو عمل ہمزاد کے عامل تھے۔ رئیس صاحب نے چاہا کہ اپنا کمال حاضرین جلسہ پر ظاہر فرمائیں حکم دیا کہ "مطبخ میں کھانا نکال کر چن دیا جائے، وہاں سے رکابیاں کمرۂ دعوت میں ان کا موکل اٹھا کر لائے گا"۔ حاضرین دیکھ رہے ہیں کہ رکابیاں کھانے کی خود اٹھی چلی آ رہی ہیں اور کوئی لانے والا نظر نہیں آتا، لیکن جب اُس کمرے کے دروازے پر پہنچیں جس میں حضور رونق افروز ہیں زمین پر رکابیاں گر گئیں، حضور اقدس قدس سرہٗ نے فرمایا کہ "وہ خبیث ہمارے روبرو نہ آئے گا"، خدام کو حکم دیا کھانا چنا گیا۔

وصل دوم تصرفات علمیہ

اس کے متعلق صدہا واقعات دیدہ وشنیدہ ہیں، اگر یہ ناچیز صرف اپنے دیکھے ہوئے واقعات

گزارش کرے تو ایک بہت بڑا رسالہ مرتب ہو جائے، لیکن وہی طرز اختصار جو ابواب گزشتہ میں مسلوک رہی ہے اختیار کی گئی۔

عزیزی مولوی غلام حسنین صاحب مرحوم جو مرید وخلیفہ حضور اقدس قدس سرہٗ کے تھے اُن کے ایک نقش کی شہرت کامیابی ہوئی۔ نظر، آسیب، مرض، معارضہ، معاملہ جس کام کو دے دیا فوراً مدعا حاصل ہو گیا۔

حضور اقدس قدس سرہٗ بدایوں تشریف لائے، خواص خدام حاضر ہیں، متبسمانہ فرمایا ''تم لوگوں کو معلوم ہے کہ مولوی غلام حسنین صاحب کیا نقش لکھتے ہیں؟'' سب نے عرض کیا کہ ''وہ نہایت ستر واخفا سے کام کرتے ہیں اور سوال پر بھی کسی کو مطلع نہیں کیا''۔ فرمایا ''میاں! ہم کو موکل بنایا ہے اور حکم ایسا تاکیدی ہوتا ہے کہ عدم تعمیل کی گنجائش نہیں''۔ اس وقت عزیز مولوی غلام حسنین مرحوم سے دریافت کیا گیا معلوم ہوا کہ وہ صرف حضور کا اسم مبارک لکھ دیتے ہیں۔ سبحان اللہ! کیا کرم اور کرامت تھی۔

مولوی حاجی عطا محمد صاحب وکیل ساکن بدایوں پر چند مقدمات چلے اور حکام سخت مخالف ہو گئے، خیال عام تھا کہ مولوی صاحب ممدوح بری نہیں ہو سکتے، کم از کم سند وکالت ضرور ضبط ہو جائے گی۔ حاضر حضور اقدس قدس سرہٗ ہوئے اور حال عرض کیا ارشاد فرمایا '' کچھ بھی نہیں ہوگا''۔ حسب ارشاد والا تمام مخالفین عاجز ہو گئے اور ایک عجیب تصرف سے مولوی صاحب کامیاب ہوئے۔

مولوی محبوب احمد صاحب فرشوری بدایونی ایک معاملہ فوجداری میں سخت پریشان تھے اور بچنا نہایت دشوار ہو گیا، اُن کے والد ماجد مرحوم نے (جو حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کے بااخلاص مرید تھے) حضور اقدس قدس سرہٗ سے عرض حال کیا ارشاد فرمایا ''وہ قادری ہے، سرکار کا غلام ہے، ہرگز اندیشہ نہ کرو، تھوڑی کشمکش کے بعد بدستور اپنے کام پر رہے گا''۔ مولوی صاحب ممدوح نے اُس مقدمے سے نجات پائی اور اِس وقت تک بعہدۂ پیشکاری صاحب کلکٹر الٰہ آباد معزز ہیں۔

﴿تمام معاملات بالآخران کے موافق طے ہو گئے﴾

ایک خان صاحب ساکن بریلی جعل کے مقدمے میں گرفتار ہوئے اور مقدمہ ثابت ہو گیا، حاضر ہو کر عرض حال اور استغاثہ کیا، حسب الحکم حضور اقدس بلا جواب الزام سے رہا ہو گئے۔

مولوی مجاہد حسین صاحب ساکن بدایوں ایک مقدمۂ فوجداری میں ماخوذ ہوئے، ان کے والد ماجد نے حاضر ہوکر عرض حال کیا، حضور اقدس قدس سرہٗ نے ایک تعویذ مرحمت فرمایا، مولوی صاحب کو عدالتِ ابتدائی سے سزا ہوگئی، اُن کے والدِ ماجد نے حاضر ہوکر پھر استغاثہ پیش کیا کہ ''حضور اقدس قدس سرہٗ نے نقش بھی مرحمت فرمایا تھا، لیکن مخلصی نہ ہوئی'' ارشاد فرمایا ''وہ نقش لاؤ'' منگا کر کھولا اُس میں تحریر تھا کہ عدالتِ ابتدائی سے سزا ہو جائے گی اور اپیل سے رہائی ہوگی، فرمایا ''موقع اطلاع کا نہ تھا تم کو تشویش بڑھتی، جاؤ اپیل کرو''۔ اپیل کی گئی مولوی صاحب رہا ہوگئے۔

مولوی حافظ عزیز الدین صاحب مرحوم (وکیل ساکن دہلی مرید حضرت مولانا محمد عبدالمجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ) اپنے علیل صاحبزادے کو (جو کسی جگہ تحصیل دار تھے) لے کر دربار حضورِ محبوب الٰہی سلطان المشائخ خواجہ محمد نظام الدین بدایونی ثم الدہلوی قدس سرہٗ میں حاضر ہوئے اور چند اکابر کی (جن میں حضور اقدس قدس سرہٗ اور حضرت بغدادی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا مولوی عبدالقادر صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ شامل تھے) دعوت فرمائی، حضرت بغدادی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ پر کھانا کھلایا گیا، یہ عاجز بھی بزمرۂ خدام حضور اقدس قدس سرہٗ حاضر تھا، کھانا کھانے میں حضرت حافظ صاحب مرحوم نے استدعا کی اور حضرت مولانا [عبدالقادر بدایونی] رحمۃ اللہ علیہ نے سفارش کی اور چاہا کہ حضور اقدس قدس سرہٗ یا حضرت بغدادی صاحب کے روبرو سے کچھ اوش ان حضرات کا ان مریض صاحبزادے کو مل جائے، لیکن دونوں حضرات نے کچھ عجب حسن تواضع سے انکار فرمایا اور مریض کو کھانا اپنے روبرو کا نہ دیا۔ بعد ختم طعام دعا میں بھی یہی فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ انجام بخیر فرمائے'' ان صاحبزادے کا اسی مرض میں انتقال ہوا۔

اِس عاجز نے سنا کہ شاہ آباد ضلع ہردوئی میں ایک صاحب نے ایک تختی امریکہ سے منگائی ہے۔ ہر سوال کا (جو سائل کے دل میں ہوتا چھپا کر لکھ کر رکھ لیا ہو) جواب مفصل دیتی ہے، بہ کوشش تمام وہ تختی عاریتاً منگائی اور چند تختیاں اسی نمونے کی خود تیار کیں اور حضور اقدس قدس سرہٗ کے روبرو حاضر کیں۔ زمانۂ عرس حضرت مولانا شاہ فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تھا اور حضور انور قدس سرہٗ حسب معمول درگاہ مجیدیہ میں رونق افروز ہیں، شب میں تخلیہ تھا، عزیزی مولوی حکیم عبدالقیوم صاحب مرحوم نے (جو مرید با اخلاص حضور اقدس قدس سرہٗ تھے) متفرق سوال شروع کیے، جو بیشتر متفرق گھاسوں کے خواص کے تھے اور عجیب جواب پائے، اکثر گھاسوں کے وہ

خواص دریافت ہوئے جو کتب طب میں درج نہیں، لیکن لطف یہ تھا کہ جب حضور اقدس قدس سرہٗ نے فرمایا ''جواب صحیح ملے گا'' صحیح ملا اور جس مرتبہ ارشاد فرمایا کہ جواب نہ ملے گا یا غلط ملے گا ایسا ہی ہوا، عندالسوال فرمایا ''تختی میں کچھ بھی نہیں صرف قوت تصرف اور علم عامل پر مدار ہے'' اور اس کے اسرار مرحمت فرمائے۔

اسی طرح ایک سچے نگینے کو ایک نقش پر رکھ کر چلایا جو خواص اس پتھر میں ہے وہ اس خانے پر قائم ہو گیا، دکھا کر اس کے حقائق اور لطائف مرحمت فرمائے۔ والحمد للّٰہ علی ذلك۔

﴿سکندر آباد ضلع بلند شہر میں یہ خادم ہم رکاب حضور ہے، ارشاد فرمایا ''دریافت کرو مزار مخدوم شاہ حسین چشتی صاحب کہاں ہے؟''۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ بیرون شہر مزار مبارک چشتی صاحب کا ہے۔ وہاں پہنچ کر حضور مراقب ہوئے اور جلد اٹھ کر جانب شہر قصد فرمایا، خادم سے فرمایا کہ ''یہ اور بزرگ ہیں اور فرماتے ہیں کہ مخدوم کا مزار شہر میں ہے''۔﴾

☆☆☆

بابِ نہم

حضور کا رعب وسطوت، ستر حال، عفو وصبر، استقامت ومعاشرت

وصل اوّل حضور کا رعب وسطوت وستر حال

سالہا سال کے حاضر باش خدام باوجود لینت وطیبت مزاج حضور اقدس قدس سرہٗ طاقت نہ رکھتے تھے کہ جب تک خود حضور استفسار واشارہ نہ فرمائیں ضروری عرض حال بھی کر سکیں، باوجود اس کے کہ سوائے چند اوقات مخصوصہ کے ہر وقت دربار عام ہوتا، ہر شخص اپنا حال خود کہتا، کسی کی مجال نہ تھی کہ دوران عرض حال کسی غریب خادم میں بھی عرض کر سکے۔ اصولاً جس شخص سے لوگ مرعوب وخائف ہوں گے اُس سے وحشت واجتناب کریں گے، یہاں باوجود رعب وسطوت شاہانہ ہر خادم کو اپنے والدین سے زیادہ حضور سے موانست تھی، کیسا ہی ضروری کام ہے لیکن دربار سرکار میں پہنچ کر اب دل اٹھنے کو نہیں ہوتا ﴿منتظر حکم خاموش حاضر ہے۔﴾

ایک نذرانہ جو منجانب نوابان بنگش صاحبِ سجادۂ برکاتیہ کے واسطے مقرر چلا آتا ہے اور جو اب گورنمنٹ اپنے خزانۂ شاہی سے دیتی ہے، بعد حضور خاتم الاکابر حضور اقدس قدس سرہٗ کے نام جاری تھا، اکثر حضرات صاحبزادگان نے کوشش فرمائی اور سفارش ووجاہت وصرف سے حکام ضلع کو آمادہ کیا کہ وہ حضور اقدس قدس سرہٗ کے اہتمام سے لیا جائے، خدام نے عرض کیا ''حضور تکلیف فرمائیں اور حاکم ضلع سے مل لیں''، ارشاد فرمایا کہ ''اُس روزینے کے بند ہو جانے سے نہ میرا کچھ نقصان ہے، نہ درگاہ کو مضرت، کوشش بے فائدہ ہے''۔

صاحب ضلع تحصیلدار بد مذہب کی رپورٹ سے متاثر ہو چکے تھے، خود بنا بر تحقیقات مارہرہ پہنچے، ممبران نے بہت دور سے استقبال کیا اور بہت کچھ شکایتیں حضور اقدس قدس سرہٗ کی کیں، یہاں تک کہ حاکم صاحب قریب درگاہ شریف پہنچے، خدام نے پھر عرض کیا کہ ''اب صاحب ضلع

دروازۂ درگاہ شریف پر آ گئے ہیں، حضور تشریف لے چلیں'' ارشاد فرمایا کہ ''مَیں ضرور چلتا اور ملتا اگر تحقیقات نذرانہ پیش نہ ہوتی''، غرض صاحب کلکٹر بہادر درگاہِ معلّٰی میں پہنچے اور حضور اقدس قدس سرہٗ سے مواجہہ ہوا، صاحب بہادر نے فوراً تعظیماً اپنی ٹوپی اتار لی اور دیر تک حالات درگاہ شریف حضور اقدس قدس سرہٗ سے پوچھتے رہے، حضور نے بہ نہایت اختصار جواب دیے، نذرانے کی بابت صاحب سے کچھ نہیں فرمایا۔

صاحب بہادر سلام کر کے رخصت ہوئے، قیام گاہ پر پہنچ کر روبکار لکھا یا کہ'' ہم نے خود معائنہ درگاہ شریف کا کیا اور سجادہ نشین سے ملے، واقعی یہ سچے درویش ہیں، اگرچہ ان کی خواہش نہیں ہے کہ زرِ پنشن ان کو دیا جائے، لیکن ان سے بہتر کوئی شخص خاندان میں نہیں اور نہ سوائے حضرتِ سجادہ نشین کسی دوسرے کو درگاہ معلّٰی سے تعلق ہے، لہٰذا یہ بدستور بنام حضور جاری رہے''۔

شیخ محمد بخش صاحب ساکن مارہرہ شریف اپنا قصہ نقل فرماتے ہیں کہ ابتداً مجھ کو صوفیائے کرام سے اخلاص وعقیدت نہ تھی، ہر جلسے میں اِن حضرات کے خلاف تقریر کرتا۔ اتفاقاً لڑکا میرا سخت بیمار ہو گیا، مَیں اس کو ساتھ لے کر حضور کی خدمت میں حاضر آیا، آپ نے ارشاد فرمایا'' اِس کو درگاہ شریف میں ہمارے پاس لانا''، مَیں ٹالنا سمجھا اور گستاخانہ کچھ الفاظ شکایت کہہ کر گھر کو چلا گیا، لیکن اسی وقت سے دردِ طلب شیخ پیدا ہو گیا اور تلاش میں چل دیا۔

اکبر آباد میں ایک درویش کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے بیعت ہونا چاہا، یہ دریافت کر کے کہ مَیں مارہرہ کا رہنے والا ہوں، شاہ صاحب نے بیعت سے انکار کر دیا۔ وہاں سے مصطفٰی آباد ضلع مَین پوری میں ایک درویش صاحب کمال کا شہرہ سن کر پہنچا، یہاں بھی وہی واقعہ پیش آیا، وہاں سے حضرت حاجی وارث علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی وطن دریافت فرما کر بیعت سے انکار کر دیا۔ مَیں نہایت پریشان ہو کر جالیسر پہنچا، ایک درویش سے ملا، اُن بزرگ نے یہ راز کھول دیا۔ انہوں نے سب حال میرے سفر اور انکار حضرات سے مطلع ہو کر فرمایا کہ'' آپ سمجھے کہ ہر جگہ سے آپ کیوں واپس کیے گئے؟ بات یہ ہے کہ مارہرہ میں سجادہ موجود ہے، صاحبِ سجادہ اپنے اکابر کے قدم بقدم غیور اور اپنی جماعت کا نگراں ہے، کوئی درویش تم کو ہرگز بیعت نہیں کر سکتا، اگر صاحبِ نسبت اور صاحبِ سجادۂ مارہرہ کے مدارج

کمال سے واقفیت نہیں رکھتا تم کو مرید کر لے گا، مارہرہ جاؤ اور ان کے قدم پاک تھام لو"۔

مَیں مارہرہ پہنچا اور بکمال عقیدت حاضر خدمت حضور اقدس قدس سرہٗ ہوا، قبل عرض حال حضور نے ارشاد فرمایا کہ "حضور پُر نور جدی حضرت اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ کی نظر کرم اہل مارہرہ پر عام ہے اور تم پر خاص، مَیں نے اُس روز بھی تم کو اِسی خیال سے درگاہ شریف میں حاضر ہونے کو کہا تھا، اب اُس بچے کا کیا حال ہے؟" عرض کیا بدستور علیل ہے، فرمایا "درگاہ شریف میں لاؤ"، مَیں مع اس بیمار بچے کے درگاہ شریف میں حاضر ہوا، حضور اقدس قدس سرہٗ نے مزار پُر انوار حضور اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے غبار پاک لے کر اُس بچے کے مَل دیا، وہ فوراً اچھا ہو گیا۔ پھر اُن درویش جالیسری کا حال دریافت فرما کر ارشاد کیا کہ "فقیر صاحبِ نسبت ہے مگر زیادہ گو ہے، جو واقعہ اُس نے تم سے کہا، اُس کے اظہار کی ضرورت نہیں ہے"۔

ستر حال موروثی حصہ تھا، حضور اقدس قدس سرہٗ کبھی کسی امر کا دعویٰ نہ فرماتے، ہمیشہ تصرفات ظاہرہ میں تاویل فرما دیتے۔ کشف خواطر کا ذکر ہی نہ تھا، مخصوصین کو تنبیہ ہوتی، لیکن وہ کسی دوسرے پیرایے میں کسی دوسرے شخص کے خطاب سے فرماتے اور اس لطف سے بیان ہوتا کہ اغیار کو یہ شبہ نہ ہوتا کہ یہ کسی خطرے کا جواب ہے۔

وصل دوم عفو و صبر و استقامت

ایک خادم نے جو وکیل بھی تھے، حضور اقدس قدس سرہٗ کا یافتی روپیہ عدالت سے وصول کر کے خورد برد کر لیا، جب تک حضور اقدس قدس سرہٗ خود نہ پہنچے یہ عذر تھا کہ بغیر موجودگی حضور روپیہ نہ دوں گا، جب حضور تشریف لے گئے کچھ وعدہ کیا، آپ نے فرمایا "فکر نہ کرو کھا لیا خوب کیا، آخر کسی ضرورت مند کے کام آتا، تم سے زیادہ مستحق کون تھا"۔ روپیہ اور خطا سب معاف فرما دی۔

ایک بار بریلی میں حضور اقدس قدس سرہٗ مفتی محمد حسن خاں صاحب مرحوم کے دیوان خانے میں ٹھہرے ہوئے ہیں اور یہ وقت ہے کہ اُس خاندان کے چیدہ اور لائق ترین اراکین کا انتقال ہو چکا ہے، بقیہ حضرات اپنی ملازمتوں پر باہر ہیں، صرف مولوی نصیر الحسن صاحب مرحوم جو بہت صغیر سن تھے گھر پر ہیں، یہ خادم عاجز بھی بریلی پہنچا اور خدمت اقدس میں حاضر ہوا، بعد دریافت حالات فرمایا "ہم مجبور ہیں، حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ ہمیشہ اسی مکان میں ٹھہرتے تھے، ہم اِن

بچوں کو تکلیف دینا بھی نہیں چاہتے اور اپنی عادت قدیم کو بھی نہیں چھوڑ سکتے''۔

﴿ میرے ایک پیر بھائی ساکن بریلی نے...... ....اور ان حضرت کو سخت ندامت اُٹھانا پڑی۔ ایک توبہ نامہ معذرت میں حاضر کیا۔ حضور اقدس نے جواب میں ارقام فرمایا یغفر اللہ لنا و لکم توبہ نامہ بجنسہٖ نقل کیا جاتا ہے جو حضور اقدس نے بکمال کرم اِس خادم کو مرحمت فرمایا تھا اور ارشاد ہوا تھا ''افسوس ہم نے ان کو سنوارنا چاہا تھا لیکن یہ کچھ اور نکلے''۔

شفاعت جنایت

۱۳۱۵ھ

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہِ الکریم

یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ یا آل احمد خذ بیدی یا سید حمزہ کن مددی

اللّٰھم صل علی الرسول وال الرسول وبارك وسلم

حمد حق نعت نبی و آل و اصحاب کرام
وصف غوث و مرشداں باز از رضا بر تو سلام

اے کریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم
احمد نوری رحیم ابن الرحیم ابن الرحیم

ما خطا کردیم و ناید از غلاماں جز خطا
تو عطا کن......نہ زیبد مر ترا الاعطا

......ابن رحمۃ للعالمینی رحم کن
رحم کن اے رحم فرما رحم کن اے رحم کن

مہر افضل نیکوی کن بربدیٔ ما بداں
بہر شمس الدیں ابوالفضل اہل جو داچھے میاں

حرمت آقائے پاک ما و تو آل رسول
جرم را دہ آب عفو و عذر را رنگ قبول

آنچہ بدگویاں بہ پشت گفتہ از راس و دروغ
گرچہ صد پیمانہ آب است و چہارم چمچہ دوغ

لیک می گویم کہ فرضا ہیچ مکر و فند نیست
جملہ بر سر گیرم آخر باب توبہ بند نیست

کفر صد سالہ خدا از توبہ برہم می زند
جرم دو روزہ تو بخش اے بندہ ربِ احد

رحم اگر بر اہل رحم آرے ہمہ انساں کنند
اہل بیت مصطفیٰ بر اہل خشم احساں کنند

موتم الاشبال عیسی ابن زید ابن حسین
یاد کن لطفش بر اعدا اے تو او را نور عین

او کرم فرمود بر مروانیان دانیاں
باغیان طاغیان شر و فتنہ بانیاں

تو کرم کن بر سہ چار آل رسولی خاطیاں
قادریاں احمدیاں حمزیاں برکاتیاں

گر بداں بدکردگاں را خشم پاداش بدی است
معنی الکاظمین الغیظ والعافین چیست

آں حسن ریحان احمد را غلامے سر بخست
جام شیر گرم بر فرق ہمایونش شکست

تیز سویش دید گفت الکاظمین سر در فگند
گفت والعافین عفوش کرد شاہ ارجمند

نے ہمیں از کظم غیظ وعفو جانش شاد کرد
گفت واللہ یحب المحسنیں آزادکرد

ہم چناں مارا تو اے ابن حسن دل شاد کن
خشم بگزار از خطا بگزر زغم آزاد کن

گر مریدانت بہ عصیاں رفتہ بیرون زیں کمند
تو سلامت باش کے از قبضہ ات بیرون روند

قل تعالوا قل تعالوا گفتہ داد ایشاں نوید
کاے سنوران فسردہ رگ وپے یرغاں شوید

گر عصا فیرت بروں رفتہ ز دامت وحش وش
تو مرو دامن کشاں بار دگر در دام کش

گوسپندے گر رمد از گلہ اے شاہ بزرگ
باز می آرد شبانش یا گزارد بہر گرگ

نیک می دانی کہ بر راعی بود عارے تمام
گم شدن در دشت یکبارہ رسن نزد کرام

گلہ از آل رسول است و شبانی از تو بس
من سرت گردم چرا فارغ نشینی زود رس

زود رس فریاد رس از بہر آبائے عظام
دستگیرا دست گیر و زود تر گیر السلام

ایں شفاعت از رضا درحق شاں مسموع باد
لطف تو بہر رضا خود شافع ومشفوع باد

سراپا گناہ احمد رضا غفرلہ اللہ۔ ۲۵/شعبان المعظم ۱۳۱۵ھ [۱۸۹۸ء]

منقبت

لو مصور کی تو خدمت ہوئی پوری بس جائے
کاش دل میں مرے یہ صورتِ نوری بس جائے

دیکھنا ہو جسے جنت کا ضروری بس جائے
میرے دل میں ترے کوچے کی حضوری بس جائے

ٹوٹے دل میں مرے بس جائے تصور تیرا
تو جو آباد ہو ویرانہ ضروری بس جائے

خواب میں بھی ہو اگر نفحۂ دیدار نصیب
دامن دل میں مرے عطر صبوری بس جائے

معنوی حسن سے کاشانۂ دل روشن ہو
میری آنکھوں میں تری خوبی صوری بس جائے

دل میں ہو تاب وہ فرقت کی مصیبت جھیلے
جس میں باقی نہ رہے طاقت دوری بس جائے

کامل آجائے تو ناقص کی ضرورت کیا ہے
حسرتیں آتی ہیں تو کہہ دیجے ظہوری بس جائے

وصل سوم معاشرت

معاشرت کا عجب رنگ تھا، خدا کے فضل سے ذاتی آمدنی، کثیر نذور و ہدایا، بے تعداد خدام کی کثرت، پھر ان سب کو خدمت پر رغبت لیکن حضور نے بمصداق حکم کن فی الدنیا کأنك غریب أوعابر سبیل اِس جہان فانی میں کہیں ایک مکان نہ بنایا اور ۶۹ ربرس اس راہ گذر کے سفر میں طے فرما دیے۔ بی بی صاحبہ دامت برکاتہا کے التماس پر فرما دیتے ''مکان کا کیا کرنا ہے، جو کچھ پہنچے اہل استحقاق پر صرف کرو، مارہرہ میں تمہارے بھائی کا مکان موجود ہے، باہر تمہارے صدہا خدام ہیں، وہ چیزیں جو ساتھ نہ جائیں گی کم بلکہ نہ ہونا بہتر''۔ اہل حقوق کا کیا پوچھنا، حضور اقدس قدس سرہٗ خدام اور عام اہل حاجات کو زرنقد کپڑا اسامان مرحمت فرماتے تھے اور غنی کریم تھے۔ رحمه الله الی یوم الدین۔

پہلی شادی حضور اقدس قدس سرہٗ کی اپنے عم حقیقی حضرت سید شاہ ظہور حسین چھٹو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی صاحبہ سے ہوئی۔ اُس وقت سن مبارک حضور اقدس کا...... سال کا تھا۔ ان سے ایک صاحبزادے پیدا ہوئے، جن کا نام پاک سید محی الدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ ان کا ایک سال ۷رماہ کی عمر میں بمقام مارہرہ انتقال ہو گیا۔

بی بی صاحبہ کا ۱۷رجمادی الاخری ۱۲۸۶ھ [۱۸۶۹ء] میں بمقام مارہرہ انتقال ہوا۔

دوسرا عقد حضور اقدس قدس سرہ کا اپنی حقیقی پھوپی کی صاحبزادی [بنت سید محمد حیدر] سے ۱۲۸۷ھ [۱۸۷۰-۷۱ء] میں ہوا۔

یہ پھوپی صاحبہ حضور سید محمد حیدر صاحب رحمہ اللہ علیہ کے عقد میں تھیں، جو حقیقی ماموں حضور اقدس کے تھے اور حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ نے صاحبزادی صاحبہ کو بعد عقد مارہرہ سے رخصت کرنا پسند نہ فرما کر تمام عمر اپنے پاس رکھا، تمام اخراجات برداشت فرماتے۔ محبت دختر باتباع سنت نبوی علیہ السلام اور جدا نہ کرنا تقلیداً اپنے والد ماجد قدس سرہٗ کی تھی۔ حضور ستھرے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اکثر صاحبزادیوں کو مارہرہ سے جانے نہ دیا اور سب کو مکانات و معافیات و باغات مرحمت فرما کر ہمیشہ اپنے پاس رکھا۔

بعد وفات حضور خاتم الاکابر قدس سرہ بوبو صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا اور ان کی اولاد کے مصارف حضور

اقدس قدس سرہٗ اپنے پاس سے مرحمت فرماتے اور اپنی پھوپی زادیوں کو مثل بیٹیوں کے چاہتے اور ان سے کوئی خدمت وعوض نہ چاہتے۔ بڑے صاحبزادے سید حسین حیدر صاحب زید مجدہم جب تک ان کی شادی نہ ہوئی تھی گویا حضور چھٹو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لاڈلے بیٹے اور حضور اقدس کے نازآفریں بھائی تھے۔ حضور کی ہر شئے پر آپ کے تصرفات مالکانہ جاری تھے۔ بعد عقد جب سید حسین حیدر صاحب زید مجدہم نے سکونت مارہرہ ترک اور قیام سیتاپور مستقل طور پر اختیار فرمالیا حضور اقدس قدس سرہٗ کی توجہ بجانب اپنے چھوٹے بھائی سید شاہ ظہور حیدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بڑھ گئی۔ جو روش خاندانی پر سالک اور درویش متوکل تھے۔ آپ کو بیعت حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ اور خلافت و اجازت عام اورادِ خاندانی حضور اقدس قدس سرہٗ سے حاصل تھے۔ بی بی صاحبہ دامت برکاتہا کے مصارف ضروریات بہت محدود تھے، لیکن حضور کے اشارے سے وہ بھی اپنے اہل حقوق کی معاونت فرماتی رہی ہیں۔ ان بی بی صاحبہ سے کوئی اولاد حضور کے باقی نہیں رہی۔ ﴾

☆☆☆

باب دہم

ذکر خلفائے حضور اقدس و اسمائے بعض مریدین

کشف حقیقت استخلاف میں ارشاد فرمایا:

اِس بارے میں مشائخ قدست اسرارہم کے دو طریق ہیں، بعضے حضرات جب تک سلوک با قاعدہ سالک کا ختم نہ ہو اور پوری قابلیت و استعداد اس کو حاصل نہ ہو اجازت و خلافت مرحمت نہیں فرماتے، حضور پرنور جدنا سید شاہ برکت اللہ ابو البرکات قدس سرہٗ سے حضور پرنور سیدنا اسد العارفین سید شاہ حمزہ قدس سرہٗ تک یہی دستور رہا، لیکن یہ حضرات حکمائے روحانیین و مجتہدین ہیں، مقلد نہیں۔ حضور پُرنور شمس الدین ابوالفضل سیدنا شاہ آل احمد اچھے صاحب قدس سرہٗ نے اصول کو توڑ دیا اور بعض اُن حضرات کو بھی جن کی تکمیل ہنوز با قاعدہ نہیں ہوئی تھی، خلافت مرحمت فرمادی اور ان کی تکمیل بعد اجازت و خلافت ہوئی۔

حضور جدنا و مرشدنا سیدنا شاہ سید آل برکات ستھرے صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سوائے صاحبزادوں اور ایک حافظ نصیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ قطب گوالیار کے کسی کو اجازت و خلافت مرحمت نہ فرمائی۔ حضور جدی مرشدی سیدی سید شاہ سیدنا آل رسول احمدی قدس سرہٗ نے بھی طریقہ اپنے مرشد اور عم حقیقی حضور اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جاری کیا، بعض سالکوں کو جو با قاعدہ سلوک طے کر رہے تھے جب تک ان کا سلوک ختم نہیں ہوا اجازت نہ دی، بعض مریدین کو بغیر طے سلوک اجازت مرحمت فرمائی۔ اِن میں اکثر وہ خادم زادے تھے جن کے آبا خلفا تھے، انہوں نے بہ پاس ادب اپنی اولاد کو بھی خود اجازت نہ دی تھی، حضور نے

اِس خیال سے کہ برکت اجازت سلسلہ (جو اس گھر میں تھی) قائم رہے اجازت مرحمت فرمادیں۔
ہمارے وقت میں کوئی طالب سلوک ہی نہیں، کیا کریں؟ اگر قابلیت دیکھتے ہیں سلسلہ ہاتھ سے جاتا ہے۔ اس اجازت میں دو فائدے ہیں، اکثر نا قابل اجازت اس شرم سے کہ وہ ایک خاندان عالی کے مجاز اور اس کے خلیفہ ہیں عبادات پر راغب اور بہت سے محرمات وممنوعات سے محفوظ ہو جاتے ہیں اور بعض قصد کرتے ہیں کہ نسبتِ طریقہ بھی حاصل ہو جائے، اگر کچھ بھی حاصل نہ کر سکے تو بھی ایک یہ فائدہ کہ اجازت باقاعدہ اور سلسلۂ اسناد درست رکھتے ہیں ہاتھ سے نہیں جاتا۔ یہ مجاز نا قابل بھی جس کو اجازت دیں گے بسبب برکت صحت سلسلۂ اسناد فائدہ ضرور ہوگا، اِس راہ میں صحت سلسلۂ اسناد کی نہایت ضرورت ہے۔
بہت تھوڑی مناسبت پر بھی اور بعض مصلحتوں پر نظر فرما کر اجازت مشروط عنایت فرماتے۔ فقیر نے جن سندوں کی زیارت کی ہے اُن میں صرف ایک سند عزیزی مولوی غلام حسنین مرحوم کی ایسی ہے جس میں شرط نہیں ورنہ بیشتر سندیں مشروط بشرط اتباع شریعت واجتناب عن البدعت ہیں۔ حضور اقدس قدس سرہٗ کا یہ خیال کرامت تھا بعض بھائی ہمارے ناگفتہ بہ افعال میں مبتلا تھے لیکن برکت اجازت وتصرف حضور اقدس قدس سرہٗ نے ان کا یہ قلب ماہیت کر دیا اور بہت اچھے ہو گئے۔ والحمد لله على ذلك

خلفا کی چند قسم ہیں:

سابقین جن کا تذکرہ 'بیاض اسرار' میں حضور نے فرمایا ہے، وہ فقیر عاجز بلفظہ الشریف آخر میں عرض کر دے گا۔

صاحبزادگان خانوادۂ برکاتیہ:

اِن حضرات میں اگرچہ بیشتر کو اجازت وخلافت آخر عہد میں مرحمت فرمائی گئی ہے، لیکن فقیر ان کو ادباً پہلے عرض کرے گا کہ شاہزادے اور خاص گھر والے ہیں۔

[۱] اعظم الخلفا:

حضور وارث سجادۂ برکاتیہ، بہار چمن آل احمدیہ، اسد اغبر آجام حمزویہ، گوہر درخشانِ معدنِ

آل احمدیہ،سید الشباب والکہول،شمع شبستان آل رسول،سرورسینۂ ظہور،قوت بازوئے حضور نور، مخدوم زمن حضرت شاہ مہدی حسن دامت برکاتہم علینا صاحب سجادۂ برکاتیہ احمدیہ نوریہ ہیں۔

ولادت آپ کی بمقام مارہرہ مطہرہ ۱۲۸۷ھ[۷۱-۱۸۷۰ء] میں ہوئی۔آپ ہمارے حضور اقدس قدس سرہٗ کے حقیقی چچا زاد بھائی ہیں،آپ اپنے جد امجد سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ ہیں اور اپنے والد ماجد حضور سید شاہ ظہور حسین چھٹو میاں صاحب قدس سرہٗ سے بھی اجازت و خلافت رکھتے ہیں اور ہمارے حضور اقدس قدس سرہٗ کے بھی خلیفہ ہیں۔ وراثتاً بعد حضور اقدس قدس سرہٗ سجادہ نشین ہوئے۔آپ کو حضور اقدس قدس سرہٗ سے نسبت فدائیت و محبوبیت ہے۔نوازش نامجات میں بجائے اسم شریف صرف 'فقیر نوری' یا 'گدائے نوری' درج فرماتے ہیں۔بیشتر مریدین کو بھی یہ سلسلۂ نوریہ دیا جاتا ہے اور اس میں مرید فرماتے ہیں۔ ہزار ہا روپیہ عرس شریف حضور اقدس قدس سرہٗ اور مرمت و زینت و تعمیر عمارات و درگاہِ معلیٰ اور خادم نوازیوں میں صرف ہوتا ہے۔تمام خدام نوری کے حضور پشت پناہ ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے آبائے کرام کا رشد و فیضان و ذریت کثیرہ طیبہ عطا فرمائے۔ان شاء اللہ آخر کتاب میں کچھ حال عرس نوری اور حضرت کی اولوالعزمی کی داستان گزارش کروں گا۔

[۲] اکمل الخلفا:

حضور صاحبزادۂ والاشان سید شاہ ظہور حیدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔آپ حضور خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ کے حقیقی نواسے اور مرید اور ہمارے حضور اقدس قدس سرہٗ کے پھوپھی زاد بھائی اور خلیفہ تھے۔۱۰؍رجب ۱۳۱۳ھ[۱۸۹۵ء] کو بمقام اجمیر شریف یوم جمعہ خلافت و اجازت مرحمت ہوئی۔فقیر نے خاص سند کی زیارت کی ہے۔آپ کسب طریقہ کے پابند اور اوراد و اشغال خاندانی سے موظف اور اسرار رموز خاندانی سے واقف جامع کمالات متوکل مستور تھے۔سوائے خاص خاص خدام کے آپ کا حال بہت کم لوگ جانتے ہیں۔آپ نے بعد وصال حضور اقدس قدس سرہٗ سفر و ملاقات سب ترک کر دیے تھے اور خانہ نشین تھے،شب بے دار، تہجد گذار کامل مکمل تھے۔آپ نے باوجود ہر گونہ قابلیت کے نہ کوئی مرید کیا،نہ کسی کو اجازت دی، حتی کہ صاحبزادگان کو بھی آپ سے اجازت نہیں۔فقیر عاجز پر خاص نگاہِ کرم تھی، بروز پنجشنبہ ۱۸؍شعبان ۱۳۳۴ھ[۱۹۱۶ء] کو مارہرہ میں انتقال فرمایا اور گوشہ شمال و غرب درگاہِ برکاتیہ میں

قریب مدرسۂ قرآنیہ دفن ہوئے رحمۃ اللہ علیہ۔

[۳] اطیب الخلفا:

حضور صاحبزادہ حاجی سید شاہ حامد حسن دامت برکاتہم علینا مرید حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ اور آپ کے حقیقی بھائی حضور سید شاہ اولاد رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے، اپنے والد ماجد حضرت سید شاہ محمد باقر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ و مسند نشین اور ہمارے حضور اقدس قدس سرہٗ کے مجاز و خلیفہ ہیں۔ آپ کے پاس تین سندیں حضور اقدس قدس سرہٗ کی ہیں۔ اولاً سند اجازت ۱۷ر شوال ۱۳۱۰ھ [۱۸۹۳ء] کو بمقام آگرہ حاصل ہوئی۔ دوسری سند اجازت و حدیث بشمول صاحبزادہ سید مسعود حسن صاحب زید مجدہم ۱۰ر رجب ۱۳۱۳ھ [۱۸۹۵ء] کو بمقام اجمیر شریف عطا ہوئی۔ تیسری سند خصوصی جس میں خاص طور پر شرط کو ساقط فرمایا ہے ۱۳۲۳ھ [۰۶-۱۹۰۵ء] کو مرحمت ہوئی۔ حضور اقدس قدس سرہٗ سے باوجود نسبت ذاتیہ قرابت ارادت خادمانہ و نسبت مخصوصہ رکھتے ہیں۔ بجائے حضور اقدس قدس سرہٗ ممبر درگاہ معلیٰ ہیں۔ تمام نوریوں پر عموماً اور اس خادم پر خصوصاً نظر کرم رکھتے ہیں۔ صورتاً سیرتاً اپنے اکابر قدست اسرارہم کے سچے خلف ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دائم و قائم رکھے۔ آپ کے صاحبزادے سید شاہ مسعود حسن صاحب کو بھی حضور اقدس قدس سرہٗ سے اجازت ہے۔

[۴] احسن الخلفا:

احسن الخلفا حضور صاحبزادہ سید ابن حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت سید امیر حیدر عرف گورے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ (نواسۂ حضور سید شاہ آل برکات قدس سرہٗ) کے خلف اکبر اور حضور خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور ہمارے حضور اقدس قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے۔ نہایت خلیق و کار برآریٔ مخلوق میں خاص شان رکھتے تھے۔ حضور اقدس قدس سرہٗ کے بااخلاص ارادت مند تھے۔ آپ کے مریدین ضلع ایٹہ و علی گڑھ و بلند شہر میں بہت ہیں۔ فقیر عاجز کے خاص کرم فرما تھے۔ آپ کے بڑے صاحبزادے سید محمد یونس حسن صاحب زید مجدہم مرید حضور خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ اور آپ کے خلیفہ ہیں۔ آپ کا بتاریخ یکم ماہ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ [۱۹۲۸ء] بمقام مارہرہ مطہرہ انتقال ہوا اور پائیں مزار حضور سید ابوالحسین اور سیدنا شاہ عبد الجلیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ اندرونِ قصبہ دفن ہوئے رحمۃ اللہ علیہ۔

[۵] اجمل الخلفا:

صاحبزادہ حاجی سید شاہ اسمٰعیل حسن صاحب زید مجدہم۔ حضرت سید شاہ اولادرسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور حضرت سید شاہ غلام محی الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے اور مرید وخلیفہ ہیں۔ آپ کو اپنے والد ماجد سید شاہ محمد صادق صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا مولوی محمد عبدالقادر صاحب بدایونی مجیدی رحمۃ اللہ علیہ اور خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ اور ہمارے حضور اقدس قدس سرہٗ سے بھی اجازت ہے۔ آپ اپنے اکابر سے کمال مناسبت صوری رکھتے ہیں، سرکارکلاں کے اکثر تبرکات وغیرہ آپ کے پاس موجود ہیں۔ ہر شئے مخصوصۂ خاندان کے آپ بڑے محافظ وعزیز رکھنے والے ہیں۔

آپ کے دونوں صاحبزادوں سید شاہ فقیر عالم رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبزادہ سید محمد میاں صاحب زید مجدہم کو بھی ہمارے حضور اقدس قدس سرہٗ سے خلافت ہے۔

[٦] اجل الخلفا:

حضرت صاحبزادہ سید الشاہ ارتضا حسین عرف پیر میاں صاحب زید مجدہم۔ آپ حضرت سید شاہ غلام محی الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پوتوں اور حضرت سید شاہ اولادرسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نواسوں میں ہیں۔ آپ مرید وخلیفہ حضور اقدس قدس سرہٗ کے ہیں۔

[۷] اقرب الخلفا:

صاحبزادہ سید محمد ایوب حسن صاحب زید مجدہم۔ حضرت سید شاہ غلام محی الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے کے صاحبزادے اور پوتی کے نواسے ہیں۔ آپ کے والد ماجد سید حاجی یوسف حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضور سید شاہ غلام محی الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور ہمارے حضور اقدس قدس سرہٗ کے حقیقی بھانجے تھے۔ آپ مرید حضور خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ کے ہیں اور ہمارے حضور اقدس قدس سرہٗ سے اجازت وخلافت ہے۔

[۸] امجد الخلفا:

صاحبزادہ نواب معین الدین خان صاحب بہادر رئیس بڑودہ ہمشیرہ زادے حضور اقدس قدس سرہٗ کے اور آپ کے خلیفہ ہیں۔

[۹] اکرم الخلفا:

صاحبزادہ سید اسحاق حسن صاحب زید مجدہم۔ خلف ارشد سید خورشید علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، نیز حضور سید شاہ آل برکات ستھرے صاحب قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ حضور اقدس قدس سرہٗ کے ہیں۔

[۱۰] تاج الخلفا:

حضور صاحبزادہ سید اقبال حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلف حضرت سید ابوالحسن عرف میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ مرید و خلیفہ حضور اقدس قدس سرہٗ ہیں۔ تمام اہل قرابت میں حضور اقدس قدس سرہٗ کو اِن سے ایک خاص انس تھا رحمۃ اللہ علیہ۔

[۱۱] خیر الخلفا:

صاحبزادہ سید فضل حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ خلف اوسط حضور سید امیر حیدر عرف گورے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کو بیعت حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ سے اور اجازت و خلافت ہمارے حضور اقدس قدس سرہٗ سے حاصل تھی۔

[۱۲] انفس الخلفا:

صاحبزادہ حکیم سید آل حسن صاحب خلف حضرت سید سرور علی صاحب رحمۃ اللہ علیہما۔ مریدِ حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ اور خلیفہ حضور اقدس تھے۔

عام خلفا:

یہ ہر طبقے، ہر جماعت سے وقتاً فوقتاً اجازت یاب ہوئے ہیں، بہ نہایت اختصار مختصر حال ہی گزارش ہوگا۔ اِن میں بعض حضرات صاحب مرتبہ رفیعہ ہیں۔ ان میں دو قسمیں ہیں ایک وہ حضرات جو حضور اقدس قدس سرہٗ کے مرید ہیں اور خلافت و اجازت بھی آپ سے رکھتے ہیں۔ دوسری وہ جماعت جو حضور اقدس قدس سرہٗ کے اکابر قدست اسرارہم یا دوسرے بزرگوں سے بیعت تھے اور حضور اقدس قدس سرہٗ سے ان کو خلافت و اجازت ہے۔ فقیر حقیر نے دریافت میں کوشش کی لیکن افسوس کہ حضور اقدس قدس سرہٗ کی ارقام فرمائی ہوئی کوئی فہرست نہ ملی، جہاں تک خود فقیر کو علم ہے یا اپنے معتمد دوستوں سے سنا ہے نام درج کروں گا۔

[۱] اسد الخلفا: ☆

مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی دامت برکاتہم۔ آپ مرید حضور خاتم الاکابر

☆ مخطوطے میں آپ کا لقب 'اخص الخلفا' درج ہے۔ اسیؔد

سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ کے ہیں۔تمام اجازتِ اعمال واشغال واذکار واوراد، کتب حدیث، فن تکسیر وخلافت حضور اقدس قدس سرہٗ الشریف سے ہے۔ایک مدت منظورِ نظر خاص عنایت رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ کے مدارج کمال میں ترقی عطا فرمائے۔فقیر کے خاص مخدوم و محسن ہیں۔

[۲]افضل الخلفا:

مخدومی ومعظمی مولوی محمد عطاء اللہ خان صاحب رامپوری اعز خلفا وارشد رفقائے حضور اقدس قدس سرہٗ سے ہیں۔سلوک ان کا با قاعدہ ختم ہوا ہے،اُن پر حضور اقدس قدس سرہٗ کی نظر توجہ خاص تھی اور خواص خلفا میں ہیں۔روش طریقہ سے پورے آگاہ اور کامل طور سے اس پر مستقیم ہیں۔اللہ تعالیٰ مدارج قرب ومعرفت میں ترقیاں بخشے۔یہی وہ ایک فرد ہیں کہ جن کی زیارت سے حضور اقدس قدس سرہٗ یاد آجاتے ہیں۔فقیر عاجز کے خاص کرم فرما اور واجب التعظیم ہیں، مخدوم ہیں۔آپ کو ۱۳۱۰ھ [۹۳-۱۸۹۲ء] میں خلافت واجازت عطا ہوئی ہے۔

[۳]اسبق الخلفا:

مولوی محمد جمیل الدین صاحب خطیب عباسی بدایونی زید مجدہم ۔دوسری محرم ۱۲۸۲ھ [۱۸۶۵ء] کو مدرسہ قادریہ [بدایوں] میں حضور اقدس قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے۔ابتداءً بعض اعمال خاندانی مثل سیف الرحمٰن وغیرہ کی زکوٰۃ بھی دی، ایک عرصے تک اکثر اوراد و وظائف خاندانی سے موظف رہے۔اب بسبب ضعف وعمر کم ہو گیا ہے۔خطابت جامع مسجد شمسی بدایوں حضور اقدس قدس سرہٗ کا عطیہ ہے۔آپ کو ۱۴ر جمادی الثانی روز پنجشنبہ ۱۲۸۵ھ [۱۸۶۸ء] اجازت خاص حرز یمانی نیز خلافت عطا ہوئی۔

[۴]اعز الخلفا:

مولوی حکیم محمد عبدالقیوم صاحب عثمانی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ۔وہ مولانا محمد عبدالمجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاف میں تھے اور حضور اقدس قدس سرہٗ کے مرید وخلیفہ، بااخلاص عقیدت مند اور اِس فقیر عاجز کے بہت پیارے بھائی تھے۔رجب ۱۳۱۸ھ [۱۹۰۰ء] ریل گاڑی سے گر کر چوٹ کھائی اور بمقام پٹنہ انتقال فرمایا،نعش بدایوں لائی گئی اور درگاہِ مجیدی میں پائیں مزار حضرت مولانا مولوی فضل رسول صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ دفن ہوئے۔حضرت صاحبزادہ سید محمد ابراہیم

صاحب زید مجدہم مارہروی نے تاریخ وصال بردالله مضجعه نکالی رحمۃ اللہ علیہ۔

[۵] اشرف الخلفا:

مولوی قاضی محمد مبشر الاسلام عباسی بدایونی ارادت مند خوش اعتقاد ہیں۔ حضور اقدس قدس سرہٗ کی توجہ خاص سے بجائے اپنے دادا جناب مولوی قاضی شمس الاسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قاضی ریاست رامپور مقرر ہوئے جو ایک عجیب کرامت تھی رحمۃ اللہ علیہ۔ اللہ تعالیٰ ان کے مدارجِ کمال میں ترقی بخشے۔

[٦] ارشد الخلفا:

عزیزی مولوی غلام حسنین صدیقی بدایونی مرحوم۔ یہ اکثر سفر وحضر میں حضور اقدس قدس سرہٗ کے ساتھ رہے، اِن کو حضور سے بڑا پیارا خطاب ''مجمع البحرین مولوی غلام حسنین'' عطا ہوا تھا۔ موردِ مراحمِ خاص تھے۔ اُن کی سند خلافت بھی اظہار خصوصیت کررہی ہے نقل کی جاتی ہے۔

نقل سند

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم

مسبحا مهللاً محمّداً مصليا مثنياً محمداً أما بعد كتبت سند الخلافة لعزيزى غلام حسنين طول عمرهٗ بغير طلبه خالصا مخلصا للّٰه تعالىٰ فعليه اتباع الشريعة والطريقة و مجاهدات السلوك على حسب الاستعداد فاجزت له اجازة هذهٖ السلاسل القادرية والجشتية والسهروردية القديمة والجديدة وايضاً اجازة السلسلة النقشبندية ابى العلائية والمدارية والقادرية الرزاقية والقادرية المنوّرية والعلوية المنامية ووراء ذلك من الاوراد والاعمال والاذكار والاشغال والمراقبات كلها فينبغى تعليمها للطالب على حسب استعداده وتلقينها وبيعة الطالب على حسب ايمائه فى السلاسل المذكورة والمسئول من اللّٰه تعالىٰ الاستقامة على جادة اكابر تلك الطريقة وعليه التكلان ولا حول ولا قوة الا باللّٰه العلى العظيم۔

مہر حضور انور

۲۱ ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ [۱۸۹۳ء]

❁ عزیز موصوف کا بتاریخ ۳ رشوال المعظم ۱۳۲۹ھ [۱۹۱۱ء] بدایوں میں انتقال ہوا اور حریم مزار

مولوی محمد دلدار علی صاحب مذاقؔ بدایونی دفن ہوئے۔ ﴿تاریخ وفات: وانــہ فـی الاخـرۃ لمن الصالحین۔

[۷] اقدم الخلفا:

مخدومی محمد جعفر خاں صاحب ملقب بہ عارف شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ ذیقعدہ ۱۲۸۲ھ [۱۸۶۶ء] میں حضور اقدس قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے، ارادت مندان قدیم سے تھے، اکثر سفر و حضر میں قبل تاہل ہم رکاب حضور اقدس قدس سرہٗ رہتے۔ بعد تاہل ان کی کفالت ظاہری و باطنی حضور اقدس قدس سرہٗ فرماتے تھے، اُن کو عرض حاجات واہل حاجات میں ایک جرأت واجازت خاص تھی۔ رجب ۱۲۹۷ھ [۱۸۸۰ء] میں اجازت سلاسل خمسہ مرحمت ہوئی اور خلیفہ ہوئے۔ اکثر اہل بدایوں کو تعویذ و دعا کے عارف شاہ صاحب سے مانگنے کا حکم ہوتا، یہ چراغ ونقوش و انگشتریاں کندہ کرتے تھے، لیکن یہ سب پردہ اسی کرم کا تھا جو حضور اقدس قدس سرہٗ الانور کا ان کے شامل حال تھا۔ کچھ تبرکات اکابر، بہت سے مجموعۂ ادعیہ ونقوش واعمال مرحمت ہوئے تھے۔ آپ کے مریدین بدایوں اور نواح بدایوں میں ہیں۔ ۱۳۳۲ھ [۱۴-۱۹۱۳ء] میں بدایوں انتقال ہوا۔

[۸] اکبر الخلفا:

مولوی محمد طاہر الدین صاحب صدیقی فرشوری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ برادر زادے مولوی محمد ذکراللہ شاہ صاحب ملقب بہ خواجہ ذکراللہ مرید وخلیفہ حضور سیدنا ومرشدنا سید شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تھے اور حضور خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ سے بیعت اور ہمارے حضور اقدس قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے۔ بمقام الہ آباد انتقال ہوا۔

[۹] اکرم الخلفا:

مولوی مشتاق احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ بمبئی میں اقامت رکھتے تھے، آپ کے مریدین بمبئی ونواح بمبئی میں بکثرت ہیں۔ ۱۳۲۲ھ [۰۵-۱۹۰۴ء] بمبئی میں انتقال فرمایا۔

[۱۰] احب الخلفا:

مخدومی سکندر شاہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ رئیس کٹرہ کمال زی ضلع شاہجہاں پور تھے۔ نہایت افسوس ہے کہ اُن کی عمر نے وفا نہ کی، ورنہ باوجود بہت کم مدت حاضری خدمت اقدس کے حضور کی توجہ وتربیت نے اُن پر بڑا گہرا اثر ڈالا تھا۔ انـا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ بمقام

کٹرہ کمال زئی انتقال ہوا۔

[۱۱] انجل الخلفا:

حکیم عنایت اللہ صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کو بماہ رمضان ۱۲۸۰ھ [۱۸۶۴ء] خلافت واجازت سلاسل خمسہ بمقام مارہرہ عطا ہوئی۔

[۱۲] عمدۃ الخلفا:

صاحبزادہ سید محمد ابراہیم میاں صاحب شاہجہاں پوری زید مجدہم۔

[۱۳] زبدۃ الخلفا:

شاہ حسام الحق عرف فیض محمد شاؔدساکن شاہجہاں پور۔ آپ سلسلۂ علیہ علویہ منامیہ میں حضور اقدس قدس سرہٗ کے خلیفہ ہیں۔

[۱۴] اشہر الخلفا:

قاضی حسن شاہ صاحب پنجابی ثم سنبھلی

[۱۵] احمد الخلفا:

میاں محمد رمضان شاہ صاحب پنجابی رحمۃ اللہ علیہ مقیم کوہ اجر گڑھ ریاست۔

[۱۶] اعلم الخلفا:

مولوی بخاری صاحب۔

[۱۷] اسعد الخلفا:

ملا طفیل محمد صاحب زید مجدہم ساکن سوروں، ضلع ایٹہ

[۱۸] سید الخلفا:

حاجی سید محمد علی نقوی قبائی بدایونی

[۱۹] اشجع الخلفا:

ممتاز الشعرا حاجی مولوی عطا محمد صاحب صدیقی بدایونی ﴿آپ کو بھی اپنے اور دیگر خدام کے عرض حال میں ایک مخصوص جرأت تھی اور حضور صاحبِ سجادۂ حال کے بھی با اخلاص خادم اور عرس شریف کے بعض کاموں کے منصرم ہیں۔ مرید وخلیفہ حضور اقدس ہیں۔﴾

[۲۰]ابر الخلفا:

حافظ محمد سراج الدین صاحب بدایونی زید مدارجہم۔ مرید وخلیفہ حضور اقدس قدس سرہٗ ہیں۔ قیام آپ کا اکبرآباد میں ہے اور ایک جماعت باادب ان کی مرید ہے۔

[۲۱]ارحم الخلفا:

شاہ تلقین شاہ صاحب بدایوں محلّہ مولوی ٹولہ رحمۃ اللہ علیہ۔

[۲۲]اجود الخلفا:

مولوی سید محمد نذیر معروف بہ 'سید نذیر الزماں' ملقب بہ 'نوشئہ نوری' ساکن کرولی ضلع اعظم گڑھ۔ وارد حال تلابت گنج ضلع دربھنگہ احاطۂ بنگال۔ ۱۳۱۹ھ [۰۲-۱۹۰۱ء] میں خلافت حضور نے عطا فرمائی۔

[۲۳]اغنی الخلفا:

محمد عبدالغنی خاں ملقب بہ 'عبدالغنی شاہ' (خلف غریب شاہ خان نبیرۂ محمد شاہ خان صاحب مرید اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ) ساکن بدایوں محلّہ براہم پور۔ آپ کو ۱۳۱۷ھ [۱۸۹۹ء-۱۹۰۰ء] میں خلافت عطا ہوئی۔

[۲۴]عزیز الخلفا:

مفتی عزیز الحسن صاحب عثمانی بریلوی مرید حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کے تھے اور خلیفہ حضور اقدس قدس سرہٗ۔

[۲۵]اخص الخلفا:

مخدومی میاں سید شاہ فخر عالم صاحب شاہجہاں پوری رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ مرید اپنے والد ماجد سید شاہ نور عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔ آپ کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے والد و مرشد سید شاہ غلام علی شاہ صاحب شاہجہاں پوری رحمۃ اللہ علیہ (مرید وخلیفہ حضور پُرنور سید شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ) سے بیعت وخلافت تھی۔ میاں سید شاہ فخر عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تمام اوراد واشغال واعمال خاندانی کی اجازت اور سلاسل خمسہ میں خلافت ہمارے حضور اقدس قدس سرہٗ نے ۱۲۸۵ھ [۶۹-۱۸۶۸ء] میں مرحمت فرمائی۔ سید صاحب بکمال ادب حاضر خدمت ہوتے اور حضور اقدس اُن کا خاص احترام فرماتے۔ ۱۲؍صفر ۱۲۸۰ھ [۱۸۶۳ء] کو اجازت خاص

سیف الرحمٰن بھی آپ کو حضور اقدس قدس سرہٗ نے عطا فرمائی تھی۔ بتاریخ ۱۷ ماہ جمادی الآخر ۱۳۳۲ھ [۱۹۱۴ء] بمقام شاہجہاں پور انتقال فرمایا۔ بڑے کامل مکمل بزرگ تھے رحمۃ اللہ علیہ۔

[۲۶] ازھد الخلفا:

ملا سید احمد شاہ صاحب ولد سید حسین شاہ صاحب ساکن سوات نبیر رحمۃ اللہ علیہ۔ قریب زمانۂ وصال حضور خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ حسب ہدایت مرشد خود کسی عقدۂ طریقت کے حل کے واسطے مارہرہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ قریب ایک ہفتہ بمقام بدایوں حضور میں حاضر رہے اور فائز المرام مع اجازت وخلافت اپنے وطن کو واپس تشریف لے گئے۔ صاحبِ نسبت وصاحبِ کشف مکاشفہ بزرگ تھے۔ اتنے بڑے سفر میں بھی سوائے ایک جا نماز آپ کے ساتھ کچھ اسباب نہ تھا۔

[۲۷] اجود الخلفا:

نواب سید یحییٰ حسن خان صاحب زید مدارجہم۔ آپ اولاد امجاد حضور قاضی القضاۃ ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہیں، جو ہمارے سلسلۂ علیہ کا لپویہ میں گیارھویں شیخ ہیں۔ آپ کے تمام خاندانوں کو حضور اقدس سے ارادت اور آپ کو اجازت وخلافت ہے۔ اپنے وطن قدیم نیوتنی شریف میں مسند آرائے فقر وریاست ہیں۔

[۲۸] انفس الخلفا:

مولانا حافظ شاہ محمد عمر صاحب دہلوی دامت برکاتہم۔ آپ مرید وخلیفہ وصاحبِ سجادہ حضرت حافظ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلوی کے اور حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مرید وخلیفہ حضرت شاہ غلام غوث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اور وہ مرید وخلیفہ حضرت سیدنا شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ حضرت مولانا [شاہ محمد عمر صاحب] دامت برکاتہم کو ہمارے آقائے اکرم قدس سرہٗ سے ایک ارادت وخصوصیت خاص اور تمام اوراد واعمال واشغالِ خاندانی اور سلاسل خمسہ میں خلافت حاصل ہے۔ بڑے بااخلاص ارادت مند، روش سلوک کے پابند، عابد متوکل ہیں۔ فقیر عاجز کے خاص مخدوم ہیں۔

[۲۹] ازکی الخلفا:

شیخ اشرف علی ولد شیخ حکیم مظفر علی صاحب دہلوی متصل جامع مسجد۔ آپ سلاسل خمسہ میں

حضور اقدس قدس سرہٗ سے اجازت وخلافت رکھتے ہیں۔

[۳۰] اتقی الخلفا:

مولانا محمد عادل صاحب ناروی ثم الکانفوری رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ مرید حضرت حافظ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور شاگرد رشید حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب بدایونی ثم الکانفوری رحمۃ اللہ علیہ کے تھے اور ہمارے حضور اقدس قدس سرہٗ سے ارادت خاص رکھتے تھے۔ سلاسل خمسہ میں خلافت اور مصافحات ومسلسلات کی اجازت بھی حضور اقدس قدس سرہٗ سے حاصل تھی۔ بڑے متورع عالم اور قابل اقتدار بزرگ تھے۔ کانپور میں انتقال فرمایا۔

[۳۱] اصدق الخلفا:

شاہ عبدالعزیز صاحب ساکن قصبہ زمانیا ضلع نمازی پور رحمۃ اللہ علیہ۔ طالب ومجاز وخلیفہ سلسلۂ عالیہ قادریہ جدیدہ میں حضور اقدس قدس سرہٗ کے ہیں۔

[۳۲] اعبد الخلفا:

شیخ کرامت حسین ولد شیخ امام الدین صاحب ساکن تلہر ضلع شاہجہاں پور محلّہ کمانگران۔ طالب ومجاز وخلیفہ سلاسل قادریہ وچشتیہ وسہروردیہ ونقشبندیہ وابوالعلائیہ حضور قدس سرہٗ کے ہیں۔

[۳۳] افسر الخلفا:

حضرت صاحبزادہ سید احمد حسین صاحب زید مدارجہم صاحبِ سجادہ پالن پور۔ آپ کو حضرت نواب نورالدین حسین خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی منسوب ہیں جو ہمارے حضور اقدس قدس سرہٗ کی بھانجی ہیں۔ آپ کو بھی سلاسل خمسہ میں حضور اقدس قدس سرہٗ سے اجازت وخلافت تھی۔

[۳۴] نواب رستم علی خاں صاحب ولد نواب خواجہ محمد خاں صاحب دھول پوری کو حضور اقدس قدس سرہٗ سے اجازت تھی۔☆

علاوہ اِن حضرات کے مولوی عبدالرحمٰن صاحب دہلوی ﷫ خلیفہ حضرت حافظ شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بتاریخ ۱۱؍ربیع الاول ۱۲۸۵ھ [۱۸۶۸ء] اجازت خاص سیف الرحمٰن

☆ مفتی اعظم حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی کو بھی حضرت نورالعارفین سے شرف بیعت حاصل تھا اور حضرت نے جملہ سلاسل کی اجازت وخلافت مرحمت فرمائی تھی۔ اسیدؔ

حضور نے مرحمت فرمائی۔ ﴾ مولوی امین الدین صاحب، مولوی حافظ محمد امیر صاحب ساکنان فتح پور ہسوہ ﴿ کو شوال ۱۲۸۳ھ [۱۸۶۷ء] میں اجازت حرز یمانی حضور اقدس نے عطا فرمائی۔ ﴾ مولوی مفتی محمد حسن خان صاحب بریلوی ﴿ و مولوی ضیاء الحسن و قمر الحسن کو ۱۲۷۸ھ [۶۲-۱۸۶۱ء] میں اجازت خاص دعائے یمانی مرحمت فرمائی۔ ﴾ حضرت حاجی سید عبداللہ صاحب مارہروی ﴿ کو بھی اجازت دعائے یمانی ۱۲۸۰ھ [۶۴-۱۸۶۳ء] میں مرحمت فرمائی۔ ﴾ مفتی احمد حسن خان صاحب ساکن سکندرہ راؤ ﴿ کو بھی اجازت دعائے سیفی ۱۲۸۱ھ [۶۵-۱۸۶۴ء] میں مرحمت فرمائی۔ ﴾ مولوی محمد صدیق صاحب مارہروی، مولوی سراج الحق صاحب بدایونی ﴿ عثانی کو بمقام اکبرآباد ۶/رجب ۱۲۸۳ھ [۱۸۶۶ء] کو اجازت خاص سیف الرحمٰن مرحمت فرمائی۔ ﴾ مولوی ریاض الاسلام صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو اجازت خاص سیف الرحمٰن اور صرف مؤخر الذکر صاحب کو اجازت عام ادعیہ و مصافحات و قرآن کریم و حصن حصین و دلائل الخیرات حضور اقدس قدس سرہٗ سے حاصل تھی ﴿ انتقال آپ کا ۱۴/محرم ۱۳۲۹ھ [۱۹۱۱ء] کو بمقام رامپور ہوا اور بدایوں احاطۂ حضرت خواجہ سید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں دفن ہوئے۔ ﴾ مولوی غلام قنبر صاحب مدظلہ، مولوی حافظ اعجاز احمد صاحب، مولوی عبدالحیٔ صاحب رحمۃ اللہ علیہما کو بھی اجازت عام اشغال و اعمال و مراقبات خاندانی کی حضور اقدس قدس سرہٗ سے حاصل تھی۔ مولوی عطا احمد صاحب صدیقی فرشوری بدایونی و عزیزم مولوی غلام سادات بدایونی کو بھی تمام اعمال و اوراد خاندانی کی اجازت حضور اقدس قدس سرہٗ سے حاصل ہے۔ مولوی محمد نور الدین صاحب مرحوم عباسی بدایونی کو بھی اجازت اعمال و اشغال خاندانی حضور اقدس قدس سرہٗ سے تھی، کفایت اللہ خاں صاحب عرفؔ کفایت اللہ شاہ ساکن بانس بریلی محلّہ ملوک پور۔ مرید و خلیفہ حضرت سید شاہ فخر عالم صاحب و خلیفہ حضور اقدس قدس سرہٗ، مولوی مفتی عزیز الحسن صاحب بریلوی مرید حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ و خلیفہ حضور اقدس قدس سرہٗ۔ دلائل خیرات و اوراد و اجازت حرز یمانی و چہل اسم و حزب البحر و بشیخ و جملہ تعویذات وغیرہ مندرجہ مجموعۂ خاندانی مفتی صاحب اجازت عام ادعیہ و اعمال مولوی مفتی بدر الحسن صاحب بریلوی کہ جو مرید حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ سے ہیں ۱۶/جمادی الثانی ۱۳۲۲ھ [۱۹۰۴ء] اکثر اعمال خاندانی کی اجازت میر سید محمد صاحب مشہدی بدایونی مرحوم کو مرحمت ہوئی تھی۔

الحمدللہ کہ بتوجہ حضور صاحبِ سجادۂ برکاتیہ دامت برکاتہم علینا چند قدیم بیاضیں حضور اقدس قدس سرہٗ کی اِس خادم کو میسر آئیں، جن میں علاوہ فوائد متفرقہ کے مختصر فہرست خدام بھی ہے، غالبًا یہ ۱۲۸۰ھ [۶۴-۱۸۶۳ء] تک مرتب ہوئی ہیں، ایک بیاض میں ایک مقام پر فرماتے ہیں:

تفصیل مردماں کہ ایں فقیر مسمیٰ بہ ابوالحسین عرف میاں صاحب توجہ دادہ است وقلب ہائے مرد ماں مذکور را توجہ فقیر نسبتے حاصل شدہ است و کیفیتے بحصول انجامیدہ است وروزن قلب ایناں بعالم ملک وملکوت موافق استعداد ہر کس لائق او کشود یافتہ است نوشتہ می آید امادر بعض آں نسبت باقی است و در بعض بسبب کم محنتی آنہاں آں نسبت زوال یافتہ است ایں است اول آنہا۔

اس عنوان کے بعد حضور اقدس قدس سرہٗ نے گیارہ حضرات کا حال ارقام فرمایا لیکن منجملہ دس حضرات آٹھ حضرات کے نام ارقام فرما کر محو فرما دیے، حالات ان کے باقی ہیں اور دو صاحبوں کا نام وحال مکمل درج ہے، بعد محو چار اسم کے پانچواں نام نامی منیر شاہ ساکن پٹل ضلع علی گڑھ مرید شاہ خیرات علی صاحب قدس سرہٗ۔

وے مرید وخلیفہ جناب قدوۃ السالکین سیدنا شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ۔ مرد باتمیز و بسا جفاکش است وانتساب اعمال واشغال ہر دو امید دارد و اجازت اعمال واشغال از فقیر حاصل است بعالم ملک وملکوت بدرجہ ابتدا کشادہ است و نسبت کسبی و وہبی فقیر ہر دو می دارد تاہنوز از مطلب اصلی دور است وصورت مثالی فقیر ومرشد خود بدرجہ احسن معائنہ کردن می تواند۔

بعدہٗ دوسرا نام محو فرما کر تیسرا نام امین الدین خاں ولد گلاب خاں صاحب ساکن میرٹھ۔

در سلسلۂ قادریہ مرید وطالب فقیر شدہ واز فقیر توجہ ہم گرفتہ نسبت وہبی حاصل شدہ است وروزنِ قلب بعالم ملک وملکوت بدرجہ ابتدا کشادہ صورت مثال پیر خود دیدن می تواند واز اشغال واعمال واوراد خاندانی موافق استعداد خود مجاز و ماذون است وہنوز آں نسبت باقی است۔

ہر چند کہ حضور اقدس قدس سرہٗ نے بڑی کوشش سے نام بگاڑے ہیں، لیکن فقیر نے اُن میں سے چند نام پا لیے خیال تھا کہ مع حال مندرج عرض کردوں، لیکن میرے ایک خاص عنایت

فرمانے یہ فرما کر کہ حضور اقدس قدس سرہٗ کے چھپائے ہوئے کو تو کھولنا چاہتا ہے یہ گستاخی ہے ڈرا دیا۔ان شاء اللہ تعالیٰ بعد استخارہ واجازت درج کروں گا، ورنہ معذوری ہے۔

التماس

فقیر عاجز کو جو سر دست سامان ملا اس سے اسمائے حضرات خلفا مع نہایت مختصر پتے کے عرض کر دیے۔خادم معترف ہے کہ معلومات فقیر بھی نہایت محدود، اس پر نسیانِ شدید عارض۔ حاشا یہ فہرست مکمل نہیں، یہ صرف ایک ادنیٰ خادم کی معلومات ہیں،کوئی میرے بزرگ جو خلفائے حضور سے ہوں خطا معاف فرمائیں ۔بخدا کہ اِس عاجز نے کوئی نام کسی خصوصیت کی وجہ سے ترک نہیں کیا۔

﴿یہ مجھ کو اقرار ہے کہ نواح بمبئی، بڑودہ، احمد آباد، اجمیر وغیرہ صدہا خدام حضور اقدس کے ہیں، ان میں خلفا بھی ہوں گے ،لیکن فقیر معذور ہے۔اِدھر یہ کوشش کے عمر پوری ہونے سے پہلے کتاب پوری ہو جائے کہ شمع سحر ہوں، دوسرے بعض احباب اہل وطن سے استمداد کی لیکن اُن کی عدم توجہ سے کوفت پیدا ہوئی۔شاید بعد ترتیب اِس مختصر کے کوئی صاحب متوجہ ہوں اور جو نقصانات اور کمی اس ناچیز تحریر میں رہ گئی ہو اس کو پورا کر دیں۔﴾

اسی طرح اگر چہ بہت ہی ناقص و نامکمل فہرست مریدین ہوگی،لیکن چونکہ جو کچھ فقیر کو معلوم ہیں گزارش ہیں۔ان شاء اللہ تعالیٰ اگر خود فقیر کو فہرست مکمل مل گئی تکمیل کر دے گا، ورنہ ہر خادم حضور اقدس قدس سرہٗ کو حق حاصل ہے کہ اضافہ فرمائیں اور بجائے اظہار نقص تحریر و اظہار کمال تکمیل مراد کا قصد فرمائیں، یہ خادم عاجز اپنے نقصان معلومات کا معترف اور نقص حافظہ کا مقر ہے۔☆

☆☆☆

☆ اس کے بعد مخطوطے میں چھ صفحات پر مریدین کے نام درج ہیں۔اسیدؔ

باب یازدہم

حضور اقدس قدس سرہٗ کے خوارق عادات

یہ باب اس قدر وسیع ہے کہ اگر وہ واقعات جو کسی ایک خادم حضور اقدس قدس سرہٗ پر گزرے ہیں قلم بند کیے جائیں ایک بڑی کتاب مرتب ہو جائے۔ ہزاروں تصرفات تھے جو ہر وقت شامل حال خدام تھے۔ منجملہ ان کے بعض گذشتہ بابوں میں جگہ جگہ معروض ہوئے، اسی اختصار سے جو ساری کتاب میں ملحوظ رہا ہے چند اور سنیے۔

مولانا مولوی محبّ احمد صاحب زید مجدہم مدرس مدرسۂ برکاتیہ مارہرویہ جو وقت وصال شریف حاضر تھے روایت فرماتے ہیں کہ ”بعد وصال شریف غسل وتکفین بلکہ تدفین تک لب ہائے مبارک متحرک تھے“، تصدیق اس کی اور صاحبزادگان خاندان سے بھی ہوئی۔ یہ وہ سنت آخری حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم تھی جو کتب حدیث وسیر میں مروی ہے نیز اپنے جد اکرم اور شیخ طریقت کا اقتدا تھا جس کا حال حضور اقدس قدس سرہٗ نے رسالہ ’سراج العوارف فی الوصایا والمعارف‘ کے صفحہ ۲۶ نور ۱۶ میں درج فرمایا ہے۔

برادرم مولوی عطا احمد صاحب فرشوری بدایونی نوری (جو بااخلاص مریدین میں ہیں اور حضور اقدس قدس سرہٗ کے کرم خاص سے ایک امتیازی شان رکھتے ہیں) روایت کرتے ہیں کہ اُن کی ہمشیرہ کے پاس کچھ روپے حضور اقدس قدس سرہٗ نے امانت رکھ دیے تھے جو بہ نہایت احتیاط ایک صندوقچہ مقفل میں رکھ دیے گئے، ایک روز جو وہ روپے شمار کیے دو روپے کم تھے، حیران ہو کر دو روپے اپنے پاس سے ڈال کر وہ رقم پوری کر دی۔ ایک عرصے کے بعد حضور اقدس قدس سرہٗ تشریف لائے اور وہ زرِ امانت طلب فرمایا، روپے حاضر کیے گئے، شمار فرما کر دو روپے واپس فرمائے۔ اب یہ عفیفہ اصرار کرتی ہیں کہ حضور کی امانت اس قدر تھی اور حضور اقدس کسی طرح قبول نہیں فرماتے جب اصرار زیادہ بڑھا فرمایا ”بے شک امانت اسی قدر تھی جو تم کہتی ہو لیکن

عندالضرورۃ اس میں سے دو روپے ہم نے لے لیے تھے یہ دو روپے تمہارے ہیں اور یہ راز ہے''۔

حضرت صاحبزادہ سید حسین حیدر صاحب وصاحبزادہ حکیم سید آل حسین صاحب زید مجد ہما ڈاکٹر محمد ناصر خان ساکن مارہرہ سے خود سنی ہوئی روایت بیان کرتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب ضلع ایٹہ بعض مواضعات میں معالج تھے، ایک شخص پہنچا اور بیان کیا، قریب کسی موضع میں ایک مریض ہے آپ چل کر دیکھیں اور دوا تجویز کریں، معقول فیس پیش کی۔ ڈاکٹر صاحب اس کے ہمراہ روانہ ہوئے، آبادی سے چند کوس چل کر کنارۂ دریا پر ایک وحشت ناک جنگل میں پہنچے، اس نے یہاں ٹھہر کر آواز دی اور فوراً دو شخص لاٹھیاں لیے ہوئے آ گئے۔ اِن تینوں بدمعاشوں نے قصد کیا کہ ان کا سامان اور زر نقد لے لیں اور قتل کر کے دریا میں ڈال دیں۔ اُن کی وضع اور جنگل تنہائی اور قصد قتل سے ان کو سخت خوف پیدا ہوا کہ قریب المرگ ہو گئے، اُس وقت ڈاکٹر صاحب نے حضور اقدس قدس سرہٗ کو یاد کیا اور دل میں استغاثہ کیا کہ نجات بغیر امدادِ حضور محال ہے، کوسوں تک آبادی کا پتہ نہیں، رات کا وقت، دشمن در پے جان ہیں، للہ مدد فرمائیے اور اپنے خادم کو اِس بلائے ناگہانی سے چھڑائیے۔

اِس خیال کے ساتھ ہی ڈاکٹر صاحب نے دیکھا کہ ایک جانب سے حضور اقدس قدس سرہٗ تشریف لائے اور اشارہ فرمایا ''گھبراؤ نہیں ہم آ گئے ہیں؟'' حضور کے اشارے سے وہ تینوں دفع ہو گئے، پریشان تھا کہ اس اندھیری رات میں کہاں جاؤں؟ حضور نے ارشاد فرمایا ''ہمارے ساتھ چلے آؤ''۔ روانہ ہوئے تھوڑی دیر میں اسی موضع میں پہنچ گئے جہاں سے آیا تھا۔ قریب آبادی پہنچ کر حضور اقدس قدس سرہٗ ان سے علیحدہ ہوئے، خیال کیا کہ شاید رفع حاجت کے واسطے ٹھہرے ہیں، مجھ سے اشارہ فرمایا تم آبادی میں چلو، راہ بھر ہیبت واقعہ سے یہ طاقت نہ تھی کہ حضور اقدس قدس سرہٗ سے کچھ دریافت کریں اور آبادی پہنچنے تک ہرگز یقین نہ تھا کہ مَیں جاں بر ہوں گا۔ موضع میں پہنچ کر صبح تک بخار شدید اور غشی میں مبتلا رہا۔

دوسرے روز روانہ ہو کر مکان پر پہنچا معلوم ہوا کہ آج صبح سے چند بار خادم حضور اقدس قدس سرہٗ کا آ چکا ہے اور دریافت کر گیا ہے کہ ڈاکٹر آئے یا نہیں، یہ بھی حکم ہے کہ فوراً حضور اقدس قدس سرہٗ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوں۔ حسب الحکم فوراً حاضر ہوا اور قدم بوس ہو کر خاموش ایستادہ ہو گیا، حضور اقدس قدس سرہٗ نے متبسمانہ فرمایا ''الحمد للہ انجام بخیر ہوا۔ گھبراؤ نہیں یہ بات

قابل تذکرہ نہیں''۔ ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا کہ''اگر یہ قصہ مَیں اپنے دوستوں سے نہ کہوں گا مرجاؤں گا''۔حضوراقدس قدس سرہٗ نے ارشادفرمایا''اچھاجب ہم مارہرہ سے چلے جائیں مختصراً کہنا یہ تمہارا حسنِ اعتقاداورحضرات پیرانِ سلسلہ کا کرم تھا''۔

شاہجہاں پور میں قاضی محمودرضا شیعی بدایونی وکالت کرتے تھے۔اتفاقاً حضوراقدس قدس سرہٗ شاہجہاں پورتشریف فرماہوئے اوروکیل صاحب کے مکان کے قریب کسی خادم کے مکان پر حضوراقدس قدس سرہٗ کی دعوت ہوئی،وکیل صاحب نے دعوت کا حال معلوم کر کے مشائخ پر کچھ طعن،اُن کے تصرفات سے انکارکیا۔یہ قصہ حضوراقدس قدس سرہٗ تک پہنچ گیا،آپ نے ارشاد فرمایا''وکیل صاحب کو بلاؤ''،یہ حاضر ہوئے ارشادفرمایا کہ''ہر چند ہم میں کوئی قابلیت نہیں،لیکن خاندان بزرگ سے منتسب ہیں،آپ کہیے کیا چاہتے ہیں؟''وکیل صاحب نے اپنے کام نہ چلنے کی شکایت کی اورقلت آمدنی اور کثرت خرچ کا حال عرض کیا،فرمایا''اچھا یہ نقش کھدوالواور چراغ اس ترکیب سے جلاؤ،یہ پڑھو''۔تعمیل حکم پر چندروز میں آمدنی وکیل صاحب کی بڑے بڑے وکلا سے بڑھ گئی اورخوب کام چلا۔

بعد چندے وکیل صاحب نے مطمئن ہوکر وظیفہ چھوڑ دیا اور چراغ کو بااحتیاط باندھ کر دالان اندرونی کے ایک بلند طاق پر رکھ دیا۔ایک روزعلی الصباح ایک کوا آیا اوردالان میں جا کر اس چراغ کواٹھا کر لے گیا۔وکیل صاحب کے کام کا وہی سابق کا سا حال ہوگیا۔کچھ عرصے بعد حضوراقدس قدس سرہٗ پھر شاہجہاں پورتشریف فرماہوئے اوروکیل صاحب نے حاضر ہوکر بکمال ادب اُس نقش کی طلب کی،ارشادفرمایا''الحمدللہ کہ تم نے تصرف اکابر مارہرہ دیکھ لیا،لیکن تم اہل ثابت نہیں ہوئے اس لیے ہم معذور ہیں''۔

ایک خادم نے دعوت کی،منجملہ چندقسم کے کھانوں کے مرغ کا گوشت بھی تھا جومرغ بلاعلم مالک کے لیا گیا تھا۔جس وقت کھانا حضوراقدس قدس سرہٗ کے روبروپیش ہوا آپ نے گوشت مرغ علیحدہ رکھ دیا،میزبان نے اصرار کیا کہ یہ خاص اہتمام سے حضور کے واسطے تیار کیا گیا ہے، ارشادفرمایا کہ''ہم گوشت مرغ کھانا نہیں چاہتے''،پھر اصرار کیا گیا حضوراقدس قدس سرہٗ نے آہستہ فرمایا''یہ گوشت حرام ہے،اسے پھینک دو،اس کوکوئی مسلمان نہ کھائے''۔وہ گوشت پھینک دیا گیا۔

حکیم اشفاق حسین صاحب ساکن بریلی روایت کرتے ہیں کہ مَیں مارہرہ خدمت حضور اقدس قدس سرہٗ میں حاضر ہوا، شب کا وقت تھا، ارشاد فرمایا ''حکیم صاحب! آم کھانے کو دل چاہتا ہے، کہیں سے لاؤ''، مَیں نے عرض کیا رات کے دس بج گئے ہیں، موسم انبہ بھی ختم ہو گیا، اب آم کہاں مل سکتا ہے؟'' ارشاد فرمایا ''تلاش کرو کسی جگہ مل جائیں گے''، کچھ پیسے مرحمت فرمائے، مَیں صرف تعمیل حکم کی غرض سے اٹھا، مجھ کو یقین تھا کہ آم مارہرہ میں نہیں ہے، جن جگہوں پر بازار انبہ اور میرا خیال تھا ان سب دکانوں گھروں پر گیا اور آم تلاش کیے، جب کہیں پتہ نہ چلا حیران سڑک پر کھڑا ہو گیا اور سوچتا تھا کہ حضور کو کیا جواب دوں، اسی حال میں ایک گاڑی کا سگنج کی جانب سے آتی ہوئی معلوم ہوئی، مَیں نے پوچھا گاڑی میں کیا ہے اور کہاں لے جاؤ گے؟ جواب ملا اِس میں آم ہیں دور سے لائے ہیں، کل بازار میں فروخت کریں گے، مَیں نے فوراً آٹھ آنے کے آم خرید لیے اور حضور اقدس قدس سرہٗ کی خدمت اقدس میں لے کر حاضر ہوا۔ حضور نے کچھ تناول فرمائے اور کچھ تقسیم کر دیے۔ مَیں علی الصباح بازار میں اِس خیال سے پہنچا کہ تھوڑے آم اور خرید کر حضور میں حاضر کروں تمام بازار میں تلاش کیا ہر شخص سے پوچھا کہ ''شب جو گاڑی آموں کی آئی تھی وہ کہاں ہے؟'' کسی نے دیکھنے کا اقبال نہ کیا۔

ایک ڈاکٹر صاحب سے ہضم طعام کی شکایت فرمائی، ڈاکٹر صاحب نے ایک دوا تیار کر کے شیشی میں حاضر کی اور عرض کیا ''گاہے گاہے عندالضرورت تین قطرے دوا کے پانی میں ڈال کر نوش فرمایئے''، حضور اقدس قدس سرہٗ نے وہ دوا لے کر سب ایک بار پی لی، ڈاکٹر سخت پریشان ہوئے کہ دوا سمی تھی، زندگی دشوار ہے، ارشاد فرمایا ''آپ کچھ فکر نہ کریں ہم پر دوا کا اثر ہوتا ہی نہیں'' اور یہی ہوا۔

۱۳۰۵ھ [۸۸-۱۸۸۷ء] میں حضور اقدس قدس سرہٗ غریب خانے پر رونق افروز ہیں، ایک مارگیر چند سانپ لے کر حاضر ہوا اور حضور کے روبرو پیش کیے۔ ایک لوٹے میں ایک سانپ علیحدہ بند تھا اُس کو نہ کھولا، فرمایا ''اِس لوٹے میں کیا ہے؟'' اُس نے عرض کیا ''بڑا زبردست سانپ ہے جو ابھی بنایا نہیں گیا ہے''، حکم ہوا اسے بھی کھولو۔ مارگیر نے چند بار عذر کیا آخر مجبوراً بہت ڈرتے ہوئے لوٹے کا منھ کھول دیا اور علیحدہ ہو گیا۔ سانپ نکلا اور مارگیر کی طرف تیزی سے لپکا، حضور اقدس قدس سرہٗ کے دست مبارک میں چھڑی تھی وہ باہستگی اس کے لگا دی اور فرمایا

''واقعی اچھا سانپ ہے''۔ چھڑی کا مس ہونا تھا کہ سب تیزی سانپ کی جاتی رہی اور مثل بے جان کے ہو گیا۔ حضور اقدس قدس سرۂ اس کو چھڑی سے جس جانب چاہتے ہیں لوٹ دیتے ہیں اور وہ مثل مردے کے پڑا ہوا ہے، مارگیر نے عرض کیا ''یہ حضور کا تصرف ہے ورنہ اِس مجمع میں کوئی نہ بچتا''، فرمایا ''خیراب اِس کو با احتیاط بند کرلو''۔

برادر عزیز مولوی غلام سادات کو ایک نقش مرحمت فرمایا اور حکم دیا کہ طہارت کا بہت زیادہ اہتمام رکھنا، ورنہ یہ نقش گم ہو جائے گا۔ اتفاقاً سہو سے کوئی بے احتیاطی ہوئی اور نقش گم ہو گیا، وقت حاضری در بار عرض کیا فرمایا ''وہ نقش یہ ہے کہ ہمارے پاس آ گیا''۔

اِس عاجز کا ایک کارندۂ دیہات مقدمات کا کام کرتا تھا، لیکن اُس کی متواتر چند بد دیانتیاں دیکھ کر ہر چند کام لینا کم کر دیا تھا، لیکن باوجود ہر بار قصد برخاستگی اس کا تعلق بدستور تھا۔ ایک مرتبہ حضور اقدس قدس سرۂ تشریف فرما ہوئے اور اتفاقاً وہ کارندہ بھی پہنچا، حضور اقدس قدس سرۂ نے اِس خادم کو حکم دیا کہ ''جب بالفعل تمہارے پاس کام نہیں ایک ضرورت مند کو دوسری جگہ کوشش سے بھی کیوں روک رکھا ہے، ان کا ابھی حساب کر دو، وہ بھی کوشش کرتا ہے کہ تعلق قطع نہ ہوا گرچہ کام بلا تنخواہ کرنا پڑے''، یہ عاجز بھی بسبب چند قصوں کے جو اس سے متعلق تھے فوراً جواب دینے میں متردد ہے لیکن حضور اقدس قدس سرۂ نے خود حساب تنخواہ کیا اور جو کچھ اس کا اس کے حساب سے برآمد ہوا وہ اپنے پاس سے اسی وقت مرحمت فرمایا اور ایک بڑا مطالبہ خادم کا جو اس کے ذمے تھا ساقط فرمایا اور خلاف روش کریم اس کو اسی وقت گاؤں سے رخصت کیا اور فرمایا ''اگر کچھ ضرورت قیام ہو پھر آنا آج چلے جاؤ مجبوراً وہ رخصت ہوا''۔

شب کو اِس خادم سے ارشاد فرمایا ''یہ ساحر تھا تم مدت العمر باوجود علم بد دیانتی و خیانت و نقصانات اس کی برخاستگی پر قادر نہ ہو سکتے تھے، الحمدللہ کہ بڑا قصہ سہل طے ہو گیا اس کی کوئی کوشش ہمارے سامنے نہ چل سکی''۔

ایک بار بدایوں میں عزیزی مولوی غلام سادات سلمہ اللہ تعالیٰ کے مکان پر رونق افروز ہوئے، غلام سادات ایک قیمتی ریشمی دولائی (جو اسی روز تیار ہوئی تھی) اوڑھے ہوئے تھے، اس کو دیکھ کر خلاف عادت تعریف فرمائی اور پسند کی، حکم دیا کہ ''ہمارے پلنگ پر رکھ دے''۔ دوسرے جلسے میں وہ پلنگ پر نہ دیکھ کر غلام سادات نے پوچھا کہ ''حضور وہ دولائی کیا ہوئی؟'' فرمایا کہ

''ایک مستحق کو دے دی۔ ہمارے عارف شاہ کو اپنی لڑکی کے عقد کی فکر ہے اور اس کے واسطے ایک دولائی درکار تھی ہم نے تمہاری دولائی اس کو دینا پسند کی''۔

اس وقت یہ صرف ایک خادم نوازی معلوم ہورہی تھی، لیکن ایک عرصے کے بعد اس لڑکی کا عقد عزیزی غلام سادات سے ہوا، اس وقت یہ راز کھلا کہ مولوی غلام سادات کا انتخاب اس غرض سے تھا، حقیقتاً وہ لڑکی سرکار سے عطا ہوئی تھی۔ افسوس کہ بتاریخ ۱۵ربیع الاول ۱۳۳۵ھ [۱۹۱۷ء] بروز یکشنبہ اس مرحومہ کا انتقال ہوگیا۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

ایک مرتبہ نواب سید نور الدین حسین خان صاحب بہادر رحمۃ اللہ علیہ بڑودہ سے بدایوں تشریف لائے، اِس خادم نے ایک روز حضور اقدس قدس سرہٗ سے عرض کیا'' اجازت ہو آج نواب صاحب خادم کی عزت افزائی فرمائیں اور غریب خانے پر تشریف لے چل کر ماحضر تناول فرمائیں''، فرمایا''بہتر'' اور خود تکلیف فرما کر نواب صاحب سے ارشاد فرمایا'' بھائی صاحب! آج آپ کی دعوت ہمارے گھر پر ہے''، نماز ظہر پڑھ کر نواب صاحب مرحوم تشریف لائے، خادم نے یہ معلوم کر کے کہ نواب صاحب مرحوم کے بارہ آدمی ہیں بقدر پچیس آدمی کے کھانا تیار کیا، قریب مغرب اِس ناچیز کو اطلاع ملی کہ وہ جماعت جو حصول قدم بوسی کی غرض سے حضرات شہر کی آئی ہے سب ٹھہرا لیے گئے ہیں اور حضور اقدس قدس سرہٗ نے فرمادیا ہے'' کھانا کھا کر جانا'' فقیر کے اعزہ کو تردد ہوا کہ جنس بہت کم ہے اور جماعت کثیر کا کیا ہوگا؟ خادم نے کہا'' حضور خود بہتر جانتے ہیں اور خادم کے حال پر مطلع ہیں کچھ فکر نہیں، بھلا عزت بخشی فرما کر کیا اپنے خادم کی ذلت ہونے دیں گے؟'' ستر آدمی حضور اقدس قدس سرہٗ کے ساتھ دستر خوان پر تھے، پندرہ حضرات کو بحکم حضور مکانوں پر بھیجا گیا، تمام اعزۂ فقیر نے خوب سیر ہو کر کھایا اور باللہ العظیم ہر جنس ایک اچھی مقدار میں باقی رہ گئی۔ یہ سب حضور اقدس مرشد برحق قدس سرہٗ کا تصرف تھا۔

منشی عبدالغفار ولد منشی عبدالعزیز صاحب بدایونی پر ایک مقدمۂ قتل چلا، پولیس نے شہادت موقع پیش کی، اُدھر سے حضور اقدس قدس سرہٗ کی خدمت میں عرضی استغاثہ روانہ ہوئی، کرامت نامہ جواباً صادر ہوا ارقام فرماتے ہیں'' مطمئن رہو کچھ نہ ہوگا تمام کاغذات پولیس داخل دفتر ہو جائیں گے اور تم سے جواب نہ لیا جائے گا''۔ چنانچہ باوجود رپورٹ افسر کے مثل جوان کے خلاف تھی اور اصرار پولیس مقدمہ داخل دفتر ہوگیا اور یہ بلا جواب رہا ہوگئے۔

اِس خادم حقیر کا وقت اخیر ہے اور حضور اقدس قدس سرہٗ اِس عالم سے پردہ فرما چکے ہیں، چالیس برس کے بعد ایک راز کا اظہار ہوتا ہے۔ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کو ایک جائداد ظاہراً بصلۂ خیرخواہی حقیقتاً عوض معافیات قدیم شاہی ایام غدر میں گورنمنٹ سے عطا ہوئی تھی جس پر اِس خادم کا خاندان قابض تھا، بعض واقعات ایسے پیش آئے کہ جائداد زیر بار قرضہ ہوگئی، خادم نے خلوت میں عرض کیا، ارشاد فرمایا ''یہ جائیداد باقی نہ رہے گی، کوشش بے سود ہے''۔ اس حکم قطعی کے بعد حسب عادت بطور ستر حال تاویلات فرمائیں اور بطرز تسلی تدابیر مرحمت ہوئیں۔ لیکن اس خادم کو قطعی یقین ہوگیا اور باوجود کوشش ظاہر پھر کبھی اس کے متعلق حضور میں کچھ عرض نہیں کیا۔ اگر حضور اقدس قدس سرہٗ نے حالات دریافت فرمائے تنہائی میں عرض کر دیا کہ خادم حکم والا سن چکا ہے اور بکمال استقلال منتظر وقت ہے، بکمال فرحت فرمایا ''زنہار یہ خیال نہ کرنا کہ تیری راحت و تکلیف اس جائیداد پر منحصر ہے، مسبب الاسباب اور سامان پیدا کر دے گا اور تیرا وقت بلا تکلیف بسر ہوگا، جو غرض جائیداد سے تھی وہ ہمیشہ پوری ہوگی، حکومت و آسائش سے گزر ہوگی''۔

حسب ارشاد حضور اقدس قدس سرہٗ وہ سب جائیداد تلف ہوگئی اور خدا کا شکر ہے پھر حضور اقدس قدس سرہٗ کا کرم ہے کہ باوجود افزونی اخراجات وعیال براحت و آرام بسر ہو رہی ہے، کبھی کسی ضروری چیز کی تکلیف نہیں ہوتی۔ یہ ضرور ہے کہ روپیہ اور جائیداد پاس نہیں، لیکن حضور اقدس قدس سرہٗ کے حکم کی برکت سے کبھی کوئی ضرورت بند نہیں رہتی، جس وقت جس قدر کی ضرورت پیش آجاتی ہے اس کے اسباب غیب سے پیدا ہو جاتے ہیں اور یہ محض حضور اقدس قدس سرہٗ کی دعا کا اثر ہے۔

خان صاحب عبدالغنی خاں صاحب خلیفہ حضور اقدس قدس سرہٗ روایت فرماتے ہیں کہ ''ریاست اجرگڑھ میں پہاڑ پر ایک درویش سے ملاقات ہوئی اور معلوم ہوا کہ وہ خلیفہ حضور اقدس قدس سرہٗ ہیں اور حکماً پہاڑ پر مقیم ہیں، ایک چشمہ پانی کا بہ تصرف حضور وہاں جاری ہوگیا ہے اور وہ صاحبِ خدمت اس جگہ کے ہیں۔

مفتی بدر الحسن صاحب بریلوی کو زکوٰۃ صلوٰۃ الختام میں بہ توجہ حضور اقدس قدس سرہٗ بے داری میں زیارت حضور رسول کریم ﷺ ہوئی۔

☆☆☆

قصیدۂ منقبت
موسوم بہ 'حضوریٔ جلوۂ نوری'

درد سر داشت بسے فکر شموم کافور
باختم سر چہ بلا بود بلا از سر دور

لذت حسن معانی نہ چشد جز کامل
فرحت وصل نداند دگرے جز مہجور

آہ از کثرت اشواق کہ دورم نزدیک
وائے برقلت اسباب کہ نزدیکم دور

لن ترانی بسوال من دیوانہ مگو
ایں جوابیست کہ زیباست بفرزانہ طور

خوش خیالیست کہ یار آید و حالم پرسد
طرفہ نالے کہ گرفتند عزیزاں ز طیور

اے کہ سنجی کہ ہمہ دانی وخوش بے خبری
نظر تست بہ ترکیب عناصر مقصور

نا شناسی اگر از اصل خودت نشناسی
کیستی و ز کجا آمدی از ظلمت و نور

خاک و باد آتش وآب ایں ہمہ اصل تو نیند
بندگانند کہ باشند بخدمت مامور

بندۂ بندہ شدی خاک بفرق جاہت
آمدی حاکم و گشتی ز رعیت مقہور

ایں بست کار رعایا بسپاری بوزیر
لیک ہشدار کہ بیروں نرود از دستور

فکر او پائے بروں کے کشد از معقولات
طفلش انگار خود از درک حقائق معذور

کار خود ساز ز بیگانہ چہ یاری طلبی است
چشم بینا نستاند مدد از دیدۂ کور

علم آموز وعمل ورز و بجو صحبت نیک
برحذر باش بس از مدعیان مغرور

دل دیدار طلب آہ سحر گریۂ شب
می تواں یافت بزاری نتواں یافت بہ زور

علم آں نیست کہ از دفتر ابجد خوانی
علم آنست کہ یابی بکتاب مستور

علم آں نیست کہ ثابت شود از بحث وجدال
علم آنست کہ یکساں کندت بعد وحضور

بچمن شو چو ہوائے گل تر می داری
رو بہ کعبہ اگرت ہست عبادت منظور

باش درمیکدۂ وصحبت مستاں بطلب
کہ بعیدانِ قریب اند رقیبان حضور

مجرمانند خطا کار کہ ہرگز نخرند
قصر و حوران بہشتی عوض جرم وقصور

بندگانند وفا پیشہ محبت مشرب
محرمانند ز اغیار سراپا مستور

طائر ہمت افلاک نشیناں نرسد
بمقامے کہ نشینند حریفاں مخمور

ہاں حریفانہ در خلوت خمار مکوب ۔۔۔ منکرانہ مشو از صحبت مے نوش نفور

خاک زیر قدم پیر مغاں سرمہ بکن ۔۔۔ تابہ بینی بعیاں آنچہ نباشد محظور

ترک گدیہ بگدایاں کن و ہمت بگمار ۔۔۔ کہ رسی بر در والائے شہ بے وخشور

آں شہنشاہ کہ شاہاں بسلامش نازند ۔۔۔ آں شہنشاہ کہ خوانند بنامش منشور

آں شہنشاہ گدا پرور و درویش نواز ۔۔۔ آں شہنشاہ کہ عالم ز سخایش معمور

بوالحسین احمد نوری شہ خادم پرور ۔۔۔ بمگس رانی تاجش نسزد طرۂ حور

آل احمد بحسب آل محمد بہ نسب ۔۔۔ کامل خاصۂ رب نور خدا نور النور

گل خوشبو بچمن گوہر غلطاں بودن ۔۔۔ بحر سائل زلبن سرخوش صہبائے طہور

مطلع

بحضور تورسیدیم بصد شوق ز دور ۔۔۔ للہ الحمد کہ شد سعی غریباں مشکور

مظہر حسن ودرتست نہاں شان ظہور ۔۔۔ اے ز وجہ تو عیاں معنی اللہ نور

شکر صد شکر رسیدم بہ در والایت ۔۔۔ بارک اللہ کہ گشتم بزیارت مسرور

ہوسم نیست ہوائے چمن ہم چو بہشت ۔۔۔ ہوسم نیست بعشرت گہ و شمع کافور

ہوسم نیست بہ میخانہ وساقی مدام ۔۔۔ ہوسم نیست نے ومطرب و چنگ وطنبور

آرزو ہاست کہ داریم ونگویم جز تو ۔۔۔ التماسے است کہ دارد ز سلیمانی مور

برسیہ نامہ حسرتؔ رقم عفو بکش ۔۔۔ اے بہ ستر و کرم و عفو بعالم مشہور

دست برداشتہ ام بہر دعا آمیں خواں ۔۔۔ رب ھب فی بصری نوراً واجعلنی نور

☆☆☆

شجرۂ بہیہ عالیہ زیدیہ برکاتیہ

۱۳۲۰ھ

﴿فقیر حقیر نے حسب ایمائے حضور اقدس شجرۂ نسب بطور منقبت نظم کرکے پیش کیا تھا جو حضور نے نہایت پسند فرمایا﴾

بطور منقبت پڑھتا ہوں شجرہ اپنے سلطاں کا
جناب بوالحسین احمد نوریؔ ذیشاں کا

ہے جانِ فاطمہ ابن علی آل رسول اللہ
خلیفہ ہے نبی کا تو خلف ہے شاہِ مرداں کا

سیادت پر تری اخلاق طیب تیرے شاہد ہیں
کفی باللہ شہیدا ابن ہے شاہِ شہیداں کا

تجھی سے ہے جہاں میں زینت سجادۂ سجاد
کہ وارث بالاصالت ہے تو ان کے بذل واحساں کا

حضور زید کا تجھ سا شہا جب میر لشکر ہے
بجا ہے زخم دل کا گر سمجھتے ہیں تجھے ٹانکا

اسد ہے، لیث ہے، ضرغام ہے، شیر الٰہی ہے
تو ہی ہے شبل عیسیٰ موتم الاشبال ذیشاں کا

سرور جان و دل سید محمد تم کو کہتے ہیں
کہ تو اولاد پھر ہم شکل ہے شاہِ رسولاں کا

تمہارے جد ہفتم حضرت سید علی ثالث
یہ فرماتے ہیں تجھ کو سرو ہے یہ میرے بستاں کا

محبت کی نگاہیں یوں پکارے اُن کے کہتی ہیں
تو نور العین ہے سید حسین فخر اقراں کا

ترے جد نہم سید علی کوفی عراقی ہیں
زمانے میں ہے شہرہ جن کے حلم وبذل واحساں کا

تو ہی گلزار سید زید ثانی کا گل تر ہے
ثمر ہے شجرۂ سید عمر مقبول یزداں کا

ترے ہیں جد اعلیٰ زید ثالث سید یحییٰ
جگر پارہ ہے تو سید حسین ماہِ تاباں کا

تو ابن سید داؤد ہے ملک وحکومت میں
سلیمانِ زماں ہے بادشہ ہے انس کا جاں کا

فروزاں شمع بزم سید بوالفرح اعلیٰ ہے
کہ پروانہ ہے مہر اُس کے مزار نور افشاں کا

گل دستار سید بو فراس واسطی تو ہے
بنایا جس نے خاک ہند کو ہمسر گلستاں کا

تجھی کو سید بوالفرح ثانی نے بتایا ہے
طریقہ اہل بیت پاک کے ایماں کا ایقاں کا

شہا سید حسین رابع و سید علی خامس
بجا ہے تجھ کو سمجھیں ہے یہ اک ٹکڑا دل وجاں کا

ہیں تیرے جد اکرم سید صغریٰ بنی جن سے
زمینِ بلگرام اک سبز تختہ باغ رضواں کا

تجھے سید عمر سید حسین آنکھوں پہ رکھتے ہیں
تو نور چشم ہے سید نصیر پاک داماں کا

حسین وبوالحسین واحسن وحسن الشمائل ہے — خلف سید حسین سادس شاہ حسیناں کا
نہ کیوں راضی ہوں سید قاسم اپنی اچھی قسمت پر — کہ تجھ سا اُن کو حق نے بخشا بیٹا عزت وشاں کا
تو ہی ہے مظہر سر کمال و فرد کامل ہے — تو ہی اکمل ہے پھر تو ہی مکمل نوع انساں کا
بڈہ کا تو بڑا ہے چاند سید ماہرو کا ہے — ہے تو فرزند سید قطب دین قطب دوراں کا
شہا تو سید ابراہیم کا مہمان اکرم ہے — ذوی القربیٰ ہے اہل بیت ہے ہدیہ ہے رحماں کا
تجھی کو میر سید عبد واحد پیارے لفظوں سے — سنابل میں بتاتے ہیں ولی ہے خاص سبحاں کا
حضور سید عبدالجلیل قطب مارہرہ — سمجھتے لعل ہیں تجھ کو گلیم فقر وعرفاں کا
حضور میر اویس بلگرامی تیرے دادا ہیں — تو ہی ہے لعل اُن کی جیب کا گل اُن کے داماں کا
حضور صاحب البرکات فاتح قطب مارہرہ — بتاتے ہیں کہ تو خاتم ہے اُن کے علم وفیضاں کا
تو ہی تو صاحب سجادۂ آل محمد ہے — تو ہی تو شمع شب افروز ہے اُن کے شبستاں کا
مثال سید حمزہ شریعت میں طریقت میں — بحمد اللہ کہ تو ہے خضر راہِ قرب یزداں کا
خلیفہ اور بباطن تو ہے وارث اچھے صاحب کا — خلف ظاہر میں شاہ آل برکات خدا داں کا
تمھیں آل رسولی اور تمھیں آل رسول اللہ — تمھیں ہو ناخدا تم ہی سفینہ بحر عرفاں کا
ظہور حسن آبائی کی مظہر ذات عالی ہے — سلف کا اپنے تو نعم الخلف ہے فخر اخواں کا
تمہارے مادری جد سید دلدار حیدر ہیں — وہ نور العین ثانی سید صغریٰ خدا داں کا
یہ تیرا شجرۂ انوار ہے یا شجرۂ زر ہے — چہل اسما ہے یا ہے پشت نامہ میرے سلطاں کا
معلم اور مرشد تیرے، تیرے جد اکرم تھے — بظاہر کر دیا شاگرد چند اشیاخ و اعیاں کا
شرف رکھتے ہیں تیری تربیت کا شاہ شمس الحق — کہ حاضر جن کی خدمت میں تھا اک لشکر بنی جاں کا
حقائق کے معلم مولوی احمد حسن صوفی — ہے مولانا سعید استاذ صرف ونحو سلطاں کا
پڑھایا علم منطق مولویٔ نور احمد نے — ترا عین الحسن استاذ ہے تفسیر فرقاں کا
نہ مولانا تراب و مولویٔ فضل احمد نے — اُٹھا رکھا کوئی نکتہ کسی تحقیق و بنیاں کا
پڑھا علم حدیث آقا نے مولانا بخاری سے — جو اک مشہور عالم اور محدث تھا بڑی شاں کا
کلام وفقہ میں جب آپ کے استاذِ اکرم تھے — **جناب عبد قادر تاج ہیں فرقِ مسلماں کا**
ہیں استاذِ قرأت حافظ فیاض والا شاں — جو اپنے دور میں بے مثل اک قاری تھا قرآں کا

جمال روشن اولاد علی اشرف علی احمد
الٰہی خیر عبداللہ ہر عالم دبستاں کا

ذہانت کا تری قائل فطانت پر تری مائل
یہ سب کہتے ہیں ایسا حفظ کب ہے کام انساں کا

ترے استاذ سب اصحاب عرفاں فرد کامل تھے
خلیفہ کچھ ترے دربار کے طالب کوئی یاں کا

نہ کیوں ہو بے مثال و بے مثل تو فرد و یکتا ہے
تفوق پر ترے اجماع ہے اعیان واقراں کا

ریاض علم کو اے شاہ تو فصل بہاریں ہے
صدف کو فقر کی ہے ذات اقدس ابر نیساں کا

نقوش ہندسی میں یہ خط تقدیر لکھا ہے
تصرف پوچھنا کیا تیرے کلکِ گوہرافشاں کا

ہے تیرے دم سے رونق مسجد و درگاہِ والا میں
کہ تو ہی شمس پرانوار ہے اس مشرقستاں کا

ادب ہے شرط آئیں خانقاہ پاک کو دیکھیں
سیادت پر تری شاہد ہر اک دیوار و درواں کا

نہ کیوں مشہور ہو شاہنشا تو قادریت میں
کہ تو ہے آٹھ پشتوں سے خلیفہ شاہ جیلاں کا

ولی خانقاہ و مسجد و درگاہ والا ہے
بڑی سرکار ہے تیری بڑا پایہ ہے ایواں کا

بھرے آثار اور انوار سے ہیں مسجد و درگاہ
حقیقت میں تبرک ہے ہر اک سنگ وشجریاں کا

مگر واللہ سب آثار میں تو ہی معظم ہے
کہ ہے ذات وصفت میں تفرقہ فرق نمایاں کا

سب اہل خانداں کا تو مربی تو ہی مرشد ہے
ہر اک اُن میں قمر ہے تیرے خورشید درخشاں کا

حضورِ سید مہدی حسن ہیں لاڈلے بھائی
ہر اک انداز سے ظاہر تعلق جان و جاناں کا

الٰہی حشر تک پھولے پھلے یہ شجرۂ عالی
رہے محشر کے دن سایہ فگن فرق مریداں کا

تو چشتی نقشبندی قادری ہے سہروردی ہے
خدائی میہماں تیری ہے تو مالک ہے اس خواں کا

خلیفہ تیرے صدہا اور مرید افزوں عدد سے ہیں
شمار اُن کا کرے جو گن سکے ہر قطرہ باراں کا

اجازت دے کے میرابن حسن کو سیدا تو نے
بنایا نجم ثاقب سے شرف وہ ماہ تاباں کا

کیا ممتاز تو نے پھر نہ کیوں مخدوم عالم ہوں
بھلا کیا پوچھنا ہے مولوی احمد رضا خاں کا

خلیفہ آپ کے ہیں پھر نہ کیوں وہ فخر عالم ہوں
نہ کھولیں آپ تو مسدود تھا یہ باب عرفاں کا

شہید و عالم و حاجی علیہ رحمۃ اللٰہی
خلافت سے تری مجموعہ تھا فضل فراواں کا

سکندر شاہ خاں پر جو تمہاری چشم رحمت ہے
وہ فخر نوع انساں ہے نہ تنہا فخر افغاں کا

توجہ سے تری یوں خان جعفر شاہ عارف ہو
کرامت سے کیا حل تو نے عقدہ قلب اعیاں کا

خلافت تجھ سے پا کر اب خلیفہ راستیں ٹھہرے
ملا کیا بدل مولانا جمیل الدیں کو نقصاں کا

لقب بخشا ہے تو نے اے خضر جو مجمع البحریں
سحاب لطف سے ہو اُس پہ چھینٹا ایک باراں کا

ترے خدام میں قاضی مبشر اچھا خادم ہے
رہے چشم کرم سے تیری وہ محسود اخواں کا

شہ جنات تیرے خادموں سے خوف کھاتے ہیں
کھڑے ہوتے ہیں سن کر حکم نامہ ہے نجف خاں کا

مجیدی و معینی قادری و فخری و رضوی
نظر آیا جو دُرِّ بے بہا پایا اسی کاں کا

کچھوچھہ اور دہلی شاہجہاں پور و بریلی میں
رواں ہے جا بجا چشمہ اسی دریائے عماں کا

ضیائے خاندانِ برکت اللہ تم نے فرمایا
سلف سے یہ لقب مخصوص تھا خیل قریباں کا

پہنایا خرقہ سجادے پہ بٹھلایا زہے قسمت
نہ عبدالمقتدر کیوں محترم ہو اہل ایماں کا

یہ حسرت خادم خدام والا سب کا بلبل ہے
رضا ہو فخر ہو جو پھول ہے تیرے گلستاں کا

نہیں علم و عمل یا زہد و تقویٰ کچھ نہ ہو لیکن
مجھے ہے دونوں عالم میں سہارا تیرے داماں کا

تو ہی ہے پوچھنے والا تو ہی ہے پالنے والا
سوا تیرے نہیں ہے کوئی مولیٰ اس پریشاں کا

خدا کے فضل سے تو ناخدا ہے میری کشتی کا
خطر سیلاب غم کا ہے نہ کچھ فکروں کے طوفاں کا

اگر کچھ کام آئے تو عقیدت تجھ سے کام آئے
چراغ نیم روشن ہے یہی گور غریباں کا

سلامت باکرامت ذات اقدس کو خدا رکھے
بوقت بے کسی پرساں ہے تو حال فقیراں کا

نہیں گر شوکت الفاظ یا رنگینی مضموں
نہ ہو مطبوعِ خاطر یہ سخن ور یا سخن داں کا

غرض تعریض ہے میری نہ ہے تنقیص غیروں کی
تری توصیف ہی مطلب ہے تیرے منقبت خواں کا

☆☆☆

اختتام

رحلت حضور اقدس قدس سرہٗ وحالات عرس

سال رحلت میں نہایت ضعف واشتدادمرض میں رونق افروز بدایوں ہوئے اور بکمال خادم نوازی خاص مریدوں کوطلب فرما کراُن کے چھوٹے چھوٹے بچوں کوداخل سلسلہ فرمایا۔صاف الفاظ میں خبر رحلت کاایک پردے سے اظہار تھا، ہر خادم کو یاد فرمایااور بعد دعا رخصت کیا۔ارشاد فرماتے ''میاں! شاید پھر ہم نہ ملیں''۔ادعیہ ونقوش معمول سے زیادہ تقسیم فرمائے ،بیشتر خواص خدام کواجزا(جن میں ہر قسم کےصدہا نقوش ارقام ہیں)مرحمت فرمائے۔

بدایوں سے مارہرہ شریف کا قصد فرمایاوہاں پہنچ کر اِس خادم حقیر کوطلب فرمایا،نوازش نامہ پا کرفوراً قصد مارہرہ کیااور باریابِ خدمت اقدس ہوا،ارشادفرمایا''دل دیکھنے کوچاہتا تھا،خوب ہواتو حاضرآ گیا''۔وہ مسودہ جومرتب ہورہا تھا،متفرق جلسوں میں متفرق مقامات سے اِس عاجز کوسنایااورارشادفرمایا''ہم نے اکثر وہ چیزیں جو بہ ہزارکوشش وطلب خدام وخلفائے خاص واہل خاندان کومرحمت ہوتی تھیں اس میں درج فرمادیں،کیا کریں ضرورت مجبور کرتی ہے،شاید کوئی بندۂ خدافائدہ پالے،جس طرح پہلے مشائخ کم یاب تھے اِس زمانے میں طالب نایاب ہیں۔جو بندۂ خداکسی چیز کاطالب ہوفوراًدے دو،اس کی طلب کوغنیمت جانو''۔

شبانہ روز ہر جلسے میں مضامین وداع و رخصت ایک پردے سے بیان ہوتے۔ وائے غفلت!اِس ناچیز کواِس کا خیال نہ تھا کہ یہ واقعی وداع ہے۔تین روز بعداجازت ورخصت مرحمت ہوئی اورحضوراقدس قدس سرہٗ نے قصدعلی گڑھ فرمایا۔

مخدومی شیخ امیر احمد صاحب رئیس مارہرہ(جومرید حضور اقدس قدس سرہٗ ہیں)روایت فرماتے ہیں کہ''قریب زمانۂ وصال حضوراقدس قدس سرہٗ نےعلی گڑھ سے مجھ کوایک گھڑی بھیجی، مَیں نے بےضرورت سمجھ کر واپس کی، بجواب عریضہ علی گڑھ سے کرامت نامہ حضور اقدس کا (جومرقومہ ٦ر رجب ١٣٢٣ھ [١٩٠٦ء] تھا) پہنچا،وہ اگر چہ نہایت صاف واضح مضمون تھالیکن اصل واقعہ صحیح طور پر میری سمجھ میں نہ آیا کہ یہ صاف اشارۂ رخصت ہے۔قریب زمانے میں بحالت علالت حضور اقدس قدس سرہٗ سکندرہ راؤ تشریف لائے، وہاں تمام مریدین کو وداع

فرمایا۔ سکندرہ راؤ میں علالت بڑھی اور ایسی حالت میں بہ سواری پالکی مارہرہ شریف کو روانہ ہوئے کہ طاقت کلام باقی نہ تھی، جب مجھ کو خبر انتقال پہنچی اُس وقت نوازش نامے کے معنی سمجھ میں آئے''۔

شب کو مولوی عبدالغفار صاحب مارہروی جو حضور اقدس قدس سرہٗ سے طالب ہیں اور خاص با اخلاص ارادت مند علی گڑھ سے تشریف لائے اور فرمایا کہ ''یہ تحریر حضور اقدس قدس سرہٗ نے میرے روبرو لکھی تھی اور یہ الفاظ فرمائے تھے کہ ''ہم نے امیر احمد کو سب کچھ لکھ دیا ہے، لیکن وہ کیا سمجھیں گے''، مَیں راز سمجھ کر خاموش ہوگیا اور حضور اقدس قدس سرہٗ سے کچھ دریافت نہ کرسکا۔

فقیر حقیر نے وہ اصل تحریر حضور اقدس قدس سرہٗ اپنے مخدوم شیخ صاحب کے پاس دیکھی، اس کی بلفظہ الشریف نقل یہ ہے۔

برخوردار امیر احمد سلّمہٗ

گھڑی واپس آگئی، مَیں نے اِس لیے نہیں بھیجی تھی کہ تم کو شائق سمجھ کر بھیجی ہو، بلکہ ایک نشانی اپنی سمجھ کر دی تھی، مگر چوں کہ ایسی نشانی بھی چندروزہ ہوتی ہے، تم نے واپس کی تو اِس کا شکوہ بھی بوجہ بے ثباتی اس کے دل میں نہ آیا اور در بارۂ امر معلومہ کے مارہرہ آجانے دو تو اُس وقت ایسا امر ظاہر ہو جائے گا جو تسکین دہ تمہارا ہوگا۔ مَیں زیادہ کوشش تمہارے حفظِ امور معاد میں مدنظر رکھتا ہوں، جو اصل اصول منشاءِ انسانی ہے اور ضروری لابدی امور دنیاوی میں بھی خیال رہتا ہے کہ وہ داخل دین میں ہیں اور جو پیش آمدنی ہے وہ پیش آہی جائے گا، ہزار اُس سے بچے کب بچ سکتا ہے۔ یہ معما آکر بتادوں گا، ابھی سے فکر میں ڈال دینے سے کیا فائدہ اور فکر بد اور شوم اور مکروہ نہیں ہے۔ سب کو ہمارے متعلقین کو آیا ہے تم کو سب سے زیادہ یہ بتقاضائے انس ہے۔ فقط

ابوالحسین

اور مَیں جلد آنے والا ہوں۔

حضور اقدس قدس سرہٗ اِسی حالت غشی میں مارہرہ مطہرہ پہنچے، صرف ہونٹوں کی حرکت سے معلوم ہوتا تھا کہ روح مبارک جسم میں ہے، حویلی میں پہنچ کر بعد چند ساعت انتقال فرمایا۔ ۱۱؍رجب ۱۳۲۴ھ/ ۳۱؍اگست ۱۹۰۶ء تاریخ وصال ہے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

آہ! بزم شریعت کا صدر رحلت فرما گیا۔ آہ! مجلس طریقت کی شمع انجمن افروز گل ہوگئی۔ خاندان برکاتیہ کا قطب مدار دنیا سے ظاہری پردہ فرما گیا۔ آل رسولی نوری صورت آہ چھپ گئی۔ حضرت مارہرہ کا تخت لٹ گیا، ہم بےکسوں کی قسمت الٹ گئی۔ **خاتم اکابر ہند** تاریخ وصال شریف ہے۔
۱۳۲۴ھ

درگاہ معلیٰ کے برآمدۂ جنوبی میں دفن ہوئے۔ اہل زمانہ کو قدر نعمت بعد وصال شریف معلوم ہوئی، ہزاروں قصے حضور اقدس قدس سرہٗ کی توجہ ظاہری و باطنی سے طے ہوجاتے تھے۔

اللہ اکبر! اس غنی کریم رحمۃ اللہ علیہ کے خزانے میں وقتِ وصال شریف چند آنہ پیسے تھے، جس نے ہزار ہا روپیہ مخلوق خدا کو بے دریغ و بلا استحقاق مرحمت فرمایا۔ کپڑے ایک روز قبل وفات شریف خدام میں خود تقسیم فرما دیے تھے۔ چند کتابیں وظائف کی، ایک قلمدان، ایک لوٹا، ایک مصلیٰ، ایک دری، یہ ایک شاہنشاہ کا متروکہ تھا۔

مدعیان فقر و درویشی آئیں اور اس سے عمدہ مثال اتباع سنت، ایثار وسخاوت، تجرید و قناعت پیش کریں۔ ذاتی جاگیر، خدمت رؤسا، نذورِ مریدین سے کیا سرمایہ دنیوی جمع تھا۔

فقیر حقیر نے اس بقیہ اسباب کی بھی زیارت کی ہے جو مارہرہ شریف میں مقفل تھا، بارہ گرہ اونچا چوڑا چیڑ کا صندوقچہ ہے جس میں لوگوں کے بھیجے ہوئے خطوط، کچھ کتب وظائف، بعض وظائف و بعض تصانیف کے مسودے، چند جلدیں دلائل الخیرات کی بند ہیں۔ دیکھیے حضور اقدس مرشد برحق قدس سرہٗ کو دنیا سے اور متاعِ دنیا سے کس قدر لگاؤ تھا۔ وصایا پہلے ارقام فرما کر طبع و تقسیم کروا چکے تھے، مال دنیا دنیا والوں کو دے دیا۔ آخر عہد میں بہ جز ذکر اسم ذات کسی سے کلام نہیں فرمایا، روح مبارک نے جسد اطہر سے اسی نام کے ساتھ مفارقت پائی، ایک پہر تک بعد وصال شریف قلب ذاکر رہا جس کی وجہ سے بعض حضرات کو شبہ سکتے کا ہوا۔

قطعہ تاریخ وصال

ازمولوی محمد حسن صاحب اثر بدایونی مرید حضور اقدس قدس سرہٗ الانور

سوئے جناں شاد بہر وصال حبیب
داد جان اثر رنج وفراق و تعب
سرور و سلطان یا سیدعالی نسب

نور و ظہور خدا احمد نوری لقب
گفت من خستہ وصل روز ومہ ووقت وسال
شنبہ وشام سعید یازدہ صاحب کمال

☆

منقبت

تم تصور میں ہو حاصل ہمیں خلوت ہے وہی — مجلس ناز وہی گرمی صحبت ہے وہی
اے مسیحا ترے بیمار کی حالت ہے وہی — درد دل ہے وہی سوز تپ فرقت ہے وہی
برکت تیری ہے مارہرہ میں ابن برکات — دولت فقر و غنا تیری بدولت ہے وہی
نوری آئینے میں ہیں اچھے میاں کی تصویر — قد وقامت ہے وہی شکل وشباہت ہے وہی
ثانی ستھرے میاں آپ ہیں لاثانی ہیں — رنگ اخفا ہے وہی طرز عبادت ہے وہی
ہم مریدوں پہ تمہیں اے خلف آل رسول — نظر رحم وہی چشم عنایت ہے وہی
بالیقیں آپ ہیں اولادِ علی آل نبی — مرتضٰی جس کی شہادت دیں سیادت ہے وہی

یا شب و روز اسے رونے سے فرصت ہی نہیں
یا ہنسا کرتا تھا روتوں پہ یہ حسرت ہے وہی

☆☆☆

حضور اقدس قدس سرہٗ کی وفات کے بعد حضرت حامیٔ بے کساں، ملاذ مستمنداں، ﴿غریب نواز، چارہ ساز، غنی دریا دل، فیاض باذل﴾ مخدوم زمن حضرت سید شاہ مہدی حسن صاحب ﴿قادری برکاتی احمدی آل رسولی نوری﴾ قبلہ دامت برکاتہم علینا حضور کے برادر عم زاد ﴿اور ناز پروردہ بھائی، بہ استحقاق وارث ووصیت﴾ صاحب سجادہ ومتولیٔ خانقاہ ودرگاہِ معلٰی ہوئے۔ آپ کو بیعت وخلافت اپنے جد امجد حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ اور خلافت اپنے والدِ ماجد حضور سید شاہ ظہور حسین صاحب قدس سرہٗ اور ہمارے حضور آقائے اکرم قدس سرہٗ سے بھی اجازت وخلافت حاصل ہے۔ آپ بیشتر اسی سلسلۂ نوریہ میں خدام کو بیعت فرماتے ہیں۔

﴿آپ کی سند خلافت نقل کی جاتی ہے:

سند خلافت

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

لقد رضی اللّٰه عن المؤمنین اذ یبایعونك تحت الشجرة

الحمد للّٰه و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ أما بعد

می گوید فقیر ابوالحسین احمد نوری عرف میاں صاحب الراجی الی اللہ کہ چوں برادر بجاں برابر قوت بازوئے من عزیزی سید مہدی حسن سلمۂ الله تعالیٰ و ابقاہ مانند فقیر از دربار فیض آثار حضور جدی و مولائی و مرشدی حضرت سیدی سید شاہ آل رسول احمدی باسناد اجازت جملہ اعمال و اشغال و مناصب و مراتب و ما یتعلق بہا شرف اندوز است وضرورت اجازت نامۂ دیگر مثل طالبان دیگر اصلاً نہ دارد لکن چوں از سعادت وشہادت خود مجدداً طلب اجازت نمود بنا برآں فقیر سراپا تقصیر برادر بجاں برابر وقوت بازوئے خود را کہ بجز ایں برادر دیگر مستحق و وارث جائز خود ندارم لائق ارشاد طالبین راہِ خدا دانی حالاً و مآلاً دانستہ اجازت سلاسل قادریہ و چشتیہ وسہروردیہ قدیمہ و جدیدہ ونقشبندیہ ابوالعلائیہ وقادریہ رزاقیہ ومنوریہ وعلویہ منامیہ وہم اجازت جملہ اذکار واشغال و مراقبات واعمال واوراد وادعیہ مثل یمانی وچہل اسم وحزب البحر وغیرہ خاندانِ برکاتیہ بطورے کہ فقیر را از جد امجد پیر ومرشد برحق سید شاہ آل رسول احمدی رسیدہ است دادم وبخشیدم۔

اے پسر شرط صحت بیعت   در طریقت اجازت سلف است
از دغل سکہ بندہ مزن   کاں رہ کاسدانِ ناخلف است

باید کہ ہر کہ رجوع آرد دست بیعت باوے دہد ومرید کند وحسب استعدادش از ادعیہ وذکر و شغل آں چہ کہ بہ آں ماموراند بداں مستفید سازد والمسئول من اللّٰہ سبحانہ وتعالی الاستقامة علی جادة اکابر تلك الطریقة شکرالله سعیهم

وباید دانست کہ فقیر و برادر فقیر ہر دو نبیر ہائے حقیقی حضرت جدی ومرشدی سید شاہ آل رسول احمدی ہستند و ہر دو نسبت یک جہتی بحضور مرشد مرشدی حضرت سید شاہ آل احمد عرف اچھے میاں صاحب انار اللّٰہ برهانہ علی التساوي دارند بحمد اللہ تعالیٰ ایں شرف انتساب وخصوصیت کہ بحضور مرشد مرشدی موصوف می پیوند ومختص بخانۂ فقیر و برادر فقیر است دیگرے را چہ از متوسلین خاندان وچہ از غیر ایں سعادت حاصل نیست پس ہر کہ از احکام برادر بجاں برابر روگردانی نماید از

فقیر واز حضور مرشد مرشدی یعنی حضرت اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ منحرف شود۔ نعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا و من سیئات أعمالنا و اللّٰہ المستعان و علیہ التکلان و اٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العلمین

حررہ
فقیر ابوالحسین عرف میاں صاحب احمد نوری
بدستخط خاص خود بمقام مارہرہ شریفہ
دوازدہم رجب ۱۳۱۴ھ [۱۸۹۶ء] یک ہزار و سہ صد چہاردہ ہجری

☆☆☆

اگرچہ حضور صاحب سجادہ دامت برکاتہم پر ہجوم مخالفین حضور اقدس قدس سرہٗ سے بھی زیادہ ہے اور بڑی کوششیں تفریق جماعت اور عرس کے بند کرنے کی ہو رہی ہیں، لیکن الحمد للہ کہ بہ برکت ہمت اور اولوالعزمی حضرت عرس ہر سال ترقی نمایاں کر رہا ہے اور بعض امور میں اعراس حضور سیدنا الشاہ آل محمد قدس سرہٗ اور حضور سیدنا شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ کا نمونہ بن گیا ہے۔

بہت قبل سے اشتہارات عام و نوازش نامجات جاری ہوتے ہیں، اسٹیشن ریلوے سے تا درگاہِ معلیٰ جو ایک میل سے زیادہ فاصلہ ہے دورویہ سڑک پر شب بھر روشنی گیس ہوتی ہے، تمام شب سڑک پر چوکیدار بغرض محافظت مسافراں پہرہ دیتے ہیں، راہ میں صاف ستھری سبیل پانی کی ہوتی ہے، بہت کثرت سے سواریاں ہر گاڑی پر موجود رہتی ہیں، سڑک پر بیرون بستی چند پھاٹک لگائے جاتے ہیں، دروازہ اور بازار قائم ہوتا ہے، بستی پر چند ملازم متعین ہیں جو مسافر کے پہنچنے پر نام وارد و مرد ماں و ہمراہی پوچھ کر لکھ لیتے ہیں، پھر ایک خادم ان کے قیام کی اجازت لے کر کسی خاص مکان میں پہنچا دیتا ہے۔

درگاہ شریف، کوٹھی، سماع خانہ اور چند مکان خود حضور صاحب سجادہ دامت برکاتہم کے اور چند مکان اور صاحبزادوں کے مہمان عرس کے واسطے خالی اور تیار ہوتے ہیں۔ بکثرت مشائخ و علما، مریدین و خلفا، اہل حاجت معتقدین حاضر ہوتے ہیں اور سب حضور کے مہمان ہوتے ہیں، عمدہ کھانا دونوں وقت سرکار سے قیام گاہوں پر پہنچتا ہے۔ علاوہ کھانے کے پانی، روشنی اور پان مع سامان اہل خصوصیت کو چار پائیاں، چائے، برف، بستر سب کچھ سرکار سے ملتا ہے۔

درگاہِ معلیٰ میں نہایت عمدہ سائبان حضرت نے ڈال کر اس میں کثرت سے جھاڑ فانوس آلات روشنی لگا دیے ہیں جس کے سبب سے رونق وشوکت، آرام وآسائش، ذکر وقرأت میں زائرین کو خاص راحت ملتی ہے۔ سماع خانہ بیرون احاطہ درگاہ معلیٰ میں محافل ذکر وسماع شب وروز ہوتی ہیں، علاوہ مکانات کے ایک بڑی تعداد ڈیروں کی ہوتی ہے جو زائرین کی آسائش کے واسطے کھڑے کیے جاتے ہیں۔

درگاہ شریف میں روزانہ ختم کلام اللہ شریف اور دلائل الخیرات ہوتا ہے، وعظ ومنقبت خوانی کی محافل قائم رہتی ہیں، سوداگر سامان لے کر دور دور سے پہنچتے ہیں اور فائدہ اٹھاتے ہیں۔ کھانے کا حصہ ایسا ہوتا ہے کہ خوش خوراک دو آدمی کو کافی ہو جائے پھر باوجود اندراج حصص اگر کسی دروازے کھانا زیادہ طلب کیا تو منتظمان فوراً دیں گے، کھانا پُر تکلف صاف برتنوں میں کھلایا جاتا ہے، قل کے دن چند اقسام کا کھانا اس وسیع پیانے پر دیا جاتا ہے کہ ہر شخص کھالے اور تبرکاً لے جائے روزانہ بعد محفل تبرک تقسیم ہوتا ہے۔

خلفائے حضور اقدس قدس سرہٗ کو خرقے اور عام مریدین کو کُرتے نہایت عمدہ صندلی رنگے ہوئے مرحمت ہوتے ہیں اور حکم ہے کہ ہر شخص وقت خرقہ پوشی کرتہ وخرقہ پہن کر حاضر ہو۔ محافل سماع میں مشائخ اور فقرا اور امرا ہر طبقے کے حضرات ہوتے ہیں، کبھی تھوڑی دیر کے واسطے خود حضور صاحب سجادہ دامت برکاتہم رونق افروز ہوتے ہیں، ورنہ صاحبزادہ سید برکات حسن صاحب زید مجدہم حضور کے بھتیجے تشریف رکھتے ہیں اور دور کے قوال عمدہ گانے والے حاضر ہوتے ہیں اور اپنی امیدوں سے زیادہ انعام پاتے ہیں۔

ہر راہ، ہر مکان میں روشنی ایسی عمدہ ہوتی ہے کہ شب میں جس جگہ چاہے ایک ضعیف البصر کتاب پڑھ لے۔ کھانے میں سوائے صاحب سجادہ مشائخ کے کوئی فرق نہیں ہوتا، البتہ اِن حضرات کے واسطے کوئی شئے زیادہ کر دی جاتی ہے۔ یہی حال مکانات کا ہے۔ برکات منزل میں جو تمام سامان شاہانہ سے آراستہ ہے اگر ایک کمرے میں کوئی عالم ہیں دوسرے میں کوئی مشائخ ہیں، ایک میں عام خدام میں سے کچھ مقیم ہیں، خود حضور صاحب سجادہ دامت برکاتہم کو اس دوران عرس میں جو کم از کم آٹھ روز رہتا ہے موقع آرام بہت کم ملتا ہے، سب سے زیادہ قابل ستائش حضور کا انتظام ہے کہ ہر چیز موقع سے موجود اور عندالضرورت مہیا ہے، باوجود کثرت مہتمین جو

صرف پرسش حالات اور خبر گیری اور راحت رسانی مہمانان عرس کو معین ہیں۔ ایسا کوئی فرد نہ ہوگا جس کو شب و روز میں چند بار حضور صاحب سجادہ دامت برکاتہم خود نہ پوچھ لیں، ہر کارخانے پر نظر اور ہر جگہ پر موجود۔ ﴿ نہ کوٹھی میں تشریف فرما ہیں، نہ درگاہ میں رونق افروز ہیں، نہ کوئی موقع آرام و راحت معین ہے۔ ایک ہفتہ شب و روز آرام و آسائش و اکرام مہمانانِ عرس کی فکر، ہر ایک کی پرسش، ہر ایک سے دریافت حال ﴾ یہ خلق اور نوازش ہے کہ جس کا پایاں نہیں۔

خرقہ پوشی کا جلسہ خاص طور پر قابل زیارت ہے، خانقاہ معلیٰ سے حضور صاحب سجادہ اپنے اکابر قدست اسرارہم کے تبرکات زیب بدن فرما کر درگاہِ معلیٰ میں تشریف لاتے ہیں۔ پہلا حلقہ صاحبزادگان خاندان کا، پھر خلفا کا، پھر مریدان کا دورویہ جماعت خدام و زائرین ایستادہ ہوتی ہے، یہ نہایت شوکت و تجمل درگاہ شریف میں پہنچ کر قل ہوتا ہے، منقبت خوانی کی جاتی ہے، نذور پیش ہوتی ہیں۔

دوسرے روز زیارت تبرکات شریف ہوتی ہے، واردین دو تین چار صف میں کھڑے ہوتے ہیں اور صاحبزادگانِ خاندان تبرکات کی زیارت کراتے ہیں۔ نہایت مستند تبرکات شریف ہیں جو وقتاً فوقتاً سلاطین و امرا نے پیش کیے ہیں اور جو اکابر سے پہنچے ہیں۔ یہ وہ تبرکات ہیں جو مسجد برکاتیہ میں الماری میں رہتے ہیں اور تمام صاحبزادگان سرکارکلاں کے زیر اہتمام ہیں۔ اِن کی زیارت صرف عرس میں ممکن ہے۔

موئے مبارک حضور سرور عالم ﷺ جو بذریعے نواب روح اللہ خاں رحمۃ اللہ علیہ (یہ نواب خیر اندیش بعہد حضور سیدنا جدنا مرشدنا شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ) پہنچا۔

موئے گیسوئے مبارک حضور سید الشہدا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

موئے مبارک حضور غوث الثقلین محبوب سبحانی سیدنا الشیخ ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ

قدم شریف نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

جبہ و دستار مبارک حضور سیدنا ابو البرکات سید شاہ برکت اللہ قدس سرہٗ

نعلین مبارک حضور سرور عالم ﷺ جو بذریعے ایک صاحبزادے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ موذن عاشق رسول اللہ ﷺ حضور سیدنا جدنا شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ کے عہد مبارک میں پہنچیں۔

مختصراً فقیر نے چند تبرکات کا ذکر کیا ہے ورنہ بہت سے اکابر کے تبرکات ہیں، جن کی

زیارت سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔ بعد زیارت تبرکات خاص خدام کو غسالۂ موئے مبارک، غسالۂ قدم شریف اور پھول نقرئی مرحمت ہوتے ہیں۔

ہر چند کہ بعد زیارت اصل عرس شریف ختم ہو جاتا ہے، لیکن دو روز تک مہمان اکثر ٹھہرے رہتے ہیں کہ ایک دو گاڑیوں سے جانا ممکن نہیں، ہزاروں آدمیوں کا مجمع ہوتا ہے، بعض مہمانوں اور علما اور درویشوں کو جو دور سے تشریف لاتے ہیں سفر خرچ اور رخصتانہ مرحمت ہوتے ہیں، جن کی بڑی تعداد ہو جاتی ہے۔

قوالوں کو علاوہ نذر مجلس انعام خاص موافق خدمت دیا جاتا ہے۔ طباخ، خیمہ لگانے والے، روشنی والے، باجہ والے اور فراش، محافظین، مزدور انعام لے کر رخصت ہوتے ہیں۔ خوبی انتظام یہ ہے کہ بہت قبل سے تمام سامان مکانوں میں جمع کیا جاتا ہے۔ پھر ہر شعبے میں خاص خدام معین ہوتے ہیں، کبھی یاد نہیں کہ باوجود غیر معین ہونے مہمانانِ عرس کے کبھی کسی چیز میں کمی ہوئی ہو یا کوئی چیز وقت ضرورت موجود نہ ہو اور باہر سے منگائی جائے۔ ایک ہزار ذخیرہ ہر قسم کے سامان کا بچتا ہے۔ آٹا، گھی، چاول، بکریاں، مصالحہ، لکڑی، ظروف، فروش، پلنگ، سامان، روشنی، پان کتھہ، چھالیہ مختلف مکانوں میں جمع ہے عندالضرورت سب سامان موجود۔

بڑے بڑے امرائے منتظمین کی مجالس دیکھی ہیں کہ باوجود محدود مہمانوں کے ممکن نہیں کہ ہر شئے ضروری موقع سے موجود ہو اور پھر فوراً وقت پر بلا توقف موجود۔ کسی بڑے مجمع میں کھانا اس قدر جلد اور اس خوبی سے تیار ہو کر وقت پر تقسیم نہیں ہوسکتا۔ اتنا بڑا مجمع عرس، مختلف جگہوں پر مہمانوں کا قیام، تمام صاحبزادوں اور بعض مخصوص حضرات اہل شہر کو کھانا پہنچنا پھر کبھی ممکن نہیں کہ دس بجے کے بعد کوئی شخص ایسا ملے جس کو کھانا نہ پہنچا ہو۔ صبح سے شام تک جس وقت مہمان پہنچا، کھانا تیار ہے۔

غرض حضور صاحب سجادہ دامت برکاتہم اِس خوش دلی اور فراخ حوصلگی سے عرس شریف اور اکرام مہمانان فرماتے ہیں جس کی مثال نہیں۔ ہرگز یہ محسوس نہیں ہوتا کہ خدام اپنے آقا کے دروازے پر حاضر ہیں بلکہ معزز مہمان ہیں، جن کی مدارات ہو رہی ہے، ہر شئے عطا ہو رہی ہے، باب کرم وا ہے، فرماتے جاتے ہیں ''تمہارا مال ہے مَیں بھی ایک اسی سرکار کا غلام ہوں جس کے تم غلام ہو، بھائیو! تکلف نہ کرنا اور جس چیز کی ضرورت ہو لے لینا، تم کو کسی سے دریافت کی ضرورت نہیں''۔ اللہ تعالیٰ حضور صاحب سجادہ دامت برکاتہم کو بایں شانِ بے کس نوازی وغریب پروری

دائم قائم رکھے اور ذرّیت کثیرہ طیبہ اور وارث سجادہ مرحمت فرمائے اور تا قیامت یہ برکاتی گلزار پھلا پھولا سرسبز و شاداب رہے اور مدارج قرب واجتبا میں ترقی بخشے۔ اپنے اکابر کرام قدست اسرارہم کا اتباع، ان کا سا فیضان و رشد عطا فرمائے۔ آج خانوادۂ آل رسولی کے چراغ انجمن افروز ﴿فلک برکاتی کے مہر درخشاں، نوری منزل کے صدر نشیں﴾ آپ کی ذات ہے۔

منقبت

نثار عزت و شان و وقار مارہرہ — کہ تاج بخش ہے ہر تاجدارِ مارہرہ
حضور سید سادات شاہ عبد جلیل — امیر کشور و قطب مدارِ مارہرہ
یگانہ فرد و کریم و رحیم شاہ اُویس — فقیر و باعث فخر افتخارِ مارہرہ
فنائے حضرت غوث عشقی ابو البرکات — مکین مسند فیضان بارِ مارہرہ
حضور آل محمد ملاذ شاہ و گدا — نسیم نفحہ مشک تتارِ مارہرہ
خلیفہ و خلف شیر حق شہ حمزہ — شہنشہ و پسر شہریارِ مارہرہ
حضور اچھے میاں آل احمد بوالفضل — گل سر سبد لالہ زارِ مارہرہ
فروغ طالع بے دار شاہ آل رسول — عروج بخش مہ اعتبارِ مارہرہ
سرور سینہ اسلاف احمد نوری — ملک خدم شہِ ذی اقتدارِ مارہرہ
حضور سید مہدی حسن شہِ شاہاں — سکون و صبر دل بے قرارِ مارہرہ
غنی فقیر نواز و شہِ گدا پرور — سخی ذی کرم و نام دارِ مارہرہ
یہی ہیں اچھے میاں اور یہی ہیں آل رسول — یہی ہیں فرد درِ شاہوارِ مارہرہ
ہے کون گلشن آل رسول کا گل تر — ہزار کہتے ہیں ہم ہیں ہزارِ مارہرہ
ہنوز ہے وہی میخانہ و سبو باقی — وہی سرور وہی ہے خمارِ مارہرہ
مجیدی، فضلی و غوثی و فخری و رضوی — ہیں سب گدائے در و خاکسارِ مارہرہ
خزاں نے کر دیے اوراق منتشر گل کے — خبر بھی ہے تجھے بادِ بہارِ مارہرہ
ہے آنکھوں والوں کی دل پر نظر تماشا ہے — یہ کیا ہوا تجھے کحل غبارِ مارہرہ
خدا بس اس کے غضب سے پناہ میں رکھے — کہیں کشیدہ نہ ہو ذوالفقار مارہرہ
الٰہی حشر تک آباد ہو پھلے پھولے — سدا بہار ہو باغ و بہارِ مارہرہ

حالات مؤلف

حسرتؔ اپنی داستاں کہنے کے قابل ہی نہیں　　کوئی سن سکتا نہیں یہ صرف مشکل ہی نہیں
کیا کہیں جب یاد کچھ افسانۂ دل ہی نہیں　　سرگذشت درد جس کو یاد تھی وہ دل کہاں

فقیر حقیر درد والم کا اسیر اذل وافقر غلام شبر صدیقی محمدی حمیدی نسباً، بدایونی موطناً، حنفی مذہباً، قادری برکاتی نوری مشرباً ۱۲۷۵ھ [۵۹-۱۸۵۸ء] میں بمقام سہارنپور پیدا ہوا۔ نام تاریخی 'غلام صدیق' ہے۔

قرآن شریف مخدومی استاذی حافظ محمد یوسف خان صاحب تشنہؔ برنی اور ابتدائی کتب فارسی میاں جی دادا الٰہی ومیاں جی بوعلی بخش ومیاں جی غلام جیلانی واخی معظم مولوی غلام قنبر صاحب سے پڑھیں۔ سکندر نامہ ابوالفضل، سہ نثر ظہوری، بدر چاچ، قصائد عرفی وغیرہا حضور والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کو سنائیں۔ دسواں سال اِس ناچیز کو تھا کہ والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے بمقام بھنڈولی ضلع بلند شہر ۲۵؍ جمادی الاخریٰ ۱۲۸۵ھ [۱۸۶۸ء] کو انتقال فرمایا اور مخدومی مولوی ماجد علی صاحب سے عربی شروع کی، مولوی ماجد علی صاحب نے صرف چھ ماہ قیام فرمایا اور یہ عاجز بدایوں حاضر ہوا۔ چند روز فارسی مولانا محمد عظیم الدین صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھ کر غالباً شروع ۱۲۸۶ھ [۱۸۶۹ء] میں حاضر مدرسہ قادریہ ہوا۔

صرف ونحو عربی کا سبق حضرت اخنا المعظم مولانا محمد عبدالقادر صاحب عثمانی بدایونی مجیدی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک سبق فارسی کا حضرت استاذ الاساتذہ مولانا نور احمد صاحب عثمانی بدایونی مجیدی رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہوا۔ چند رسالے ابتدائی مدرسہ قادریہ میں پڑھے تھے کہ حضرت استاذی مولانا حافظ خورشید حسن صاحب صدیقی بدایونی (مرید حضرت شاہ ذکر اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بدایونی فرشوری شاگرد حضرت مولانا مولوی محمد عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ) تعلیم عاجز کو مقرر ہوئے۔ شرح جامی، قطبی، میر، نور الانوار، شرح عقائد نسفی، مختصر المعانی وغیرہ مولانا [خورشید حسن صدیقی] مرحوم سے پڑھیں، لیکن اپنی بدشوقی وبدذہنی کی بدولت پڑھنے کو بدنام کیا۔ آہ! کیسا اچھا وقت تھا، کیسی بے فکری وآزادی تھی، کیسے قابل شفیق استاذ تھے، مگر کم نصیبی یہ کہ فرصت کو غنیمت نہ جانا اور کبھی پڑھنے پر دل نہ لگایا۔

بلند شہر پہنچ کر کاروبار جائداد سر پڑ گئے اور نہ پڑھنے کا عمدہ بہانہ ہاتھ آ گیا۔ خود اس زمانے میں کہ مکتب کو خیر باد کہا پڑھا ہوا ایک حرف یاد نہ تھا، پھر اور بعد ہوتا گیا اور یہ حال ہو گیا گویا کچھ پڑھا نہ تھا، البتہ حضرت مولانا خورشید حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیض تعلیم سے دو باتیں پیدا ہو گئیں، ایک شوق کتابت دوسرے مطالعۂ کتب۔

خدائے تعالیٰ کا فضل تھا کہ باوجود اس کے کہ موروثی کتابیں ایام غدر میں سب تلف ہو گئی تھیں، لیکن اِس عاجز نے اپنے شوق و اہتمام سے ایک چھوٹا سا ذخیرہ کتابوں کا فراہم کر لیا تھا اور قریب قریب ہر فن میں کچھ نہ کچھ موجود تھا۔ باوجود پڑھنا چھوڑ دینے اور دوسرے معاملات کے سالہا سال یہ حال رہا کہ دو پہر اور شب کو جب تک کتاب نہ دیکھوں نیند نہ آئے۔ بیشتر خالی اوقات میں مطالعہ یا کتابت کرتا رہتا جو تخمیناً ساٹھ کتابیں اِس عاجز کے ہاتھ کی لکھی ہوئی موجود ہیں، کچھ تلف ہو گئیں۔ کاش یہ مطالعہ درسیات ہوتا ضروری فائدہ پہنچتا۔ صرف تاریخ و سیر و تصوف، ادب قصص کی کتابیں دیکھتا رہتا جن میں باوجود عبارت نہ سمجھنے کے صرف اصل مطلب نکال لیتا اور ہمیشہ کتاب کو پورا دیکھتا۔

عوارف المعارف، احیاء العلوم، کیمیائے سعادت، مدارج النبوت، مثنوی مولانا روم، تاریخ الخلفا، تاریخ خمیس، تاریخ ابن خلکان، تاریخ طبری، تاریخ ابن قتیبہ، خصائص کبریٰ، شفا وغیرہ وغیرہ بیشتر دیکھتا رہتا۔ بارے اس مطالعے کی برکت سے ایک مناسبت زبان عربی سے اردو ترجمہ کر لینے کی قوت پیدا ہو گئی، یہ بھی مولانا [خورشید حسن صدیقی] رحمۃ اللہ علیہ کا کرم ہے کہ فقیر کو صحبتِ علما وفقرا سے انس ومحبت، مجالس عوام سے وحشت ونفرت پیدا ہو گئی اور اس سے بہت فائدے پہنچے۔ افسوس کہ زمانے نے اس سے محروم کر دیا نہ فرصت رہی نہ کتاب۔ الحمد للہ کہ محبت و انس باقی ہے یہ واقعی اور سچی حقیقت ہے۔

اس التماس سے غرض اپنے سوانح کی گزارش نہیں، یہ صرف اِس اقرار واعتذار کی غرض سے معروض ہوا کہ یہ ناچیز تحریر جو آپ حضرات کے روبرو حاضر ہے ﴿اکثر اپنے دیکھے اور اپنے پر گزرے ہوئے واقعات ہیں، بہت کم روایت کا موقع آیا ہے، جس میں تحقیق کما حقہ کی گئی ہے﴾ اِس تصنیف کی قابلیت اِس ناچیز میں نہ تھی، کم علمی کے ساتھ افکار ضعیفی، سفر، صدمات، لوازمات کا موجود نہ ہونا غرض کتنے ہی موانع تھے، لیکن آقا کا کرم خادم نواز ہے کہ چند اوراق جمع ہو گئے، یہ جو

عقیدت کی حوصلہ افزائی یا فرض اعتقادی کا پورا کرنا یا کسی زبردست حاکم کے حکم کی تعمیل بھی ہو۔

یہ عاجز باوجود شفقت اور کمال قابلیت اساتذۂ ظاہر جس طرح اس فضل کے حصول میں ناکام رہا اسی طرح باوصف کرم خاص اور ذرہ نوازی حضور اقدس قدس سرہٗ اور آپ کے وسیلے سے توجہ دیگر اکابر رضی اللہ عنہم اجمعین کے باوجود ان مکارم سے بھی محروم رہا جو ایک طالب و مرید کو شیخ کامل اور ایک مستفیض کو مشائخ سے حاصل ہونا چاہئیں۔ ہر چند نہ اِدھر اخلاص وعقیدت میں کمی تھی نہ اُدھر تعلیم وعطا میں، لیکن وہی بدنصیبی کہ یہاں بھی سنگ راہ ہوں۔ یہ خیال تھا کہ نعمت موجود ہے، جس وقت چاہوں گا سب کچھ ہو جائے گا۔ آہ! وہ نادر چیزیں جو حضور اقدس قدس سرہٗ نے باصرار حکماً لکھا دی تھیں اور جن سے مجموعے مرتب ہیں اور صرف اسی وجہ سے بے کار ہیں کہ وہ اسرار و نکات اور آسان طرق حصول کون بتائے، جو اپنی کوتاہ قلمی اور بدبختی سے باوجود ارشاد و اصرار درج کتاب نہیں کیے اور حافظے پر اطمینان کیا۔ کیسی کیسی عجیب اور مخصوص چیزیں ہیں کہ اسی بدولت بے کار ہیں اب کچھ یاد نہیں کہ ان کے متعلق کیا کیا خاص ہدایات تھیں۔

غالبًا یہ عرض کرنا مبالغہ یا غلط بیانی نہ ہوگی کہ اِس فقیر کے اعزہ میں حضور اقدس قدس سرہٗ کو اپنے اِس خادم ذلیل کا خاص خیال اور مخصوص نگاہ کرم تھی، جو سوا اِس کے کہ اِس نا قابل پر رحم تھا اور کیا عرض کروں۔ وہ جواہر اسرار خاندانی کہ محترم خلفا سے مخفی رکھے جاتے ہیں اِس عاجز کو بے تکلف مرحمت ہوتے۔ حضور اقدس قدس سرہٗ کا خیال تھا کہ یہ بدنصیب محروم نہ رہے لیکن ۔

تہی دستانِ قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ می آرد سکندر را

اعمال کی طرف متوجہ پایا بہترین طریقے اعمال کے مرحمت فرمائے، تکسیر پر مائل دیکھا عجیب قواعد وکلیات عطا ہوئے، جفر پر خیال دیکھا اس کے متعدد قواعد مرحمت ہوئے، اشغال و ادعیہ میں خاص خاص چیزیں عنایت ہوئیں، مسمریزم کا شوق پایا تو قواعد اشراق سے عزت افزائی فرمائی ﴿ہمیشہ چاہتے کہ یہ خادم خدمت میں رہے﴾ غرض ایک دریائے کرم تھا جو طوفان خیز موجوں سے رواں تھا، فوائد نفیسہ، سلوک طرق، ورزش اشغال، نتائج وثمرات پھر سب کے حقائق ارشاد ہو رہے ہیں۔ آہ صد آہ! یہ مرثیہ بہت طویل ہے۔

مختصراً بعض خاص اکرامات کا حال عرض کروں فقیر کو ارادت خاندان مارہرہ مطہرہ سے

موروثی تھی اور ابتدائے شعور سے ہمیشہ اپنے کو خادم حضور اقدس قدس سرہٗ کہتا اور لکھتا، لیکن ایک خاص وجہ سے نوبت حصول شرف بیعت بتاریخ ۱۸/ جمادی الاخریٰ ۱۲۹۷ھ [۱۸۸۰ء] بمقام بدایوں آئی اور شجرۂ قادریہ جدیدہ کا پویہ مرحمت ہوا۔ مابین ظہر وعصر بتاریخ ۲۶/ ماہ مذکور یوم شنبہ طلب خاندان چشتیہ نظامیہ قدیمیہ آبائیہ مرحمت ہوا۔ بروز چہار شنبہ ۱۴/ ماہ مبارک ذیقعدہ ۱۲۹۷ھ [۱۸۸۰ء] طالب سلاسل علیہ قادریہ رزاقیہ وسہروردیہ ونقشبندیہ ومداریہ ہوا۔ والحمد للّٰہ علی ذلك

۱۴/ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۰ھ [۱۸۸۳ء] کو سند حدیث مسلسل بالاولیہ و حدیث اضافہ و مصافحات اربعہ کی نعمت حاصل ہوئی۔ ۱۵ شہر مذکورہ میں قواعد اشراق مرحمت ہوئے وترکیب خاص عندہ مفاتیح الغیب عطا ہوئی۔ ﴿۲۶/ رجب﴾ ۱۳۰۳ھ [۱۸۸۶ء] کو جو اجازت خاندان صفویہ وعمل سیفی صفوی حضرت مخدوم حکیم خلیل الدین خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ الٰہ آبادی نے اس عاجز کو بلا طلب مرحمت فرمائی تھی۔ ۱۳۰۵ھ [۸۸-۱۸۸۷ء] میں اس کی سند خاص ایک اکرام سے حضور نے مرحمت فرمائی اور اجازت عاملانہ مع نسخۂ سیف الرحمٰن عطا فرمائی۔ ۱۳۰۵ھ [۸۸-۱۸۸۷ء] میں سند تسبیح مع عطائے تسبیح وقرأت قرآن مجید و دلائل الخیرات وحصن حصین مرحمت ہوئی۔ ۱۸/ ذیقعدہ ۱۳۰۷ھ [۱۸۹۰ء] کو ﴿بمقام بھنڈولی﴾ اجازت عام مرحمت ہوئی۔ والحمد للّٰہ علی ذلك۔

نقل سند عطیہ حضور اقدس قدس سرہٗ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العلمین وافضل الصلوٰۃ واکمل السلام علیٰ سید المرسلین خاتم النبیین محمد و علی اٰلہ وصحبہٖ وأولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین۔لاسیما علی ابنہ الامین المکین غوث الاسلام والمسلمین محی الحق والشریعۃ والطریقۃ والدین وعلیٰ اصولہ وفروعہ ومشائخہ و مریدیہ الی یوم الدین اٰمین۔

و بعد: فانی لما رأیت الولد الصالح الشاب الفالح غلام صدیق المدعو بـ غلام شبر البدایونی الصدیقی نور اللّٰہ بالنور الحقیقی اھلا للاجازۃ و مستاھلا للخلافۃ وقد جرت السنۃ السنیۃ من مشائخنا الکرام علیھم رضوان اللّٰہ الملک العلام ان لا یمنعھا من کان اھلاً لھا فاستخرت اللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ واجزت الولد المذکور بالسلسلۃ العلیۃ العالیۃ القادریۃ القدیمۃ والجدیدۃ سلسلۃ الذھب والقادریۃ الرزاقیۃ بطریقیھا والجشتیۃ النظامیۃ القدیمۃ والجدیدۃ والسھروردیۃ کذلک والنقشبندیۃ ابی العلائیۃ الصدیقیۃ والمرتضویۃ والمداریۃ والعلویۃ المنامیۃ وبجمیع الاذکار والاشغال والاوراد والاعمال البرکاتیۃ لاسیما الاسماء الاربعینیۃ وبشمخ والحرز الیمانی کما اجازنی بھا سیدی وسندی و مولائی ومستندی امام الواصلین سند الکاملین سراج السالکین منقذ الھالکین تاج الکملاء افضل الفضلاء سیدی ومرشدی و ذخری لیومی وغدی سیدنا السید آل الرسول الاحمدی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا وجعل جنۃ الفردوس منقلبہ ومثواہ وکذا اجزتہ بالسلسلۃ القادریۃ المنوریۃ المعمریۃ والصحاح الستۃ والمؤطا وسنن الدارمی والمشکوٰۃوالحدیث المسلسل بالاولیۃ وسائر المسلسلات والمصافحات الاربعۃ والقرآن العظیم و دلائل الخیرات والحصن الحصین والتسبیح وسائر ما یجوز لی روایتہ عن مشایخی العظام واساتذتی الکرام و شرطت علیہ ان یستقیم علی اتباع الشریعۃ الغراء ویجانب فی العقیدۃ والعمل بدعۃ اھل الاھواء ومن سألہ الاجازۃ وراہ اھلا لذلک فلیجزہ کما ھو معھود ھنالک نسئال المولیٰ سبحانہ و تعالیٰ ان یوفقنا وایاہ لصالح مایحب ویرضاہ۔ والحمد للّٰہ اولاً واٰخراً و باطناً وظاھراً وکان ذلک لثمانی عشرۃ من الشھر الحرام ذی القعدۃ یوم

الاثنین سنة الف و ثلث مأة وسبع من هجرة سید الکونین نبی الحرمین صلوات اللّٰہ وسلامہ علیہ وعلی الہ وصحبہ الی تعاقب الملوین آمین۔

قالہ بفمہ وامر برقمہ العبد المتوکل علی ربہ ابوالحسین احمد النوری المعروف بہ میاں صاحب المارہروی نوراللّٰہ بالنور المعنوی والصوری آمین۔

دستخط ومہر حضور اقدس قدس سرہٗ

☆☆☆

پھر بعض ادعیہ کی اخص اجازت مرحمت ہوئی۔ مثلاً قرآن کریم کہ اس اجازت عامہ کے بعد قرآن کریم سن کر اجازت خاص عطا ہوئی۔ دلائل الخیرات، حصن حصین، حزب البحر، چہل اسما ان کے سلاسل بھی گزارش ہیں۔

اجازۃ القرآن العظیم

الحمد للّٰہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ وأصحابہ اجمعین اما بعد

فقد سألنی غلام شبر اجازۃ کلام اللّٰہ جل جلالہ فقد أجزتُ لہ ان یشتغل بقراءتہ واجازنی بھا جدی و مرشدی سیدنا شاہ اٰل رسول أحمدي قدس سرہ قال اجازنی بھا استاذی مولاناعبدالعزیز الدھلوي قدس اللّٰہ سرہ قال اجازنی بقراءۃ القراٰن سیدی و مولای الشیخ ولي اللّٰہ المحدث الدھلوی قال قرأتُ القراٰن کلہ من اولہ الی اٰخرہ بروایۃ حفص عن عاصم علی الصالح الثقۃ صاحبی محمد فاضل السندي قال تلوتہ من أولہ الی اٰخرہ بروایۃ حفص علی الشیخ عبدالخالق المتوفیٰ ١١٥٤ شیخ القراء بمحروسۃ دھلی قال قرأتُ القراٰن کلہ بالقراءات السبع علی الشیخ البقری والبقری تلا بھا علی شیخ القراء بزمانہ الشیخ عبدالرحمن الیمنی وقرأ الیمنی بھا علی والدہ الشیخ السجادۃ الیمنی وعلی الشھاب أحمد بن عبدالحق السنباطی بتلاوتہ کذلك علی الشیخ سجادۃ المذکور وقرأ الشیخ سجادۃ کك علی الشیخ ابی نصر الطبلاوي وقرأ الطبلاوی کك علی شیخ الاسلام زکریا بتلاوتہ علی برھان القلقیلی والرضوان ابی نعیم العقبی وقرأ کل منھما علی امام القراء والمحدثین محرز الروایات والطرق ابی الخیر محمد بن محمد بن علی بن یوسف الجزري

صاحب 'كتاب النشر' وله طرق كثيرة جداً ذكرها فى النشر منها سلسلة مختصة بتسلسل التلاوة والقراء الضابطين من جهته صاحب التيسير فلنقتصر ههنا على تلك السلسلة قال الجزرى قرأت التيسير قرأت به القران كله من أوله الى آخره على الشيخ الامام الصالح العالم قاضى المسلمين ابى العباس احمد بن الشيخ الامام ابى عبداللّٰه الحسين بن سليمان بن قرارة الحنفى بد مشق وقال لى قرأته وقرأت به القراٰن العظيم على والدى وأخبرنى انه قرأه وقرأ به القراٰن العظيم على الشيخ الامام ابى محمد القاسم بن احمد بن موفق الورقى قال قرأته وقرأت به القران العظيم قال قرأته وقرات به القراٰن العظيم على المشائخ الائمة المقربين ابى العباس احمد بن على بن يحيىٰ بن عون اللّٰه الحصار وأبى عبداللّٰه محمد بن سعيد بن محمد المرادى و أبى عبداللّٰه محمد بن ايوب بن محمد بن نوح الغافقى الاندلسيين قال كل منهم قرأته و قرأت به على الشيخ الامام ابى الحسن على بن محمد بن هذيل البلنسى قال قرأته وتلوت به على ابى داؤد سليمان بن نجاح قال قرأته وتلوت به على مؤلفه الامام ابى عمر الدانى قال الدانى قرأت القراٰن كله برواية حفص على ابى الحسن على بن محمد بن صالح الهاشمى الضرير المقرى بالبصرة قال قرأت بها على ابى العباس احمد بن سهل الاشنانى قال قرأت بها على ابى محمد عبيد بن الصباح قال قرأت على حفص قال قرأت على عاصم وأخذ عاصم القرأن عن ابى عبدالرحمن عبد بن حبيب السلمي وعن زر بن جيش أما ابوعبدالرحمن فعن عثمان بن عفان وعلى بن ابى طالب وابى بن كعب وزيد بن ثابت وعبداللّٰه بن مسعود عن النبى ﷺ وأخذ زرعن عثمان بن عفان وابن مسعود عن النبى ﷺ

☆☆☆

اجازة دلائل الخيرات

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

الحمد للّٰه رب العلمين والصلوة والسلام على رسوله محمد وآله وصحبه أجمعين اما بعد

فقد سألنى غلام شبر اجازة قراءة دلائل الخيرات فقد أجزت له كما أجازنى

سیـدی و جدی سلالۃ اولیاء العظام و نتیجۃ أسلاف الکرام السید آل رسول احمدي رضـی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال اجازنی استاذی مولانا الشاہ عبدالعزیز الدھلوی رحمہ اللّٰہ تعالیٰ قال اجازنا بہ شیخنا و استاذنا و ابونا الشیخ ولي اللّٰہ المحدث الدھلوي رحمۃ اللّٰہ علیہ قال اجازنا بہ شیخنا ابو طاھر عن الشیخ احمد النحلی عن السید عبدالرحمن الادریسي الشھیر بالمحجوب عن ابیہ احمد عن جدہ محمد عن ابی جدہ احمد عن مؤلفہ السید الشریف محمد بن سلیمان الجزولی رحمۃ اللّٰہ علیہ

☆

اجازۃ الحصن الحصین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

الحمد للّٰہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ وأصحابہ اجمعین اما بعد

فقد سألنی غلام شبر اجازۃ قراءۃ الحصن الحصین فقد اجزت لہ کما اجازنی مرشدی و جدی السید شاہ ال رسول احمدي قدس سرہٗ قال اجازنی استاذی المعظم مولانا عبدالعزیز الدھلوی رحمۃ اللّٰہ علیہ قال سمعت الکتاب المذکور بقراءۃ أخی الشیخ محمد علی والدی الاستاذ الشیخ ولي اللّٰہ احمد بن الشیخ عبدالرحیم الدھلوی قال الاستاذ الماجد یعني الشیخ ولي اللّٰہ أجازنی بہ الشیخ ابو طاھر بن الشیخ ابراھیم المدنی عن أبیہ عن القشاشی عن الشناوی عن الشمس الرملي عن الزین زکریا عن الحافظ تقی الدین محمد بن محمد بن فھد الھاشمی المکي عن مؤلفہ ابی الخیر محمد بن محمد الجزري الشافعی

دستخط حضور

☆

اجازۃ حزب البحر

یقول العبد الضعیف غلام شبر اجازنی اجازۃ حزب البحر مولای و مولیٰ الثقلین مرشدی سید شاہ ابوالحسین احمد نوري دامت برکاتھم علینا قال أجاز بقراءتہ جدی و مرشدي سید شاہ ال رسول احمدی قال اجاز بقراءتہ عمی و مرشدی

سیدشاہ ال احمد الملقب بہ 'اچھے میاں صاحب' وابی و شیخی سیدي شاہ آل برکات المدعو بہ 'ستھرے میاں صاحب' قدس سرھما وھما عن ابیھما و شیخھما شاہ حمزۃ وھو عن ابیہ و شیخہ شاہ آل محمد وھو عن ابیہ وشیخہ شاہ برکت اللّٰہ وھو عن سید مربی وھو عن سید عبدالنبی وھو عن سید طیب وھو عن الشیخ عبدالحق المحدث الدھلوي قال قرأت ھذا الحزب الشریف بمکۃ الشریفۃ علی الشیخ السید الکامل العارف باللّٰہ عبدالوھاب بن ولي اللّٰہ المحب الحنفی الشاذلی سنۃ تسع وتسعین وتسع مأۃ قال قرأت ھذا الحزب الکریم علی الشیخ العارف باللّٰہ علی بن حسام الدین الشھیر بالمتقی وھو قرأ علی الشیخ الاحمد الرومي المعروف بالجمجمۃ وھو قرأ علی الشیخ الحافظ ابی عمر و عثمان الدیمي الدنی یزورہ عزرائیل وھو قرأ علی الشیخ شمس الدین محمد بن العماد عن الشیخ ناصر الدین بن الملیق الشاذلي عن جدہ الشیخ شھاب الدین الملیق الشاذلي عن الشیخ الجلیل تاج الدین احمد بن عطاء اللّٰہ الاسکندری وسیدی یاقوت الحبشی عن الشیخ العارف المکاشف ابی العباس المسیري عن الاستاذ القطب الکامل ابی الحسن علی بن عبداللّٰہ بن عبدالجبار بن تمیم بن ھرمز بن حاتم بن قصی بن یوسف الحسنی الفاطمی الشاذلی قدس اللّٰہ تعالیٰ سرہٗ وھو لقنہ رسول اللّٰہ ﷺ فی واقعۃ۔

اسی طرح چہل اسما کے دونوں سلسلوں یعنی سیدنا شاہ آل رسول احمدی بذریعہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب اور حضور اچھے میاں صاحب وستھرے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اجازت ہے۔ فقیر نے بخوف طوالت سلاسل کو ذکر نہ کیا، بعض اور حالات گزارش ہیں۔ نیز اکثر دعاؤں کے سلاسل رسالہ 'النور والبھاء' میں درج ہیں ﴾

☆☆☆

بتاریخ ۱۱ر شوال ۱۳۰۵ھ [۱۸۸۸ء] 'رسالہ عمل الیوم واللیل' مصنفہ حضور میر سید محمد کالپوی قدس سرہٗ مرحمت ہوا۔ ۱۳۰۵ھ [۱۸۸۸ء] میں ترکیب خاص زکوٰۃ حروف ہجا مرحمت ہوئی اور ارشاد ہوا کہ ''تمام دعاؤں میں یہی زکوٰۃ کے واسطے کافی ہے، اس کا حاکم جس دعا کو ورد کرے گا اُس کا حاکم وعامل ہوجائے گا کہ یہ اصل الاصول ہے''۔ ﴿۱۲۹۸ھ بمقام دہلی﴾ مکتوب حضور میر

سید عبدالواحد بلگرامی قدس سرہٗ السامی در بارۂ تحقیق سماع مرحمت ہوا۔

بتاریخ ۲۰؍شوال ۱۳۰۵ھ [۱۸۸۸ء] میں سند مصافحہ طریقہ شیخ محقق محدث دہلوی قدس سرہٗ عطا ہوئی۔ ۲۱؍شوال ۱۳۰۵ھ [۱۸۸۸ء] کو حضور اقدس قدس سرہٗ نے پانی چھواروں پر دعوت فرمائی اور سند حدیث مسلسل بالاولیہ (جو حضور اقدس قدس سرہٗ کو حضرت مولانا احمد حسن صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے تھی) عطا فرمائی۔

غرض مختصر یہ کہ جس قسم کی چیزیں دیکھیے بہت زیادہ ہیں اور حضور کا کرم ان سے بہت زیادہ تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور اقدس قدس سرہٗ کے برکات سے محروم نہ رکھے اور حسب وعدہ حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ و حضور اقدس قدس سرہٗ خاتمہ ایمان پر نصیب ہو جائے۔ (آمین) بس یہی بڑی نعمت ہے۔

شجرۂ زر کی اجازت کا حال سابقاً گزارش ہو چکا ہے، کسی دوسرے کو بعلم فقیر ایسی اجازت نہیں دی گئی۔ یہ تمام عطیہ بلا طلب محض براہ کرم تھے۔ اِس خادم سے اکثر راز حضور اقدس قدس سرہٗ ظاہر فرما دیتے، حاضر و غائب ہر خطرہ، ہر شبہ خادم پر توجہ فرماتے اور بذریعہ نوازش نامہ ارشاد زبانی یا دوسری طرح اس کی توضیح فرما کر رفع شبہ فرما دیتے۔ یہ خادم جب بعید ہوتا ہر اکرام میں یاد فرمایا جاتا، ہر دربار، ہر مجلس میں نگاہ کرم کچھ خاص جلوہ دکھاتی۔

حکم والا تھا کہ ''جہاں کوئی اہل اللہ پاؤ ضرور جاؤ اور سوائے دعائے فلاح آخرت کبھی دنیاوی کام کا سوال نہ کرو، بلا طلب کچھ عطا کرے لے لو''۔ الحمدللہ کہ خادم اس پر مستقیم ہے۔ بعض نادر چیزیں اسی حکم کی تعمیل میں اکابر سے ملیں جو حقیقتاً حضور کا عطیہ ہیں۔

﴿ یہ خادم کبھی اپنے حالات پریشان کے التماس سے حضور اقدس قدس سرہٗ کا وقت عزیز مشوش نہ کرتا، عندالاستفسار بھی اتنا ہی عرض کرتا کہ ''حضور کے کرم سے سب خیریت ہے اور حضور سے کچھ مخفی نہیں کیا عرض کروں''، کبھی نقش و عمل و اجازت کی اپنے واسطے درخواست نہیں کی۔ یہ ذلیل عادت خادم کی پسند سرکار تھی اور ع

ہر عیب کہ سلطاں بہ پسند د ہنر است

کے مصداق ہمیشہ ارشاد فرماتے کہ ''جس شخص کو تم اللہ کا خاص بندہ جانو اُس سے کبھی بھول کر بھی دنیا نہ چاہنا، یہ اس گروہ کو سخت ناپسند ہے اور اُس کے طالب کو سخت بری نگاہ سے دیکھتے ہیں، جب سوال کرو خیر دنیا و آخرت و حسن خاتمہ کا کرنا''۔ الحمدللہ کہ اس ناچیز کا ہمیشہ اس پر عمل ہے۔ بڑے

بڑے مجمع اکابر میں سخت کاموں میں حضور نے وہ عزت بخشی ہے کہ دل جانتا ہے۔

یہ خادم الہ آباد کی سرائے میں مقیم ہے، ایک روز حضرت شاہ محمد بشیر صاحب سجادہ حضرت شاہ محمد اجمل صاحب قدس سرہما الہ آبادی اس خادم کے پاس پہنچے اور فرمایا ''تیرے قرب میں یہ ایک مسلمان معزز اہل کار سخت پریشان ہیں تو نے کچھ خیال نہ کیا؟''۔ پھر اُن اہل کار صاحب سے جو حضرت کے ہمراہ تھے مخاطب ہو کر فرمایا'' آپ دائرہ پہنچے یہاں حاضر نہ ہوئے'' اور فقیر کا ہاتھ پکڑ کر اُن اہل کار صاحب کے مکان پر پہنچے، ان کا لڑکا عرصے سے علیل تھا، لیکن ایک ماہ سے صاحب فراش اور مطلق خاموش تھا، صرف نبض اور پلک کی حرکت سے معلوم ہوتا تھا کہ زندہ ہے۔ ہم لوگ مریض تک پہنچے، اُس کو دیکھا حضرت شاہ بشیر صاحب نے فرمایا کہ کچھ تدبیر ہونی چاہیے، فقیر کو اپنا حال خوب معلوم تھا حقیقتاً حضور اقدس قدس سرہٗ سے عرض حال کیا اور ظاہر میں سہ وسی آیت وغیرہ دعا میں پڑھ کر پانی مریض کو دیا۔ سبحان اللہ یہ تصرف آقائے اکرم پانی پینا تھا کہ مریض کو قے ہوئی اور ایک ڈورے میں چند لونگیں بندھی ہوئی نکل پڑیں، فوراً مریض نے کھانا مانگا، اس بچے کے باپ کی کیفیت فرحت قابل بیان نہیں، قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے، فقیر کا منت گزار تھا اور بے خبر کہ یہ کرم سرکار ہے۔ غرض اپنے اس ذلیل خادم کی ایک صاحب سجادہ کے روبرو رسوائی نہ ہونے دی، یہ کیا ایسے بہت سے واقعات ہیں۔

دل نہیں مانتا ایک واقعہ اور عرض کروں۔ ایک بار سرائے میرٹھ میں یہ خادم ٹھہرا ہوا تھا اُسی سرائے کے بالا خانے پر ایک سید صاحب عرب مقیم تھے۔ سید صاحب مجموعہ کمالات تھے۔ خوبرو، خوش خو، سیاح عالم، عامل، حکیم، صناع غرض بہت کمالات آپ میں جمع تھے۔ روزانہ اُسی صحن میں جس جگہ یہ خادم بیٹھتا تھا چند گھنٹے اجلاس فرماتے اور بہت اہل شہر ہر طبقے کے اُن کی خدمت بابرکت میں جمع رہتے۔ ایک جماعت اہل صناعت کی جو اس کے حصول کی فکر میں تھی، بعض سائلان اعمال، بعض مریض ہر شخص سے سید صاحب قدر مرتبت معاملت فرماتے اور اس وجہ سے کہ یہ خادم اُن کا ادب بوجہ سیادت پھر عربیت کچھ اور حاضرین سے زیادہ کرتا تھا اور حضار میں ایک یہ خادم فہم زبان عربی سے بھی آشنا تھا سید صاحب کی نگاہ کرم اس خادم پر اوروں سے زیادہ تھی اور روز بروز بڑھتی گئی۔ نہایت محبت واخلاص سے پیش آتے، چند بار دعوت سے بھی عزت افزائی فرمائی۔ ایک روز خادم سے فرمایا کہ'' روزانہ یہ مجمع سائلان نااہل تو دیکھ رہا ہے اور پھر ہم سے کچھ

سوال نہیں کرتا، یہ کمال غنا ہے یا کمالات کا تجھ کو حس نہیں؟''، خادم نے عرض کیا ''حاجتیں ضرور ہیں، لیکن وہ ایک ہی جگہ عرض کی جاتی ہیں، نیز اِس خادم کا جناب پر کوئی ایسا حق نہیں جو امید دلائے''۔ نہایت مہربانی سے فرمایا کہ ''ہمارا دل چاہتا ہے کہ تجھ کو کچھ عطا کریں، لہٰذا جو چاہے مانگ لے''۔ فقیر نے عرض کیا ''سائل کو ایسا اختیار دینا مناسب نہیں، مبادا آپ سوال پورا نہ فرمائیں''۔ پھر اصرار فرمایا کہ ''تو اپنی خواہش ظاہر کر ضرور مرحمت کریں گے''۔ مجبوراً فقیر نے عرض کیا کہ ''اگر آپ کو خیال عطا ہے سیفی یمنی خادم کو مرحمت فرمائیے''۔ سید صاحب نے یہ سن کر خادم کو بہ نگاہ تعجب دیکھا اور دریافت فرمایا کہ ''اولاً یہ بتاؤ کہ یہ نام تم نے کس سے سنا، مَیں تیس برس سے ہندوستان آتا ہوں آج تک کسی ہندی سے مَیں نے یہ نام نہیں سنا، شاید مخصوص عرب جانتے ہوں گے، یہ بڑی نعمت ہے اور ایسے سہل دینے کی چیز نہیں''۔ فقیر یہ سن کر خاموش ہو گیا اور سید صاحب اپنی قیام گاہ پر بغرض آرام تشریف لے گئے۔

دو بجے دن کا وقت ہے، خادم اپنی کوٹھری کے کواڑ بند کیے لیٹا ہے کہ سید صاحب پہنچے اور اس عاجز کو آواز دی، مَیں نے اُٹھ کر کواڑ کھول دیے، دیکھا سید صاحب عجیب حال میں ہیں، تمام چہرہ سرخ ہے، آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، سر و پا برہنہ ہیں اور سخت پریشان ہیں۔ اس خادم نے کیفیت مزاج دریافت کی، فرمایا ''اول وہ دعا لکھ لے، پھر حال کہوں گا''، خادم نے چند بار کے اصرار پر دعا مع ترکیب لکھی، پھر عرض کیا کہ ''صبح وہ انکار اور اِس وقت یہ اصرار کیوں ہوا''، فرمایا دوپہر میں سو گیا تھا، زیارت حضور جدا کرم رحمت عالم ﷺ کی ہوئی، ارشاد فرمایا ''دعا دے دو''۔ مَیں خواب سے بے دار ہوا، لیکن باوجود حکم دل میں کہتا تھا کہ میرا عہد ہے کیوں کر بتاؤں، پھر فوراً سو گیا اور مکرر دولت زیارت سے مشرف ہوا، دیکھا بتاکید تمام حکم ہوتا ہے کہ یہ سائل منع نہ کیا جائے دعا دے دو، بس آنکھ کھل گئی اور فوراً دوڑا اور دعا تجھ کو بخش دی۔ اب کسی ممانعت اور عہد کی پروا نہیں۔ مبارک ہو یہ دعا جس روز سے مَیں نے اپنے پیر و مرشد سے پائی، نہ حضور پیر و مرشد نے کسی کو دینے کی اجازت دی نہ کسی نے سوال کیا، آج مجبوراً بحکم سرکار دیتا ہوں اور تجھ کو ایک سلطنت عظیمہ کی تہنیت دیتا ہوں۔

خادم نے کھڑے ہو کر عطیہ سرکار کا شکریہ ادا کیا اور سید صاحب سے عرض کیا کہ ''نام و تعریف دعا کی سن کر ایک اشتیاق تھا الحمد للہ کہ تمنا پوری ہو گئی، لیکن آپ کے قدموں کی قسم کبھی اس عمل کو نہ پڑھوں گا، مجھ میں قابلیت ایسے بارِ عظیم کے برداشت کی نہیں''۔ پھر حضرت سید صاحب

نے اور چند نسخہ اعمال عجیبہ صناعت کے بھی مرحمت فرمائے۔ الحمد للّٰہ علی ذلك اور یہ سب اکرام بطفیل حضور اقدس قدس سرہ ہوا، ورنہ اس ناچیز کو اس کی قابلیت کہاں؟

مقصود اس گزارش سے حاشا اپنا اظہار نہیں حقیقت یہی ہے کہ حضرات مارہرہ عموماً اور ہمارے آقائے اکرم قدس سرہٗ خصوصاً اپنے ناکارہ و ناقابل خدام کی عزت افزائی میں ایک خاص شان رکھتے تھے۔ عجیب عجیب معرکے دیکھے ہیں اور یہ یقین ہے کہ حضور اکرم قدس سرہٗ اپنے کسی خادم کو کبھی ذلیل و رسوا نہیں ہونے دیتے۔ حضور صاحب کسی غیر سے مقابلہ ہو جو شخص جب چاہے ہر برکاتی احمدی نوری کا امتحان کر لے اور دیکھ لے، اس میں صلاح و تقویٰ بھی شرط نہیں، صرف صاحب اخلاص و درست اعتقاد اور سچا ارادت مند ہونا درکار ہے۔

اِس عاجز سے زیادہ تمام خدام حضور اقدس قدس سرہٗ میں کوئی سیاہ کار و ناقابل نہیں، لیکن جب کسی کام میں حضور اقدس قدس سرہٗ سے توسل کیا ہے قطعاً کامیابی ہوئی ہے۔ حاشا خادم عاجز کو اپنے کسی عمل پر دعویٰ نہیں، مگر اس پر کہ قادری، برکاتی، احمدی، آل رسولی، نوری ہوں اِن حضرات کا دامن مبارک تھاما ہے، جس کے ہاتھ میں دامن حضور غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہو اس کا ناز بے جا نہیں۔ سرکار ارشاد فرماتے ہیں ان لم یکن مریدی جیدا فانا جیدا گر میرا فقیر کامل نہیں نہ ہو بحمد اللہ تعالیٰ مَیں کیسا مکمل موجود ہوں۔

اسی طرح پر ارشادات تاجدارانِ مارہرہ قدست اسرارہم خصوصاً حضور قبلۂ جسم و جاں شمس الدین ابوالفضل آل احمد اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ کا سننے ماننے والا اگر اتفاقاً کوئی دعویٰ کر بیٹھے تو غلط نہ جانے، وہ کچھ بھی نہ ہو لیکن جو کچھ کہہ دے گا وہ ضرور ہو جائے گا۔ پھر ابھی اور ایک خاص معاملہ ہے اگر کوئی خادم اس خانوادۂ مکرمہ کا ناقص ناقابل انتفاع بھی ہے تاہم اس کو مضرت پہنچانے والا، اس کی ذلت چاہنے والا یقیناً نقصان اٹھائے گا ذلیل ہوگا بس کہ

بس تجربہ کردیم دریں دیر مکافات
با دُرد کشاں ہر کہ درافتاد برافتاد

اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ ایسے واقعات کے تذکروں سے ضمناً اپنی تعریف پیدا ہوگی بہت واقعات دیکھے ہوئے گزارش کرتا۔ مختصر یہ کہ ناقابل ہوں، مگر گدائے آستانہ نوری ہوں اور اس خانوادۂ مبارکہ کے ہر منتسب کا خادم جس کو سرکار سے جس قدر نسبت ارادت و خلوص ہے فقیر کو ان

سے اسی قدر نیاز ومحبت ہے۔

مرا عہدیست با جاناں کہ تا جاں در بدن دارم
ہوا داران کویش را چو جان خویشتن دارم

خدا شاہد ہے کہ فقیر کو جو بعض خلفائے خاندان یا مریدین سے باوجود حصول نیاز وحشت اور بعد ہے وہ کسی ذاتی مخالفت پر نہیں ،بعض ادائیں اِن حضرات کی جو خلاف طریقہ ارادت دیکھی ہیں یا بعض اقوال وافعال سوئے عقیدت پر اطلاع پائی ہے بس یہی وجہ ہے کہ اِن سے میل اور انس نہیں۔ فیضان ورشد اسی سلسلے میں ہوگا جو بزرگوں کا ادب کرے گا اور ترفع اور تعلی سے دور ہوگا۔ ہم نے ان اکابر قدست اسرار ہم کی بھی زیارت کی ہے جو صاحبان معرفت ورشد وہدایت تھے، سرکار مارہرہ مطہرہ کے سجادہ نشینوں کے خدام کی وہ عزت کرتے تھے جو آج مریدین اپنے پیروں کی نہیں کرتے، وہ حضرات بھی ہماری نظروں میں ہیں جو تھوڑے سے معمولی اکرام اور ایک نسبت کے نام سے تاجداران مارہرہ سے مساوات بلکہ علو کے دعوے دار ہیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب — بے ادب محروم ماند از فضل رب

فقرا میں عموماً اور اِس خانوادۂ برکاتیہ مقدسہ مطہرہ میں خصوصاً اپنے کمال ذاتی پر دعویٰ اور فخر و عجب نہ ہوگا۔ ﴿فقیر سب حضرات صاحبزادگان برکاتیہ کا غلام ہے، اُن کی عظمت اپنا فرض عقیدت جانتا ہے اور اس نظر سے کہ یہ حضرات میرے آقا کے اعزہ ہیں سب کو واجب التعظیم جانتا ہے۔ اُن کے آپس کے معاملات میں دخل دینے سے بہت بچتا ہے لیکن مجبور معذور جن حضرات کو حضور اقدس قدس سرہٗ سے جس قدر ربط ومحبت رکھتے دیکھا ہے فقیر کو بھی اسی نسبت سے نیاز زیادہ ہے۔﴾ اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے اکابر کا ادب، ان کے ہر منتسب سے محبت عطا فرمائے اور دعوئ علویت وفخر وانانیت سے محفوظ رکھے آمین۔

فقیر کو بعض اعمال کی اجازت حضرت صاحبزادہ مخدومی شاہ ظہور حیدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ہے۔ بعض اعمال حضور صاحبزادہ امیر حیدر عرف گورے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پہنچے ہیں۔

دعائے حرز قادری اور قصیدۂ کریمہ بردہ شریف کی اجازت حضرت مولانا مولوی محمد عبدالقادر صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔

کبریت احمر کی اجازت حضور معظمی صاحبزادہ مولانا سید شاہ خواجہ احمد صاحب رامپوری دامت برکاتہم سے ہے، جو بذریعے سلسلہ آبائی معنعن حضور غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا سے ہے۔

بعض اعمال کی اجازت مولانا حافظ محمد عمر صاحب دہلوی دامت برکاتہم سے بھی ہے، بعض دعائیں حضرت معروف بغدادی صاحب قدس سرہٗ سے عطا ہوئی ہیں۔

﴿ایک عزیز حاضر بغداد شریف ہوئے، ان کو دربار سرکار سے سند حاضری ملی، حضور اقدس قدس سرہٗ کو ملاحظہ کرایا گیا، فرمایا "اس میں ایک طریقہ سفارش بہت پسندیدہ ہے"، یہ ایک وصلی پر بہ دستخط خاص خادم کو سند مرحمت فرمائی:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الواقفون علی کتابنا ھذا اخواننا المسلمین کافة وفقھم اللہ تعالیٰ علماً و عملاً ان حامل ھذا الکتاب غلام شبر قدم مارھرة فزار قبر جدی و مرشدی السید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ ودخل فی زمرة المریدین فاذا احاط بعلمکم ذلك فلیتحققه لدیکم انه دخل بزمرة المحسوبین علی حضرة السنیة ینبغی انکم تکرموہ وتعزوہ وتصونون من التعدیات امتثالاً للآیة الشریفة "ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین" وقال ﷺ من اکرم غریباً فی غربته او نقص ..... بشربة ماء او اطعمه او کساہ او ضحك فی وجھه فله الجنة البتة البتة﴾

سیف الرحمٰن ملقب بہ سیف یمنی ایک سید صاحب مدنی سے پہنچی ہے جس کا عجیب قصہ ہے۔

چند اعمال ونقوش کی اجازت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی زیدمجدہم سے بھی حاصل ہے۔

ایک نقش خاص کی اجازت حضرت صاحبزادہ حاجی سید شاہ اسمٰعیل حسن صاحب دامت برکاتہم سے بھی ہے۔

ایک درود شریف کی اجازت استاذی مولانا سید پرورش علی صاحب سہسوانی زیدمجدہم سے بھی ہے۔

بعض اعمال کی اجازت حضرت صاحبزادہ سید احمد علی شاہ صاحب بغدادی ثم مہاجر دامت برکاتہم سے بھی ہے۔

ایک عمل استقرار حمل کا حضرت مولانا سید احمد حسن صاحب دامت برکاتہم سے بھی پہنچا ہے۔علاوہ ان چیزوں کے فقیر کے پاس متفرق فوائد کے چند مجموعے مرتب ہیں۔

خادم نے شجرۂ نسب سرکار بطور منقبت نظم کیا اور چھپوا کر پیش کیا، بہت پسند فرمایا اور ایک خرقہ، ایک تاج مرحمت فرمایا۔

ایک خاص راز اگر چہ قابل اظہار نہ تھا لیکن بعض ضرورتیں مجبور کرتی ہیں لہٰذا التماس ہے۔ فقیر کو دربار حضور اقدس قدس سرہٗ میں ایک معزز پیر بھائی کی بعض گستاخانہ ادائیں سخت گراں آئیں، لیکن بہ پاسِ ادب کچھ عرض نہ کر سکا۔ایک نوازش نامے میں بطور تحقیق مقام ارقام فرماتے ہیں:

> عارف سالک کو ایک مقام پر بظاہر صوریہ کی طرف مجبورانہ توجہ ہوتی ہے، جو خاصہ مقام ہے، جو قصے اکابر کے کسی سے عشق ومحبت کے مذکور ہیں وہ یہی مقام ہے۔اس کی اصل صحیح راز حدیث شریف کلمینی یا حمیراء میں مستور ہے۔ ہم نے فلاں صاحب کو خود گستاخ کر دیا ہے، وہ بڑا باادب ہے خیال نہ کرنا اس راز پر صرف تجھ کو اطلاع دی گئی ہے اس کا مخفی رہنا بہتر ہے۔

خدائے تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ حضور صاحب سجادۂ برکاتیہ دامت برکاتہم اِس اپنے عاجز خادم پر اسی طرح کرم فرماتے ہیں جو اُن کے اکابر قدست اسرارہم کا تھا۔خادم کے خلوص پر اعتماد ہے اور رضامند ہیں۔اِس کے بعد فقیر حقیر کو حضرات خلفا اور ان کی افواج مریدین کا مطلق خوف نہیں۔حق کا جانب دار ہے اور کشاکش تعصب وحمیت سے بےزار ہے۔ والحمد للّٰہ علی ذلك۔

وآخر دعوانا أن الحمد للّٰه ربّ العلمين

(فقیر غلام شبر بدایونی)

☆☆☆

نقل وثیقه عہد نامه

ماخوذاز: **تاریخِ خاندانِ برکات** (صفحہ۱۰۸/۱۰۹)

مصنفہ: تاج العلما حضرت سید شاہ اولادرسول محمد میاں قادری قدس سرہ

ہوالحق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

ما یانکہ سید آل رسول و سید غلام محی الدین و سید اولاد رسول ابنائے حضرت سید شاہ آل برکات عرف ستھرے صاحب مرحوم ایم عہد می نمائیم ونوشتہ می دہیم کہ ما ہر سہ برادران بدرجۂ تساوی مالک جملہ امورات متعلقہ خانقاہ و درگاہ ومسجد حضرت سید شاہ برکت اللہ صاحب وشاہ آل محمد صاحب وشاہ حمزہ صاحب وشاہ آل احمد صاحب وشاہ آل برکات صاحب قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم العزیز بموجب وصیت نامہ والد مرحوم خود ہا مؤرخہ نہم شہر ربیع الثانی ۱۲۴۶ھ ہجری و ہفدہم شوال ۱۲۴۸ھ شریک فی التولیت وسجادگی ہستیم یکے را بر دیگرے افضلیت نیست اگر احیاناً ازیں نوشتہ کدامی اختلاف نماید پیش خدا ورسول خدا پشیمان گردد خدا ورسول خدا وکلام اللہ را درمیان می دہیم کہ از عہد ہذا وہم از مراتب مندرجۂ وثیقہ موصوفہ ہیچ گونہ تجاوز نہ سازیم ونہ دعویٰ افضلیت بکدامی نوع یکے بر دیگرے نماید وگر نماید باطل گردد۔ فقط

تحریر چہارم ذی قعدہ ۱۲۵۱ ہجری قدسی

مہر	مہر	مہر
آل رسول احمدی	سید اولاد رسول	غلام محی الدین حسینی

واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

الحمدللہ کہ محضر لاجواب واستفتائے انتخاب گلشن تحقیق وعقیدت رارنگ بہار
مسمی بہ

تنبیہ الاشرار المفترین علی الاخیار

حسب فرمائش

غلام شبر

بہ تصحیح و اہتمام

جناب مولوی ابوالحسن صاحب

درمطبع نامور پریس الہ آباد باہتمام حافظ عبداللہ سوداگر طبع شد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡاَنۡبِیَاءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ سَیِّدِنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ اَمَّا بَعۡدُ

متوسلان خاندانِ برکاتی مارہروی دامت برکاتہا کوواضح ہوفقیر نے رسالہ العسل المصفیٰ عقائدِ حقہ اہل سنت میں عموماً اور رسالہ' دلیل الیقین' اور رسالہ'سوال و جواب' عقیدۂ تفضیل حضرات شیخین رضی اللہ عنہما میں (خصوصاً مطابق اُس ارشاد کے جو اپنے مرشد برحق سے خود عقیدہ حضور کا اور حضور کے مرشدِ برحق حضرت اچھے میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اور جملہ اسلاف کرام رحمۃ اللہ علیہم کا سنا اور تعلیم پایا تھا اور کتب اسلاف کرام خصوصاً صوفیہ عظام میں عقیدہ جمہور کا دیکھا تھا) تالیف کر کے اکثر مریدین خاندان کو تقسیم کیے۔ چوں کہ بعض ناواقف اہل بدایوں میں سے میرے عقائد کو مخالف میرے اسلاف کرام اور دیگر ائمۂ تصوف وکلام کے بتلاتے ہیں، بلکہ بعض دشمن میرے تہمت تقیہ ونفاق کی مجھ پر لگاتے ہیں کہ مَیں کسی سے کچھ اور کسی کے سامنے کچھ کہتا اور تصانیف میں کچھ لکھتا ہوں لہٰذا بہ مصلحت دینی مناسب معلوم ہوا کہ جو لوگ اہل علم وتقویٰ میرے خاندان کے واسطے دار یا میرے خاص مریدین اُن سے حال مطابقت اپنے عقیدے کا ساتھ عقائد اکابر خاندان برکاتیہ اور جمہور اہل سنت کے ظاہر کرادوں۔

پس جو صاحبِ انصاف بوجہ من الوجوہ انتساب خاندان عالیشان برکاتیہ سے رکھتے ہیں اور عقائد ضروریہ سے واقف ہیں اُن سے امید ہے کہ خالصاً لوجہ اللہ صاف تحریر کردیں کہ رسالہ العسل المصفیٰ اور رسالہ'سوال و جواب' کے مسائل مندرجہ عموماً اور مسئلہ تفضیل خصوصاً موافق تحقیق محققین اہل سنت و جماعت کثرہم اللہ تعالیٰ اور مطابق طریقہ اکابرِ خاندان برکاتیہ کے ہیں یا نہیں۔ جن صاحبوں نے رسائل مسطورہ کا معائنہ نہ کیا ہو پرچہ ہٰذا کے ساتھ معائنہ کرلیں اور'سبع سنابل شریف' مؤلفہ حضور اقدس جدی ومرشدی سید عبدالواحد صاحب قدس سرہٗ جس کی مقبولیت دربارِ رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ میں،' مآثر الکرام' مصنفہ میر غلام علی آزاد بلگرامی اور' کاشف

الاستار شریف، بیاض مرتبہ حضور پرنور جدی سید شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ الشریف سے آشکار ہے دیکھیں اور اس پر کاربند ہوں۔

فقیر سید ابوالحسین احمد نوری عرف میاں صاحب قادری برکاتی مارہروی بخطہ

☆

استاذ الاساتذہ مولانا نور احمد قادری عثمانی بدایونی
تلمیذ علامہ فضل حق خیرآبادی مرید شاہ عین الحق عبدالمجید قادری

رسائل عقائد مؤلفہ جناب میاں صاحب کے مطابق مذہب اہل سنت کے ہیں۔ جو اُن کو برا کہے قول اُس کا مردود ہے۔ جو عقیدۂ تفضیل شیخین میں حضرت میاں صاحب قبلہ سجادہ نشین خاندان عالیشان برکاتیہ مارہرویہ دامت برکاتہم کا ہے وہی عقیدہ میرا ہے اور میرے سب مرشدان خاندان کا عموماً اور جناب صدر نشین مسند شریعت، زیب سجادۂ طریقت حضرت صاحب قبلہ جناب قبلہ وکعبہ ام مولانا ومرشدنا شاہ عین الحق عبدالمجید قادری بدایونی قدس سرہٗ الشریف کا خصوصاً یہی عقیدہ تھا۔ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما بلا شبہ حق و صحیح ہے۔

العبد
نور احمد بقلم خود

☆

تاج الفحول محبّ رسول مولانا عبدالقادر قادری بدایونی

رسالہ العسل المصفیٰ ورسالہ سوال وجواب ورسالہ دلیل الیقین، متعلق عقیدۂ تفضیل جناب شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو تالیف حضرت میاں صاحب قبلہ کے ہیں وہ مطابق مذہب جمہور علمائے کرام و اولیائے عظام کے ہیں۔ ہر عقیدہ اُن کا سچا ہے۔ پس جس شخص نے حضرت میاں صاحب قبلہ کے عقیدے کو موجب گمراہی ٹھہرایا ہے وہ خود بلا شک گمراہ ہے اور مسئلہ تفضیل حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کا حضرات حسنین رضی اللہ عنہما پر حضرت امام اعظم اور دوسرے ائمہ کے عقائد میں داخل ہے۔ مگر مراد اُس سے تفضیل من کل الوجوہ نہیں ہے تاکہ اِس بنا پر فضائل مخصوصہ جناب مرتضوی کو یا دوسرے اصحاب و اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کو باطل ٹھہرایا

جائے۔جیسا کہ 'قرۃ العین' وغیرہ میں جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے فضیلت اجرائے سلاسل ولایت وفضیلت زہد وتجرد ودیگر فضائل جناب مرتضوی میں بھی کلام موحش کیا ہے اور بعض رسائل منسوبہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب میں بھی ایسا ہی واقع ہوگیا ہے کہ یہ سب اقوال خلاف تحقیق جمہور ائمہ دین کے ہیں۔

بلکہ مراد تفضیل سے اکرمیت عند رب الارباب و کثرت ثواب ہے اور جو شخص جناب شیخین رضی اللہ عنہما کو ولی نہیں جانتا یا اُن کے مرتبے کو ولایت میں ناقص جانتا ہے یا حضرت مرتضوی رضی اللہ عنہ سے کم درجہ بتاتا ہے اور افضلیت کو صرف باعتبار اولیت حکومت دنیوی وسلطنت وخلافت ظاہری کے ٹھہراتا ہے قول اُس کا غلط و بے جا ہے۔جس طرح علمائے ظاہر نے فرمایا ہے اِسی طرح علمائے باطن نے بھی فرمایا ہے۔چناں چہ 'شرح مثنوی' شریف میں حضرت بحرالعلوم نے اور 'سبع سنابل' میں حضرت میر عبدالواحد صاحب نے اور 'رسالہ قدسیہ' میں حضرت خواجہ پارسا نے امامت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے اولیا کے باعتبار باطن کے بھی تسلیم وتحقیق فرمایا ہے اور قدما وائمہ باطن نے بھی مثل حضرت امام محمد غزالی اور حضرت شیخ محی الدین ابن عربی وغیرہما عقیدۂ تفضیل شیخین کا حق ہونا بہ تصریح وتسلیم فرمایا ہے۔البتہ جاری ہونا سلاسل ولایت کا خاصہ جناب مرتضوی کرم اللہ وجہہ کا ہے،جس کی وجہ وجیہ 'سبع سنابل شریف' وغیرہ میں مصرح ہے۔

بالجملہ جو شخص جناب میاں صاحب قبلہ کو گمراہ و بد مذہب ٹھہراتا ہے وہ ہمارے نزدیک گمراہ و بد مذہب ہے۔

حررہٗ الفقیر عبدالقادر عفی عنہ

☆

مولانا حکیم سراج الحق عثمانی بدایونی
فرزند مجاہد آزادی مولانا فیض احمد عثمانی بدایونی

مجھ کو اکثر قدم بوسی جناب تقدس مآب حضرت میاں ابوالحسین صاحب احمد نوری أدام اللہ برکاتہم علینا کا اتفاق ہوا ہے اور مسئلہ تفضیل وغیرہ میں بھی بارہا تذکرہ آیا ہے اور حضرت موصوف کے رسائل بھی بارہا بہ تعمق نظر دیکھے ہیں۔فی الحقیقت اُن کی تقریر موافق تحریر اور تحریر

موافق تقریر ہے۔ جوکوئی اس کے خلاف بیان کرے وہ بے شک مصداق لعنة الله علی الکاذبین کا ہے اور مسئلہ تفضیل شیخین تو متفق علیہ جماہیر اہل سنت و جماعت کا ہے۔ کتب فقہ و تصوف میں علمائے ظاہر و باطن نے بہ تفصیل تمام بیان کر دیا ہے۔ اگر کوئی رافضی بد دین اس میں مخالف ہو تو حضرت میاں صاحب کو اُس سے کیا غرض؟ اور نہ کچھ تعجب اُن سے ہے کہ اُن کا مذہب یہی ہے۔ البتہ اُن لوگوں سے جو دعوئ تسنن کرتے ہیں اور پھر اس مسئلے میں اختلاف کرتے ہیں تعجب ہے۔

اللہ اُن کو ہدایت کرے کہ طریق سلف صالح پر (جس کے اتباع کا اُن کو دعویٰ ہے) آجائیں۔ مَیں اُن لوگوں کی شان میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

قاضی شہر کہ مردم ملکش می خوانند　　قول ما نیز ہمین است کہ او آدم نیست

واللّٰہ تعالیٰ أعلم و علمه أتم

کتبه الفقیر
محمد سراج الحق

☆

زبدۃ العارفین مولانا شاہ مطیع الرسول محمد عبد المقتدر قادری بدایونی
شہزادۂ حضور تاج الفحول

میرے نزدیک جو شخص حضرت میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم کے عقائد پر طعن کرتا ہے بے شک وہ گمراہ و مردود ہے۔ رسالہ العسل المصفیٰ اور رسالہ 'سوال و جواب' اور رسالہ 'دلیل الیقین' مصنفات جناب میاں صاحب قبلہ کی مطابق مذہب حق اہل سنت و جماعت کے ہیں۔

مسئلہ تفضیل میں بھی جو تحقیق جناب نے فرمائی ہے وہ حق ہے۔ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما جناب مرتضوی رضی اللہ عنہ پر میرے اور میرے اسلاف کے عقائد کے مطابق ہے۔ چناں چہ حضرت ابی و ربی، قبلتی و کعبتی، غیاث الاسلام والمسلمین مولانا و مرشدنا جناب مولانا عبد القادر صاحب محبّ الرسول دامت برکاتهم علینا نے رسالہ 'احسن الکلام' اور قبلۃ الاولیا، کعبۃ الاصفیا، رہبر راہِ طریقت، امام شریعت، قطب الواصلین، سند الکاملین سیف اللہ المسلول سیدی و جدی شاہ معین الحق فضل الرسول قادری قدس سرہٗ الشریف نے المعتقد المنتقد اور زبدۂ

اصحاب شریعت وطریقت، عمدۂ ارباب معرفت وحقیقت حضور فرجدی مولانا شاہ عین الحق عبدالمجید قدس سرۂ الحمید نے 'نجات المومنین' وغیرہ میں تصریح وتحقیق فرمایا ہے۔ اسی طرح کتب عقائد و تفسیر وفقہ وتصوف میں ائمہ دین نے صاف فرمایا ہے:

أفضل البشر بعد الانبياء ابو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی الله تعالیٰ عنهم أجمعين

اورایک جگہ بھی عقیدہ افضل البشر بعد الانبياء علی ثم ابو بكر رضی الله عنهما نہیں لکھا ہے۔ بلکہ قائلین تفضیل مرتضوی رضی اللہ عنہ کو جناب شیخین رضی اللہ عنہما پر صاف رافضی قرار دیا ہے کتب مشہورۂ فقہ وکلام میں۔ اسی طرح رافضی کہا ہے فرقہ تفضیلیہ کو اولیائے کرام نے کتب تصوف 'سبع سنابل' وغیرہ میں۔

فضیلت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مراد نہ زیادتِ فتوحاتِ خلافت ہے، ورنہ عقائد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ افضل ٹھہرائے جاتے۔ نہ زیادت شوکت وثروت ومدت سلطنت ہے ورنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ افضل ہوتے۔ نہ زیادت قوت شجاعت و طاقت و اجرائے سلاسل ولایت ہے ورنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ افضل ہوتے۔ نہ زیادت شرافت وقرابت وجزئیت جناب خاتم رسالت علیہ التحیۃ ہے ورنہ حضرات حسنین علیہم السلام برعکس ''و ابوهما خير منهما'' کے سب سے افضل ہوتے۔ بلکہ مراد اکرمیت عنداللہ وعندالرسول ہے اور کثرت ثواب اور قرب رب الارباب کہ اسی کا نام فضل کلی ہے۔ نہ فضل من كل الوجوه اور اگر باعتبار مرتبۂ اکرمیت عنداللہ وعندالرسول وتقرب وعرفان وتقویٰ کے عقائد اہل سنت میں علمائے ظاہر و باطن کے نزدیک حضرت جناب امیر رضی اللہ عنہ افضل جناب شیخین رضی اللہ عنہما سے ہوتے تو عقائد میں خاص ذکر افضلیت جناب مرتضوی رضی اللہ عنہ کا مراتب دینیہ عنداللہ میں اشد ضرور تھا، نہ ذکر تقدم خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا۔

غایت الامر اگر دونوں امر کا عقیدہ رکھنا لازم تھا تو عقائد میں یوں کہنا واجب تھا کہ:

اولهم فی أمر الخلافة ابوبكر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللّٰه عنهم وافضلهم فی الاقربية عنداللّٰه علی ثم ابوبكر ثم عمر ثم عثمان رضی اللّٰه عنهم

غرض کہ اِس قسم کے خیالات جو فرقہ تفضیلیہ کو پیش آتے ہیں اور پھر خواہ مخواہ اپنے تئیں سُنی بتاتے ہیں محض وسوسۂ شیطانی ہے۔ بالجملہ جس طرح منکر حقیقت خلافت حقہ جناب صدیق اکبر وحضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کا رافضی وگمراہ ہے، اسی طرح قائلین تفضیل حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کو جناب مرتضوی رضی اللہ عنہ پر برا کہنے والا اور تفضیل شیخین کو باطل کہنے والا بھی گمراہ ہے۔

حررہٗ عبدہ المفتقر

عبدالمقتدر القادری عفی عنہٗ

☆

مولانا حکیم محمد عبدالقیوم قادری ابوالحسینی بدایونی

نبیرۂ حضور سیف اللہ المسلول ومرید وخلیفہ سرکار نور

جو کچھ حضرت بابرکت قطب العارفین قبلۂ ایمان ودین مرشدی ومولائی حضور اقدس سید شاہ ابوالحسین احمد نوری ملقب بہ میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم علینا نے عقیدۂ تفضیل حضرات شیخین رضی اللہ عنہما اور دیگر عقائد میں تحریر فرمایا ہے، وہ سب بجا اور حق اور مذہب اہل سنت کے موافق ہے۔

کتب معتبرہ ومشہورہ حدیث وفقہ وعقائد میں جس طرح اجماع افضلیت جناب سید المرسلین ﷺ کا تمام انبیائے کرام پر اور اجماع افضلیت باقی تمام انبیائے کرام کا باقی تمام افراد بشر پر مصرح ہے اسی طرح باتفاق جماہیر علمائے کرام وائمہ عظام کے افضل البشر بعد الانبیا ہونا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بھی مصرح ہے اور جس طرح پایا جانا خصوصیت ولادت بغیر والد کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں اور خصوصیت دعوت توحید تا نہ صد و پنجاہ [۹۵۰] سال کا حضرت نوح علیہ السلام میں اور خصوصیت جریان سلسلہ کرامت بشریت کا حضرت آدم علیہ السلام میں الی غیر ذلك من خصائص الانبیاء الکرام موجب تفضیل دیگر انبیائے کرام کا جناب سید المرسلین ﷺ پر مراتب قرب میں نہیں ہوسکتا ہے اسی سبب سے عقائد میں یہ عقیدہ مذکور نہیں ہوا کہ من بعض الوجوہ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام آں حضرت ﷺ سے افضل ہیں بلکہ علی الاطلاق یہی تحریر فرمایا ہے کہ:

افضل الانبیاء والمرسلین سیدنا محمد خاتم النبیین ﷺ

اسی طرح پایا جانا خصوصیت شرافت نسب و جزئیت جناب رسالت کا جناب حسنین علیہما السلام میں باعث اُن کی تفضیل کا حضرت امیر علیہ السلام پر اور پایا جانا شرف زوجیت دو دختر جناب سید المرسلین اور سبقت و تقدم اسلام کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں باعث اُن کی تفضیل کا جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر مثلاً نہیں ہوسکتا ہے۔

اسی طرح بہت خصائص حضرت بلال اور حضرت ابوذر و حضرت خزیمہ و حضرت معاذ و حضرت عباس رضی اللہ عنہم وغیرہ میں بہ تصریح احادیث صحیحہ کے ثابت ہیں جو چاروں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین میں ہرگز موجود نہ تھے، مگر اس بنا پر یہ عقیدہ کہیں عقائد میں ائمہ دین نے داخل نہیں فرمایا ہے کہ:

الحسن و الحسين أفضل من على

یا عباس رضى الله عنه افضل من الخلفاء الاربعة

یا عثمان افضل من عمر

بلکہ قطع نظر ایسی خصوصیات وفضائل جزئیہ سے اُن کو فضائل جزئیہ جان کر بیان افضلیت کلیہ میں علی الاطلاق اکابر ائمہ دین نے عقائد میں صاف یہی فرما دیا ہے:

أفضل البشر بعد الانبياء بالتحقيق ابو بكر الصديق ثم عمر الفاروق ثم عثمان ذو النورين ثم على المرتضىٰ ثم اهل بيت النبى ﷺ

اور جس طرح بعض احادیث صحیحہ متفقہ علیہا سے تفضیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مثلاً یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جناب سید المرسلین ﷺ سے ثابت ہوسکتی ہے جیسے حدیث خیر البریۃ ہونے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اور مانند اس کے کہ خود صحیح بخاری شریف میں موجود ہے مگر اُن کو جمہور اہل سنت نے باوجود اعتماد صحت متن و اسناد کے غیر معمول بہا جان کر مؤول ٹھہرایا ہے اور اُن کے معانی ظاہری کو عقائد میں داخل نہیں فرمایا۔

اِسی طرح جن احادیث سے بر تقدیر صحت کے باعتبار ظاہر کسی لفظ کے افضلیت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر یا افضلیت حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی جناب شیخین رضی اللہ عنہما پر یا افضلیت سبطین مکرمین رضی اللہ عنہما کی خلفائے راشدین پر ثابت ہو

سکتی ہو جمہور اہل سنت نے اُن کو باوجود صحت واعتماد سند کے مؤول وغیر قابل اعتقاد ٹھہرایا ہے۔

البتہ جو فرقے اہل سنت سے خارج ہیں وہ اُن بعض احادیث صحیحہ احاد کو باب اعتقاد میں حجت پکڑ کر اور دوسری احادیث اتفاقیہ اور عقائد اجماعیہ کو چھوڑ کر تحقیق جمہور اہل سنت کو باطل ٹھہراتے اور عقیدہ اپنا جدا بتاتے ہیں، جیسے خطابیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو افضل البشر بعد الانبیا کہتے ہیں اور عباسیہ حضرت عباس کو افضل ٹھہراتے ہیں اور روافض مفضلہ جناب امیر کو افضل جانتے ہیں، مگر یہ سب فرقے مخالف جمہور اہل سنت ہیں اور اقوال ان کے باطل۔

چناں چہ اجماع ائمہ دین کا افضلیت شیخین رضی اللہ عنہما پر کتب معتبرہ مشہورہ حدیث وفقہ میں اور نیز کتب عقائد میں جا بجا صاف صاف تحقیق فرمایا ہے اور قائل تفضیل جناب مرتضوی رضی اللہ عنہ کو حضرات شیخین پر منجملہ روافض قرار دیا ہے۔ یہ تو کتب فقہ واصول میں بھی مصرح ہے کہ بمقابلہ اجماع کے احادیث صحیحہ احاد متصلۃ الاسناد بھی غیر معمول بہا ہوتی ہیں چہ جائے کہ احادیث غیر صحیحہ بلا اسناد متصل کے۔

اسی طرح اگر کسی کتاب تاریخ بلکہ کسی کتاب سیر وغیرہ میں بھی بغیر سند معتمد کے یہ لکھ دیا ہو کہ فلاں صحابی کا قول مخالف اس عقیدۂ اجماعیہ کے ہے۔ پس اول تو جب قول جناب سید المرسلین ﷺ کا بھی جو بلا سند معتمد کے کسی کتاب میں مذکور ہو داخل عقائد علمائے کرام نہیں فرماتے ہیں اور اجماع کو راجح ٹھہراتے ہیں پس اوروں کے اقوال بلا ثبوت وسند معتمد کے کب داخل عقائد ہو سکتے ہیں۔

ثانیاً بفرض ثبوت سند معتمد وصحت روایت کے بھی جب اجماع اُس کے خلاف پر منعقد ہو چکا اور ائمہ دین نے اُس اجماع کو تسلیم کر لیا پس اقوال شاذہ بعض صحابہ کے (جن کے ثبوت کا یقین قطعی نہیں ہے) مقابل اجماع کے قابل اتباع نہیں رہ سکتے ہیں چہ جائے کہ صرف اُن کی اتباع سے متبعین اجماع ائمہ دین کو گمراہ بتایا جائے اور اُن کا مذہب باطل اور خلاف اُس کا حق ٹھہرایا جائے اور جب قول کسی صحابی کا مقابل اجماع کے قابل تسلیم نہیں ہے پس قول اور کسی عالم کا مقابل اجماع جماہیر ائمہ دین کے (برتقدیر صحت نقل کے) کب قابل تسلیم ہے۔ چہ جائے کہ اقوال بلا ذکر سند کے جو غیر صحاح میں مذکور ہوتے ہیں۔ تفصیل اس اجماع کی بحوالہ جمہور سلف کے کتاب سیف اللہ المسلول وغیرہ سے بخوبی ظاہر ہے۔

یہ سب بحث متعلق دفع شبہات محض کم علموں کے لیے ہے جو کسی حدیث صحیح فضیلت ایک

صحابی کو دیکھ کر اُس کو موجب افضلیت کا حضرات شیخین پر جان کر مذہب جمہور اہل سنت کو خلاف احادیث ٹھہراتے ہیں یا قول کسی صحابی یا اور کسی عالم کا کتاب تاریخ وغیرہ میں دیکھ کر اُس کو موجب خلل اندازی اجماع جمہور صحابہ وتابعین کا (جوائمہ محققین نے تسلیم فرمایا ہے) بتاتے ہیں۔

باقی رہے اقوال فاسدہ جہال کے جو اپنے خیالات کے مقابلے میں صحیحین کی بھی احادیث صحیحہ اتفاقیہ پر روایات ضعیفہ اختلافیہ یا موضوعہ الحاقیہ کو راجح ٹھہراتے ہیں یا عقائد اجماعیہ کی خلل اندازی کے واسطے اقوال شاذہ وروایات مذاقیہ کو (جن کا ثبوت سند معتمد محل کلام ہے) حجت قطعی بتاتے ہیں یا عقائد منصوصہ ومصرحہ میں کچھ تاویل باطل کر کے عقیدۂ اہل حق کو چیستاں اور معما بتاتے ہیں چناں چہ بعض جہال کہتے ہیں کہ جہاں ذکر عقیدۂ افضلیت علیٰ ترتیب الخلافۃ کا ہے وہاں اُس کے معنی صرف افضلیت فی امر الخلافۃ فیما بین الناس یا اولیت فی سلطنۃ الاسلام ہیں نہ افضلیت فی مراتب القرب واکرمیت عنداللہ وعندالرسول جناب مرتضوی رضی اللہ عنہ پر یا جہاں فرقۂ تفضیلیہ کو اہل سنت سے خارج کر کے روافض میں داخل کیا ہے وہاں مراد تفضیلیہ سے طاعنین شیخین رضی اللہ عنہما اور منکرین اُن کی حقیقت خلافت کے ہیں نہ افضل بتانے والے جناب مرتضوی رضی اللہ عنہ کو شیخین رضی اللہ عنہما سے۔ الی غیر ذلك من الخیالات الفاسدۃ پس حاجت ایسے خیالات فاسدہ کے جواب کی اس تحریر مختصر میں نہیں ہے دوسری کتابوں میں جس کا جواب کافی مذکور ہے۔

البتہ ایک امر کا لکھنا ضرور ہے وہ یہ کہ بعض جہال منجملہ مشائخ زمانۂ حال کے باوجود دعویٰ سنی ہونے کے حضرت جناب مرتضوی رضی اللہ عنہ کو حضرات شیخین رضی اللہ عنہما سے مرتبہ اکرمیت عنداللہ وعندالرسول وعرفان الٰہی وقرب ربانی میں (کہ اصل ثواب اخروی وکمال دینی ہے) افضل بتاتے ہیں اور اُس کو عقیدہ اہل تصوف کا ٹھہراتے ہیں بلکہ بعض تو صاف صاف عقیدۂ صوفیہ کو علیحدہ عقیدۂ علمائے دین سے بتا کر اور علمائے اہل سنت کو دشمن اہل بیت عظام علیہم السلام ٹھہرا کر عقائد اہل سنت پر گمراہی کا حکم لگاتے ہیں۔ پس دفع اس وہم کا بھی بقدر ضرورت کے مناسب ہے۔

مخفی نہ رہے کہ جس طرح افضلیت حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی جناب مرتضوی رضی اللہ عنہ پر عقائد علمائے دین میں داخل ہے اسی طرح افضلیت حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی جناب مرتضوی رضی اللہ عنہ پر مراتب قرب عنداللہ وعندالرسول وثواب اخروی وکرامت دینی میں کتب

مشہورہ اولیائے کاملین میں بھی مصرح ہے اور قائلین تفضیل جناب مرتضوی رضی اللہ عنہ کو جناب شیخین رضی اللہ عنہما پر رافضی وگمراہ قرار دیا ہے۔ چناں چہ سبع سنابل شریف وغیرہ کے حوالے اور کتب محققین صوفیہ سے جناب مرشدی حضور میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم علینا نے اپنی تصنیفات میں بخوبی ثابت فرمایا ہے۔ اس پر بھی جو علمائے اہل سنت کو کاذب اور اُن کے اقوال کو باطل ٹھہرائے اور جناب مرتضوی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کو حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پر مراتب اکرمیت عنداللہ وعندالرسول وقرب الٰہی میں اصل ایمان وعرفان بتلائے وہ محض گمراہ ومردود ہے۔

حررہٗ
عبدالقیوم قادری ابوالحسینی عفی عنہ

☆

مولانا محمد شمس الاسلام عباسی بدایونی

مرید شاہ عین الحق عبدالمجید وخلیفہ خاتم الاکابر

مَیں جناب تقدس مآب ملاذی وملجائی حضرت شاہ میاں ابوالحسین صاحب کو اپنا مقتدا ایسا جانتا ہوں کہ اُن کے جوتے کی خاک اپنی آنکھوں کا سرمہ باعث سعادت جانتا ہوں۔ اُن کو جو گمراہ جانے اُس کو گمراہ جانتا ہوں۔ اگر چہ رسالہ اُن کا خود نہیں دیکھا لیکن تقریباً مَیں نے میاں صاحب سے مفصل سنا ہے اور مَیں نے اسی بنا پر اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو اُن کے ہاتھ پر داخل سلسلۂ قادریہ کروایا ہے۔ مَیں اُن کے عقیدے کو عقیدۂ صحیحہ اہل سنت کا جانتا ہوں اور جو میرے حضرت مولانا واولانا حضرت مولوی محمد عبدالقادر صاحب نے درباب تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما لکھا وہ میرا عین ایمان ہے۔

العبد محمد شمس الاسلام
ختم الله له بالحسنى

☆

مولانا انوار الحق عثمانی بدایونی

مرید وشاگرد وہمشیر زادۂ سیف اللہ المسلول

عقیدۂ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما حق ہے اور ہمارا اور ہمارے پیرانِ طریقت کا عقیدہ مسئلہ

تفضیل میں مطابق عقیدۂ حضرت میاں صاحب قبلہ کے ہے اور باقی عقائد بھی جو میاں صاحب قبلہ نے رسائل العسل المصفیٰ اور 'سوال و جواب' میں چھپوائے ہیں وہ سب موافق ہیں مشائخ صوفیہ کرام، خاندان برکاتیہ مارہرویہ اور تمام اکابر اہل سنت و جماعت کے۔ جو شخص میاں صاحب قبلہ کے عقائد پر طعن کرے اور اُن کی پیروی سے انکار کرے قول اُس کا مردود ہے اور اپنے پیروں سے منحرف ہے اور منکر۔

انوارالحق عثمانی بدایونی مجیدی معینی قادری بقلم خود

☆

مولانا محمد حسین قادری مجیدی بدایونی

تلمیذ مولانا نور احمد عثمانی، مرید شاہ عین الحق عبدالمجید قادری

عقیدہ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما کا جو میاں صاحب قبلہ نے تحریر فرمایا ہے وہ مطابق 'فقہ اکبر' اور 'سبع سنابل' وغیرہ کتب عقائد اور تصوف کے ہے۔ پس جو میاں صاحب قبلہ کے عقیدے کو باطل کہتا ہے وہ بے دین ہے اور بموٴدائے کریمہ ومن یشاقق اللّٰہ ورسولہ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساء ت مصیرا مخالف سبیل مؤمنین ہے لاریب فیہ۔

الکاتب محمد حسین مجیدی قادری

☆

مولانا فضل مجید فاروقی قادری بدایونی

تلمیذِ تاج الفحول ومرید سیف اللہ المسلول

مؤلفات سیدنا و مولانا امام الطریقۃ والحقیقۃ فی عقائد اہل السنۃ والجماعۃ مطابقۃ بتصریحات جماہیر علماء الاعلام و موافقۃ لتحقیقات أعاظم الصوفیۃ الکرام رحمہم اللّٰہ و کان ہذا عقیدۃ ساداتنا و مشائخنا واساتذتنا فی الطریقۃ والحقیقۃ رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین مخالف اولئٰك السادات العظام لفی بطلان وضلال و مستحق الطرد والملام من اللّٰہ ذی العز والجلال

العبد فضل مجید عفی عنہ

مولانا فضل احمد صدیقی قادری بدایونی
تلمیذ ومرید تاج الفحول

لاریب ان ماحققه السید السند المولی الاعظم من عقائد السلف الصالحین فی مصنفاته من العسل المصفیٰ و سوال و جواب و دلیل الیقین موافق لما علیه جماهیر المشائخ والعلماء من اصحاب الصدق والصفا والمخالف فی ذلك خارق لاجماع المسلمین وفی ضلال مبین

العبد فضل احمد عفی عنہٗ

مولانا مفتی محمد عبدالعزیز فاروقی بدایونی
تلمیذ ومرید سیف اللہ المسلول

نحمده و به نستعین ونصلی علی حبیبهٖ سید المرسلین واله الطیبین و أصحابه الطاهرین وأولیاء امته أجمعین أما بعد۔

فیقول العبد المسکین الراجی الی رحمة رب العلمین محمد عبدالعزیز المتمسك بحبل اللّٰه المتین ان کل ما قاله السید السند المولیٰ الممجد السید شاه ابوالحسین احمد نوری المعروف بہ میاں صاحب دامت برکاتهم علینا الی یوم الدین فی رسائله العسل المصفی والسوال والجواب و دلیل الیقین حق بالیقین و موافق لعقائد السلف الصالحین و مخالفه من المذنبین والمبتدعین

کتبه عبده

محمد مدعو بہ عبدالعزیز الفاروقی
القادری البرکاتی المجیدی المعینی عفی عنه

استاذ العلما مولانا محبّ احمد قادری بدایونی
تلمیذ رشید تاج الفحول، مرید سیف اللہ المسلول

لاریب أن افضلیة سیدنا خیرالبشر بعد الانبیاء بالتحقیق امیر المؤمنین ابی بکر

الصدیق العتیق رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ و سیدنا الفاروق الاعظم الذی وافق رایہ بالوحی والکتاب مزین المنبر والمحراب امیرالمؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنہ علی سائر الناس بعد الانبیاء الکرام علی نبینا وعلیھم السلام مع قطع النظر من انہ منصوص بآیات الفرقان الحمید و مصرح بالاحادیث الصحیحة المتفقة علیھا و ظاھر کالشمس فی نصف النھار عند أولی الابصار لا یخفی أنہ ثابت بالتصریح من اثر سیدنا امیر المؤمنین ابی الائمة الطاھرین اسد اللّٰہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللّٰہ وجھہ ومنقح بالتنقیح الاتم بتواتر الروایات من جماھیر اھل السنة والجماعة بل من الروافض الاثنا عشریة ایضا۔

ولاریب فیہ لذی عقل و شعور فیہ شعبة من الحیاء ویدعی محبة اھل بیت النبی ﷺ وحب سیدنا علی کرم اللّٰہ وجھہ لکن الرافضی لما یحمل اقوال الائمة الاطھار علی التقیة والنفاق یسعہ ان یقول ما یقول و یتفوہ بما یشاء۔

نعم العجب کل العجب من الذی یدعی اقتفاء اٰثار الصحابة و یعد نفسہ من متبعی اھل السنة والجماعة کثرھم اللّٰہ تعالی ان یفضل سیدنا امام الاولیاء أمیرالمؤمنین علی الولی کرم اللّٰہ وجھہ علی الشیخین الاکرمین الافضلین رضی اللّٰہ عنھما ویقول ھذا حق محبة اھل البیت رضوان اللّٰہ علیھم اجمعین فنعوذ باللّٰہ من ھذا الافتراء۔

ولاحول ولاقوة الا باللّٰہ ففی ھذا المقام ان طالب احد من الرفضة اوالمذبذبین علینا بہ بیان البرھان علی دعوانا فاوّلاً نتوجہ الی الرافضی ونقول لہ یا ایھا البلید المتبع للشیطان المرید انظر بنظر التحقیق ولا تتعسف الی تالیف ابن معلم فی کتابہ الذی سماہ بـ 'صراط مستقیم' ومؤلفات غیرہ وبعد ذلک بمقتضی المذھب ان تاول فیہ تاویلات رکیکة عن مراد المؤلف بعیدة اعاذنا اللّٰہ وجمیع امة سیدنا افضل النبیین علیہ الصلوة والتحیة عن التوجیھات السخیفة وثانیاً ننبہ المذبذب الذی یدعی اتباع اھل السنة والجماعة ویقول ھذا حق محبة اھل البیت یا خارق الاجماع ومتبع سبیل غیر المؤمنین لوکان نظرك قاصرا عن فھم مراد النصوص القطعیة من الآیات والاحادیث الصحیحة المتفقة علیھا توجہ الی ما حققہ صاحب 'الصواعق المحرقة' من عقائد السلف الصالحین الکاملین رحمھم اللّٰہ اجمعین

وانظر بنظر صحیح علی سبیل التحقیق الی قول سیدنا ومولانا علی کرم اللّٰہ وجھہ و بعد ذلك فتب توبة نصوحا الی اللّٰہ التواب والا فمأواك الی نار جھنم وھی بئس المآب

وبعد ھذا التحقیق الرافضی مادام لم یحی عصر اما مھم المستور ورفع لثام التقیة عن وجوہ الخدور من اظھار الحق معذور ومعارضة المفضل بارباب التحقیق بلا دلیل قطعی علامة کمال حیاء ہ وما یفعل ھو و ھو فی ذلك مجبور ومصداق قول المشھور اذا لم تستحی فاصنع ماشئت وستنظر جزاء عملك فی القبور وبین یدی احکم الحاکمین یوم النشور

ھذا فذلکة ماحققه المولی الجلیل السید النبیل بقیة السلف حجة الخلف سیدی شاہ ابوالحسین احمد نوری الملقب بـ 'میاں صاحب' دامت برکاتھم علینا فی تالیفاته الشریفة من عقائد اھل السنة والجماعة کثرھم اللّٰہ تعالیٰ موافقا لتصریح جماھیر اھل السنة والجماعة ومطابقا تنقیح اعاظم الصوفیه الصافیة رضوان اللّٰہ علیھم اجمعین فمن خالف ھذا التحقیق السدید ووضع تھمة التقیة والنفاق علی ذلك المدقق الرشید لاریب انه مخالف لاھل الدین وخارق لاجماع اصحاب الصدق والیقین بل متبع للشیطان العتید العنید۔

حررہ عبدہ المفتقرالی اللّٰہ الواحد الاحد

عبدالرسول محبّ احمدالقادری

المجیدی المعینی البدایونی حفظه اللّٰہ من شرحاسد اذا حسد

☆

مولانا علی بخش خاں شررؔ بدایونی صدرالصدور

تلمیذ مولانا فیض احمد بدایونی، مرید شاہ عین الحق عبدالمجید قادری

بعض تحریرات مطبوعہ 'اخبار نورِ بدایوں جلد اول حصہ دوم دیکھ کر مجھ کو کمال حیرت ہے کہ بہ حیلۂ تصنیف وطبع کتب قصص وحکایات مسائل دینیہ میں بحث کس دشمن عقل نے لکھ کر ایڈیٹر صاحب کو دی ہے اور اپنا نام ظاہر نہ کیا، شاید یہ دوراندیشی کی ہے کہ جو سب وشتم نسبت بعض حضرات مشائخ طریقت قلم بند کیا ہے اُس کے مواخذے سے نجات پائے اور غالباً اسی دار وگیر کے خطرے سے

الکنایة ابلغ من التصریح پر اکتفا کیا اور اپنے وساوس شیطانی اور خیالات سودائیہ کو دخل دیا اور خوب دل کھول کر تمسخر اور اساءت ادب وطعن وتشنیع کو حوالۂ قلم کیا ہے۔ گویا اصل مقصود سب وشتم تھا، قصے کے پیرایے میں لکھنا محض دھوکے کی ٹٹی ہے۔

ہم نے اِس قسم کے ہذیانات سے اہل اخبار کو ہمیشہ احتراز کرتے دیکھا مگر خدا جانے اس اخبار کے واسطے ایسی آزادی کس نے دی ہے کہ جس بزرگوار پیرزادۂ معظم ومکرم مخدوم اکابر و اصاغر کو چاہا اشارے کنائے میں زیرزبان لاکر اپنے دل کا بخار نکال ڈالا۔ اب مجھ کو یہ فکر ہے کہ مصنف اس عبارت واہیہ کا کس مذہب کا آدمی ہے؟ اگر خیال کیا جاتا ہے کہ منجملہ فرقۂ حقہ اہل سنت وجماعت کے ہے تو اُس پر کیا غضب الٰہی نازل ہونے والا ہے اور کیا وسوسۂ شیطانی میں مبتلا ہوا ہے کہ خلاف کتب عقائد وفقہ وصوفیہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما جناب امیر علیہ السلام پر تسلیم نہیں کرتا، حالاں کہ یہ مسئلہ مسلمات فرقہ حقہ سے ہے کما تقرر فی موضعہ اور اقوال صوفیہ کرام سے کتب علمائے دین مملو ومشحون ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے بے ادب، ہرزہ گو، بدتہذیب، گستاخ، مبتلائے اغوائے شیطانی کو توبہ قبل موت نصیب کرے اور اپنا قصور سادات کرام واجب الاحترام سے معاف کرانا لازم سمجھے۔

اگر یہ تحریر کسی شیعہ کی ہے تو ہم کو شکوہ وشکایت کی جگہ نہیں ہے کیوں کہ تکفیر شیخین رضی اللہ عنہما و سب وشتم اکابر اہل سنت وجماعت اُن کا شعار مذہب ہے۔ زرارہ واخوان زرارہ برصیر فی وغیرہ اپنے اکابر کی تقلید کا وہ اثر ہے کہ اُن اکابر شیعہ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو ''مذل المؤمنین'' و''مسود وجوہ المومنین'' خطاب دیا تھا اور حضرت امام صادق رضی اللہ عنہ کو دنیا طلب، طماع زر، خوشامدی سلاطین زماں قرار دے کر سب وشتم میں کچھ باقی نہ رکھا۔ کما صرح بہ الکشی فی کتابہ وغیرہ فی غیرہ. یہ مقام اُس کی تفصیل کا نہیں۔

اگر کچھ نیچریہ کا مزہ کاتب عبارت نے اُٹھایا ہے تو بھی محل شکایت نہیں کہ اسی قسم کی تحریر کا نام تہذیب ٹھہرایا گیا ہے۔ بہر حال کوئی مصنف ہو اُس نے محض افترا حضرات مشائخ پر کیا ہے اور جو کچھ مسئلہ تفضیل میں ہذیان سرائی کی ہے مضحکۃ اولی الالباب ہے۔ اُس کا جواب کسی تحریر علیحدہ میں اُس کو مل جائے گا۔ اِس تحریر کے ذریعے سے صرف یہی ظاہر کرنا منظور ہے کہ جو کچھ مسئلہ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما میں حضرت میاں صاحب قبلہ نے اپنے رسائل میں لکھا ہے وہ مطابق مذہب

اہل سنت اور موافق مذاق حضرات صوفیہ صافیہ و اکابر خاندان برکاتیہ مارہرویہ کے ہے اور تحریر مخالف کی وسوسۂ شیطانی و نتیجۂ جہل و فساد عقائد ہے۔ واللّٰہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔
راقم آثم علی بخش

☆

مولوی محمد حامد بخش قادری بدایونی

ماقال سیدی و مولائی قبلتی و کعبتی السید ابوالحسین الملقب بـ 'میاں صاحب' دامت برکاتھم علینا فی مسئلۃ تفضیل الشیخین علی الحسنین رضی اللّٰہ عنھم ھوالحق الصریح کما صرّح عمی المکرم وھذہ عقیدتنا علیھا نموت و نبعث ان شاء اللّٰہ تعالیٰ

کتبہ
محمد حامد بخش آل رسولی احمدی
عفا اللّٰہ عنہ

☆

مولوی خواجہ بخش قادری بدایونی

تحریر حضرت عم مکرم کی صحیح ہے اور میرا بھی عقیدہ یہی ہے۔

العبد خواجہ بخش عفی عنہ

☆

مولوی عزیز بخش قادری آل احمدی بدایونی

جو تحریر میرے عم مکرم جناب مولوی علی بخش صاحب قبلہ و کعبہ کی ہے وہی صحیح ہے۔ جس شخص نے جناب حضرت میاں صاحب قبلہ و کعبہ ام دامت برکاتہم کی اشارتاً یا کنایتاً بے ادبی کی ہے وہ نہایت بے جا ہے۔

العبد محمد عزیز بخش قادری آل احمدی

☆

مولوی مجاہدالدین ذاکرؔ صدیقی بدایونی

مرید وخلیفہ حضور خاتم الاکابر

جوعقیدہ جناب قدوۃ السالکین وزبدۃ العارفین حضرت سید شاہ آل رسول صاحب قدس سرہ کا تھا وہ میرا ہے اور عقیدۂ جناب میاں صاحب قبلہ موافق اُن کے خاندان کے ہے اور اولاد حضرت صاحب سب واجب التعظیم ہے جو کوئی اولاد حضرت صاحب کو برا کہے وہ برا ہے۔

ما قصہ سکندر و دارا نخواندہ ایم

العبد مجاہدالدین ذاکر احمد غفنفر

☆

مولوی احمد حسن وحشتؔ قادری بدایونی

تلمیذ مولانا فیض احمد بدایونی، مرید شاہ عین الحق عبدالمجید قادری

علی الترتیب تفضیل صحابہ یعنی شیخین رضی اللہ عنہما میں حق جانتا ہوں اور جناب میاں صاحب قبلہ وکعبہ نے جو رسالہ العسل المصفی اور 'سوال و جواب' میں لکھا ہے وہ مطابق مذہب اہل سنت و جماعت کے ہے اور خلاف اُس کا خلاف ہے مذہب اہل سنت و جماعت کے و بس۔

احمد حسن عفی عنہ قادری مجیدی بدایونی

☆

مولوی رضی الدین قادری ابوالحسینی بدایونی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالۡعَاقِبَۃ لِلۡمُتَّقِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ۔ اَمَّا بَعۡدُ

جو کچھ حضرت جناب میاں صاحب سید شاہ ابوالحسین احمد نوری دامت برکاتہم علینا نے رسالہ العسل المصفی 'دلیل الیقین' ورسالہ 'سوال و جواب' میں عقائد درج فرمائیں ہیں موافق ہیں علمائے ظاہر و باطن کے۔ حضرت امام اعظم سے لے کر مولانا فخر الدین صاحب تک سب کے یہی عقیدے تھے اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے لے کر حضرت مولانا شاہ آل احمد قدس سرہٗ

اورحضرت آل رسول احمدی رضی اللہ عنہ تک سب کا یہی عقیدہ تھا اور وہی میرا ایمان ہے۔خلاصہ یہ کہ جو کچھ حضرت جناب میاں صاحب نے اپنے رسائل میں درج فرمایا ہے سب صحیح و بجا ہے، مخالف اس کا بے بہرہ ہے ذوق شریعت وطریقت سے اور بے دین وروسیاہ، جاہل وگمراہ ہے۔

راقم الحروف

رضی الدین قادر حسین بدایونی

قادری ابوالحسینی آل رسولی احمدی عفی عنہٗ

☆

مولوی شرف علی صدیقی قادری بدایونی

مرید وخلیفہ حضور خاتم الاکابر

جناب حضرت میاں صاحب قبلہ ہمارے اعتقاد میں عالم باعمل، عارف اکمل ہیں۔آپ نے موافق ارشاد وتعلیم اپنے جدامجد یعنی حضور پرنور حضرت مرشد برحق ہمارے کے رسالے عقائد کے تالیف فرمائے ہیں اور وہ سب برحق ہیں اور مطابق اور موافق ہمارے مرشد برحق اور اُن کے خاندان کے ہیں۔ہمارا عقیدہ بھی اُن کے حق ہونے پر ہے اور ہم نے بار ہا نماز جمعہ اپنے حضور پرنور مرشد برحق کے پیچھے پڑھی ہے، ہمیشہ خطبے میں أفضل البشر بعدالانبیاء بالتحقیق سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللّٰہ عنه ثم الفاروق رضی اللّٰہ عنه ثم ذوالنورین رضی اللّٰہ عنه ثم المرتضی رضی اللّٰہ عنه سنا ہے۔کبھی افضل البشر بعد الانبیاء علی رضی الله عنه ثم ابوبکر رضی الله عنه نہیں سنا۔پس جو شخص جناب میاں صاحب قبلہ کے عقیدے کو گمراہی بتاتا ہے وہ بے شک گمراہ ہے۔یہ عبارت مَیں نے بخوشی خاطر لکھی ہے۔

فقیر حقیر مفتی محمد شرف علی صدیقی

خلیفہ حضرت آل رسول احمدی رضی اللہ عنہ بقلم خود

☆

مولانا محمد معزز علی قادری ابوالحسینی بدایونی

عقائد جناب میاں صاحب قبلہ کے جو رسالہ العسل المصفیٰ وغیرہ میں مطبوع ہوگئے ہیں وہ سب حق ہیں اور میرا وہی عقیدہ ہے جو جناب میاں صاحب قبلہ کا ہے۔مسئلہ تفضیل وغیرہ میں

جواُس کوغلط رکھتا ہے وہ گمراہ و بے دین ہے۔

محمد معز زعلی
غلام جناب قدوۃ السالکین،قبلۃ العارفین
حضرت سید شاہ ابوالحسین صاحب قبلہ دامت برکاتہم

☆

مولوی رضا احمد برکاتی آل رسولی بدایونی

میرا عقیدہ بھی موافق عقیدہ حضرت سید شاہ ابوالحسین صاحب قبلہ احمد نوری عرف میاں صاحب اور مطابق جمہور اہل سنت و جماعت کے یہی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کو فضیلت کلی ہے، فضل من کل الوجوہ نہیں ہے، گو بعض فضائل جزئیہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں اور دیگر اصحاب میں ایسے ہیں کہ وہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما میں نہیں پائے جاتے وہ باعث افضلیت نہیں ہو سکتے۔ میرے نزدیک جناب میاں صاحب پر تہمت نفاق کی لگانا برا ہے۔

حررہ
رضا احمد برکاتی قادری آل رسولی

☆

مولوی علی اسد اللہ قادری مجیدی بدایونی

مرید خاص حضور شاہ عین الحق

جو عقیدہ حضرت جناب میاں صاحب قبلہ نے تحریر فرمایا ہے حق ہے۔ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما مذہب میرا اور میرے اکابر کا یعنی حضرت جناب پیر و مرشد برحق اور میرے اُستاذوں کا ہے۔ جو شخص اُس کا انکار کرتا ہے گمراہ و بے دین ہے۔

علی اسد اللہ حنفی قادری مجیدی

(جس نے بیعت جناب مولانا و مرشدنا قبلتنا و کعبتنا و مولانا عبدالمجید صاحب ملقب بہ خطاب مستطاب شاہ عین الحق قدس اللہ سرہ العزیز سے بتوفیق الٰہی و عنایت ایزدِ نامتناہی حاصل کی ہے)

☆

مولوی عنایت احمد قادری بدایونی

تلمیذ ومرید تاج الفحول

عقائد جناب میاں صاحب قبلہ جو تصنیفات جناب والا میں مندرج ہیں سب حق ہیں اور میرا یہی عقیدہ ہے۔ مخالف عقائد حضرت کا گمراہ محض۔

عنایت احمد ولد حافظ علی اسد اللہ

(غلام ومرید حضور جناب مولانا محبّ الرسول عبد القادر صاحب دامت برکاتہم علینا)

☆

مولوی حافظ اشتیاق علی قادری بدایونی

مرید حضور تاج الفحول

جو عقیدہ جناب میاں صاحب قبلہ وکعبہ کا ہے وہی میرا ہے اور رسالے جناب میاں صاحب قبلہ وکعبہ کے سب صحیح ودرست ہیں۔ جو میاں صاحب قبلہ کو برا کہے وہ بد مذہب وکاذب ہے۔

حافظ اشتیاق علی قادری محبّ الرسولی

☆

مولوی محمد طاہر الدین صدیقی فرشوری

مرید حضور خاتم الاکابر، خلیفہ سرکار نور

میرا وہی عقیدہ ہے جو جناب میاں صاحب قبلہ کا ہے۔

محمد طاہر الدین عفی عنہ

☆

مولانا محمد نور الدین قادری بدایونی

میرے اعتقاد اور یقین کے نزدیک جو شخص جناب فیض مآب عالی جناب میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم کے اوپر تہمت مندرجہ سوال لگاتا ہے وہ منکر فضائل اہل بیت کرام ونبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے اور عقائد مندرجہ کتاب شریف موافق احکام وآیات وحدیث وقیاس بزرگان دین کے، مطابق مذہب اہل سنت وجماعت کے ہیں۔ کچھ شک نہیں ہے زیادہ تحریر بہ نسبت تصدیق

اُس تالیف عالی وتصنیف گرامی کی منجانب مجھ ہیچ مداں کے داخل گستاخی ہے۔ بہ اتباع حکم مندرجہ سوال کے اس قدر مجملاً تحریر ہے۔

محمد نورالدین بقلم خود

☆

مولوی غلام قنبر صدیقی بدایونی

مرید حضور خاتم الاکابر، خلیفہ سرکار نور

عقیدۂ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما برحق ہے۔ حضرت میاں صاحب قبلہ نے جو اپنے رسالوں میں عقیدے تحریر فرمائے ہیں سب صحیح ہیں اور مطابق ہیں عقائد اہل سنت اور مشائخ طریقت کے اور یہی عقیدہ میرا اور میرے امام اور میرے سب مرشدوں کا ہے۔ جو کوئی خلاف عقائد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہے وہ گمراہ ہے۔

غلام قنبر عفی عنہ

مرید جناب سید شاہ آل رسول صاحب قدس سرہٗ

☆

مولوی اعجاز احمد قادری بدایونی

مرید حضور خاتم الاکابر، مجاز سرکار نور

ما صرحه سيدنا و مولانا امام الاكابر حجة الخلف بقية السلف فى مؤلفاته حق حقيق بالاتباع و موافق بالاجماع و مطابق لتصريحات ساداتنا العظام و مشائخنا الكرام أدام الله بركاتهم علينا وعلى رؤوس الاتباع قال السيد السند فخر الاجلة سند المحققين سيدى سندى مولانا عبدالواحد البلجرامى فى تاليفه الشريف و كتابه المنيف الذى سماه بـ 'سبع سنابل' فى السنبلة الثانية

چوں اجماع صحابہ کہ انبیا صفت اند بر تفضیل شیخین واقع شدہ و مرتضی نیز دریں اجماع متفق و شریک بودند مفضلہ در اعتقاد خود غلط کردہ است خانماں ما فدائے نام مرتضٰی باد دل و جان ما نثار اقدام مرتضی باد کدام بدبخت ازل کہ محبت مرتضی

دردلش نباشد وکدام راندۂ درگاہ مولیٰ کہ اہانت روادارد۔

وقال امام المحدثين مقدام المفسرين مفتی احمد دحلان مفتی الشافعية بمكة المحمية فی كتابه 'السيرة النبوية' متعلقا بصلح حديبية

ودل جواب ابی بكر الموافق لجواب النبی ﷺ علی ان ابابكر اكمل الصحابة علما و اعرفهم باحوال النبی ﷺ واعلمهم بامور الدين واشدهم موافقة لامرالله تعالی فهو من الدلائل الظاهرة علی عظيم فضله وبارع علمه وزيادة عرفانه و رسوخه وزيادته فی كل ذلك علی غيره۔

فبعد ذلك التحقيق الرشيق من خالف هذا الطريق واتهم بالتقية والنفاق السيد السند فهورافضی مبتدع و ضال مخالف لاهل السنة والجماعة وفی بحرالهوی غريق

حرره

اعجاز احمد قادری آل رسولی

☆

مولانا جمیل الدین عباسی بدایونی

امام جامع مسجد بدایوں، تلمیذ تاج الفحول، مرید وخلیفہ سرکار نور۔

جو رسائل وتحریرات حضرت مرشدی ومولائی فی الملوین، ملاذی ومعاذی فی الکونین، ہادینا الی صراط مستقیم حضرت مولانا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری سجادہ نشین خاندان برکاتی در بارۂ تفضیل حضرات شیخین رضی اللہ عنہما میں نے دیکھے وہ واقعی مطابق عقائد عام اولیائے کرام وعلمائے عظام متقدمین ومتاخرین کے ہیں۔ کتب عقائد اہل سنت و جماعت میں در بارۂ افضلیت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو تحریرات ہیں اُس میں کچھ تذکرہ خلافت ظاہری دنیاوی کا نہیں ہے، بلکہ جیسے افضلیت حضور شفیع المذنبین کی دیگر انبیا علیہم السلام پر مسلم کافۂ علمائے کرام ہے، اسی طرح افضلیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بعد الانبیا علی الاطلاق اُن کے کلام سے پائی جاتی ہے۔ اب اُن کے کلام کو اس امر پر محمول کرنا کہ افضلیت سے مراد فضیلت ظاہری دنیاوی خلافت کی ہے محض اتباع رفضہ لیام ہے۔ افسوس ہے کہ بعض جہلا باوجود ادعائے صوفیت بلکہ

اقرار انتساب سلسلۂ علیہ برکاتیہ مارہرویہ کے ایسے کلمات ہذیانات اپنی زبان سے نکالتے ہیں اور مصداق خسر الدنیا والآخرۃ بنتے ہیں اُن کے کلام قابل اعتبار نہیں کہ خلاف اپنے اسلاف کے عقائد واہیہ ظاہر کرتے ہیں۔ مَیں ایسے شخص کو محض گمراہ و بے دین و مذاق شریعت وطریقت سے بے بہرہ جانتا ہوں۔

محمد جمیل الدین قادری خادم برکاتی عفی عنہ

☆

مولوی عبد العلام غلام صمدانی قادری بدایونی

ابن قاضی شمس الاسلام مجیدی بدایونی

حضرت والد ماجد مدظلہم العالی نے جو کچھ جواب استفسار میں نسبت عقائد وتصنیفات حضرات بابرکات تحریر فرمایا ہے مَیں بھی اُس کو اپنا دین وایمان جانتا ہوں اور بے شک ایسا ہی ہے۔

محمد عبد العلام غلام صمدانی قادری حنفی بدایونی

☆

مولوی فضل حق

جناب میاں صاحب قبلہ وکعبہ مدظلہم العالی نے جو کچھ رسائل میں تحریر فرمایا ہے وہ بالکل درست ہے اور وہی عقائد اہل سنت کے ہیں اور مَیں انہیں عقائد کو عقائد حقہ سمجھتا ہوں۔

فضل حق ختم اللہ لہ بالحسنٰی

☆

مولوی محمد نجم الاسلام قادری بدایونی

مرید حضور خاتم الاکابر

جو عقیدہ جناب میاں صاحب قبلہ وکعبہ کا ہے وہی میرا ہے اور رسالے جناب میاں صاحب کے سب حق ودرست ہیں۔ جو جناب میاں صاحب کو برا کہے اُس کو مَیں برا جانتا ہوں۔

محمد نجم الاسلام

مرید حضرت سید شاہ آل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ

☆

مولوی ریاض الاسلام قادری بدایونی

جوعقیدہ حضرت میاں صاحب قبلہ وکعبہ کا ہے اُس کو مَیں حق جانتا ہوں۔

محمد ریاض الاسلام

مولوی قوی الاسلام قادری بدایونی

عقیدہ حضرت پیرومرشد متعنا اللہ بدوام ظلہم العالی راست وبرحق ہے۔

اذل الخلیفة بل لا شی فی الحقیقه عبده المستهام

قوی الاسلام غفراللہ لہ الآثام

☆

مولوی محمد عبدالحی قادری بدایونی
متخلص بہ بیخود، تلمیذ داغ

عقیدۂ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما میں مَیں اپنے پیرومرشد حضرت سید شاہ ابوالحسین صاحب قبلہ مدظلہم العالی کا مقلد ومتبع ہوں اوراس کے سوا مَیں حضرت ممدوح کو ہر طرح ہادی ورہنما جانتا ہوں اوراُن کے مخالفین کو مخالف اہل سنت سمجھتا ہوں۔

العبد المذنب

محمد عبدالحی عفی عنہ قادری حنفی بدایونی

خلف مولوی غلام سرور صاحب مرحوم

☆

مولوی غلام حسنین صدیقی بدایونی
مرید وخلیفہ سرکار نور

مسئلہ تفضیل حضرات شیخین رضی اللہ عنہما میں جناب مرتضوی رضی اللہ عنہم اجمعین پر میرا وہی عقیدہ ہے جو میرے پیرومرشد برحق کا ہے۔

غلام حسنین قادری ابوالحسینی

☆

مولوی نورالدین احمد عباسی بدایونی

مرید سرکار نور

جوعقیدہ حضرت سیدی مرشدی ومولائی ملجائی و ماوائی جناب سید شاہ ابوالحسین احمد نوری ملقب بہ میاں صاحب قبلہ لازالت شموس افاضاتھم طالعةً علینا کا ہے وہی عقیدہ اِس خاکسار کا ہے، مخالف کو مخالف شریعت وطریقت جانتا ہوں۔

نورالدین احمد عباسی حنفی ابوالحسینی ختم الله له بالخیر

☆

مولوی محمد خورشید قادری

مرید حضور خاتم الاکابر

عقیدۂ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما اور دوسرے عقائد جو جناب میاں صاحب قبلہ نے اپنی تصانیف میں تحریر فرمائے ہیں میرے اعتقاد میں سب برحق ہیں۔ جو شخص جناب میاں صاحب کے عقائد کو گمراہی بتلائے وہ گمراہ ہے۔

محمد خورشید علی قادری آل رسولی

☆

مولوی سدیدالدین شائق عباسی بدایونی

ابن مولوی صبیح الدین عباسی نواسہ شاہ عین الحق، تلمیذ تاج الفحول، مرید خاتم الاکابر

رسائل مصنفہ حضرت میاں صاحب قبلہ سب صحیح اور درست ہیں۔ حضرت امام اعظم سے لے کر آج تک تمام فقہا ومحدثین کرام اور اکابر صوفیہ عظام اور مشائخ طریقت اور پیشوایان شریعت کا مسئلۂ تفضیل میں مطابق عقیدۂ حضرت میاں صاحب قبلہ کے مسلک ہے۔ جو شخص حضور پر افترا کرتا ہے عاصی و جفا کار، مُذنب وپُر خطا ہے۔ ایسے اہل تمسخر جن کے مشرب میں مشائخ عظام وسادات کرام کی توہین پر مذاق منحصر ہو اُن پر ہزار نفریں۔ یہ سب ہوا وحرص نفسانی کا قصور اور شاگردیٔ ابن سبا کا فتور ہے۔ وعلی هذا وجدنا اساتذتنا ومشائخنا ونحن علی ذلك ان شاء اللّٰه تعالی نحي ونموت

محمد سدیدالدین شائق
عباسی ہاشمی قادری برکاتی آل رسولی

مولوی غلام سادات صدیقی بدایونی

مرید سرکار نور

رسائل مصنفہ حضور پرنور مرشدی ومولائی دامت برکاتہم خاکسار نے دیکھے، مسئلۂ تفضیل اور دیگر مسائل مندرجہ میں میرا اور میرے اساتذہ اور مرشدان طریقت کا یہی عقیدہ ہے۔ جو شخص کہ خدام حضور والا کی نسبت گمان مخالفت عقائد اہل سنت رکھتا یا تہمت تقیہ وتوریہ کی لگاتا ہے وہ بدمذہب وگمراہ ہے۔

عبدہ غلام سادات قادری ابوالحسینی عفی عنہ

☆

مولوی قاضی محمد شمس الدین قادری بدایونی

مرید تاج الفحول

مَیں عقیدۂ تفضیل حضرات شیخین رضی اللہ عنہما میں بلکہ تمام عقائد دینیہ میں مقلد ومتبع اپنے مرشد برحق جناب غوث الاسلام والمسلمین، ملاذی ومعاذی، قبلۃ العارفین، سندالواصلین مولانا مولوی عبدالقادر صاحب قبلہ دامت برکاتہم کا ہوں اور حضور اقدس امام الاولیا، سندالاصفیا مولانا سیدشاہ ابوالحسین احمد نوری ملقب بہ میاں صاحب مارہروی دام ظلہم العالی کا جو کچھ عقیدہ حقہ ہے وہی مسلک میرا ہے اور سب عقائد حضور کے صحیح وحق، موافق مذہب اہل سنت وجماعت کے ہیں۔ ان حضرات کی مخالفت عقائد میں باعث خروجِ دینِ اسلام سے جانتا ہوں۔

کتبہ
عاجز قاضی محمد شمس الدین احمد
قادری معینی برکاتی بدایونی

☆

مولوی حافظ سراج الدین قادری بدایونی

مرید وخلیفہ سرکار نور

میرا وہی عقیدہ ہے جو میرے حضرت مرشد برحق جناب میاں صاحب قبلہ وکعبہ کا ہے اور جناب میاں صاحب قبلہ وکعبہ کا عقیدہ مطابق عقیدۂ حضرت سیدنا ومولانا حضرت سید شاہ آل

رسول احمدی رضی اللہ عنہ اور حضور غوث المسلمین حضرت سید شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ کے ہے۔

بعضے لوگ جو ظاہر میں سُنی اور درحقیقت رافضی ہیں، صرف دنیا حاصل کرنے کے لیے اپنے آپ کو صوفی، مرید خاندان برکاتی اور سنی بے تعصب کہتے ہیں، علم اور تعزیوں کے ساتھ برہنہ سر اور برہنہ پا اور ہاتھ میں خاک شفا کا کنٹھا، ہر علم کو سلام اور ہر تعزیے پر فاتحہ خوانی اور کربلا فرضی میں نشانوں کا طواف اُن کے رافضی ہونے کی نشانی ہے۔ جناب میاں صاحب قبلہ پر تہمت تقیہ و نفاق کی لگاتے ہیں اور اُن کے مریدین و شاگردین طرح طرح کی بے ادبیاں خدمت بزرگانِ دین میں کرتے ہیں سخت جاہل اور گستاخ ضال و مضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق توبہ عطا فرمائے اور توبہ اُن کی قبول فرمائے۔

خاکسار
حافظ سراج الدین حنفی ابوالحسینی بدایونی

☆

مولانا غلام شبر قادری بدایونی

تلمیذِ تاج الفحول، مرید و خلیفۂ خاص سرکار نور

حضور اقدس مرشدی و مولائی، قبلہ و کعبہ ام حضرت میاں صاحب قبلہ سید شاہ ابوالحسین صاحب احمد نوری دامت برکاتہم و فیوضہم نے جو رسالے افضلیت حضرات شیخین رضی اللہ عنہما اور دیگر عقائد میں تالیف و تصنیف فرمائے ہیں موافق مذہب جمہور ائمہ اہل سنت و جماعت رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے ہیں۔ کتب دینیہ میں جس طرح سے عقیدہ افضلیت جناب خاتم رسالت ﷺ کا دیگر انبیائے عظام پر اور افضلیت دیگر انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کا باقی افراد بشری پر بمعنی فضل کلی یعنی اکرمیت عنداللہ و قرب رب الارباب کے مصرح ہے اسی طرح فضل کلی علی الاطلاق حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کا جناب مرتضوی کرم اللہ وجہہ سے اور دیگر اصحاب باصفا پر باجماع اکابرِ دین محقق و منقح ہے۔

چوں کہ بعض حضرات اہل بدایوں میں جن کے اسلاف کرام عمائد و اخیار میں محسوب تھے اور اُن کی اولاد اب بھی رؤسا و اہل علم و فقر جانے جاتے ہیں اور اباً عن جدٍ غلام خاندانِ برکاتی ہوتے

آئے ہیں اور باوجود اِدعائے سنیت میلان بہ رفض رکھتے ہیں مسئلۂ تفضیل کا شور وشغب زیادہ ہے، علمائے اہل سنت سے اُن کے دلائل قاہرہ سن کر مناظرۂ تحریری وزبانی سے ہمیشہ گریز کر جاتے ہیں۔ اگر مجبوراً کسی جلسے میں گھر جاتے ہیں اور اُن سے دلیل اُن کے مذہب کی پوچھی جاتی ہے تو سوائے افترا و بہتان کے کچھ جواب نہیں۔ بعض فرماتے ہیں کہ ہم خلافتاً حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کو افضل جانتے ہیں لیکن قرب ربانی اور عرفانِ الٰہی میں حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو افضل جانتے ہیں اور یہی عقیدہ اہل سنت کا ہے۔ جب پوچھیے کہ دلیل بیان کیجیے یا جن کا آپ اتباع وتقلید کرتے ہیں اُن کا نام لیجیے تو سوائے اِس کے کہ ہم ایسا ہی جانتے ہیں اور یہ عقیدہ بلا ذریعے آسمان سے ہمارے قلب میں آیا ہے اور کچھ جواب نہیں۔ اِن حضرات سے خطاب کرنا ہمارا کام نہیں۔

اہل علم خود سمجھ لیں کہ یہ کیا دعویٰ ہے اور اِس مدعیٰ پر شریعتِ نبوی کیا حکم دیتی ہے؟ بعض کا قول ہے کہ عقیدہ ہمارا مثل فرقۂ مذکورہ بالا ضرور ہے، لیکن ہم سنی تفضیلی ہیں۔ اس گروہ کی بھی کتب مذہب مثل قرآن روافض کسی غار میں مستور ہیں۔ اِن حضرات سے ہم صرف اتنا گزارش کرتے ہیں کہ مفضلہ اہل سنت سے نہیں، بلکہ رافضی ہیں۔ علمائے اہل سنت غلاۃ رفضہ اور مفضلہ کا ذکر اور رد ایک ساتھ فرماتے ہیں۔ بلکہ یہ مطرود روافض ومردودِ اہل سنت ہیں۔ اگر سند کی ضرورت ہو ملاحظہ کیجیے حضرت عمدۃ المفسرین زبدۃ المحدثین مولانا محدث دہلوی صاحبِ اثناعشریہ قدس سرہ باب اول تحفہ کیفیت حدوث تشیع میں ارشاد فرماتے ہیں، ملخصاً تحریر ہے:

> کلاں تر ایں گروہ عبداللہ بن سبا یہودی یمنی صنعانی بود کہ سالہا در یہودیت علم تلبیس واضلال افراختہ شود و دغا وغل باختہ خیلے پرکار برآمدہ بود ہر کسے را از اہل فتنہ بطورے فریب دادن آغاز نہاد اولاً اظہار کمال محبت واخلاص بخاندان نبوی و دودمان مصطفوی وتحریض برمحبت اہل بیت واستحکام دریں امر شروع کرد ایں معنی مقبول خاص وعام ومرغوب کافہ اہل اسلام گردید چوں جماعہ را بایں دام گرفتار کرد اولا القانمود کہ جناب مرتضوی بعد از پیغمبر افضل مردم واقرب ایشاں است بسوئے پیغمبر وصی او وبرادر او وداماد اوست ہرگاہ دید کہ تلامذۂ او بتفضیل جناب مرتضوی برجمیع اصحاب قائل شدند جماعہ را از خلص اخوان خود سر دیگر تعلیم کرد کہ

جناب مرتضوی وصی پیغمبر بود و پیغمبر او را بنص صریح خلیفہ ساختہ و خلافت او در
قران مجید از آیہ اِنَّمَا ولیکم اللّٰہُ وَرَسُوْلُہ مستنبط می شود لیکن صحابہ بغلبہ و
مکر وصیت پیغمبر را ضایع ساختند وحق مرتضٰی را تلف نمودند و ہر ہمہ برائے طمع دنیا
از دیں برگشتند و بر یک را بکتمان ایں سر وصیت بالغہ نمود چون دید کہ ایں تیر او
ہم بر ہدف نشست جماعہ را از اخص الخواص شاگردانِ خود بر چیدہ بعد از گرفتن
عہد سر دیگر باریک تر درمیان نہاد اعلَمُوْا ان عَلیًّا ھو الا لہ و لااِلٰہ اِلَّا ھُو
پس لشکریاں حضرت امیر بسبب رد وقبول وسوسہ ایں شیطان لعین چہار فرقہ شدند
اول فرقہ شیعہ اولٰی وشیعہ مخلصین کہ پیشوایان اہل سنت و جماعت اند وایں گروہ
من جمیع الوجوہ از شرآں ابلیس محفوظ ماندند دوم فرقہ شیعہ تفضیلیہ کہ جناب
مرتضوی را بر جمیع صحابہ تفضیل می دادند سوم فرقہ شیعہ سبیہ کہ جمیع صحابہ را ظالم و
غاصب بلکہ کافر ومنافق می دانستند چہارم فرقہ شیعہ غلاۃ قائل بالوہیت آنجناب
شدند اما غلاۃ پس بجہت ظہور بطلان معتقد ایشاں ہذیانات آنہارا کسے گوش نمی
کرد اما تفضیلیہ پس بایں جہت کہ از ہر دو طرف راندہ در وسط ماندہ بودند سبیہ
وتبرائیہ ایشاں را از خود نمی شمردند و در عداو شیعہ علی نمی آوردند کہ داد محبت اہل بیت
کہ بزعم ایشاں منحصر در سب وتبرائے صحابہ واز واج است نمی دہند و جماعہ مخلصین
آنہارا برغیر روش جناب مرتضوی دانستہ ومورد وعید آنجناب انگاشتہ تحقیر وتذلیل
می کردند لا فِی العیر و لاَفِی النفیر درحق ایشاں راست آمد۔

اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ مفضلہ روافض متبعین ابن سبا ہیں۔ بعض فرماتے ہیں کہ گو صوفیہ
متقدمین مسئلۂ تفضیل کو موافق مذہب اہل سنت کتابوں میں درج فرما گئے، لیکن ہمارے آبائے
کرام کو سینہ بہ سینہ تعلیم کرتے آئے کہ زبان سے موافق اہل سنت کہنا اور دل میں مثل روافض دوسرا
عقیدہ رکھنا۔ ان حضرات کی خدمت میں چند التماس ہیں:

اول بکمال ادب پوچھتے ہیں کہ مطابق آپ کے بیان کے حضرات مشائخ افضل البشر
بعدالانبیاء فی العرفان علی کرم اللہ وجہہ آپ کو تعلیم کر گئے اور وصیت اخفائے مذہب حسب قول
روافض استر مذھبك بھی پھر آپ خلاف معمول ووصیت آبا اقرار زبانی وتحریری سے انکار اور

بایں زور وشور افضلیت حضرت مولیٰ رضی اللہ عنہ کا اظہار اب کس طرح فرماتے ہیں؟ یا وہ وصیت مثل متعہ روافض موَقت تھی؟ یقیناً اس کا جواب آپ کچھ نہ دے سکیں گے۔ مگر ہمارے ذہن میں ایک جواب آتا ہے، مرہونِ منت ہوکر آئندہ یاد رکھیے وھو ھذا اگر بقول آپ کے آپ کے بزرگوں نے وصیت اخفائے مذہب کی تو صرف بہ نظر ایفائے بیعت وخوف سلب ایمان کے، اولاً جن عرفا سے اُن کو شرف بیعت حاصل تھا وہ اپنے وقت میں ایسے باعظمت وتصرف تھے کہ جو شخص اُن کے سلسلے میں داخل نہ ہوتا تھا بالکل پایہ اعتبار واعزاز سے ساقط ہوتا تھا اور مریدان وخلفا کی نہایت عظمت وخدمت ہوتی تھی اگر احیاناً کوئی شامت زدہ براہ انکار چلتا خسران دینی ودنیوی سر دست موجود تھا۔ لہٰذا اُن کو ضرور ہوا کہ بغرض حصول اعتبار مرید بھی ہوں اور پھر انکار واختلاف ظاہری بھی نہ کرسکیں۔ اب آپ کو اُن کے جانشینوں کے ایمان میں بھی کلام ہے تا بعرفان چہ رسد؟ کیا ہے جو چاہیے فرمایے۔

ثانیاً جب سرخیل قافلہ بلکہ اُن کے اکثر متبعین مذہب اہل سنت پر دستخط کر چکے، اب اپنے خاص احباب کے روبرو مخالفت عقائد کا اظہار اور تحریروں کے عدم شیوع پر اصرار کیوں ہے؟ وہ کتابیں جواب اپنے بعض احبائے جہال یا بعض اطفال خورد سال کو دکھاتے ہیں کاش ایک بار ہمارے روبرو بھی سند میں پیش ہوئیں تو آئندہ کو نہ دھوکہ دہی موقوف اور باب افساد عقائد مسدود ہو جاتا۔ لیکن ہم کو ضرور ہے کہ اُن آپ کے مکائد کو ظاہر کردیں، گو بحمد اللہ اب تک اہل سنت میں سے کوئی آپ کے دام تزویر میں نہیں آیا۔ لیکن بعض کم علم مشتبہ ضرور ہو گئے ہیں۔

'آئین احمدی' نام جو ایک کتاب سرکار مارہرہ شریفہ کے کتب خانے کی آپ کے ہاتھ آ گئی ہے جس کو آپ خاص مصنفہ حضور پرنور قبلہ جسم وجاں حضرت اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ظاہر کر کے بعض عبارات سے جو مثبت فضائل حضرت مولیٰ کرم اللہ وجہہ الاسنیٰ ہیں اکثر لوگوں کو دھوکے میں ڈالتے ہیں اور کم علموں سے افضلیت فی العرفان اُس کے معنی بیان کرتے ہیں نہ حضور پرنور جناب مرشدی قدس سرہ کی تصنیف ہے اور نہ کسی خاص خلیفہ ومرید کی، نہ اس پر وثوق ہے کہ وہ جزواً یا کلاً حضور نے ملاحظہ فرمائی، نہ اُس کے جامعین نے لحاظ تحقیق وتحریر روایات کتب اہل سنت کیا، بلکہ حسب ارشاد حضور والا بہت سے خدام ذوی الاحترام نے خلاصہ واصول اُن

علوم وفنون کے جن کی کتابیں سرکار میں موجود تھیں ایک مجموعہ ترتیب دیا، بعض فنون میں جو مختصر رسائل متقدمین مل گئے بعینہٖ درج کر دیے، بعض علوم ملخصاً وملتقطاً خود تحریر کر کے شامل کر دیے۔ جس کی جلدیں قریب ساٹھ کے تھیں، اب بھی چند جلدیں سرکار میں موجود ہیں، باقی اکثر تلف ہوگئیں۔ معلوم نہیں کہ وہ عبارت جو آپ اکثر لوگوں کو دکھلاتے ہیں اُن اقسام دوگانہ سے کون سی قسم کے تحت میں داخل ہے؟ اگر رسائل متقدمین سے نہیں تو جامع ومصنف اُن کا کون ہے؟ پھر آیا مصنف نے وہ خاص اپنا عقیدہ لکھا ہے یا کسی خاص گروہ کا؟ اگر یہ بھی ہم تسلیم کر لیں کہ وہ کتاب مصنفہ حضور پرنور جناب اچھے میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور وہ عبارت بھی خود حضور ہی نے لکھی ہے تو وجہ عدولِ مذہب آبائی سے بیان کیجیے اور نشان دیجیے کہ اُس کتاب یا دوسری تصنیف میں حضور نے جناب قبلۃ العرفا سندالوقت میر عبدالواحد صاحب بلگرامی اور حضور محبوب العاشقین سیدی سندی حضور سید شاہ حمزہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضور حجۃ الکاملین میر سید محمد صاحب کالپوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریرات کی تضعیف یا تضلیل فرمائی اور ہم پر اُس کے حجت ہونے کے کیا وجوہ ہیں؟

اِس سے بڑھ کر تعجب انگیز یہ امر ہے کہ اُسی کتاب، اُسی فصل میں جو مضامین اُنہیں شرائط سے جو آپ کی عبارات استدلالی میں ہوں اگر خلاف آپ کے مدعا کے درج ہوں تو وہ قابل لحاظ نہ ٹھہریں، اُس کتاب میں جس جگہ کوئی عبارت بقول آپ کے مفید مطلب تحریر تھی (حالانکہ یہ گمان غلط ہے) اُسی جگہ آپ کے بالکل خلاف بھی مندرج ہے۔ آپ کا اُس کتاب کو چھپانا بے وجہ نہ تھا، مگر آپ کی قسمت کا لکھا کہ وہ کتاب ایک شب کو کسی آپ کے نیازمند خاص کے ہاتھ لگ گئی، مقامات متعددہ سے چند عبارتیں جو نقل کی گئی ہیں کچھ اس وقت حاضر کرتے ہیں، کچھ پھر پیش کی جائیں گی۔ کتاب نکالیے اور مطابقت کیجیے، اگر واقعی وہ عبارتیں کتاب مذکور میں پائی گئیں تو آپ پر حجت تمام ہوگئی۔

آئین احمدی در فصل ثانی بیان تصوف وصوفی متعلق قسم ثالث عشر فی شغل الاعظم فرمودہ:

لان الصّفاصفة الصّديق اِن اردت صوفيا على التحقيق از آنچہ کہ صفا را اصلی است وفرعی اصلش انقطاع دل از اغیار فرع خلو دل از دنیائے غدار وایں

صفت صدیق اکبرست رضی اللہ تعالیٰ عنہ ازآنچہ کہ امام اہل طریقت بعد النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام او بود ۔اے برادر! سہ قوانین وملوک فاش کردن ممنوع است ایں خودسرحق است واظہار آں کفراست نعوذ باللہ منہا چنانچہ درخبر است چرا کہ اگر بردست ناشایشتہ بہ افتد ہلاک گردد مگر طالب صادق کہ لائق ایں اسرار باشد پوشیدہ نباید داشت چناں چہ حضرت مصطفیٰ ﷺ می فرماید من وضع الحکمة بغیراهله فقد ظلم ومن منع عن اهله فقد ظلم . کس راد ہند ایں اسرار کہ او باشد چو بوبکر یار غار انتہی بلفظہ الشریف۔

یہ وہ کتاب ہے جس پر آپ کو مدت سے ناز تھا۔فرمایئے امام اہل طریقت بعد النبی ﷺ کے کیا معنی ہیں؟ کیا کہہ دوگے کہ صرف نماز کے امام تھے۔ جو کتاب آپ نے استناداً دکھائی تھی اُس سے بحول اللہ ہم اپنا مدعا ثابت کر چکے۔ اب ہم اپنے انہیں مرشدان عظام کے مصنفات پیش کرتے ہیں بغور وانصاف ملاحظہ کیجیے۔ حضور محبوب العاشقین سیدنا ومولانا حضرت سید شاہ حمزہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ 'فص الکلمات' جلد اول میں جو مؤلفہ حضور والا بلکہ خود حضور کے دست مبارک کی تحریر ہے ارشاد فرماتے ہیں:

کلمة اللّٰه فی احوالِ اَولیاء اللّٰه تعالی ابوبکر رضی اللّٰه عنه الا ان اولیاء اللّٰه لا خوف علیهم ولاهم یحزنون۔ شیخ الاسلام واز بعد انبیا خیر الانام خلیفہ پیغامبر وامام وسید اہل تجرید وشاہنشاہ ارباب تفرید و پر اکرامات مشہور ومشائخ وے را مقدم ارباب مشاہدہ دانستہ اند مرقلت حکایت را چوں بشب نماز کردے قرآن نرم خواندے وعمر رضی اللہ عنہ بجہر خواندے پرسید رسول اللہ ﷺ از ابوبکر رضی اللہ عنہ کہ چرا نرم می خوانی گفت انا اسمع من اناجیه از آنکہ می دانم کہ از من غائب نیست و بہ نزدیک وے نرم بلند یکساں است وے را صدیق گویند والصدیق من الناس من کان کاملا فی تصدیقه لما جاء ت به رسل اللّٰه عملاً و علماً قولا وفعلا ولیس یعلوا من مقام الصدیقیة الا مقام النبوة قال اللّٰه تعالی اولئك الذین انعم اللّٰه علیهم من النبیین

والصدیقین والشھداءِ والصّالحین فلم یجعل سبحانه بین مرتبی النّبوّة وَالصِّدّیقیة مرتبة اُخریٰ یتخللها والیه الا شارة بقوله علیه السَّلامِ کنتُ انا وَ اَبُوبکر کفرسی رھان فلو سبقنی لامنت له ولکن سبقته فامن لی۔ وے گوید مارایت شیئاً اِلّا ورایت اللّٰه قبله۔

ہرآنکس را کہ وحدت درشہوداست　　نخستیں نظر در نور وجود است

صدیق وقتے بلال راخرید رسول ﷺ فرمود کہ مراشریک کن دربیع بلال صدیق گفت یارسول اللہ خدائے لاشریک است ایں سخن بس بلنداست بفہم کم آید چون وے رابخلافت بیعت کردند برمنبر شدوخطبہ کردواندرمیانہ خطبہ گفت واللّٰہ ما کنت حریصاً علی الامارة یوماً ولا لیلة ولا کنت راغباً ولا سالتھا اللّٰه قط فی سِرٍّ وَعَلَانیة وَمَا لی فِی الْاِمَارَةِ مِنْ راحَةٍ پس اقتدائے ایں طائفہ بتجرید وتمکین وحرص برفقر وتمنی ترک ریاست بدواست۔

اب حق واضح ہوگیا اور آفتاب تحقیق وسط السما میں پہنچا۔ برائے خدا مکابرے سے باز آیئے اور کچھ پاس بیعت فرمایئے، ورنہ بیعت وایمان کا ایسا ارتباط نہیں کہ یہ سہل ایک دوسرے سے جدا ہوں۔ مخالفت عقائد مرشداں باعث فسخ بیعت اور فسخ بیعت کا جو نتیجہ ہے وہ ظاہر ہے۔ کاش اس توریے و تقیے کا اہتمام خاص اپنے آبائے کرام پر ہوتا۔ دلیری دیکھیے کہ چشم حیا وغیرت بند کر کے کہہ دیا کہ ”تمام مشائخ کرام ومسند نشینان وخلفائے سرکار مارہرہ کا مذہب بھی تفضیل حضرت مولیٰ کرم اللہ وجہہ ہے“۔ پھر یہ افترا نہ صرف انہیں حضرات بابرکات کی نسبت ہے جو عالم شہادت سے تشریف لے گئے بلکہ حضرت زبدۂ ارباب طریقت عمدۂ اصحاب حقیقت جناب میاں صاحب قبلہ اور حضرت قامع الروافض مولانا وملاذنا جناب مولوی محمد عبدالقادر صاحب دامت برکاتہما کو (کہ اِن دونوں حضرات بابرکات کے کتنے ہی رسالے عقائد اہل سنت میں بزبان عربی و فارسی طبع ہو کر مشتہر ہوئے) اِس افترا میں شامل کرلیا اور کہہ دیا ”یہ دونوں حضرات بھی گوشۂ تنہائی میں ہمارے مذہب کی حقیقت کی تصدیق فرماتے ہیں“۔ اگر اِن حضرات کی وہ تصنیفات آپ کی استعداد سے باہر تھیں تو رسالہ العسل المصفیٰ بزبان اردو موجود تھا اور رسالہ ’احسن الکلام‘ کا بھی مولوی غلام سادات

صاحب نے آپ جیسے ہی صاحبوں کے سمجھنے سمجھانے کی غرض سے ترجمہ طبع کرادیا تھا۔

جوحضرات کہ مدت سے ردروافض ومفصلہ فرمارہے ہیں کیوں کر تقیے میں خود مبتلا ہو سکتے ہیں؟ یہ حضرات ورثہ انبیا علیہم السلام اور نائب ائمہ کرام ہیں۔ جبر وحکومت آپ کا بعضے سلاطین جابر عباسیہ سے اور دارالامارہ آپ کا دارالخلافۃ بغداد سے زیادہ نہ تھا، علمائے اہل سنت نے اُس وقت بھی کیسے احقاق حق میں مداہنت روا نہ رکھی، گو جانیں تلف ہوگئی ہوں۔ عبارت 'آئین احمدی' 'فص الکلمات' سے جو ہم نے اوپر نقل کی اور 'سبع سنابل شریف' مصنفہ حضور قبلۃ العرفا سند الوقت میر عبدالواحد صاحب بلگرامی قدس سرہٗ سے جس کی اکثر عبارتیں بعض حضرات نے اِسی مجموعے میں نقل کیں ہیں۔ علاوہ برآں وہ کتاب مشہور ہے، حق ہونا تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما کا اور یہی عقیدہ ہر ایک صاحب سجادہ کا ثابت ہوگیا۔

لیکن ہم پر جس طرح یہ ضرور تھا یہ بھی لازم ہے کہ آپ کے نسبی بزرگوں پر سے بھی اس الزام کو رفع کریں۔ جناب عمدۃ المفسرین، زبدۃ الکاملین قاضی عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ (کہ مرید حضور غوث الاسلام والمسلمین حضرت سید شاہ آل احمد قدس سرہٗ الشریف اور خلیفہ حضور قطب الواصلین حضرت سیدنا ومولانا سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہ کے تھے) جو ہم سے زیادہ آپ کے واجب التعظیم ہیں اور ہمارے اور آپ کے نزدیک جامع علوم ظاہری و باطنی تھے، کتاب 'اخبار الابرار' میں جو مصنفہ جناب قاضی صاحب مرحوم بلکہ اُن کے دست خاص کی لکھی ہوئی تھی اور اِس وقت تک اس طرح پر محفوظ ہے کہ آپ نہیں فرما سکتے کہ ''اُس میں کچھ تصرف کسی مخالف کا ہوا ہو''۔ باب مناقب صحابہ کرام میں فرماتے ہیں:

> باید دانست کہ اجماع اہل سنت و جماعت براں منعقد گشتہ کہ خلفائے اربعہ را افضل ایشاں دانند بر ترتیب خلافت وابوشکور سالمی کہ از اکابر علمائے حنفیہ است در تمہید خود آوردہ کہ بعد خلفائے اربعہ افضل الناس اہل بیت رسول اللہ ﷺ اند۔

اور فضائل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں فرماتے ہیں:

> حضرتش خلیفہ اول و یکے از عشرۂ مبشرہ وافضل البشر بعد آں سرور باجماع امت وبہ فحوائے کلام ربانی بودہ حیث قال و سیجنبها الاتقى الذى يوتى ماله

یتزکیٰ پس بمقتضائے آیہ کریمہ ان اکرمکم عنداللّٰہ اتقٰکم درافضلیت
وے برسائرصحابہ اشتباہے وارتیابے نماندہ وہم چناں آیات دیگر برفضائل
اوودال است کما قال اللّٰہ تعالیٰ ثانی اثنین اذھما فی الغار اذیقول
لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا چوں کہ ایں فضائل ثلثہ بہ نص قرآنی دروے
یافتند وے رابامرخلافت مخصوص نمودند۔

اب ذرا اہل انصاف غورفرمائیں کہ یہ عبارت لکھنے والا تقیہ وتوریہ کرسکتا ہے؟ کیا اِس عبارت میں کوئی ایسا پیچ رکھا گیا ہے کہ جس سے اس کی نقیض ثابت ہوسکے؟۔اولاً ہم جناب قاضی صاحب مرحوم کی عبارت کی کچھ تفصیل اور نکات ظاہر کرتے ہیں، بعدہٗ ہم بطور نمونہ چند وہ عبارتیں بھی نقل کریں گے جو سراپا تقیہ وتوریہ سے بھری ہیں۔

قاضی صاحب کی تحریر سے چند امور ظاہر ہوگئے۔اولاً یہ کہ مجرد خلافت وسلطنت اسلام کی باعث اعتقادعقیدۂ افضلیت کے نہیں بلکہ افضلیت واکرمیت عنداللہ آپ کے مراتب دینی میں عنداللہ و عندالرسول قبل خلافت سے بھی مسلمات اہل اسلام سے تھیں،لہٰذا خلیفہ بھی آپ ہی کیے گئے۔

ثانیاً جس طرح منکر حقیت خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مخالف اجماع ہے،اُسی طرح منکر افضلیت بھی۔

ثالثاً روایات واقوال مؤرخین جو بعض صحابہ یا تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کی نسبت بے سند لکھ دیتے ہیں کہ ''یہ مسئلہ اختلافیہ ہے جس کے خلاف اعتقاد کرنے میں کچھ قباحت نہیں''اِس قسم کے اقوال بے سند باطل محض ہیں، ورنہ اکابر محققین وائمہ دین کبھی دعوی اجماع کا نہ فرماتے۔

رابعاً عقیدۂ افضلیت علی الترتیب کو جو بعض احمق تاویل کرکے بمعنی حقیت خلافت یا افضلیت فی امرالسلطنت ٹھہراتے ہیں یہ اُن کی محض سفاہت ہے کہ حقیت خلافت کا عقیدہ اور ہے اور افضلیت کا عقیدہ اور ہے۔اہل سنت کے نزدیک دونوں کی ترتیب ایک سی ہے اور مفضلہ کے نزدیک خلافت علی الترتیب حق ہے،مگر افضلیت علی الترتیب نہیں ہے۔

خامساً بعض نافہم جو عقیدۂ افضلیت جناب مرتضوی رضی اللہ عنہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پر مذہب اولیائے کرام کا بتاتے ہیں وہ لوگ درپردۂ دوستی دشمنی اولیائے کرام کرکے اُن کو مخالف

اجماع اور گمراہ ٹھہراتے ہیں۔ع

دوستیٔ ابلہاں خود دشمنی است

حالاں کہ خود اکابر اولیاء اللہ نے بھی کتب مشہورہ میں افضل الاولیا اور امام اہل طریقت ہونا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تسلیم فرمایا ہے اور مفضلین جناب مرتضوی رضی اللہ عنہ کو جناب شیخین رضی اللہ عنہما پر رافضی ٹھہرایا ہے پس جو شخص منکر افضلیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہو خواہ اُن کو جناب مرتضوی رضی اللہ عنہ سے کم درجہ بتائے یا اُن کو فضل میں برابر سمجھے قول اُس کا غلط ومردود ہے۔

اب ہم اپنے اُس وعدے کا ایفا کرتے ہیں اور وہ عبارتیں نقل کرتے ہیں جس سے حال تور یہ بخوبی عیاں ہو جائے۔بعض حضرات اِسی محضر میں لکھتے ہیں:

اگرچہ رسالہ اُن کا خود نہیں دیکھا، لیکن تقریراً مَیں نے میاں صاحب سے مفصل سنا ہے۔

یہ اِس واسطے کہ اب گنجائش پیدا ہو کہ میاں صاحب نے وقت تقریر ہمارے موافق فرمایا تھا۔بعض کہتے ہیں:

ہمارا عقیدہ موافق عقیدہ جناب قدوۃ السالکین حضرت سید شاہ آل رسول صاحب قدس سرہ کے ہے اور عقیدہ جناب میاں صاحب قبلہ کا موافق اُن کے اور خاندان کے ہے۔

اور لکھتے ہیں کہ ''ما قصہ سکندر ودارا نخواندہ ایم''۔اِس مصرعے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسائل دینیہ قصہ سکندر ودارا ہیں اور مافی الضمیر کا پورا اظہار ہو گیا۔اب ناظرین نکتہ بیں بہ نظر انصاف ملاحظہ کریں کہ ان عبارات منقولہ سے ہمارے دعوے کا اثبات ہو گیا یا نہیں؟۔اللّٰھم أرنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وأرنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه آمین۔

پس جو شخص دعویٔ اعتقاد اولیائے کرام خصوصاً انسلاک سلسلۂ عالیہ برکاتیہ قادریہ چشتیہ کا رکھتا ہو اور پھر جناب مرشدنا ومولانا حضور میاں صاحب قبلہ وکعبہ کے رسائل تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما کو (جو خلاصۂ تحقیقات اکابر ومشائخ ظاہر وباطن ودودمان عالی شان ہے) برا کہے وہ مخالف

اولیائے کرام اور خارج از سلسلۂ علیہ برکاتیہ ہے۔ باقی رہے خیالات مذاق شاعری کے کہ شاعران عیار وطرار اپنے اشعار میں جناب مرتضوی کرم اللہ وجہہ کو بہ جز جناب سید المرسلین ﷺ کے دوسرے انبیائے عظام علی نبینا وعلیہم السلام پر بھی تفضیل دیتے ہیں بلکہ بمقابلہ حضرت مرتضوی کرم اللہ وجہہ کلمات تنقیص شان حضرت خلیل الرحمان وحضرت کلیم اللہ وحضرت روح اللہ وغیرھم من الانبیاء الکرام علی جمیعھم الصلوٰۃ والسلام کے نظم کرتے ہیں چہ جائے کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے۔ پس یہ الحاد قبیح ہے اور اپنی خوشی سے راضی ہو کر اُن خیالات و خرافات کا سننا، پڑھنا بھی کفر صریح ہے۔ اعاذنا اللّٰہ وجمیع المؤمنین من ھذا البلاء المبین والحمد للّٰہ اولاً وآخراً و صلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

حررہ

عبدہ غلام صدیق معروف بہ غلام شبر حنفی قادری

ابوالحسینی صدیقی محمدی بدایونی

غفراللہ لہ ولوالدیہ واحسن الیھما والیہ

بالنبی والہ وصحبہ وأولیاء امتہ

(علامت مہر)

☆☆☆

جواب سوال ہذا میں بعض صاحبزادوں یا خلفا نے جو کچھ تحریر کیا ہے تحریرسکنائے بدایوں سے علیحدہ درج ہے۔

صاحبزادہ حضرت سید امیر حیدر قادری برکاتی

نواسۂ حضرت ستھرے میاں، خلیفۂ خاتم الاکابر

عقائد میاں صاحب کے سب مطابق عقائد حضور پرنور جدی و مولائی پیر و مرشد برحق سید شاہ آل برکات عرف ستھرے میاں صاحب قدس سرہٗ الشریف اور موافق عقائد حضور ماموں صاحب قبلہ و کعبہ سید شاہ آل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ جو شخص میاں صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ کے عقائد کو مخالف ہم لوگوں کے یا اُن کے اسلاف کرام کے جانتا یا کہتا ہے مفتری ہے۔

العبد

فقیر سید امیر حیدر عرف گورے میاں خادم برکاتی

☆

صاحبزادہ حضرت سید ابن حسن قادری برکاتی

ابن حضرت سید امیر حیدر، مرید خاتم الاکابر، خلیفہ سرکار نور

رسائل حضور جناب میاں صاحب قبلہ و کعبہ مدظلہم العالی کے مَیں نے دیکھے، جو عقائد اُن میں درج ہیں یہی میرے سب بزرگانِ خاندان کے ہیں۔ خصوصاً میرے حضور پُرنور قبلتی و کعبتی حضور سیدنا و مولانا و مرشدنا سید شاہ آل رسول صاحب احمدی قدس اللہ سرہٗ الشریف کے یہی عقیدے تھے۔ جو کوئی حضور میاں صاحب قبلہ و کعبہ پر تہمت تقیہ و نفاق کی لگاتا ہے وہ بدمذہب و کاذب و مفتری ہے۔

حررہ

فقیر سید ابن حسن قادری برکاتی آل رسولی

ابن سید شاہ امیر حیدر عرف گورے میاں صاحب قبلہ

دام ظلہم العالی خلیفہ حضور پرنور مرشدی رحمۃ اللہ علیہ

☆

صاحبزادہ حضرت سید ابن حسین قادری برکاتی

ابن حضرت سید امیر حیدر مارہروی و مرید حضور خاتم الاکابر

جناب بھائی صاحب قبلہ و کعبہ سید شاہ ابوالحسین صاحب کے عقائد سب مطابق عقائد مرشد برحق حضور پرنور سیدی و مولائی حضرت سید شاہ آل رسول صاحب احمدی قدس اللہ سرہٗ الشریف کے ہیں۔ جو کوئی جناب میاں صاحب قبلہ و کعبہ کی نسبت تہمت تقیہ و نفاق کی لگا تا ہے وہ شخص بدمذہب و مفتری ہے اور حضور میاں صاحب قبلہ کا عقیدہ موافق اُن کے اسلاف کرام کے ہے۔

الراقم فقیر سید ابن حسین معروف بہ سید فضل حسین
قادری برکاتی آل رسولی مارہروی

☆

صاحبزادہ حضرت سید شاہ ظہور حیدر قادری برکاتی

نواسہ و مرید حضور خاتم الاکابر، خلیفۂ سرکار نور

جو عقیدہ کہ جناب برادر صاحب قبلہ سید شاہ ابوالحسین صاحب احمد نوری عرف میاں صاحب سجادہ نشین و متولی کا ہے یہی عقیدہ میرے بزرگان خاندان اور نیز حضرت جناب نانا صاحب قبلہ سید شاہ آل رسول صاحب پیر و مرشد برحق قدس سرہٗ کا تھا۔ وہی عقیدہ فقیر کا مسئلہ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما میں اور دیگر عقائد میں ہے۔

راقم فقیر سید ظہور حیدر
مرید و نواسہ حضور پُر نور سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ

☆

حافظ شاہ محمد عمر دہلوی

رسالہ العسل المصفی و رسالہ 'سوال وجواب' و رسالہ 'دلیل الیقین' مؤلفہ حضرت مخدومی مطاعی، ذوالمناقب جناب سید شاہ ابوالحسین صاحب عرف جناب میاں صاحب قبلہ مارہروی ادامہ اللہ سبحانہ علی رؤوس المسترشدین بالافاضۃ کا موافق قول جمہور علمائے کرام و

مطابق عقائد صوفیہ صافیہ قدس اللہ اسرارہم ومماثل عقائد خاندان برکاتیہ مارہرویہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ہے اور یہی عقیدہ احقر کے آباواجداداور راقم ننگ خاندان کا ہے۔

کتبہ احقر محمد عمر عفی عنہ

☆

بعد تکمیل محضر ہذا نقل تحریر کرامت تاثیر خدام حضور پرنور مرشدی ومولائی دامت برکاتہم علی رؤوس المسترشدین جو بتاریخ سوم ربیع الثانی ۱۳۰۳ھ [۱۸۸۶ء] مقام بڑودہ ملک گجرات سے تخاطب عام مریدین دودمان عالیشان صادر ہوئی درج رسالہ ہذا کر کے مشتہر کی جاتی ہے:

الحمد للّٰہ رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوة والسلام علی رسولہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین اما بعد

فقیر حقیر سید ابوالحسین احمد نوری ملقب بہ میاں صاحب قادری برکاتی بخدمت کافۂ انام اہل اسلام خصوص مریدان خاندان ومریدان ذات خاص یہ خطاب کرتا ہے کہ عقیدہ اِس فقیر کا اور اسلاف کا اور اساتذۂ فقیر کا وہی ہے کہ جس کو فقیر بے سروپا العسل المصفی اور 'دلیل الیقین' میں ظاہر کر چکا اب جو صاحب کہ خلاف اِس کے ہوں اُن سے فقیر بری ہے اور وہ فقیر سے بری ہیں۔وما علینا الا البلاغ

تحریر ۳ ربیع الثانی ۱۳۰۳ھ مقام گجرات بڑودہ

علامت مہر (ابوالحسین احمد نوری)

المشتہر عبدہ غلام شبر حنفی قادری

☆☆☆

رحمة الله و برکاته علیکم اهل البیت انه حمید مجید
الحمدللہ کہ در بیان عقیدۂ تفضیل ایں تحریر جمیل مجموع از
کلمات طیبات خاندانِ برکات دامت فیوضہم
مسمّی بہ اسم تاریخی

خزائن برکاتیہ

۱۳۰۶ھ
ملقب بہ لقب مشعر سال عیسوی

سیفی علویاں بر مذاق بہتانیاں

۱۸۸۹ء

تالیف لطیف

جناب مولوی صاحب والا مناقب مولوی غلام شبر صاحب بدایونی قادری برکاتی

بفرمائش

حضرت سید محمد اسماعیل حسن میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم

در مطبع صبح صادق واقع ضلع سیتا پور
بتاریخ بستم ماہ جنوری بررونق طبع مزین گردید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اللّٰھم لك الحمد یا اله محمد وربه شرف باعلی صلواتك نبیك الكریم وحزبه
واله الاطهار وصحبه رب صلاة تربو وتنمو كمثل حبة انبتت سبع سنابل فی
كل سنبلة مأة حبة اَمَّا بَعۡدُ

حضرت امیر المؤمنین، امام المتقین، افضل الاولیاء بالیقین جناب سیدنا ابوبکر صدیق اکبر و حضرت امیر المومنین امام العادلین، اکمل العارفین بعد العتیق الامین جناب سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا درجات اکملیت ذاتیہ ومعرفت الٰہیہ وقرب بارگاہ وکرامت عنداللہ میں حضرت شاہ ولایت، آدم الاولیا، امام الاصفیا امیر المومنین مولیٰ المسلمین حضرت سیدنا ومولانا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی سے اکمل وافضل ہونا اگرچہ ایسا مسئلہ نہ تھا جس میں متبع اولیا و علمائے اہل سنت کو جائے سخن ہو، مگر تاہم اس زمانۂ فساد وفتن میں بعض حضرات افضلیت مسلمہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں طرح طرح کی شاخیں نکالتے اور امور سیاست ونظم مملکت وغیرہا ظاہری باتوں پر ڈھالتے تھے اور طرفہ یہ کہ اُن میں جو صاحب خاندان عالی شان برکاتی عظم الله شانه فی الحاضر والآتی سے اپنا انتساب ظاہر کرتے وہ اِس عقیدۂ قطعیہ کی تہمت شنیعہ حضرات عالیہ دودمان مبارک پر دھرتے۔ لہٰذا علماوعرفائے اہل سنت نصرهم الله تعالیٰ نے عموماً اور فضلا وکملائے خاندان اقدس نے خصوصاً اس نائرہ بائرہ کی اطفا میں سعی جمیل وکوشش جلیل فرمائی۔

بالخصوص حضرت فخر دودمانِ نامی، زینت خاندان سامی، عمدۃ الاولیا، زبدۃ الاصفیا، قبلہ و کعبۂ مطلق، پیرومرشد برحق حضرت سیدنا وسندنا سید ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب دام ظلہم العالی نے رسائل جلائل دلیل الیقین من کلمات العارفین و العسل المصفی فی عقائد

أرباب سنة المصطفى ورسالہ 'سوال وجواب' میں تحقیق بالغ وتدقیق بازغ منتہی کو پہنچائی اور اُس کے مطابق متعدد صاحبزادگانِ خاندان عالی شان نے تحریرات وتصدیقات فرمائیں کہ فقیر نے آخر رسالہ 'تنبیه الاشرار المفترین علی الاخیار' میں سرمۂ انظار اولی الابصار بنائیں۔ باقی حضرات عالیہ سجادہ نشینانِ خانقاہ عالم پناہ ودیگر صاحبزادگان دودمان فلک جاہ کی قلمی ودستخطی تحریرات شریفہ وتصدیقات منیفہ سے یہ پرچہ مرتب اور بنام 'خزائن برکاتیہ' (۱۳۰۶ھ) ملقب کرتا ہے۔

وَمَا تَوۡفِيۡقِىۡ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ وَاِلَيۡهِ اُنِيۡبُ

عبدہ غلام صدیق معروف بہ غلام شبر قادری
برکاتی ابوالحسینی عفا الله عنه سيأته

☆☆☆

حضرت سید شاہ محمد صادق قادری مارہروی

برادرزادہ وخلیفہ حضور خاتم الاکابر

رسائل العسل المصفی و'دلیل الیقین' و'سوال وجواب' میں بحسب تحقیق حضرات جمہور اہل سنت والجماعت رحمہم اللہ تعالیٰ جو مسئلہ افضلیت حضرت افضل الاولیا، اکرم الاصحاب، خیر البشر بعدالانبیاء بالتحقیق سیدنا ومولانا امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مندرج ہے مطابق ہے ارشادات عالیہ حضرات امام الصوفیۃ الکرام سیدالاولیاء العظام حضرت سیدنا ومولانا مولیٰ علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی ودیگر ائمہ شریعت و مالکان ازمہ طریقت کے اور یہی عقیدہ فقیر اور تمامی اکابر و اسلاف کرام فقیر کا ہے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ۔ پس جو شخص کہ ہمارے اسلاف کے عقائد کو مخالف عقائد مندرجہ کتب مذکورہ بتاتا ہے بلاشبہ وہ مفتری ہے اور مخالف جماہیر ائمہ ظاہر و باطن ہے۔

سید محمد صادق عفا اللہ عنہ

سجادہ نشین درگاہ عالم پناہ برادرزادۂ حقیقی حضور پرنور سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ

العبد سید محمد جعفر حسین چشتی قادری برکاتی خلیفہ و برادرزادہ حضور پرنور ممدوح روح اللہ روحہ

العبد فقیر محمد عسکری خادم درگاہ معلیٰ برادرزادۂ حقیقی حضور پرنور موصوف نوراللہ مرقدہ بقلم خود

☆☆☆

حضرت سید شاہ ظہور حسین قادری مارہروی

صاحبزادہ وجانشین حضور خاتم الاکابر

بموجب مذہب اہل سنت و جماعت کے اعتقاد مناقب کاملہ اور فضائل خاصہ جناب خاتم الخلفاء، امام الاولیا حضرت مولیٰ علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عین ایمان ہے اور عقیدہ افضلیت افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی اتباع جناب امیر علیہ السلام اور اجماع جمہور صحابہ کرام کے واجب الایقان ہے۔ ائمہ شریعت و اکابر طریقت نے اس کی تصریح فرما دی ہے۔ چناں چہ سبع سنابل وتحفۂ اثناعشریہ وغیرہ سے بخوبی ثابت ہے۔ میرا اور میرے اسلاف کا یہی عقیدہ ہے جو کوئی میری طرف نسبت مخالفت جمہور اہل سنت کی کرے وہ کاذب ہے۔ فقط

فقیر ظہور حسین عرف چھٹو میاں بقلم خود

زیب سجادہ معلائے برکاتی احمدی صاحبزادۂ حضور پرنور ممدوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سید شاہ ابوالحسن علی عرف میر صاحب

مرید وخلیفہ ونبیرۂ خاتم الاکابر

ہیچ ولی بدرجۂ ہیچ پیغامبرے نرسد زیرا کہ امیر المومنین ابوبکر بحکم حدیث بعد پیغمبراں علیہم الصلوٰۃ والسلام از ہمہ اولیا برتر ست واو بدرجۂ ہیچ پیغامبرے نرسید بعداو امیر المومنین عمر بن الخطاب ست وبعداوامیر المومنین عثمان بن عفان ست بعداوامیر المومنین علی ابن ابی طالب ست رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ کسے کہ امیر المومنین علی راخلیفہ نداند از خوارج ست وکسے کہ اورا بر امیر المومنین ابوبکر وعمر تفضیل کند اواز روافض ست۔

سبع سنابل عن تیسیر الاحکام للقاضی شہاب الدین الدولت آبادی۔

ازایں جابایددانست کہ در جہان نہ ہمچو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیرے خواہد شد ونہ ہمچوابوبکر مریدے ہویدا گشت۔

دوم فرقۂ شیعہ تفضیلیہ کہ جناب مرتضوی رابر جمیع صحابہ تفضیل می دادند وایں فرقہ از ادنیٰ تلامذۂ آں لعین شدند وشمہ از وسوسۂ اوقبول کردند وجناب مرتضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ درحق ایں ہا تہدید فرمود کہ اگر کسے راخواہم شنید کہ مرابر شیخین تفضیل می دہد اوراحد افترا کہ ہشتاد چابک ست خواہم زد۔ (تحفۂ اثنا عشریہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی)

عقیدۂ عاجز حسب اعتقاد جمہور اہل سنت اور موافق اپنے اجداد وجناب والد ماجد صاحب مدظلہ العالی کے ہے، جس کی عبارت بالاتحریر ہے۔

سید ابوالحسن علی عرف میر صاحب بقلم خود
نبیرہ وخلیفۂ حضور پُر نور ممدوح اطاب اللہ ثراہٗ

☆☆☆

حضرت سید شاہ ابوالقاسم حاجی اسمٰعیل حسن مارہروی

حضرت امام المشائخ والاولیا، سید العارفین الاصفیا مولانا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ پر تفضیل جناب افضل الاصحاب امام المشاہدین صدیق اکبر وجناب ناطق بالصواب امام المجاہدین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں میرا اور میرے سب اسلاف کرام کا عقیدہ موافق تشریح وتصریح حضرات

مشائخ عظام وعلمائے اعلام جمہور اہل سنت و جماعت کے وہی ہے جو مطابق عقائد خاندان ہدایت نشان برکاتیہ کے جناب برادر صاحب میاں صاحب قبلہ نے 'دلیل الیقین' ورسالہ العسل المصفی وغیرہ میں تحقیق فرمایا ہے جو کوئی شخص ہم کو عقائد حقہ جمہور اہل سنت میں خصوصاً عقیدۂ افضلیت جناب خیر البشر بعد الانبیاء بالتحقیق میں مخالف جمہور اہل سنت بتاتا ہے وہ خود مخالف جمہور ہے اور مفتری ہے۔ جیسا کہ 'سبع سنابل' اور 'شرح نزہۃ الارواح' وغیرہ سے ظاہر ہے۔

حضور پُر نور سیدنا و مولانا شمس الملۃ والدین ابوالفضل آل احمد اچھے میاں صاحب مارہروی قدس سرہٗ الشریف کی ملاحظہ و اصلاح فرمودہ جلد عقائد 'آئین احمدی' جو ہمارے پاس موجود ہے اور جا بجا اُس پر حضور اقدس نے اپنے قلم مبارک سے بطور تحشیہ و اصلاح رقم فرمایا ہے اِس مقام پر اُس کی عبارت واسطے تنبیہ و دفع اوہام مخالفین مفترین کے نقل کی جاتی ہے۔

> در کتب معتبرۂ عقائد مذکور ست کہ اگر قائل شود بہ تسویہ خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و تفضیل نمی دہد ایشاں را بر قدر ترتیب ایشاں در خلافت وے مبتدع ست باخف بدعت از تفضیلی و امر ایں مبتدعاں اگر چہ از امر کافر اخف است ولیکن امر انکار وے در دنیا اشد ست از انکار بر کافر زیرا کہ شر کافر متعدی نیست بدیگرے زیرا کہ چوں مسلمان اعتقاد بر کفر او نمی کنند التفات نمی نمایند قول او را بخلاف مبتدع کہ او دعوئ اسلام می کند و گمان می برد کہ معتقد وے حق ست و ایں سبب غوایت خلق ست و شرا و متعدی است بر مسلمان۔ و خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ و غیر ایشاں از بزرگان اولیا گفتہ اند کہ خلت عبارت ست از دو مقام یکے نہایت مرتبہ محبی و دیگرے نہایت درجات و مراتب محبوبی و ہیچ کس را با حضرت رسالت ﷺ دریں مرتبہ شرکت نیست و مقام محمود مشعر بایں نہایت و آں درجہ کمال ست و آں کہ فرمودہ اند اگر کسے را دریں مقام خاص با من شرکت بودے ابوبکر را رضی اللہ عنہ بودے۔ ایں دلیل ست بر آں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بکسب ولایت و علم باطن کہ علم باللہ است اکمل و اعظم و افضل و اعلم اولیائے امت ست بلکہ اکمل ہمہ صدیقان ست

بعد از پیغمبراں وصدیق اکبرست وکبرائے اہل بصیرت را قدس اللہ ارواحہم
بریں معنی اجماع ست وایں معنی بکلی دفع خیال کسانے می کند کہ برخلاف ایں
اعتقاد دارند وافضلیت وے را بروجہ دیگر تاویل می کنند۔ فقط

السید محمد اسماعیل حسن ابوالقاسم ملقب بہ شاہ جی
خلیفہ ونبیرۂ حضور پرنور ممدوح اعلی اللہ ذکرہ

☆☆☆

حضرت سید شاہ حسین حیدر برکاتی مارہروی
نواسہ وخلیفہ خاتم الاکابر، تلمیذ تاج الفحول

.................لهم العبد ان يزرع فى مزرع الخلد حبة الحمد و اصبها بوابل فنبتت سبع سنابل فى كل سنبلة مائة حبة و صل و سلم على حبيبك المصطفى و اله الشرفاء و صحبه اللطفاء سادات العرفاء و سائر الاحبة آمين

سبع سنابل مزرع شریعت اعنی نصوص صریحۂ قرآن وحدیث ودلائل مستنبطۂ قدیم وحدیث واجماع صحابہ وتابعین واقوال ائمہ مجتہدین واولیائے کاملین وعلمائے دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا دانہ دانہ سچی شہادت کے روشن موتیوں سے چمک رہا ہے کہ حضرات خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بعد الانبیاء والمرسلین افضل البشر وسردار وسرور جملہ محبوبان حضرت جلیل اکبر ہیں جل و علا و سبحانه و تعالىٰ اوران میں اجل وافضل، اکرم واکمل حضرات شیخین وزیرین رضی عنہما رب المشرقین۔

حضرات عالیہ مشائخ کرام خاندان برکاتیہ قدست اسرارہم وتمام اسلاف فقیر اس عقیدے اور جمیع عقائد میں موافق اہل سنت وجماعت ہیں اور خود کیوں کر ممکن کہ معاذ اللہ اولیائے امت وصلحائے ملت پر مخالفت عقیدۂ رشیدہ کی تہمت رکھیں ولكن من لم يجعل الله له نورا فما له من نور۔

'سبع سنابل' حضرت جدنا ومرشدنا سیدنا وسندنا حضرت میر عبدالواحد بلگرامی عطر الله ذكرهٗ السامی سے 'فص الکلمات' حضرت اسد الواصلین، سید الکاملین، محبوب العاشقین سیدنا شاہ حمزہ صاحب مارہروی قدس اللہ سرہٗ القوی تک اس معنی کی وہ قاہر تصریحیں، باہر تشریحیں ملیں گی جس کے بعد حق کو نہیں مگر وثوق اور باطل کے لیے نہیں مگر زہوق والحمد لله رب العالمين ۔

فقیر نے حضور پُرنور آقائے نعمت، دریائے رحمت حضرت جدی ومرشدی حضرت سید شاہ آلِ رسول احمدی علیہ الرضوان السرمدی سے یہ مسئلہ پوچھا ارشاد فرمایا ''تفضیل شیخین قطعی ہے'' اور حضور کو بارہا فرماتے سنا کہ ''ہمارے مشائخ عظام واساتذۂ کرام کا مسلک یہی ہے''۔

اسی طرح حضرت اخی المعظم، عالم سلالۃ الواصلین الکرام، نقاوۃ الکاملین العظام حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قبلہ دام ظلہم نے حضور پُرنور سے تحقیق کیا اور اپنی تصانیف جلیلہ دلیل الیقین من کلمات العارفین و العسل المصفی وسوال وجواب میں اُسے بروجہ اتم رنگ تفصیل دیا۔جزاہ اللہ تعالی خیر جزاء

ہمارے اکابر کے کلمات علیہ نہ صرف اجمالاً تفضیل شیخین ظاہر فرماتے ہیں، بلکہ بکمال تفصیل مناط تفضیل قرب بارگاہ واکرمیت عنداللہ و مدارج کرامت ومعارج ولایت بتاتے ہیں۔ان غلامان حضرت ساقی کوثر کی انجمن ہدایت مامن معاذ اللہ مذاق چشان صہبائے عیاری کی بزم طراری نہیں جس میں بادۂ گل رنگ عیاران شوخ وشنگ کی ہوش ربا ترنگ اپنی امنگ میں دلیل یقین وکلمات عارفین سے برسر جنگ ہو یا تلخ مذاقی ساغر ساقی جدال و ناچاقی عسل مصفائے آیات باصفا واحادیث مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل الثنا وارشادات عالیۂ حضرت امام الاولیاء، سید العرفا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی سے شکستہ رنگ اگر خدارا انصاف دے قرآن وحدیث میں اکرم عنداللہ وخیرالاولین والآخرین وخیر اہل السموات والارضین وغیرہا کلمات جلیلہ کا مبنیٰ صرف ظاہری خلافت وملک گیری وسیاست کو ٹھہرانا حقیقتاً منصب رفیع وعظیم وجلیل وکریم ولایت و معرفت حضور شاہ ولایت کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو گھٹانا ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے دوسری ایسی ظاہری باتوں پر یوں اکرم وافضل وبہتر واجل قرار پاتے ہیں۔

حق تعالیٰ ہدایت بخشے اور حضرت اسد اللہ الغالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غضب وعتاب ودرۂ عقاب سے دنیا وآخرت میں محفوظ رکھے آمین۔

فقیر سید حسین حیدر برکاتی

خلیفہ ونبیسہ حضور پُرنور ممدوح برد اللہ مضجعہٗ

☆☆☆

شجرۂ اخلاف سید لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ (ص:39)
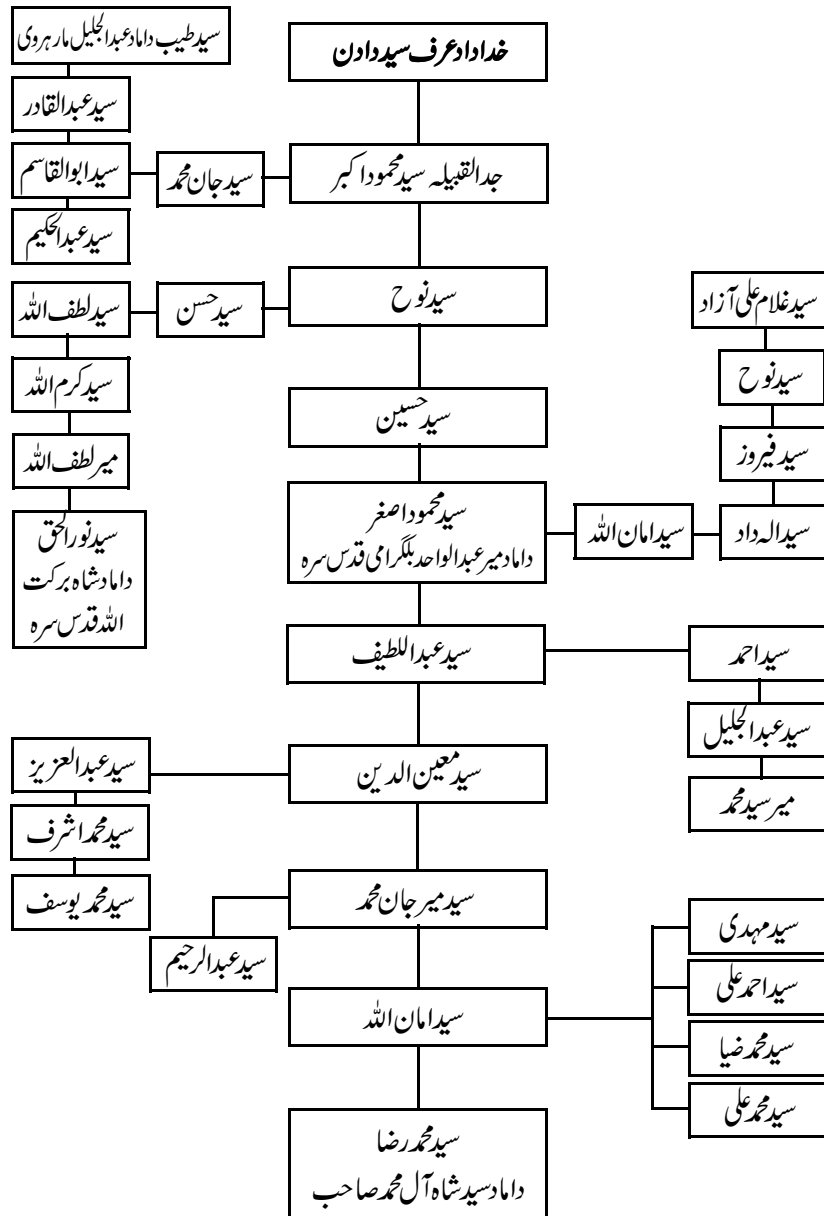
شجرۂ اولاد سید حامد رحمۃ اللہ علیہ (ص:39)

شجرۂ اخلاف میر سید فیروز رحمۃ اللہ علیہ (ص:51)
سید مرتضیٰ
سید مصطفیٰ
سید عبدالرحمٰن
سید سعد اللہ
سید دیوان
سید داؤد
سید محمد
سید فیض اللہ
سید ہاشم
سید محمد
سید عبدالواحد
سید رفیق علی
سید غلام محی الدین
سید ابراہیم
سید تاج الملوک
سید اولاد علی
سید تاج العلی عرف دنیا روشن
سید بیدار بخت
سید سلطان علی
سید حکیم الرحمٰن

شجرۂ اخلاف میر سید طیب بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ (ص:51)
سید عبدالرحیم
سید میر عبدالواحد اصغر
سید عبدالنبی
سید عبدالکریم
سید عبداللہ
سید حامد
سید محمد سعید
سید عالم
سید محمد زاہد
سید نعمت اللہ
سید محمد حافظ
سید سیف الدین
سید شاہ غلام اخی
سید شاہ غلام مخدوم
سید امیر حیدر
سید ابن حسن
سید یونس حسن
سید طیب
سید دین محمد
سید محمد زاہد
سید ابن حسین
سید کریم اللہ
سید محبّ اللہ
سید مربی
سید عبدالجلیل
سید لطف اللہ
سید علاؤ دین
سید تاج دین
سید مسیح اللہ
سید ابراہیم
سید جمال الدین
سید عظیم اللہ
سید سبحانی
سید سعید الدین
سید محمد فاضل
سید سردار علی
سید خورشید علی
سید اسحاق حسن
سید فاروق حسن
سید آل حسین
سید علی حسین
سید آل احمد

شجرۂ اخلاف میر سید عبدالجلیل بلگرامی قدس سرہٗ (ص:52)

شجرۂ اخلاف سید شاہ نجات اللہ مارہروی قدس سرہٗ (ص:61)
سید شاہ امام عرف شاہ گدا
بنت (منسوبہ شاہ حقانی صاحب)
سید شاہ مقبول عالم عرف شاہ سوندھا
سید برکات بخش عرف شاہ بھکاری
سید شاہ فقیر
بنت (زوجہ سید آل امام عرف جمال میاں)
بنت (زوجہ شاہ بھکاری صاحب)
سید مخدوم عالم عرف سید شاہ پیارے
سید شاہ امیر
سید صاحب عالم
سید سلطان عالم
بنت (زوجہ سید شاہ عالم)
سید شاہ برکات حسن
بنت (زوجہ سید آل احمد ولد سید آل امام صاحب)
سید محمد حسن
سید مجتبیٰ حسن
سید شاہ علی حسن
بنت (زوجہ سید شاہ عالم صاحب)
بنت (زوجہ سید احمد صاحب)
بنت (زوجہ سید احمد صاحب)
بنت (زوجہ نواب محمد تقی خاں صاحب)
سید جان عالم
سید سید عالم
سید خورشید عالم
سید نور عالم
سید شاہ عالم
سید مقبول عالم
سید مخدوم عالم
سید افتخار عالم

شجرۂ اخلاف سید شاہ نجات اللہ مارہروی قدس سرہٗ (ص:61)
از زوجه واحده
سید جمال علی عرف کلو میاں
سید سردار علی عرف سلو میاں
سید ملہو میاں
سید مدد رسول لالا میاں
سید رحم رسول بالا میاں
سید عنایت رسول ننھے میاں
سید عطا رسول
سید حمایت رسول
سید شرف رسول
سید کرم رسول
سید فیض رسول
سید عبدالرزاق
سید گلزار احمد
سید مظہر علی
سید اولاد احمد
سید علی اظہر
سید وزیر علی
بنت زوجہ حکیم خادم علی
سید فدا رسول
حکیم عبدالاحد
حکیم عبدالواحد
از زوجه واحده
سید حافظ علی رضا (لاولد)
سید نور زماں (لاولد)
از زوجه واحده
سید احمد اللہ (لاولد)
از زوجه واحده
سید مہر علی
سید ببّن علی عرف بدلے میاں

شجرۂ اولاد حضرت سید آل حسین عرف سچے میاں قدس سرہٗ (ص:101)
نواب سید محمد سعید خاں صاحب
بنت زوجہ میر ابو محمد صاحب بلگرامی
بنت زوجہ سید آل امام جما میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ
نواب سید محمد تقی خاں صاحب
بنت زوجہ سید اولاد حسین خلف سید آل امام صاحب
نواب سید صالح محمد خاں صاحب
نواب سید محمد محسن خاں صاحب
بنت زوجہ سید جان عالم ابن سید خورشید عالم صاحب
نواب سید محمد اکبر خاں صاحب
نواب سید اولاد محمد خاں صاحب
نواب سید محمد روشن خاں صاحب
بنت زوجہ سید محمد صالح صاحب
بنت زوجہ سید محمد محسن صاحب

شجرۂ اخلاف حضرت آل امام جما میاں رحمۃ اللہ علیہ (ص:102)
سید اولاد حسین صاحب
سید ابن امام صاحب
سید آل محمد صاحب
سید عبد الجلیل
سید ابراہیم
بنت زوجہ سید مجتبیٰ حسن
سید آل برکات
سید آل سجاد
بنت زوجہ سید محمد روشن
بنت زوجہ سید آل برکات
بنت زوجہ سید عبد الجلیل
سید آل احمد
سید آل سعید
سید احمد سعید
سید محمد سعید
بنت زوجہ سید آل برکات

شجرۂ اخلاف حضرت سید شاہ اولاد رسول رحمۃ اللہ علیہ (ص:103)
سید محمد صادق صاحب
سید محمد باقر صاحب
سید محمد جعفر صاحب
سید محمد عسکری صاحب
بنت زوجہ سید حسین
بنت زوجہ سید شاہ ظہور حسین
بنت زوجہ حاجی سید عبداللہ
بنت زوجہ سید حسین صاحب
سید شاہ حامد حسن صاحب
بنت زوجہ سید شاہ ظہور حیدر صاحب
بنت زوجہ سید آل حسن صاحب
بنت زوجہ سید آل حسین صاحب
بنت زوجہ سید محمد یعقوب صاحب
سید آلِ نبی صاحب
بنت زوجہ سید اسحاق حسن صاحب
بنت زوجہ سید یعقوب حسین صاحب
حاجی سید اسماعیل حسن صاحب
سید ادریس حسن صاحب
بنت زوجہ سید نور احمد صاحب
بنت زوجہ سید حسین حیدر صاحب
بنت زوجہ سید ابوالحسن صاحب
بنت زوجہ سید حامد حسن صاحب
بنت زوجہ سید ابراہیم صاحب
سید محمد عالم صاحب
بنت زوجہ سید ارتضا حسین صاحب
بنت زوجہ سید اقبال حسن صاحب
بنت زوجہ سید شاہ مہدی حسن صاحب
بنت زوجہ سید آل عبا صاحب

شجرۂ اخلاف سید شاہ غلام محی الدین عرف میر عالم حسین رحمۃ اللہ علیہ (ص:103)
سید نور الحسن صاحب
بنت زوجہ سید محمد صادق صاحب
سید نور المصطفیٰ صاحب
سید حسین حمزہ صاحب
بنت زوجہ سید یوسف حسن
بنت زوجہ سید حافظ علی حسین
بنت زوجہ سید محمد عسکری
سید نور احمد صاحب
سید ارتضا حسین صاحب
بنت زوجہ سید فقیر عالم صاحب
جما میاں صاحب
بنت زوجہ سید حسین حمزہ صاحب
حاجی سید یوسف حسن صاحب
بنت زوجہ حاجی اسماعیل حسن صاحب
سید ایوب حسن صاحب
بنت زوجہ سید ادریس حسن
سید بشیر عالم صاحب
سید ظہیر عالم صاحب

شجرۂ اولاد بنات حضور سید آل برکات ستھرے میاں رحمۃ اللہ علیہ (ص:105)
بنت زوجہ سید ببر علی صاحب
بنت زوجہ سید انوار حسین صاحب
بنت زوجہ سید غلام مخدوم صاحب
بنت زوجہ سید امیر علی صاحب
بنت زوجہ سید دلدار حیدر صاحب
حاجی سید عبد اللہ صاحب
سید غلام دستگیر صاحب
سید سردار علی صاحب
سید خورشید علی صاحب
سید امیر حیدر صاحب
حکیم سید آل حسین صاحب
سید علی حسین صاحب
سید یعقوب حسین صاحب
سید اسحاق حسن صاحب
سید فاروق حسن صاحب
سید ابن حسن صاحب
سید فضل حسین صاحب
بنت زوجہ سید محمد باقر صاحب
بنت زوجہ سید محمد ابراہیم صاحب
سید یونس حسن صاحب
سید محمد محسن صاحب
سید محمد احسن صاحب
سید حسین صاحب
سید محمد باقر صاحب
سید حاجی علی صاحب
سید ابن حیدر صاحب
سید سجاد حسین صاحب
بنت زوجہ سید شاہ ظہور حسن صاحب
سید محمد حیدر صاحب
سید ذوالفقار حیدر عرف سید حسین
بنت زوجہ حضرت شاہ مہدی حسن صاحب
سید ظہور حیدر صاحب
سید حسین حیدر صاحب

شجرۂ اخلاف حضور خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ (ص:119)

شجرۂ اولاد سید شاہ ظہور حسن قدس سرہٗ از زوجہ ثانیہ (ص:120)